تنظیم المدارس (اہلِ سنت)، پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق

سوالیہ پرچہ کے ساتھ

برائے طلباء

نورانی گائیڈ

حل شدہ پرچہ جات

درجہ عالیہ

1

مفتی محمد احمد نورانی دامت برکاتہم عالیہ

شبیر برادرز
اردو بازار ○ لاہور

H_M_Hasnain_Asadi

درس نظامی کے طلباء وطالبات کے لیے

خوشخبری

الحمدللہ نورانی گائیڈز اپڈیٹ کردی گئی ہیں

2014 سے 2020 تک کے تمام حل شدہ پرچہ جات

برائے طلباء

نورانی گائیڈ

PDF

Read Online

Download PDF

پبلشر

حافظ محمد حسنین اسدی +923145879123

ترتیب

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2016ء

☆ پرچہ اوّل: تفسیر واصول تفسیر	۵	☆ پرچہ دوم: حدیث واصول حدیث	۱۲
☆ پرچہ سوم: اصولِ فقہ	۱۸	☆ پرچہ چہارم: فقہ	۲۲
☆ پرچہ پنجم: ادب عربی وبلاغت	۲۶	☆ پرچہ ششم: عقائد ومنطق	۳۱

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2017ء

☆ پرچہ اوّل: تفسیر واصول تفسیر	۳۶	☆ پرچہ دوم: حدیث واصول حدیث	۴۳
☆ پرچہ سوم: اصولِ فقہ	۴۸	☆ پرچہ چہارم: فقہ	۵۴
☆ پرچہ پنجم: ادب عربی وبلاغت	۵۹	☆ پرچہ ششم: عقائد ومنطق	۶۵

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2018ء

☆ پرچہ اوّل: تفسیر واصول تفسیر	۷۲	☆ پرچہ دوم: حدیث واصول حدیث	۸۰
☆ پرچہ سوم: اصولِ فقہ	۸۷	☆ پرچہ چہارم: فقہ	۹۵
☆ پرچہ پنجم: ادب عربی وبلاغت	۱۰۱	☆ پرچہ ششم: عقائد ومنطق	۱۰۸

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2019ء

☆ پرچہ اوّل: تفسیر واصول تفسیر	۱۱۶	☆ پرچہ دوم: حدیث واصول حدیث	۱۲۵
☆ پرچہ سوم: اصولِ فقہ	۱۳۳	☆ پرچہ چہارم: فقہ	۱۳۹
☆ پرچہ پنجم: ادب عربی وبلاغت	۱۴۶	☆ پرچہ ششم: عقائد ومنطق	۱۵۲

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2020ء

☆ پرچہ اوّل: تفسیر واصول تفسیر	۱۶۲	☆ پرچہ دوم: حدیث واصول حدیث	۱۶۹
☆ پرچہ سوم: اصولِ فقہ	۱۷۷	☆ پرچہ چہارم: فقہ	۱۸۴
☆ پرچہ پنجم: ادب عربی وبلاغت	۱۹۲	☆ پرچہ ششم: عقائد ومنطق	۱۹۹

H_M_Hasnain _ Asadi

عرضِ ناشر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ!

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

ہمارے ادارہ کے قیام کے بنیادی مقاصد میں سے ایک یہ بھی تھا کہ قرآن کریم کے تراجم وتفاسیر، کتب احادیث نبوی کے تراجم وشروحات، کتب فقہ کے تراجم وشروحات کتب درس نظامی کے تراجم وشروحات اور بالخصوص نصاب تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کے تراجم وشروحات کو معیاری طباعت اور مناسب داموں میں خواص وعوام اور طلباء وطالبات کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ مختصر عرصہ کی مخلصانہ سعی سے اس مقصد میں ہم کس حد تک کامیاب ہوئے ہیں؟ یہ بات ہم قارئین پر چھوڑتے ہیں۔ تاہم بطور فخر نہیں بلکہ تحدیث نعمت کے طور پر ہم اس حقیقت کا اظہار ضرور کریں گے کہ وطن عزیز پاکستان کا کوئی جامعہ، کوئی لائبریری، کوئی مدرسہ اور کوئی ادارہ ایسا نہیں ہے جہاں ہماری مطبوعات موجود نہ ہوں۔ فالحمد للہ علٰی ذٰلک

علوم وفنون کی اشاعت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ طلباء وطالبات کی آسانی اور امتحان میں کامیابی کے لیے تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کے سابقہ پرچہ جات حل کر کے پیش کیے جائیں۔ اس وقت ہم "نورانی گائیڈ (حل شدہ پرچہ جات)" کے نام سے تمام درجات کی طالبات کے لیے علمی تحفہ پیش کر رہے ہیں، جو ہمارے قلمی معاون جناب مفتی محمد احمد نورانی صاحب کے قلم کا شاہکار ہے۔ نصابی کتب کا درس لینے کے بعد اس حل شدہ پرچہ جات کا مطالعہ سونے پر سہاگہ کے مترادف ہے اور یقینی کامیابی کا ضامن ہے۔ اس کے مطالعہ سے ایک طرف تنظیم المدارس کے پرچہ جات کا خاکہ سامنے آئے گا اور دوسری طرف ان کے حل کرنے کی عملی مشق حاصل ہوگی۔ اگر آپ ہماری اس کاوش کے حوالے سے اپنی قیمتی آراء دینا پسند کریں، تو ہم ان آراء کا احترام کریں گے۔

آپ کا مخلص: شبیر حسین

تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

سالانہ امتحان شهادة العالية (بی اے)

سال اوّل برائے طلباء سال ۱۴۳۶ھ/2015ء

﴿پہلا پرچہ: تفسیر واصول تفسیر﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: حصہ اوّل کا پہلا سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو حل کریں جبکہ حصہ دوم سے کسی ایک سوال کا حل مطلوب ہے۔

حصہ اول: تفسیر

سوال نمبر1: واذكر اذقال ابراهيم لابيه وقومه انني براء ای بریٔ مما تعبدون الا الذی فطرنی خلقنی فانه سیهدین یرشدنی لدینه

(الف) عبارت مذکورہ پر حرکات وسکنات لگائیں اور ترجمہ وتشریح کریں؟ (۱۵)

(ب) براء کون سا صیغہ ہے نیز "الا الذی" میں استثناء کون سا ہے؟ ۱۰

(ج) ۱- اذقال سے پہلے اذکر نکال کر کیا اشارہ کیا؟ ۲- اذکر کا مخاطب کون ہے؟

۳- لابیه سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ہیں یا چچا؟ اور کیوں؟ ۱۵

سوال نمبر2: فاقبلت امرته سارة فی صرة صحیة حال ای جاءت صائحة فصکت وجهها لطمته وقالت عجوز عقیم لم تلدقط۔

(الف) ترجمہ وتشریح کریں؟ ۸

(ب) درج ذیل امور کی وضاحت کریں؟ ۱۲

H_M_Hasnain_Asadi

۱-سارۃ کی "ر" مخفف ہے یا مشدد؟ ۲-آپ نے اپنے چہرے پر طمانچہ کیوں مارا؟
۳-"عجوز عقیم" ترکیب میں کیا بنتا ہے؟

سوال نمبر3: ومریم عطف علی امرءۃ فرعون ابنۃ عمران التی احصنت فرجها حفظته فنفخنا فيه من روحنا ای جبريل حيث نفخ في جيب درعها بخلق الله الوصل الى فرجها فحملت بعيسىٰ .

(الف) عبارت مذکورہ کا ترجمہ تحریر کریں؟ ۸

(ب) اغراض مفسر بیان کریں؟ ۱۲

سوال نمبر4: فقال لهم رسول الله صالح ناقة الله ای ذروها وسقيها وشربها في يومها وكان لها يوم ولهم يوم .

(الف) عبارت مذکورہ کا ترجمہ کریں "ای ذروها" سے کیا اشارہ کیا گیا ہے؟ ۱۰

(ب) ذروها کون سا صیغہ ہے؟ ہفت اقسام میں کیا ہے؟ اس کی اصل بتائیں؟ "وسقیاھا" کا عطف کس پر ہے؟ (۱۰)

حصہ دوم: اصول تفسیر

سوال نمبر5: قرآن پاک نے چار گمراہ فرقوں (مشرکین، یہود، نصاریٰ، منافقین) کے ساتھ مخاصمہ کس طرح کیا؟ تفصیل سے لکھیں؟ (۲۰)

سوال نمبر6: قرآن پاک کا اسلوب اور انداز کیسا ہے؟ ناسخ ومنسوخ بیان کریں؟ (۲۰)

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2015ء

﴿پہلا پرچہ: تفسیر واصول تفسیر﴾

حصہ اول: تفسیر

سوال نمبر1: وَاذْكُرْ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ اَيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ o اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ خَلَقَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ o يُرْشِدُنِيْ لِدِيْنِهٖ

(الف) عبارت مذکورہ پر حرکات وسکنات لگائیں اور ترجمہ وتشریح کریں؟

(ب) براء کون سا صیغہ ہے نیز "الا الذی" میں استثناء کون سا ہے؟

(ج) ۱-اِذْ قَالَ سے پہلے اُذْكُرْ نکال کر کیا اشارہ کیا؟ ۲-اُذْكُرْ کا مخاطب کون ہے؟

۳-لابیہ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ہیں یا چچا؟ اور کیوں؟

جواب: (الف) ترجمۃ العبارت: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ ذیل میں ملاحظہ کریں:

"اور یاد کرو جب (حضرت) ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ (چچا) اور اپنی قوم سے فرمایا: بے شک میں بری ہوں اس سے جس کی تم عبادت کرتے ہو مگر وہ ذات جس نے مجھے پیدا کیا۔ پس بے شک وہ جلد ہی اپنے دین کی طرف میری راہنمائی کرے گا۔"

(ب) براء صیغہ: یہ مصدر کا صیغہ ہے۔

الا الذی میں استثناء: اس استثناء میں دونوں احتمال ہو سکتے ہیں۔

اِنَّهُمْ كَانُوْ يَعْبُدُوْنَ الْاَصْنَامَ پر محمول کریں تو یہ استثناء منقطع ہوگا۔

اگر اَنَّهُمْ كَانُوْا يُشْرِكُوْنَ مَعَ اللهِ الْاَصْنَامَ پر محمول کریں تو یہ استثناء متصل ہوگا۔

H_M_Hasnain_Asadi

بعض نے اِلَّا کو صفتی یعنی غیر کے معنیٰ میں بنایا ہے۔

(ج) اذکر مقدر کی وجہ: اُذْکُرْ مقدر نکال کر اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ اِذْ قَالَ الخ کا عامل مقدر ہے اور وہ اُذْکُرْ ہے۔

اُذْکُرْ کا مخاطب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ہے۔

لِاَبِیْہِ سے مراد: اَبٌ سے مراد آپ کے چچا ہیں کہ وہ بت پرست تھا، آپ کے والد نہیں، کیونکہ تمام انبیاء کے والدین کریمین موحد ہوئے ہیں۔

سوال نمبر 2: فاقبلت امرته سارة فی صرة صحیحة حال ای جاءت صائحة فصکت وجهها لطمته وقالت عجوز عقیم لم تلدقط .

(الف) ترجمہ وتشریح کریں؟

(ب) درج ذیل امور کی وضاحت کریں؟

۱- سارۃ کی "ر" مخفف ہے یا مشدد؟ ۲- آپ نے اپنے چہرے پر طمانچہ کیوں مارا؟

۳- "عجوز عقیم" ترکیب میں کیا بنتا ہے؟

جواب: (الف) ترجمہ: آپ کی بیوی یعنی سارہ چیخ و پکار کی حالت میں آئی پس اپنے چہرے پر طمانچہ مارا اور کہا: میں بوڑھی ہوں کبھی اولاد کو جنم نہیں دے سکتی۔

تشریح: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بہت سے انعام فرمائے۔ بذریعہ وحی آپ علیہ السلام کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش کی بھی خوشخبری دی گئی اور یہ بھی ایک بہت بڑا فضل اور انعام ہے، حالانکہ آپ اور آپ کی زوجہ محترمہ حضرت سارہ بڑھاپے کی عمر کو پہنچ چکی تھیں۔ آپ کی بیوی صاحبہ بانجھ ہو چکی تھیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے بچے کی خوشخبری دی تو یہ سن کر آپ حیران ہو گئیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی چیز محال نہیں وہ ہر شئی پر قادر ہے۔ چنانچہ حسب وعدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیٹا عطا فرمایا۔

(ب) سارہ کی را: سارہ کی را مشدد ہے۔

طمانچہ مارنے کی وجہ: اظہار تعجب کے لیے اپنے چہرہ مبارک پر طمانچہ مارا۔

عجوز عقیم کی ترکیب: موصوف اور صفت مل کر خبر ہیں مبتدا محذوف کی جو کہ "انــا"

ہے۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

سوال نمبر 3: ومریم عطف علی امرءة فرعون ابنة عمران التی احصنت فرجها حفظته فنفخنا فيه من روحنا ای جبریل حیث نفخ فی جیب درعها بخلق الله فعله الوصل الی فرجها فحملت بعیسیٰ .

(الف) عبارت مذکورہ کا ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) اغراض مفسر بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمة العبارة: اور مریم (اس کا عطف امرأۃ فرعون پر ہے) جو عمران کی بیٹی ہیں، جنہوں نے اپنی عصمت کی حفاظت فرمائی۔ پس ہم نے اس میں اپنی طرف سے روح پھونکی یعنی حضرت جبریل علیہ السلام نے ان کے گریبان میں پھونکا تو اللہ تعالیٰ نے وہ پھونک ان کی عصمت تک پہنچادی۔ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حاملہ ہو گئی۔

(ب) اغراض مفسر: علامہ مفسر نے عطف علی امرأة فرعون نکال کر اس کی ترکیب نحوی بیان فرمادی کہ اس کا عطف امرأة فرعون پر ہے، اور یہ بھی اسی عامل کا معمول ہے جو امرأة فرعون کا ہے۔ قصہ کا قصہ پر عطف کی طرف اشارہ کر دیا۔ حفظته سے غرض ایک تو احصنت کا آسان معنی بیان کرنا ہے اور دوسرا اس بات کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ احصنت چونکہ باب افعال سے اور باب افعال متعدی ہو کر استعمال ہوتا ہے لیکن اس جگہ لازم ہو کر استعمال ہے۔ ای جبریل سے ایک سوال مقدر کا جواب دینا مقصود ہے۔ سوال یہ ہے کہ اللہ پھونک مارنے سے پاک ہے، پھر مذکورہ آیات مبارکہ کا کیا مطلب ہوا؟ اس کا جواب دیا کہ اس جگہ پھونک مارنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم دیا تو انہوں نے اللہ کے حکم سے پھونک ماری جس وجہ سے وہ حاملہ ہو گئیں۔

سوال نمبر 4: فقال لهم رسول الله صالح ناقة الله ای ذروها وسقیها وشربها فی یومها وکان لها یوم ولهم یوم .

(الف) عبارت مذکورہ کا ترجمہ کریں "ای ذروها" سے کیا اشارہ کیا گیا ہے؟

(ب) ذروها کون سا صیغہ ہے؟ ہفت اقسام میں کیا ہے؟ اس کی اصل بتائیں؟

H_M_Hasnain_Asadi

"وسقیاھا" کا عطف کس پر ہے؟

جواب: (الف) ترجمة العبارة: "پس کہا ان کو اللہ کے رسول صالح علیہ السلام نے کہ اللہ کی ناقہ (کے درپے ہونے) اور اس کے پینے کی باری سے بچو، جس دن میں اس کا پینا مقرر ہے (ہفتے میں)۔ ایک دن اونٹنی کے لیے (مقرر تھا) اور باقی دن ان کے لیے (مقرر تھے)"

ذروھا نکالنے کی وجہ: ذروھا فعل مقدر نکال کر اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ ناقة الله مفعول بہ ہے اور اس کا عامل محذوف ہے۔

(ب) ذُرُوْھَا صیغہ: صیغہ جمع مذکر فعل امر حاضر معروف ثلاثی مجرد از باب ضرب یضرب۔

ہفت اقسام سے تعلق: ہفت اقسام سے مثال واوی ہے۔

سقیاھا کا عطف: اس کا عطف ناقة الله پر ہے۔

حصہ دوم: اصول تفسیر

سوال نمبر 5: قرآن پاک نے چار گمراہ فرقوں (مشرکین، یہود، نصاریٰ، منافقین) کے ساتھ مخاصمہ کس طرح کیا؟ تفصیل سے لکھیں۔

جواب: مشرکین، یہودی، عیسائی اور منافق ان چار گمراہ فرقوں سے مخاصمہ کے دو طریقے ہیں:

پہلا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ان کے باطل عقائد کو بیان فرمایا ہے اور ان عقائد کی شناعت اور برائی پر نص فرمائی پھر ان کی ناپسندیدگی کو بیان کیا۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ان کے کمزور شبہات کو بیان کر کے دلائل واضحہ اور قطعیہ کے ساتھ ان کا رد کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کی توحید کا اثبات کیا جائے۔

ان چاروں فرقوں میں سے کسی بھی فرقے کا عقیدہ درست نہیں ہے، سب باطل ہیں۔ یہودی تورات پر ایمان رکھتے تھے اور ان کی گمراہیاں یہ ہیں کہ انہوں نے توراة کے

احکام کو بدل ڈالا۔ تورات کی آیات کو چھپانا اور جو چیز تورات میں درج نہیں اس کو داخل کر دینا، احکام کو نافذ کرنے میں کوتاہی کرنا اور عصبیت کا شکار رہنا۔ اسی طرح نبی علیہ السلام کی رسالت کو نہ ماننا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں زبان درازی کرنا ان کی گمراہیاں تھیں۔ یہودی اللہ تعالیٰ کی شان اقدس میں زبان درازی کرتے ہوئے کہتے تھے کہ بت یعنی باطل معبود بھی اللہ کے ساتھ شریک ہیں اور انہوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دیا۔ ان کا یہ بھی باطل عقیدہ ہے کہ زمین و آسمان کی تخلیق کے بعد اللہ تعالیٰ تھک ہار کر ہفتہ کے دن آرام کرنے کے لیے بیٹھ گیا۔

معاذ اللہ یہ بکواس بھی کرتے تھے کہ حضرت مریم زنا سے حاملہ ہوئیں اور معاذ اللہ حضرت عیسیٰ ولد الزناء ہیں۔ اس طرح عیسائی بھی بہت گندے اور غلط و باطل نظریات رکھتے تھے۔ یہ عقیدہ تثلیث کے قائل تھے یعنی اللہ تعالیٰ (معاذ اللہ) تین میں تیسرا ہے۔ ان کا ایک باطل عقیدہ یہ بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہے (معاذ اللہ)' حضرت مریم اس کی بیوی اور فرشتے اللہ کی بیٹیاں (معاذ اللہ) ہیں۔ یہی حال مشرکین کا تھا کہ یعنی شرک کرنا، تشبیہ کا قول کرنا یعنی صفات بشریہ کو اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت کرنا، تحریف کرنا، آخرت کا انکار کرنا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو بعید سمجھنا، برے اعمال کو عام کرنا، ایک دوسرے پر ظلم کرنا اور باطل تقلید کرنا وغیرہ وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ نے ان تمام عقائد باطلہ کا بطلان احسن طریقے سے فرمایا۔ مختلف دلائل سے اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت و پاکی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو ثابت کیا۔

سوال نمبر 6: قرآن پاک کا اسلوب اور انداز کیسا ہے؟ ناسخ و منسوخ بیان کریں؟

جواب: قرآن کریم آخری الہامی کتاب ہے' جو تمام سماوی کتب کی جامع ہے۔ اس کے تمام مضامین حقائق اور مقتضی الحال کے موافق ہیں۔ اس کا اسلوب حکیمانہ اور دلنشین ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَ مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ

بخاری شریف کی روایت ہے: ہر نبی کو ایسی نشانیاں و معجزات دیے گئے ہیں' جن کو

H_M_Hasnain_Asadi

دیکھ کر بہت کم لوگ ایمان لائے۔ بے شک جو کچھ مجھے دیا گیا ہے پس مجھے یقین ہے کہ قیامت کے دن میرے ماننے والوں کی تعداد کثیر ہوگی۔ علاوہ ازیں قرآن میں سہولت انسانی کو پیش نظر رکھا گیا ہے جس وجہ سے اس کی طرف لوگوں کی کشش، میلان اور عملی وقلبی رجحان زیادہ ہے۔

ناسخ ومنسوخ کا بیان:

نسخ کا لغوی معنیٰ ہے ایک شئی کو دوسری شئی کے ساتھ زائل کرنا جبکہ اصولیوں کے نزدیک آیات کے بعض اوصاف کو دوسری آیت کے ساتھ زائل کرنا، نسخ کہلاتا ہے۔

نسخ کا باب بہت وسیع ہے۔ گہری نظر سے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ آیات منسوخہ غیر محصور ہیں۔ یعنی ان کا تعین نہیں کیا جا سکتا جبکہ متاخرین کی اصطلاح کے مطابق منسوخ کی تعداد بہت کم ہے۔ متاخرین کے نزدیک منسوخ آیات کی تعداد تقریباً بیس (20) ہے۔

مختلف سورتوں میں نسخ کی کئی صورتیں بنتی ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱- تلاوت اور حکم دونوں منسوخ

۲- تلاوت منسوخ حکم باقی

۳- تلاوت باقی حکم منسوخ

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

سالانہ امتحان شہادۃ العالیۃ (بی اے)

سال اوّل برائے طلباء سال ۱۴۳۶ھ/2015ء

﴿دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: پہلا سوال لازمی ہے باقی ہر حصہ سے دو دو سوال حل کریں۔

القسم الاوّل...... حدیث

سوال نمبر 1: عن طلحة بن عبدالله بن عوف قال صليت خلف ابن عباس على جنازة فقرأ فاتحة الكتاب فقال لتعلموا انها سنة .

(الف) حدیث شریف میں مذکورہ مسئلہ کا جواب تحریر کرتے ہوئے اپنے مؤقف مدلل طور پر تحریر کریں؟ ۱۲

(ب) غائبانہ نماز جنازہ جائز ہے یا نہیں اختلاف اہل سنت وغیر مقلدین مع دلائل تحریر کریں؟ ۱۳

(ج) مرد اور عورت کا کفن سنت تحریر کریں؟ ۵

سوال نمبر 2: قال يا محمد صلى الله عليه وسلم اخبرنى عن الاسلام قال الاسلام ان تشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله وتقيم الصلوة وتوتى الزكوة وتصوم رمضان وتحج البيت ان استطعت اليه سبيلا قال صدقت .

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں؟ ۵

H_M_Hasnain_Asadi

(ب) مذکورہ حدیث شریف کے آخر میں حضور نے جو علامات قیامت بیان کیں وہ تحریر کریں؟ ۸

(ج) "ما المسؤل عنها باعلم من السائل" سے منکرین علم غیب اپنا موقف بیان کرتے ہیں آپ اپنا موقف مع دلائل تحریر کریں؟ ۱۲

سوال نمبر 3: عن عبداللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعه من العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذالم یبق عالما اتخذ الناس رؤسا جهالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ تحریر کریں؟ ۸

(ب) علم اور علماء کی فضیلت پر ایک جامع نوٹ تحریر کریں؟ (۱۰)

(ج) خط کشیدہ عبارت کی ترکیب نحوی تحریر کریں؟ ۷

سوال نمبر 4: درج ذیل اقسام بیوع میں سے کسی پانچ کی تعریف مع حکم تحریر کریں؟ ۵

:- تلقی جلب ۔ ۲- منابذة ۔ ۳- ملامسة ۔ ۴- بیع المصراة ۔ ۵- مساومة ۔ ۶- بیع عرایا ۔ ۷- بیع نجش ۔

القسم الثانی ...... اصول حدیث

سوال نمبر 5: امام ترمذی جب فرماتے ہیں "هذا حدیث حسن صحیح یا حدیث حسن غریب صحیح" تو اس سے کیا مراد ہوتا ہے؟ ۱۰

سوال نمبر 6: تعدد رُواۃ کے اعتبار سے حدیث کی اقسام کتنی اور کون سی ہیں؟ ہر ایک کی تعریف تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 7: درج ذیل اصطلاحات کی تعریف تحریر کریں؟ (۱۰)

مرسل، معنعن، شاذ، فرد نسبی، مقطوع

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2015ء

﴿دوسرا پرچہ: حدیث و اصول حدیث﴾

القسم الاوّل ...... حدیث

سوال نمبر 1: عن طلحة بن عبداللہ بن عوف قال صلیت خلف ابن عباس علی جنازة فقرأ فاتحة الکتاب فقال لتعلموا انها سنة ۔

(الف) حدیث شریف میں مذکورہ مسئلہ کا جواب تحریر کرتے ہوئے اپنے موقف مدلل طور پر تحریر کریں؟

(ب) غائبانہ نماز جنازہ جائز ہے یا نہیں؟ اختلاف اہل سنت و غیر مقلدین مع دلائل تحریر کریں؟

(ج) مرد اور عورت کا کفن سنت تحریر کریں؟

جواب: (الف) مذکورہ مسئلہ کا جواب اور اپنا موقف:

مذکورہ حدیث سے یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ نماز جنازہ میں سورت فاتحہ پڑھنا جائز ہے بلکہ پڑھی جائے گی۔ اسی حدیث کو دلیل بناتے ہوئے بعض لوگ نماز جنازہ میں قرأۃ سورۃ فاتحہ کو لازم قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نماز جنازہ میں سورت فاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔

ہمارا مذہب یہ ہے کہ نماز جنازہ میں مخصوص دعائیں پڑھی جائیں گی۔ ہمارے نزدیک نماز جنازہ میں قرأۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالٰی کی ایک روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نماز جنازہ میں قرأۃ نہیں کرتے تھے۔ یہی احناف کا

H_M_Hasnain_Asadi

مذہب ہے۔اس روایت میں لفظ سنت سے مراد وہ راستہ ہے' جو دین میں چلے۔البتہ دعا کی نیت سے فاتحہ پڑھنا جائز ہے۔

(ب) غائبانہ نماز جنازہ:

ہمارے نزدیک غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں ہے مگر غیر مقلدین کے نزدیک غائبانہ نماز جنازہ جائز ہے۔ان کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں حبشہ کے بادشاہ کے انتقال کی خبر سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھی تھی۔ ہمارے نزدیک نماز جنازہ کے وقت میت کا حاضر ہونا ضروری ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک موقع کے علاوہ کسی موقع پر پر غائبانہ نماز جنازہ ثابت نہیں ہے۔نجاشی والی روایت کا جواب اس طرح دیا جائے گا کہ یہ واقعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے۔دوسرا یہ ہے کہ بحکم الٰہی نجاشی کی میت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا تھا، غائبانہ نماز جنازہ نہیں تھا۔ تیسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ پاک سے حبشہ تک زمین کو سمیٹ دیا تھا اور میت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے موجود تھی۔

(ج) مرد اور عورت کا سنت کفن:

مرد کے لیے تین کپڑے سنت ہیں اور وہ یہ ہیں:

۱۔قمیص۔۲۔ازار۔۳۔تہبند/لفافہ۔

عورت کے لیے پانچ کپڑے سنت ہیں۔تین مذکورہ،اور دو یہ ہیں:

(۱)اوڑھنی۔(۲) سینہ بند۔

سوال نمبر2:قال یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اخبرنی عن الاسلام قال الاسلام ان تشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ وتقیم الصلوۃ وتوتی الزکوۃ وتصوم رمضان وتحج البیت ان استطعت الیہ سبیلا قال صدقت۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں؟

(ب) مذکورہ حدیث شریف کے آخر میں حضور نے جو علامات قیامت بیان کیں وہ تحریر کریں؟

(ج)"ما المسئول عنہا باعلم من السائل" سے منکرین علم غیب اپنا موقف بیان کرتے ہیں آپ اپنا موقف مع دلائل تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: اس نے کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے اسلام کے بارے میں خبر دیجئے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔تو نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے اور بیت اللہ کا حج کرے اگر تو اس کی طرف راستے کی طاقت رکھتا ہو۔اس نے کہا: آپ نے سچ کہا۔

(ب) علامات قیامت:

☆لونڈی اپنے آقا کو جنم دے گی۔☆ ننگے پاؤں، ننگے بدن والے، محتاج وفقیر اور چرواہے کو تو دیکھے گا کہ بلند عمارتوں پر فخر کریں گے۔

(ج) علم غیب کا بیان:

کچھ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا انکار کرتے ہیں اور وہ اپنے موقف پر مذکورہ بالا عبارت سے دلیل پکڑتے ہیں کہ اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو آپ یہ جملہ ارشاد نہ فرماتے۔

ہمارے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطاء سے ما کان وما یکون سب جانتے ہیں، سب آپ کے علم میں ہے۔ ہمارے اس موقف پر قرآن مجید کی متعدد آیات مبارکہ دال ہیں، اسی طرح کثیر احادیث مبارکہ موجود ہیں۔متعدد واقعات اس بات کی طرف مشیر ہیں کہ نبی علیہ السلام کو علم غیب ہے۔قرآن مجید میں ہے: تبیانًا لکل شیء کہ قرآن میں ہر شئی کا بیان ہے۔

قرآن مجید آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی

H_M_Hasnain_Asadi

قرآن کو جاننے والا نہ تھا۔ اسی طرح دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے جس میں صراحتاً رسولوں کے علم غیب کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ترجمہ ومفہوم: ''اللہ کے علاوہ کوئی علم غیب نہیں جانتا مگر اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے غیب کا علم عطا فرما دیتا ہے۔'' اس کے علاوہ اور بھی بے شمار آیات واحادیث ہیں جو ہمارے مؤقف کی تائید کرتی ہیں۔

مذکورہ قول مبارک کا جواب یعنی منکرین کا جواب:

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بتدریج تمام چیزوں کا علم عطا فرمایا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ قیامت کے بارے میں اس وقت علم نہ عطا کیا گیا ہو ورنہ تو دوسری روایات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کا وقت تک بتا دیا ہے کہ جمعہ کے دن قائم ہوگی۔

☆ قاعدہ ہے جب اسم تفضیل تحت النفی واقع ہو وہاں بالکلیہ مشتق منہ کی نفی نہیں ہوتی۔ مطلب یہ ہوا کہ اے جبریل قیامت کے بارے میں جتنا مجھے بتایا گیا ہے اتنا تا دیا یعنی ہم دونوں کا علم برابر ہے۔

سوال نمبر3: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يَبْقَ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُسًا جِهَالًا فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) علم اور علماء کی فضیلت پر ایک جامع نوٹ تحریر کریں؟

(ج) خط کشیدہ عبارت کی ترکیب نحوی تحریر کریں؟

جواب: (الف) اعراب اوپر لگا دیے گئے۔

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ بندوں سے علم کھینچ کر ختم نہیں کرے گا بلکہ علماء کے اٹھانے کے سبب علم اٹھائے گا حتیٰ کہ ایک عالم بھی باقی نہیں رہے گا۔ لوگ جہلاء کو اپنے آئمہ تعینات کریں گے، پس وہ ان سے سوال کریں گے تو وہ انہیں بغیر علم کے فتویٰ دیں گے۔ وہ خود بھی

گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔''

(ب) فضیلت علم وعطاء:

علم ایک ایسی لازوال دولت ہے، جو کبھی بھی ختم نہیں ہو سکتی اور ایسا سمندر ہے کہ اس کی گہرائی تک پہنچنا ممکن نہیں ہے۔ قرآن میں علماء کی عظمت کثیر آیات مبارکہ میں بیان ہوئی ہے ارشاد ربانی ہے: اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا۔ دوسری جگہ ارشاد ہے: فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ تیسری جگہ ہے: هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ علاوہ ازیں اور بھی بہت سی آیات مبارکہ وارد ہیں۔

احادیث مبارکہ میں بھی علم وعلماء کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔'' مزید فرمایا: ''تم علم دین حاصل کرو چاہے تمہیں چین ہی جانا پڑے۔'' فرمایا: ''ایک عالم باعمل ہزار عابدوں سے زیادہ شیطان پر بھاری ہے۔'' فرمایا: ''علماء کے قلم کی روشنائی شہید کے خون کے برابر ہے۔'' فرمایا: ''عالم باعمل سے مصافحہ اور اس کی زیارت نبی کی زیارت کی طرح ہے۔'' اس طرح مزید احادیث مبارکہ وارد ہیں۔

(ج) خط کشیدہ عبارت کی ترکیب:

ان حرف مشبہ بفعل اللہ اسم لا یقبض فعل وفاعل العلم مفعول بہ انتزاعاً موصوف۔ ینتزعہ فعل، فاعل اور مفعول بہ من حرف جار العباد مجرور جار مجرور ظرف لغو۔ فعل، فاعل، مفعول بہ اور ظرف لغو سے مل کر صفت، موصوف صفت مل کر مفعول مطلق۔ لا یقبض فعل فاعل اور مفعول بہ اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ ہو کر خبر۔ ان اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

سوال نمبر4: درج ذیل اقسام بیوع میں سے کسی پانچ کی تعریف مع حکم تحریر کریں؟

۱-تلقی جلب۔ ۲-منابذة۔ ۳-ملامسة۔ ۴-بیع المصراة۔

H_M_Hasnain_Asadi

۵–مساومة ۔ ۶–بیع عرایا ۔ ۷–بیع نجش ۔

جواب: ۱– تلقی جلب: شہری کا دیہاتی سے شہر میں داخل ہونے اور قیمت معلوم کرنے سے پہلے ہی شہر کے باہر جا کر کوئی چیز خرید لینا۔ یہ منع ہے۔

۲– منابذہ: بائع اور مشتری دونوں اس بات پر راضی ہو جائیں کہ بائع کہے کہ جب میں کوئی چیز تمہاری طرف پھینکوں تو بیع لازم ہو جائے گی اور اسے واپس کرنے کا اختیار نہیں۔ یہ بھی منع ہے اور حرام ہے۔

۳– ملامسہ: کسی چیز کو چھونے سے مشتری مبیع کا مالک ہو جائے۔ یہ منع ہے کیونکہ اس میں فریقین کا نقصان ہے۔

۴– مصراة: چند ایام تک کسی جانور کا دودھ تھنوں میں روک کر فروخت کرنا۔ یہ بھی منع ہے کہ اس میں دھوکہ ہے۔

۵– عرایا: درخت پر لگے ہوئے پھل کو پکنے سے پہلے فروخت کرنا۔ یہ بھی منع ہے۔

۶– مساومة: قیمت پر قیمت لگانا۔ یہ بھی منع ہے۔

۷– نجش: کسی چیز کی اصل قیمت لگادی جائے۔ اس کے بعد کسی شخص کا زیادہ قیمت لگانا جبکہ اس کا ارادہ چیز کو خریدنے کا نہ ہو بلکہ قیمت میں اضافہ کرنا ہو۔ یہ بھی منع ہے۔

القسم الثانی ...... اصول حدیث

سوال نمبر5: امام ترمذی جب فرماتے ہیں: "هذا حديث حسن صحيح یا حديث حسن غريب صحيح" تو اس سے کیا مراد ہوتا ہے؟

جواب: پہلی صورت پر اعتراض ہوتا ہے کہ حسن اور صحیح مستقل دو قسمیں ہیں: یہ کیسے جمع ہو سکتی ہیں؟ اس کے دو جواب ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱– راویوں کے اوصاف میں آئمہ حدیث کے مختلف اقوال ہیں۔ بعض کے نزدیک وہ حدیث حسن ہے اور بعض کے مطابق صحیح۔ اس صورت میں اس جگہ حرف عطف "او" محذوف ہوگا۔

۲– یہ حدیث دو سندوں سے مروی ہے ایک کے اعتبار سے حسن اور دوسری کے اعتبار سے صحیح۔ اس صورت میں یہاں واؤ محذوف ہوگی۔

دوسری صورت پر اعتراض ہوتا ہے کہ غریب ایک طریقہ سے مروی حدیث کو کہتے ہیں جبکہ صحیح متعدد طریقوں سے مروی ہوتی ہے تو کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک روایت حسن ہو، غریب بھی ہو اور صحیح بھی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث حسن میں دو اصطلاحات ہیں: ایک جمہور کی جس میں تعدد طرق کی شرط نہیں اور دوسری امام ترمذی کی اصطلاح ہے جس میں تعدد طرق شرط ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ جہاں "هذا حديث حسن غريب" فرماتے ہیں وہاں لفظ حسن جمہور کی اصطلاح کے مطابق ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ غرابت کے منافی نہیں ہے اور جہاں هذا حديث حسن فرماتے ہیں وہاں ان کی اپنی اصطلاح مراد ہوتی ہے۔

سوال نمبر6: تعدد رُواۃ کے اعتبار سے حدیث کی اقسام کتنی اور کون سی ہیں ہر ایک کی تعریف تحریر کریں؟

جواب: تعدد رُواۃ کے اعتبار سے حدیث کی چار قسمیں ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱–غریب: جس حدیث کا راوی ایک ہو۔

۲–عزیز: اگر راویوں کی تعداد زیادہ ہو تو اسے عزیز کہتے ہیں۔

۳–مشہور: اگر راویوں کی تعداد دو سے زائد ہو تو مشہور کہلاتی ہے۔

۴–متواتر: اگر ہر دور میں راویوں کی تعداد اتنی زیادہ ہو کہ ان کا جھوٹ پر جمع ہونا محال ہو۔

سوال نمبر7: درج ذیل اصطلاحات کی تعریف تحریر کریں؟

مرسل، معنعن، شاذ، فرد نسبی، مقطوع

جواب: مرسل: جس حدیث کی سند کے آخیر سے کوئی راوی ساقط کیا گیا ہو مثلاً تابعی صحابی کو چھوڑ کر براہ راست حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرے۔

H_M_Hasnain_Asadi

معنعن: وہ حدیث ہے جو الفاظ عن، عن سے بیان کی گئی ہو۔

شاذ: جس روایت میں ثقہ راوی اپنے سے زیادہ ثقہ کی مخالفت کرے۔

فرد نسبی: جب سند کے درمیان میں تفرد ہو مثلاً صحابی سے روایت کرنے والے ایک سے زائد ہوں مگر بعد میں ایک ہو۔

مقطوع: وہ حدیث ہے جس میں تابعین کے اقوال، افعال اور تقریرات کا بیان ہو۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

سالانہ امتحان شہادۃ العالیۃ (بی اے)

سال اوّل برائے طلباء سال ۱۴۳۶ھ/2015ء

﴿تیسرا پرچہ: اصول فقہ﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — **کل نمبر 100**

نوٹ: سوال نمبر 4 لازمی ہے باقی میں سے کوئی سے دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: (الف) قیاس کا لغوی واصطلاحی معنی لکھیں؟ (۱۰)

(ب) قیاس کی شرط اور اس کے ارکان تحریر کریں؟ ۱۳

(ج) **ولما صارت العلة عندنا علة باثر قلنا على القياس الاستحسان۔**

عبارت مذکورہ کا ترجمہ وتشریح کریں؟ نیز استحسان کا لغوی وشرعی معنی تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 2: (الف) علل طردیہ اور علل مؤثرہ کی وضاحت کریں؟ ۱۲

(ب) ممانعة، فساد وضع اور مناقضة کی تعریفات وامثلہ تحریر کریں؟ ۹

(ج) سبب، علت، شرط اور عدالت کی تعریفات وامثلہ تحریر کریں؟ ۱۲

سوال نمبر 3: **واقامة الشيء مقام غيره نوعان احدهما اقامة السبب الداعي مقام المدعو كما في السفر والمرض۔**

(الف) عبارت کا ترجمہ وتشریح کریں اور بتائیں سبب داعی کون ہے مدعو کون ہے؟ ۱۰

H_M_Hasnain_Asadi

(ب) کیا عقل علل موجبات میں سے ہے یا نہیں؟

معتزلہ اور اشعریہ کا اختلاف مع دلیل لکھ کر قول صحیح بیان کریں؟ ۲۳

سوال نمبر 4: والاغماء مثل النوم فی فوت الاختيار وفوت استعمال القدرة حتى منع صحة العبارات وهو اشد منه لان النوم فترة اصلية وهذا عارض ينافي القوة اصلاً .

(الف) عبارت مذکورہ کا ترجمہ وتشریح تحریر کریں؟ ۱۲

(ب) ۱- اغماء کی تعریف کریں؟ ۶

۲- کیا اغماء تمام حالات میں ناقض وضو ہے یا بعض حالات میں؟ وضاحت کریں؟ ۸

۳- نیند کس حال میں ناقض وضوء ہے اس فرق کی وجہ مفصل بیان کریں؟ ۸

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2015ء

﴿تیسرا پرچہ: اصول فقہ﴾

سوال نمبر 1: (الف) قیاس کا لغوی واصطلاحی معنیٰ لکھیں؟

(ب) قیاس کی شرط اور اس کے ارکان تحریر کریں؟

(ج) ولما صارت العلة عندنا علة باثر قلمنا على القياس الاستحسان .

عبارت مذکورہ کا ترجمہ وتشریح کریں؟ نیز استحسان کا لغوی وشرعی معنیٰ تحریر کریں؟

جواب: (الف) قیاس کا لغوی واصطلاحی معنیٰ:

قیاس کا لغوی معنیٰ ہے اندازہ کرنا جبکہ اصطلاحی معنیٰ ہے کسی حکم شرعی کو اصل سے فرع کے لیے ثابت کرنا' کیونکہ اس میں بھی وہی علت موجود ہے' جو اصل میں ہے۔

(ب) قیاس کی شرائط:

قیاس کی چار شرطیں ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱- وہ کسی نص سے ثابت نہ ہو کہ اصل کا حکم اصل سے مخصوص ہو جیسے: حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کو دو گواہوں کے برابر قرار دینا۔ یہاں انفرادی خصوصیت ہے' جو غیر میں نہیں ہے۔

۲- منصوص علیہ مسئلہ خلاف قیاس نہ ہو۔

۳- غیر منصوص علیہ مسئلہ صرف منصوص علیہ مسئلہ کی نظیر ہو خواہ منصوص علیہ نہ ہو' نیز وہ حکم شرعی ہو مگر لغوی نہ ہو۔

۴- تعلیل کے بعد اصل حکم اپنی سابقہ حالت میں موجود رہے یعنی نص کا حکم تبدیل نہ

H_M_Hasnain_Asadi

ہو۔

ارکانِ قیاس: قیاس کے ارکان چار ہیں:

۱-اصل۔ ۲-فرع۔ ۳-علت۔ ۴-حکم

(ج) ترجمة العبارة و تشريحا:

جب علت ہمارے نزدیک علت باثرہ ہے تو مقدم کیا ہم نے قیاس پر استحسان کو۔
جب استحسان کی صورتیں قیاس جلی کے خلاف ہوں تو قیاس کو استحسان کے مقابلہ میں چھوڑ دیا جائے گا جیسا کہ کسی شخص سے نیا جوتا تیار کروایا ہو تو پہلے اسے ناپ دیا جاتا ہے پھر وہ اس کے مطابق جوتا تیار کرتا ہے۔ گو جوتا تیار موجود نہیں ہوتا مگر اس کی بیع ہو جاتی ہے' قیاس کے خلاف ہے' کیونکہ اس کے جواز پر اجماع منعقد ہو چکا ہے۔ لہٰذا قیاس پر نہیں بلکہ استحسان پر عمل ہوگا۔

استحسان کا لغوی معنیٰ: کسی چیز کو حسین اور خوبصورتی سے شمار کرنا۔

اصطلاحی معنیٰ: علماء اصول کی اصطلاح میں قیاس خفی کا دوسرا نام استحسان ہے۔

سوال نمبر 2: (الف) علل طردیہ اور علل مؤثرہ کی وضاحت کریں؟

(ب) ممانعة، فساد وضع اور مناقضة کی تعریفات و امثلہ تحریر کریں؟

(ج) سبب، علت، شرط اور عدالت کی تعریفات و امثلہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) علل طردیہ و مؤثرہ کی وضاحت:

علت طردیہ کا مطلب یہ ہے کہ اس کے وجود و عدم کے ساتھ اس کا حکم معلق رہتا ہے۔ گویا علت ہو تو حکم موجود اور علت نہ ہو تو حکم معدوم ہوگا۔ علت مؤثرہ سے مراد یہ ہے کہ جس کا اثر نص یا اجماع امت سے معلل ہو جو جنس کی صورت میں ظاہر ہو مثلاً حدیث سے ثابت ہے کہ بلی کی آمد و رفت کی کثرت کے باعث اس کا جھوٹا پانی پاک قرار دیا گیا ہے۔

(ب) ممانعت:

یعنی سامع استدلال کرنے والے کی دلیل کے تمام مقدمات یا بعض کو تسلیم کرنے

سے انکار کرے مثلاً سامع متدل سے یوں کہے کہ جس وصف کو تم نے علت قرار دیا میں اسے تسلیم نہیں کرتا، کیونکہ میرے نزدیک اس کی علت اور چیز ہے۔

فسادِ وضع: علت کا از خود اصل حکم کو تسلیم نہ کرنا اور اس کے عکس کا تقاضا کرنا فساد وضع کہلاتا ہے جیسے: زوجین میں سے کوئی ایک مسلمان ہو جائے تو نکاح فاسد ہو جاتا ہے اور دونوں میں تفریق ہو جاتی ہے۔ اس تفریق کی علت دونوں میں سے ایک کا اسلام قبول کرنا ہے۔

مناقضہ: دوسرے کی بات کو روک کر اس پر اعتراض کرنا مناقضہ کہلاتا ہے، جیسا کہ کوئی کہے کہ رکوع جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین نہیں کرنا چاہیے۔ اس پر مدمقابل کہے کہ میں آپ کی بات نہیں مانتا اور ساتھ ہی رفع یدین والی حدیث پیش کر دے۔

(ج) سبب: کسی چیز کا وہ متعلق جو اس چیز تک پہنچا دے جیسے: وہ راستہ جو منزل مقصود تک پہنچاتا ہے۔

علت: کسی چیز کا وہ حکم جو اس کے لیے نفاذ کا باعث بنے جیسے: مسافر کے لیے ترک صوم کی اجازت ہے۔ اب سفر اذن کی علت ہے۔

شرط: یعنی کسی شئی کو کسی شئی پر معلق کرنا جیسے: اگر کوئی اپنی بیوی کو کہے: "اِنْ دَخَلْتِ الدَّارَ فَاَنْتِ طَالِقٌ" تو اس میں دخول دار شرط ہے طلاق کی۔

عدالت: اس علت کا اثر پہلے ظاہر ہو گیا ہو جیسے: نابالغ کا اثر مال کی ولایت پر یعنی نابالغ کو مال پر ولایت حاصل نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا ولی یا ذمہ دار اس کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ جب وہ بالغ ہو جائے تو انہیں نکاح کے اعتبار سے اپنے نفس پر اور مال کے لحاظ سے اس کے تصرف پر ولایت حاصل ہو جاتی ہے۔

سوال نمبر 3: واقامة الشيء مقام غيره نوعان احدهما اقامة السبب الداعي مقام المدعو كمافي السفر والمرض.

(الف) عبارت کا ترجمہ و تشریح کریں اور بتائیں سبب داعی کون ہے مدعو کون ہے؟

(ب) کیا عقل علل موجبات میں سے ہے یا نہیں؟

H.M.Hasnain Asadi

معتزلہ اور اشعریہ کا اختلاف مع دلیل لکھ کر قول صحیح بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ وتشریح: ایک شئی کو غیر کی جگہ رکھنے کی دو قسمیں ہیں: ان میں سے ایک یہ ہے کہ سبب داعی کو مدعو کی جگہ رکھنا جیسا کہ سفر اور مرض میں۔

مصنف یہاں سے علت کی اقسام بیان کر رہے ہیں کہ علت کی دو قسمیں ہیں:

(۱) علت تامہ یعنی وہ علت ہے جس میں تین چیزیں پائی جائیں: حکم کا اس کی طرف مضاف ہونا، حکم میں مؤثر ہونا، حکم کا اس سے متصل ہونا اور زمانی انفصال نہ ہو۔

(۲) علت ناقصہ یعنی وہ علت جس میں علت تامہ کی صفات ثلاثہ میں سے ایک یا دو یا تینوں نہ ہوں۔ اس میں سفر داعی اور مشقت مدعو ہے۔ اسی طرح دوسری مثال میں مرض داعی اور جان کا ضیاع مدعو ہے۔

(ب) عقل کا تعلق:

اس بات میں اختلاف ہے کہ عقل کا تعلق موجبات سے ہے یا نہیں؟ بعض نے عقل کو علل موجبات سے شمار کیا ہے جبکہ بعض نے علل موجبات سے عقل کو شمار نہیں کیا ہے۔

معتزلہ کا موقف ہے کہ اچھی چیزوں میں عقل کا تعلق علت موجبہ سے ہے اور اشاعرہ کہتے ہیں کہ عقل کا سمع کے بغیر کوئی اعتبار نہیں ہے۔ لہٰذا اگر مشرک کو دعوت نہ پہنچے تو وہ معذور ہوگا۔ اس بارے میں صحت پر مبنی قول یہ ہے کہ عقل صلاحیت اور اہلیت کو ثابت کرنے کے لیے معتبر ہے۔ اس حقیقت کو احناف اور ماتریدیہ بھی مانتے ہیں۔

سوال نمبر 4: والاغماء مثل النوم فی فوت الاختیار وفوت استعمال القدرة حتی منع صحة العبارات وهو اشد منه لان النوم فترة اصلية وهذا عارض ينافي القوة اصلاً ۔

(الف) عبارت مذکورہ کا ترجمہ وتشریح تحریر کریں؟

(ب) اغماء کی تعریف کریں؟

(ج) کیا اغماء تمام حالات میں ناقض وضو ہے یا بعض حالات میں؟ وضاحت

کریں؟

(د) نیند کس حال میں ناقض وضوء ہے اس فرق کی وجہ مفصل بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: اختیار ختم ہونے اور قوت کے استعمال کے ختم ہونے میں بے ہوشی، نیند کی مثل ہے حتیٰ کہ صحت عبادات کے منع ہونے میں بھی۔

یہ نیند سے بھی زیادہ سخت ہے، کیونکہ نوم فترۃ اصلیہ ہے اور بے ہوشی ایک عارضہ ہے جو قوت کے بالکل منافی ہے۔

تشریح: ماتن اس عبارت میں اغماء کی تعریف اور حکم بیان فرما رہے ہیں، نیز اغماء اور نوم کے درمیان فرق کی وضاحت کر رہے ہیں۔

(ب) اغماء کی تعریف:

بے ہوشی کا ایسا غلبہ جس کے نتیجہ میں قوت اختیاری اور قدرت استعمال ختم ہو جائے اور عقل مکمل طور پر مغلوب ہو جائے۔

(ج) اغماء کا حکم:

اغماء وضو کو توڑ دیتی ہے، اس کے سبب نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

(د) نوم کا حکم:

نیند سے وضو تب ٹوٹتا ہے جب مقعد کو زمین پر قرار نہ رہے۔ اگر زمین پر گرنے سے پہلے پہلے بیدار ہو گیا تو ایسی نیند وضو کو نہیں توڑتی۔ اسی طرح وہ نیند جس میں مقعد کو زمین پر قرار رہے، بھی وضو کو نہیں توڑتی۔

☆☆☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

سالانہ امتحان شہادۃ العالیۃ (بی اے)

سال اوّل برائے طلباء سال ۱۴۳۶ھ/2015ء

﴿چوتھا پرچہ: فقہ﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: سوال نمبر 1 لازمی ہے باقی سوالات میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: وتعتبر الكفاءة ايضاً في الدين وتعتبر في المال .

(الف) ترجمہ کریں؟ کفاءت کا لغوی و اصطلاحی معنی لکھیں؟ (۱۰)

(ب) كفاءة في الدين میں امام صاحب اور امام محمد کا اختلاف مع دلیل تحریر کریں؟ (۱۰)

(ج) کتنے مال میں کفاءت معتبر ہے اس کی مقدار کیا ہے اور اس پر دلیل کیا ہے؟ کیا فقیر عورت غنی کا کفو ہو سکتی ہے؟ شیخین کا اختلاف مع دلیل تحریر کریں؟ ۱۴

سوال نمبر 2: والكنايات على ضربين منها ثلاثة الفاظ يقع بها طلاق رجعي ولا تقع بها الا واحدة وهي قوله اعتدي استبرئي رحمك انت واحدة .

(الف) عبارت کا ترجمہ و تشریح لکھیں؟ ۱۳

(ب) مذکورہ تین الفاظ سے طلاق رجعی کیوں ہوتی ہے مفصلاً بیان کریں؟ ۱۲

(ج) مذکورہ تین الفاظ سے وقوع طلاق کے لیے نیت ضروری ہے یا نہیں؟ انت واحدة، انت واحدة دونوں کا ایک حکم ہے یا الگ الگ؟ ۸

سوال نمبر 3: واذا طلق الرجل امرء ته طلاقا بائناً او رجعيا او وقعت الفرقة بينهما بغير طلاق وهي حرة ممن تحيض فعدتها ثلاثة اقراء .

(الف) عبارت کا ترجمہ و تشریح کریں؟ ۹

(ب) درج ذیل امور کی وضاحت کریں؟ ۲۴

۱-طلاق مغلظہ کا ذکر کیوں نہیں کیا گیا؟

۲-وهي حرة کی قید کیوں لگائی گئی ہے؟

۳-ممن تحيض کی قید کا فائدہ کیا ہے؟

۴-فرقة بدون الطلاق کی صورت لکھیں؟

۵-"ثلاثة اقراء" میں اقراء سے مراد کیا ہے؟

۶-عدت کا فلسفہ کیا ہے؟

سوال نمبر 4: ويقطع يمين السارق من الزند ويحسم .

(الف) ترجمہ و تشریح کریں؟ ۹

(ب) مذکورہ دونوں مسئلوں پر دلیلیں دیں؟ ۸

(ج) کاٹے ہوئے ہاتھ کا کیا کیا جائے؟ ۸

(د) اگر چور کاٹے ہوئے ہاتھ کو جڑوانا چاہے تو کیا حکم ہے؟ ۸

☆☆☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2015ء

چوتھا پرچہ: فقہ

سوال نمبر 1: وتعتبر الكفاءة ايضاً في الدين وتعتبر في المال .

(الف) ترجمہ کریں؟ کفاءت کا لغوی واصطلاحی معنیٰ لکھیں؟

(ب) كفاءة في الدين میں امام صاحب اور امام محمد کا اختلاف مع دلیل تحریر کریں؟

(ج) کتنے مال میں کفاءت معتبر ہے؟ اس کی مقدار کیا ہے اور اس پر دلیل کیا ہے؟
کیا فقیر عورت غنی کا کفو ہوسکتی ہے؟ شیخین کا اختلاف مع دلیل تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: اور اعتبار کیا جاتا ہے کفاءت کا دین میں بھی اور مال میں کفاءت معتبر ہے۔

کفاءت کا لغوی معنیٰ: برابری، ہمسری اور نظیر ہونا

اصطلاحی معنیٰ: عقد نکاح میں زوجین کا حسب ونسب، حسن وجمال، دین ومال اور عمرو سال میں ایک دوسرے کے برابر ہونا۔

(ب) مال کی مقدار:

مال کی مقدار یہ ہے کہ زوج مہر اور نفقہ کا مالک ہو۔ اگر وہ ان دونوں چیزوں میں سے ایک کا مالک نہ ہوگا تو کفو نہ ہوگا، کیونکہ مہر بضع کا بدل ہے۔ اس کا ادا کرنا ضروری ہے۔ نفقہ کی وجہ سے رشتہ ازدواج قائم اور باقی رہتا ہے۔

امام صاحب اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک غنی میں کفاءت معتبر ہے۔ حتیٰ کہ فائقة في اليسار کو مہر اور نفقہ پر قادر شخص کافی نہ ہوگا، کیونکہ لوگ غنی کے سبب ایک

دوسرے پر فخر کرتے ہیں اور فقر کی وجہ سے عار دلاتے ہیں۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: معتبر نہیں ہے۔ دلیل: لانه لاثبات له اذالمال غاد ورائح۔

(ج) کفاءت في الدين میں طرفین کا اختلاف:

شیخین کے نزدیک کفاءت فی الدین معتبر ہے اور یہی قول صحیح ہے، کیونکہ دین و دیانت اعلیٰ مفاخر سے ہے۔ عورت کو فسق زوج کی وجہ سے نسب سے بھی زیادہ عار دلائی جاتی ہے۔ لہٰذا کفاءت في الدين معتبر ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: معتبر نہیں، کیونکہ یہ امور آخرت سے ہے۔ لہٰذا دنیا کے احکام اس پر لاگو نہیں ہوں گے۔

سوال نمبر 2: والكنايات على ضربين منها ثلاثة الفاظ يقع بها طلاق رجعي ولاتقع بها الا واحدة وهي قوله اعتدى استبرئي رحمك انت واحدة .

(الف) عبارت کا ترجمہ وتشریح لکھیں؟

(ب) مذکورہ تین الفاظ سے طلاق رجعی کیوں ہوتی ہے؟ مفصلاً بیان کریں؟

(ج) مذکورہ تین الفاظ سے وقوع طلاق کے لیے نیت ضروری ہے یا نہیں؟
انت واحدة، انت واحدةٌ دونوں کا ایک حکم ہے یا الگ الگ؟

جواب: (الف) ترجمہ: اور کنایات کی دو قسمیں ہیں: ان میں سے تین الفاظ ایسے ہیں، جن سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے۔ اور نہیں واقع ہوتی ان کے ساتھ مگر ایک اور وہ یہ ہیں: اعتدی، استبرئی، انت واحدة۔

تشریح: مصنف طلاق صریح کے بیان سے فارغ ہوئے، اب کنایہ کی انواع کے بیان میں شروع ہوتے ہیں۔ فرماتے ہیں: طلاق کنایہ کی دو قسمیں ہیں: ان میں سے ایک قسم یہ ہے کہ تین الفاظ ایسے ہیں، جن سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے اور صرف ایک طلاق واقع ہوتی ہے اگرچہ زیادہ کی نیت کرے۔ وہ تین الفاظ وہ ہیں جو اوپر مذکور ہوئے۔

(ب) مذکورہ تین الفاظ سے طلاق رجعی واقع ہونے کی وجہ:

پہلے لفظ سے اس لیے کہ وہ نکاح سے اعتداد یعنی اوقات شمار کرنے کا بھی احتمال رکھتا

H_M_Hasnain_Asadi

ہے اور اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنے کا بھی احتمال رکھتا ہے۔ اگر اس اوّل احتمال کی نیت کی تو پھر اس کی نیت کا اعتبار ہوگا۔ لہٰذا یہ ایسی طلاق کا تقاضا کرتا ہے جس کے بعد رجعت بھی ہو۔ دوسرے کلمے سے اس لیے کہ وہ کبھی اعتداد کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اعتداد کی وجہ گزر چکی ہے۔ تیسرے لفظ سے اس لیے کہ وہ محذوف مصدر کی صفت ہے۔ وہ ہے: تَطْلِیْقَةً اصل عبارت یوں ہوگی: اَنْتِ تَطْلِیْقَةً وَاحِدَةً۔ اس لیے تینوں الفاظ سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔

(ج) وقوع طلاق کے لیے نیت ضروری ہونا:

مذکورہ تین الفاظ چونکہ طلاق اور غیر طلاق دونوں کا احتمال رکھتے ہیں اس لیے وقوع طلاق میں نیت کا ہونا ضروری ہے۔

انت واحد، انت واحدۃ سے ایک ہی طلاق واقع ہوگی، کیونکہ دوسرا جملہ پہلے کی تاکید ہے۔

سوال نمبر3: **واذا طلق الرجل امرء ته طلاقا بائناً او رجعيا او وقعت الفرقة بينهما بغير طلاق وهي حرة ممن تحيض فعدتها ثلاثة اقراء ۔**

(الف) عبارت کا ترجمہ وتشریح کریں؟

جواب: ترجمہ: اور جب مرد نے اپنی عورت کو طلاق بائنہ یا رجعی دی یا دونوں کے درمیان بغیر طلاق کے فرقت واقع ہوگئی اور آزاد ہے اور ان عورتوں میں سے ہے جن کو حیض آتا ہے تو اس کی عدت تین حیض ہے۔

تشریح: یہاں سے ماتن مطلقہ عورت کی عدت بیان کر رہے ہیں۔

(ب) درج ذیل امور کی وضاحت کریں؟

۱-طلاق مغلظہ کا ذکر کیوں نہیں کیا گیا؟

جواب: طلاق مغلظہ کا بھی حکم وہی ہے جو مذکورہ طلاقوں کا ہے اس لیے اس کو علیحدہ ذکر نہیں کیا۔

۲-**وهي حرة** کی قید کیوں لگائی گئی ہے؟

جواب: حرۃ کی قید اس لیے لگائی کہ باندی کی مدت دو حیض ہے اس کو خارج کرنے کے لیے حرۃ کی قید لگائی ہے۔

۳-**ممن تحيض** کی قید کا فائدہ کیا ہے؟

جواب: اس قید سے وہ عورت مذکورہ حکم سے نکل گئی جس کو صغرسنی یا بڑھاپے کی وجہ سے حیض نہیں آتا، کیونکہ اس کی مدت تین مہینے ہے۔ اگر اس کو حیض نہیں آتا تو اس کی عدت ڈیڑھ مہینہ ہے۔

۴-**فرقه بدون الطلاق** کی صورت لکھیں؟

جواب: اگر شوہر عنین ہو تو قاضی اس کو ایک سال کی مہلت دے گا۔ اگر ٹھیک ہو جائے تو فبہا ورنہ تفریق کردی جائے گی؟

۵-"**ثلاثة اقراء**" میں اقراء سے مراد کیا ہے؟

جواب: عندالاحناف اس سے مراد حیض ہے جبکہ عند الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اس سے مراد طہر ہے۔

۶-عدت کا فلسفہ کیا ہے؟

جواب: عدت کا لغوی معنی ہے "عورت کے ایام حیض"۔ شرع میں عدت کا مطلب ہے کہ کسی بھی وجہ یعنی طلاق اور موت وغیرہ کی وجہ سے جب ملک متعہ زائل ہو جائے تو عورت کا مخصوص مدت تک انتظار کرنا۔ اس عدت سے مقصود عورت کے رحم کی برأت ہے کہ کہیں نسب ایک دوسرے کے ساتھ خلط ملط نہ ہو جائے۔

سوال نمبر4: **ويقطع يمين السارق من الزند ويحسم ۔**

(الف) ترجمہ وتشریح کریں؟

(ب) مذکورہ دونوں مسئلوں پر دلیلیں دیں؟

(ج) کاٹے ہوئے ہاتھ کا کیا کیا جائے؟

(د) اگر چور کاٹے ہوئے ہاتھ کو جڑوانا چاہے تو کیا حکم ہے؟

H_M_Hasnain_Asadi

جواب: (الف) ترجمہ: اور کاٹا جائے گا چور کا دایاں ہاتھ گٹ سے اور داغا جائے گا۔

تشریح: یہاں سے ماتن چور کی حد اور اس کی سزا بیان فرما رہے ہیں کہ چور کا دایاں ہاتھ کاٹا جائے گا، کیونکہ ارشاد ربانی ہے:

"وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا"

(ب) مذکورہ مسئلوں پر دلیلیں:

ہاتھ کاٹنے پر دلیل اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

"وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا" پر دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے: "فَاقْطَعُوْهُ وَاحْسِمُوْهُ"

دوسری بات یہ ہے کہ جسم سے تلف کا خدشہ جاتا رہتا ہے۔

(ج) کاٹے ہوئے ہاتھ کا حکم:

اس کو دفن کر دیا جائے گا، چور کو واپس نہیں کیا جائے گا۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

سالانہ امتحان شهادة العالية (بی اے)

سال دوم برائے طلباء سال ١٤٣٦ھ/2015ء

﴿پانچواں پرچہ: ادب عربی و بلاغت﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: ہر قسم سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

القسم الاوّل: ادب عربی

سوال نمبر 1: درج ذیل عبارات میں سے پانچ کا اردو ترجمہ کریں؟ (٢٥)

فدلفت اليه لا قتبس من فوائده و التقط بعض فرائده

تحمى عن النكر ولا تتحاماه وتزحزح عن الظلم ثم تغشاه

فوجدته مثافنا لتلميذ على خبز سميذ وجدي حنيذ

يتحلى برواء ورواية ومدارة و دراية وبلاغة رائعة

يفتر عن لؤلؤ وعن برد وعن اقاح وعن طلع وعن حبب

استغزروا ديمته و اجملوا عشرته وجملوا قشرته

سوال نمبر 2: درج ذیل عبارات میں سے پانچ کا اردو ترجمہ کریں؟ (٢٥)

فلما سلم مكثار او اقيل له عثار

واعتصم مما يصم واسترشد الى مايرشد

يا رواة القريض واساة القول المريض

ثم قال لي ادن فكل فقم وان شئت فقم وقل

واغراه عدم العراق بتطليق العراق

H_M_Hasnain_Asadi

فزحزحت شفقا غشى سنا قمر

سوال نمبر3: درج ذیل عبارات میں سے پانچ کا سلیس اردو ترجمہ کریں؟ (۲۵)

فعن لنا اعمال الركاب فى ليلة فتية الشباب

ولا اسمح بمواساتى لمن يفرح بمسائاتى

وكل من يطلب عندى جنى فماله الاجنى غرسه

ولا ترج الود ممن يرى انك محتاج الى فلسه

والذى احلنى ذراكم لاتلمظت بقراكم

ففصلت عنه بكبد مرضوضة ودموع مفضوضة

القسم الثانی: بلاغت

سوال نمبر 4: (الف) صاحب مختصر المعانی کی ذکر کردہ نظم قرآن کی تعریف و توضیح سپرد قلم کریں؟ ۷

(ب) حشو، تطویل، تعقید اور قاعدہ کی تعریف لکھیں۔ ۸

(ج) کتاب مختصر المعانی کی ترتیب کی وجہ حصر بیان کریں؟ نیز بتائیں کتاب مختصر المعانی متن ہے یا شرح؟ ۱۰

سوال نمبر5: (الف) غرابت اور مخالفت کی تعریف و مثال بیان کریں؟ ۸

(ب) وليس قرب قبر حرب قبر کس کی مثال ہے؟ مثل لہ کی تعریف بھی کیجئے؟ (۲)

(ج) خبر کے صدق و کذب کا معیار کیا ہے؟ مختصر المعانی کی روشنی میں واضح کریں۔ ۱۱

سوال نمبر6: (الف) ولها طرفان اعلى وهو حد الاعجاز وما يقرب منه عبارت مذکورہ کی تشریح و توضیح سپرد قلم کریں؟ ۸

(ب) ما يقرب منه کے معطوف علیہ اور منہ کی ضمیر کا مرجع متعین کریں؟ ۸

(ج) ان كان لنسبته خارج تطابقه او لاتطابقه فخبر والا فانشاء مختصر المعانی کی روشنی میں عبارت مذکورہ کی تشریح کریں؟ ۹

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2015ء

پانچواں پرچہ: ادب عربی و بلاغت

القسم الاول: ادب عربی

سوال نمبر 1: درج ذیل عبارات میں سے پانچ کا اردو ترجمہ کریں؟

۱- فدلفت اليه لا قتبس من فوائده والتقط بعض فرائده

۲- تحمى عن النكر ولا تتحاماه وتزحزح عن الظلم ثم تغشاه

۳- فوجدته مثافنا لتلميذ على خبز سميذ وجدى حنيذ

۴- يتحلى برواء ورواية ومدارة ودراية وبلاغة رائعة

۵- يفتر عن لؤلؤ وعن برد وعن اقاح وعن طلع وعن حبب

۶- استغزروا ديمته واجملوا عشرته وجملوا قشرته

جواب: ترجمہ:

۱- پس میں کھسکتا ہوا اس کی طرف آگے بڑھا تا کہ اس کے کچھ فوائد حاصل کروں اور اس کے بعض یکتا موتیوں کو چنوں۔

۲- تو دوسروں کو برائی سے روکتا ہے اور خود رکتا نہیں۔ اور تو دوسروں کو ظلم سے دور کرتا ہے پھر خود ہی تو اس کو ڈھانپ لیتا ہے۔

۳- میں نے اس کو ایک شاگرد کے سامنے برابر بیٹھا ہوا پایا، ایک خمیری روٹی اور بھنے ہوئے بکری کے بچے پر۔

۴- حسن صورت، کمال روایت ملائمت، عقلمندی اور عمدہ بلاغت کے ساتھ وہ مزین کر رہا تھا اپنے کلام کو۔

H_M_Hasnain_Asadi

٥- وہ ہنستا ہے موتیوں سے، اولوں سے، گل بابونہ سے، شگوفہ کلی سے اور بلبلے سے۔

٦- اس کی بارش کو کثیر جانا انہوں نے اس کے کنبے کو حسین جانا انہوں نے اور اس کے لیے مال جمع کرنے میں مصروف ہوگئے۔

سوال نمبر 2: درج ذیل عبارات میں سے پانچ کا اردو ترجمہ کریں؟

١- قلماسلم مكثار او اقيل له عثار

٢- واعتصم مما يصم واسترشد الى مايرشد

٣- يا رواة القريض واساة القول المريض

٤- ثم قال لى ادن فكل فقم وان شئت فقم وقل

٥- واغراه عدم العراق بتطليق العراق

٦- فزحزحت شفقا غشى سنا قمر

جواب: ترجمہ:

١- بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کثیر باتیں کرنے والا محفوظ رہا ہو یا اس کی لغزش کو معاف کیا گیا ہو۔

٢- اور مضبوطی سے پکڑوں اس کو جس کو محفوظ کیا جاتا ہے اور راہنمائی طلب کروں اس کی طرف جس سے ہدایت لی جاتی ہے۔

٣- اے شعر کو نقل کرنے والو اور بیمار قول کے طبیبو!

٤- پھر اس نے مجھے کہا: قریب ہو جاؤ اور کھاؤ اگر تم چاہتے ہو اور اگر تو چاہتا ہے کھڑا ہو جا اور کہہ۔

٥- اور ہڈی پر گوشت کے نہ ہونے نے اس کو عراق چھوڑنے پر مجبور کیا۔

٦- پس دور کیا میں نے اس شفق کو جس نے چاند کی روشنی کو ڈھانپ رکھا تھا۔

سوال نمبر 3: درج ذیل عبارات میں سے پانچ کا سلیس اردو ترجمہ کریں؟

١- فعن لنا اعمال الركاب فى ليلة فتية الشباب

٢- ولا اسمح بمواساتى لمن يفرح بمساءاتى

٣- وكل من يطلب عندى جنى فماله الا جنى غرسه

٤- ولا ترج الود ممن يرى انك محتاج الى فلسه

٥- والذى احلنى ذراكم لاتلمظت بقراكم

٦- ففصلت عنه بكبد مرضوضة ودموع مفضوضة

جواب: ترجمہ:

١- پس ظاہر ہوا ہمارے لیے سواریوں کو تیار کرتا جوان کالے کوے کے پروں جیسی سیاہ رات میں۔

٢- اور جو شخص میری برائی سے خوش ہوتا ہے میں اس کی غمخواری نہیں کرتا ہوں۔

٣- ہر وہ شخص جو میرے ہاں میوے طلب کرتا ہے وہ محض اپنے ہی لگائے ہوئے درخت کا میوہ پا سکتا ہے۔

٤- اور نہ بڑھا محبت اس شخص کے ساتھ جو تجھے اپنے پیسوں کی طرف محتاج خیال کرتا ہے۔

٥- اس ذات کی قسم جس نے مجھے تمہارے صحن میں اتارا، میں اس وقت تک تمہارے کھانے کو مس نہیں کروں گا۔

٦- پس میں اس سے جدا ہوا زخمی جگر اور بہتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ۔

القسم الثانى: بلاغت

سوال نمبر 4: (الف) صاحب مختصر المعانی کی ذکر کردہ نظم قرآن کی تعریف و توضیح سپرد قلم کریں؟

(ب) حشو، تطویل، تعقید اور قاعدہ کی تعریف لکھیں؟

(ج) کتاب مختصر المعانی کی ترتیب کی وجہ حصر بیان کریں؟ نیز بتائیں کتاب مختصر المعانی متن ہے یا شرح؟

H_M_Hasnain_Asadi

جواب: (الف) **نظم قرآن کی تعریف:** کلمات کو جوڑنا اس حال میں کہ ان کے معانی کا ترتیب وار ہونا اور عقل کے تقاضا کے مطابق متناسب الدلالۃ ہونا، نظم قرآن کہلاتا ہے۔ ایسا نہیں کہ بعض بعض کے ساتھ ملیں جیسے: بھی ہو۔

(ب) **حشو کی تعریف:** وہ زائد عبارت کہ جس سے مرادی معنیٰ ادا کرنے میں استغنیٰ ہو سکتا ہے۔

تطویل: بغیر کسی فائدہ کے اصل مراد پر زیادتی، تطویل کہلاتی ہے۔

تعقید: کلام کا مشکل ہونا کہ آسانی سے اس کا معنیٰ سمجھ میں نہ آسکتا ہو۔

قاعدہ: وہ حکم کلی ہے، جو اپنی تمام جزئیات کو شامل ہو، تا کہ اس سے اس کے احکام معلوم کیے جائیں۔

(ج) **ترتیب کی وجہ حصر:** دیکھیں گے کہ جو کچھ اس مختصر میں مذکور ہے وہ اس فن کے مقاصد کے قبیلے سے ہے یا نہیں۔ بصورت ثانی مقدمہ۔ بصورت اوّل اگر اس سے غرض معنیٰ مرادی کو ادا کرنے کی غلطی سے بچنا ہو تو یہ فن اوّل ہے۔ اگر اس سے غرض تعقید معنوی سے بچنا ہو تو یہ فن ثانی ہے ورنہ فن ثالث ہے۔ مختصر المعانی تلخیص المفتاح کی شرح ہے۔

سوال نمبر5: (الف) غرابت اور مخالفت کی تعریف و مثال بیان کریں؟

(ب) ولیس قرب قبر حرب قبر کس کی مثال ہے؟ ممثل لہ کی تعریف بھی کیجئے۔

(ج) خبر کے صدق و کذب کا معیار کیا ہے؟ مختصر المعانی کی روشنی میں واضح کریں۔

جواب: (الف) **غرابت کی تعریف:** کلمے کا وحشی ہونا یعنی معنیٰ مرادی پر ظاہر الدلالت نہ ہونا جیسے: مُسَرَّج۔

مخالفت کی تعریف: کلمہ کا صرفی قانون کے خلاف ہونا جیسے: اجلل فك ادغام کے ساتھ۔

(ب) ممثل لہ کی نشاندہی:

مذکورہ مثال تنافر کلمات کی ہے۔ تنافر کا مطلب یہ ہے کہ کلمات کا زبان پر ثقیل ہونا

اگرچہ علیحدہ علیحدہ ہر کلمہ فصیح ہو۔

(ج) صدق خبر و کذب خبر کا معیار:

صدق خبر و کذب خبر کی تفسیر و تعریف میں اختلاف ہے۔

جمہور کا مؤقف: جمہور کے نزدیک صدق خبر یہ ہے کہ خبر کا واقع و خارج کے مطابق ہونا اور کذب خبر یہ ہے کہ خبر کا واقع کے مطابق نہ ہونا۔

نظام کا مؤقف: نظام معتزلی کے نزدیک صدق یہ ہے کہ خبر کا مخبر کے اعتقاد کے مطابق ہونا خواہ وہ اعتقاد غلط ہی ہو۔ کذب خبر یہ ہے کہ خبر کا مخبر کے اعتقاد کے مطابق نہ ہونا۔

جاحظ کا مؤقف: جاحظ نے خبر کے صدق و کذب میں انحصار کا انکار کیا ہے اور واسطہ کو ثابت کیا ہے۔ اس کے نزدیک صدق خبر یہ ہے کہ خبر کا واقع اور اعتقاد دونوں کے مطابق ہونا اور کذب خبر یہ ہے کہ خبر کا واقع اور اعتقاد دونوں کے مطابق نہ ہونا۔ لہٰذا اس کے نزدیک کچھ خبریں ایسی بھی ہیں جو نہ سچی ہیں نہ جھوٹی۔

سوال نمبر6: (الف) **ولها طرفان اعلى وهو حد الاعجاز وما يقرب منه** عبارت مذکورہ کی تشریح و توضیح سپرد قلم کریں؟

(ب) **ما یقرب منه** کے معطوف علیہ اور منه کی ضمیر کا مرجع متعین کریں؟

(ج) **ان کان لنسبته خارج تطابقه او لاتطابقه فخبر والافانشاء** مختصر المعانی کی روشنی میں عبارت مذکورہ کی تشریح کریں؟

جواب: (الف) مذکورہ عبارت کی وضاحت:

یہاں سے ماتن رحمہ اللہ تعالیٰ بلاغت فی الکلام کے مراتب بیان فرما رہے ہیں کہ بلاغت کی دو طرفیں یعنی دو مرتبے ہیں طرف اعلیٰ اور جو طرف اعلیٰ کے قریب ہے۔ طرف اعلیٰ وہ حدِ اعجاز ہے اور حد اعجاز کا مطلب یہ ہے کہ کلام بلاغت کے اس مرتبے پر فائز ہو جائے کہ وہ طاقت انسانی سے نکل جائے اور اس کا معارضہ نہ ہو سکے۔ دوسری طرف طرف اسفل ہے۔

H_M_Hashain_Asadi

(ب) مایقرب منہ کا معطوف علیہ: ما یقرب منہ کا عطف ماتن کے قول "ھو" پر ہے۔

منہ کی ضمیر کا مرجع: منہ میں ضمیر اعلیٰ کی طرف لوٹ رہی ہے تو مطلب یہ ہوا کہ طرف اعلیٰ اور جو اس کے قریب ہے دونوں ہی حد اعجاز ہیں۔

(ج) عبارت مذکورہ کی تشریح:

یہاں سے ماتن رحمہ اللہ تعالیٰ اقسام کلام کی تعریفیں فرما رہے ہیں۔ کلام کی دو قسمیں ہیں: خبر اور انشاء۔ اگر کلام کی نسبت کے لیے کوئی خارج ہو تین زمانوں میں سے کسی ایک میں یعنی طرفین (مسند و مسند الیہ) کے درمیان خارج میں کوئی نسبت ہو خواہ نسبت ثبوتی ہو یا سلبی۔ عام ہے کہ وہ نسبت اس خارج کے مطابق ہو بایں طور کہ دونوں ثبوتی ہوں یا دونوں سلبی یا مطابق نہ ہو بایں طور کہ کلام سے حاصل ہونے والی نسبت ثبوتی ہو اور خارج اور واقع میں سلبی ہو تو یہ خبر ہے۔ ورنہ یعنی اگر نسبت کے لیے خارج ہی نہیں تو وہ کلام انشاء ہوگا۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

سالانہ امتحان شہادۃ العالیۃ (بی اے)

سال اوّل برائے طلباء سال ۱۴۳۶ھ/2015ء

﴿چھٹا پرچہ: عقائد و منطق﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: ہر قسم سے دو دو سوال حل کریں۔

القسم الاوّل: عقائد

سوال نمبر 1: **رؤیتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الیقظۃ ممکنۃ وواقعۃ فقد ذکر العلماء نفع اللہ بھم ان کثیرا من ائمۃ الصوفیۃ رأوہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام ثم رأوہ فی الیقظۃ وسألوہ عن اشیاء من مصالحھم ومآربھم۔**

(الف) پیش کردہ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟ (۱۰)

(ب) کوئی سے تین بزرگوں کے نام تحریر کریں جنہوں نے حالت بیداری میں زیارت سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت حاصل کی ہو؟ ۵

(ج) حالت بیداری میں زیارت کیسے ممکن ہے؟ دلائل سے واضح کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 2: (الف) گستاخ رسول کی مذمت پر دو قرآنی آیات پیش کریں؟ (۱۰)

(ب) گستاخ رسول کی توبہ مقبول ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں حضرات صحابہ میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ائمہ مجتہدین میں سے امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ کا نظریہ بالتفصیل سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

H_M_Hasnain_Asadi

سوال نمبر 3: درج ذیل میں سے کسی پانچ پر مختصر نوٹ تحریر کریں؟ (۲۵)

کرامت ولی، اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام، زیارت قبور کا مستحسن طریقہ

اثبات عذاب قبر، دعا بعد از نماز جنازہ، محبت اہل بیت

القسم الثانی: منطق

سوال نمبر 4: (الف) قطبی کے متن اور ماتن کا نام تحریر کریں؟ (۲)

(ب) قطبی کس فن کی کتاب ہے؟ فن اور کتاب کا اصل نام بتائیں؟ (۲)

(ج) اس فن کی تعریف، موضوع، غرض وغایت اور اہمیت تحریر کریں؟ ۱۳

سوال نمبر 5: (الف) تصور مطلق اور تصور فقط میں فرق تحریر کریں؟ (۲)

(ب) مقسم، قسم اور قسیم کسے کہتے ہیں۔ ۹

(ج) وہم، ظن اور شک تصدیق کی قسموں سے ہیں یا تصور کی قسموں میں سے؟ دلائل کے ساتھ وضاحت کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 6: درج ذیل اصطلاحات کی تعریفات تحریر کریں؟ (۲۵)

فکر، دور، تسلسل، ترتیب، لا بشرط شیء

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2015ء

﴿چھٹا پرچہ: عقائد و منطق﴾

القسم الاوّل: عقائد

سوال نمبر 1: رُؤْيَتُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْيَقْظَةِ مُمْكِنَةٌ وَوَاقِعَةٌ فَقَدْ ذَكَرَ الْعُلَمَاءُ نَفَعَ اللهُ بِهِمْ إِنَّ كَثِيْرًا مِنْ اَئِمَّةِ الصُّوْفِيَّةِ رَأَوْهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ ثُمَّ رَأَوْهُ فِي الْيَقْظَةِ وَسَأَلُوْهُ عَنْ اَشْيَاءَ مِنْ مَصَالِحِهِمْ وَمَاٰرِبِهِمْ۔

(الف) پیش کردہ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) کوئی سے تین بزرگوں کے نام تحریر کریں جنہوں نے حالت بیداری میں زیارتِ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت حاصل کی ہو؟

(ج) حالت بیداری میں زیارت کیسے ممکن ہے؟ دلائل سے واضح کریں۔

جواب: (الف) ترجمہ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں ترجمہ ملاحظہ کریں:

”بیداری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ممکن ہے اور ایسا ہوا ہے۔ پس بے شک علماء علیہم الرحمۃ نے یہ بات ذکر کی ہے کہ کثیر آئمہ صوفیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت خواب میں زیارت کی ہے اور پھر بیداری میں بھی۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں کے لیے مفید اور نافع امور کے بارے میں سوالات بھی کیے۔“

(ب) بزرگوں کے نام:

۱- مجدد دین وملت حضرت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ تعالی

۲- قاطع قادیانیت، بحر العلوم حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمہ اللہ تعالی

H_M_Hasnain_Asadi

۳۔صوفی باصفا عارف باللہ حضرت پیر میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

(ج) حالت بیداری میں زیارت پر دلیل:

بخاری ومسلم اور ان کے علاوہ کثیر محدثین نے اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے مجھے خواب میں دیکھا پس عنقریب وہ مجھے بیداری میں دیکھے گا اور شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔“

علماء اس حدیث شریف کی شرح اور مفہوم میں یوں بیان فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تو وہ کامیاب ہوگیا اور انشاء اللہ ضرور وہ بیداری میں بھی آپ کی زیارت سے مشرف ہوگا۔ اگرچہ موت سے کچھ وقت پہلے۔

امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسم اور روح کے ساتھ زندہ ہیں اور آپ جیسا چاہیں تصرف فرماتے ہیں، جہاں چاہیں آ، جاسکتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی حالت میں ہیں جو وفات سے پہلے تھی، پس آنکھوں سے آپ غائب ہیں جس طرح کہ فرشتے۔ جب اللہ چاہتا ہے وہ حجاب اٹھادیتا ہے اور جس کو چاہے زیارت سے مشرف فرمادیتا ہے۔

سوال نمبر2: (الف) گستاخ رسول کی مذمت پر دو قرآنی آیات پیش کریں؟

(ب) گستاخ رسول کی توبہ مقبول ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں حضرات صحابہ میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ائمہ مجتہدین میں سے امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ کا نظریہ بالتفصیل سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) دو آیات قرآنی:

۱۔ فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۝

۲۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا۝

(ب) گستاخ رسول کی توبہ کا مسئلہ:

جس شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں ذرا سی بھی گستاخی کی تو اس کی سزا قتل ہے اور اس کی توبہ ناقابل قبول ہے۔ یہی جمہور ائمہ کرام کا موقف ہے۔ امام قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تصنیف ”الشفاء“ میں اس بات کی خوب وضاحت کی ہے۔

تمام صحابہ کرام کا بھی یہی موقف ومذہب رہا ہے۔

روایات میں موجود ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک گستاخ رسول عورت کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا کیونکہ وہ عورت اشعار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرتی تھی۔ اسی طرح آپ رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب، منکرین زکوٰۃ اور گستاخانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جہاد وقتال کیا۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ کا بھی یہ موقف ہے:

”گستاخ رسول کی ایک ہی سزا
سر تن سے جدا، سر تن سے جدا“

کسی فقیہ نے بھی اس مسئلہ میں نرمی ومعافی کا فتویٰ جاری نہیں کیا ہے، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہی عین ایمان اور اصل ایمان ہے۔ امام شافعی، امام مالک اور امام اسحاق رحمہم اللہ تمام کا یہی موقف ہے۔

سوال نمبر3: درج ذیل میں سے کسی پانچ پر مختصر نوٹ تحریر کریں؟

کرامت ولی، اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام، زیارت قبور کا مستحسن طریقہ
اثبات عذاب قبر، دعا بعد از نماز جنازہ، محبت اہل بیت

جواب: کرامت ولی: قرآن وسنت سے ثابت ہے کہ کرامات اولیاء حق ہیں، ان کا منکر گمراہ ہے۔ مسلمان کبھی بھی اس کا انکار نہیں کرسکتا۔ ولی کے لیے کرامت کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ تاہم کرامت ولی کی ولایت کی نشانی ہوتی ہے۔ کرامت اصل میں اس فعل کا نام

Fl_M_Hasnain_Asadi

ہے‘ جو غیر نبی اور مسلمان سے خلاف عادت صادر ہو۔

قبل اذان صلوٰۃ وسلام: صلوٰۃ وسلام کی بہت فضیلت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کا حکم دیا۔ زندگی میں ایک مرتبہ پڑھنا فرض ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اقدس جب بھی سنے تو درود وسلام پڑھے۔ درود وسلام پڑھنے کا کوئی خاص وقت نہیں۔ جب چاہے پڑھ سکتا ہے، کیونکہ آیت کریمہ مطلق ہے۔ لہٰذا اذان سے پہلے بھی پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں۔ البتہ اذان اور درود وسلام کے درمیان وقفہ ضرور کرلے تاکہ کوئی اذان کا جزء نہ سمجھ لے۔

زیارت قبور کا مستحسن طریقہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود قبروں کی زیارت کی اور تعلیم بھی فرمائی ہے۔ عورتوں کو قبرستان میں نہیں جانا چاہیے بالخصوص آج کے دور میں، کیونکہ فتنہ کا بہت خطرہ ہے۔ قبرستان میں جائے تو السلام علیکم یا اهل القبور کہے، وہ اس کا جواب دیتے ہیں۔ وہاں قبرستان میں قرآن کریم کی تلاوت کرے یا کوئی اور ذکر واذکار کر کے ان کی روحوں کو ایصال ثواب کرے۔ بہتر یہ ہے کہ قبر سے کچھ فاصلے پر قبر کی دائیں جانب کھڑا ہو کر فاتحہ خوانی کرے۔ زیارت کے وقت جھکنا وغیرہ سخت حرام ہے۔

اثبات عذاب قبر: قبر کا عذاب حق ہے، اس کا انکار گمراہی و بے دینی ہے۔ نیک لوگوں کے لئے قبر راحت گاہ اور منافقین ومشرکین کے لیے سزا کا گڑھا ہے۔ جب میت کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے، تو اس کی روح اور جسم کا تعلق بحال ہو جاتا ہے۔ عذاب کا تعلق دونوں سے ہوتا ہے، مومن مسلمان کو قبر ایسے دباتی ہے جیسے: ماں اپنے بچے کو مگر کفار اور منافقین کو اس طرح دباتی ہے کہ ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف اور دوسری طرف کی ایک طرف آجاتی ہیں۔ یہ عذاب قیامت تک جاری رہتا ہے۔

دعا بعد از نماز جنازہ: حدیث شریف میں دعا کو عبادت کا مغز قرار دیا گیا ہے۔ دعا کسی بھی وقت مانگی جاسکتی ہے۔ دعاء کرنے کی فضیلت بھی قرآن وحدیث میں وارد ہے۔ نماز جنازہ کے بعد میت کے لیے اجتماعی طور پر دعا کرنا حدیث سے ثابت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم نماز جنازہ سے فارغ ہو جاؤ تو اپنے مردہ کے لیے خصوصی

دعا کرو۔''

محبت اہل بیت: حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اصل ایمان ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تقاضا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ، ازواج مطہرات، اقارب اور آل واولاد کے ساتھ محبت بھی درحقیقت آپ سے محبت ہے۔ اہل بیت سے محبت رکھنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ اس مقدس خاندان کی عظمت وفضیلت قرآن وسنت میں بیان کی گئی ہے۔

القسم الثانی: منطق

سوال نمبر 4: (الف) قطبی کے متن اور ماتن کا نام تحریر کریں؟

(ب) قطبی کس فن کی کتاب ہے؟ فن اور کتاب کا اصل نام بتائیں۔

(ج) اس فن کی تعریف، موضوع، غرض وغایت اور اہمیت تحریر کریں؟

جواب: (الف) **متن کا نام:** رسالہ شمسیہ

ماتن کا نام: ابوعبداللہ قطب الدین محمد بن محمد رازی

(ب) **فن کا نام:** قطبی فن منطق کی کتاب ہے۔

کتاب کا اصل نام: شرح رسالہ شمسیہ

(ج) **منطق کی تعریف:** منطق ایسا قانونی آلہ ہے، جس کی رعایت کرنے سے ذہن کو فکری غلطی سے بچایا جاسکتا ہے۔

موضوع: معرف وقول شارح اور دلیل وحجت

غرض: ذہن کو فکری غلطی سے بچانا اس فن کی غرض ہے۔

اہمیت: فن منطق کو تمام علوم کے لیے آلہ قرار دیا گیا ہے یہ علم نطق ظاہری اور باطنی دونوں میں طاقت دیتا ہے۔ اس کو جاننے والا نہ جاننے والے پر غالب آجاتا ہے۔ یہ ایسا علم ہے، جو عقل کو لطیف کرتا ہے۔ جس وجہ سے عقل خالق حقیقی تک رسائی کرنے کے لیے تیار ہو جاتی ہے۔ علم اعلیٰ تک پہنچائے وہ خود بھی اعلیٰ ٹھہرا۔

سوال نمبر 5: (الف) تصور مطلق اور تصور فقط میں فرق تحریر کریں؟

(ب) مقسم، قسم اور قسیم کسے کہتے ہیں؟

FLM_Hashim_Asadi

(ج) وہم، ظن اور شک تصدیق کی قسموں سے ہیں یا تصور کی قسموں میں سے؟ دلائل کے ساتھ وضاحت کریں؟

جواب: (الف) مطلق تصور: کسی شئی کی صورت کا عقل میں حاصل ہونا۔

تصور فقط: وہ تصور ساذج ہی ہے یعنی ایسا تصور جس کے ساتھ حکم نہ ہو۔ یہ تصدیق ک[ے] مقابل ہے۔

(ب) مقسم: جس شئی کی تقسیم ہو اس کو مقسم کہتے ہیں جیسے: کلمہ کہ اس کی کئی اقسا[م] ہیں:

قسم: شئی کی قسم وہ ہوتی ہے، جو شے کے تحت داخل ہو اور اس سے خاص ہو جیسے: اس[م] کلمہ کی قسم ہے۔

قسیم: شئی کا قسیم وہ ہوتا ہے، جو شئی کا مقابل ہو اور کسی دوسری شئی کے تحت داخل ہو جیسے: اسم، فعل اور حرف کا قسیم ہے۔

(ج) وہم، ظن اور شک میں سے ظن اور شک تصور کی قسموں سے ہیں، کیونکہ ان میں حکم نہیں ہے جبکہ تصدیق کے لیے حکم کا ہونا ضروری ہے۔ وہم تصدیق کی قسم ہے، کیونکہ یہ حکم سے متعلق ہے۔

سوال نمبر 6: درج ذیل اصطلاحات کی تعریفات تحریر کریں؟

فکر، دور، تسلسل، ترتیب، لا بشرط شیء

جواب: فکر کی تعریف: امور معلومہ کو اس طرح ترتیب دینا کہ وہ مجہول شئی تک پہنچا دیں۔

دور کی تعریف: کسی شئی کا ایسی شئی پر موقوف ہونا کہ وہ دوسری شئی اس (پہلی) شئی پر موقوف ہو ایک ہی جہت سے خواہ ایک مرتبہ سے یا کئی مراتب سے۔

تسلسل کی تعریف: امور غیر متناہیہ کا مترتب ہونا۔

ترتیب: ہر چیز کو اس کے مرتبہ میں رکھنا ترتیب کہلاتا ہے۔

لا بشرط شیء: مطلق تصور کو کہتے ہیں۔ مطلق تصور کی تعریف پیچھے گزر گئی ہے۔

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأهل السنة باكستان

الشهادة العالية "السنة الاولىٰ" للطلاب

الموافق سنة ۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿پہلا پرچہ: تفسیر واصول تفسیر﴾

الوقت المحدد: ثلث ساعات   مجموع الأرقام: ۱۰۰

سوال نمبر 1 اور 5 لازمی ہیں باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

القسم الاوّل: تفسیر

سوال نمبر 1: الرحمٰن علم من شاء القرآن خلق الانسان أي الجنس علمه البيان النطق الشمس والقمر بحسبان بحساب يجريان والنجم مالاساق له من النبات والشجر ماله ساق يسجدان يخضعان بما يراد منهما

(۱) کلام باری تعالیٰ وکلام مفسر کا ترجمہ تحریر کریں؟ (۱۰)

(۲) اغراض مفسر سپرد قلم کریں؟ نیز بتائیں کہ لفظ "رحمٰن" ترکیب میں کیا واقع ہو سکتا ہے؟ کوئی دو صورتیں بیان کریں؟ (۱۰)

(۳) مذکورہ سورت کے کتنے اور کون کون سے اسماء ہیں؟ وجہ تسمیہ بھی سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

(۴) لفظ حسبان مفرد ہے یا جمع؟ وضاحت کرنے کے بعد مصنف کے مختار قول کی نشاندہی کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 2: لقد صدق الله رسوله الرؤيا بالحق

H_M_Hasnain_Asadi

(۱) کلام باری تعالیٰ میں جس خواب کا ذکر ہے اس کی وضاحت کریں، نیز آیت مبارکہ کا شان نزول جلالین کی روشنی میں بیان کریں؟(۱۰)

(۲) خط کشیدہ لفظ کا ماقبل اور مابعد سے نحوی تعلق واضح کریں؟(۱۰)

سوال نمبر3: والسماء ذات البروج للكواكب الاثنا عشر برجا تقدم في الفرقان واليوم الموعود يوم القيامة وشاهد يوم الجمعة ومشهود يو عرفة كذفسرت الثلاثة في الحديث فالاول موعود به والثاني شاه بالعمل فيه والثالث يشهده الناس والملائكة .

(۱) کلام باری تعالیٰ وکلام مفسر کا ترجمہ تحریر کریں، نیز سورت کا شان نزول ذکر کر کے بعد بروج کی وضاحت کریں؟(۱۰)

(۲) اصحاب اخدود کا واقعہ تفصیلاً تحریر کریں؟(۱۰)

سوال نمبر4: انا أعطينك يا محمد الكوثر

(۱) سورۃ الکوثر کا سبب نزول بیان کریں؟ نیز بتائیں یہ سورہ مبارکہ کس موقع پر ناز ہوئی؟۱۰

(۲) کوثر کے معانی جلالین کی روشنی میں بیان کریں؟ نیز "اِنَّ شَانِئَكَ هُ الْاَبْتَرُ" کی تشریح وتوضیح سپرد قلم کریں؟(۱۰)

القسم الثاني: اصول تفسير

سوال نمبر5: کسی دو اجزاء کا جواب دیں۔

(۱) فہم قرآن میں دشواریوں کے اسباب سپرد قلم کریں؟(۱۰)

(۲) قرآنی آیات اور اشعار میں فرق تحریر کریں؟(۱۰)

(۳) ناسخ ومنسوخ میں اختلاف کی وجوہات قلمبند کریں؟(۱۰)

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2016ء

﴿پہلا پرچہ: تفسیر واصول تفسیر﴾

القسم الاول: تفسير

سوال نمبر1: الرحمٰن علم من شاء القراٰن خلق الانسان أي الجنس علمه البيان النطق الشمس والقمر بحسبان بحساب يجريان والنجم مالاساق له من النبات والشجر ماله ساق يسجدان يخضعان بما يراد منهما

(الف) کلام باری تعالیٰ وکلام مفسر کا ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) اغراض مفسر سپرد قلم کریں؟ نیز بتائیں کہ لفظ "رحمٰن" ترکیب میں کیا واقع ہو سکتا ہے؟ کوئی دو صورتیں بیان کریں؟

(ج) مذکورہ سورت کے کتنے اور کون کون سے اسماء ہیں؟ وجہ تسمیہ بھی سپرد قلم کریں؟

(د) لفظ حسبان مفرد ہے یا جمع؟ وضاحت کرنے کے بعد مصنف کے مختار قول کی نشاندہی کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: وہ رحمٰن ہے جس نے جسے چاہا قرآن سکھایا، اس نے جنس انسان کو پیدا فرمایا۔ اس نے بیان یعنی نطق کی تعلیم دی۔ سورج اور چاند اپنے حساب کے ساتھ رواں دواں ہیں اور نجم یعنی وہ انگوریاں جن کی پنڈلی نہ ہو۔ اور شجر یعنی جس کی پنڈلی ہو دونوں سجدہ ریز ہیں یعنی اپنے حال کے مطابق جھکے ہوئے (اللہ کے سامنے) ہیں۔

(ب) اغراض مفسر

علامہ مفسر نے علم کے بعد من شاء نکال کر اس کے مفعول اوّل کی طرف اشارہ کر

H_M_Hasnain_Asadi

دیا۔ الانسان کے بعد الجنس نکال کر اس میں موجود الف لام کے جنسی ہونے کی طرف اشارہ فرمایا۔ النطق نکال کر بیان کا معنی اور مراد بتادی یعنی بیان سے مراد ہے مافی الضمیر کو بیان کرنا۔ بحساب نکال کر اس بات کی طرف اشارہ کردیا کہ حسبان مصدر ہے حساب کے معنی میں۔ مطلب ہوا کہ سورج اور چاند اپنے برج اور منازل میں وقت مقررہ میں رواں دواں رہتے ہیں۔ پھر نجم اور شجر کا معنیٰ بیان کیا اور بتادیا کہ ان کا سجدہ کرنا ایسا نہیں ہے جس طرح انسان سجدہ کرتا ہے بلکہ ان کے سجدہ کرنے سے مراد ان کا جھکنا ہے۔ اب اس کی کیفیت کیا ہے؟ بس ہر شئی کے تسبیح و تحلیل و جھکنے کا انداز الگ الگ ہے۔

لفظ رحمٰن کی ترکیب: لفظ رحمٰن ترکیب میں خبر ہے۔ مبتدا محذوف کی تب تقدیری عبارت یوں ہوگی: "اللہ الرحمن" یا یہ مبتدا ہے اس کی خبر یعنی ربنا محذوف ہے۔ تب اصل عبارت یوں ہوگی: الرحمن ربنا۔ یا یہ مبتدا ہے اور مابعد والا جملہ اس کی خبر۔ یوں اس کی ترکیب میں تین احتمال ہوئے۔

(ج) سورت رحمٰن کے اسماء:

اللہ تعالیٰ کی عادت کریمہ ہے کہ وہ سورت کا نام کسی ایک جزء پر رکھ دیتا ہے۔ گویا سورتوں کے نام بھی توقیفیہ ہیں۔

پہلا نام: سورۃ الرحمٰن: یہ نام اس لیے رکھا گیا ہے کیونکہ اس میں رحمٰن اور اس کی صفات کا ذکر ہے۔ اس سورت کو عروس القرآن بھی کہتے ہیں، کیونکہ ہر شئی کے لیے عروس (دلہن) ہوتی ہے اور قرآن کی عروس سورۃ رحمٰن ہے۔

(د) لفظ حسبان کی صرفی تحقیق:

لفظ حسبان مفرد ہے بمعنی حساب جیسے: غفران اور کفران۔ یہ بھی صحیح ہے کہ حساب کی جمع ہو جیسے: شہاب کی جمع شہبان آتی ہے۔ مصنف کا مختار یہ ہے کہ حسبان مصدر ہے۔ مصدر میں تذکیر و تانیث، افراد و تثنیہ اور جمع برابر ہوتے ہیں۔

سوال نمبر2: لقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا بالحق

(الف) کلام باری تعالیٰ میں جس خواب کا ذکر ہے اس کی وضاحت کریں، نیز آیت مبارکہ کا شان نزول جلالین کی روشنی میں بیان کریں؟

(ب) خط کشیدہ لفظ کا ماقبل اور مابعد سے نحوی تعلق واضح کریں؟

جواب: (الف) خواب کی وضاحت اور آیت کا شان نزول:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے سال خواب میں دیکھا کہ آپ اور آپ کے اصحاب مکہ پاک میں امن سے داخل ہوئے، حلق کروایا اور کچھ نے قصر کروایا۔ آپ نے اس خواب کو صحابہ کے سامنے بیان کیا تو وہ بہت خوش ہوئے۔ جب صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں نکلے تو کفار نے اسلامی لشکر کو حدیبیہ میں روک لیا اور واپس آگئے۔ یہ بات صحابہ پر بہت شاق گزری اور بعض منافقین نے عجیب وغریب باتیں کرنا شروع کردیں۔ فتح مکہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک خواب کو سچا کردکھایا اور منافقوں کو منہ کی کھانا پڑی۔

(ب) بالحق کا نحوی تعلق:

لفظ بالحق کی ترکیب میں کئی احتمال ہیں۔ یہ صدق کے متعلق ہے یا الرؤیا سے حال واقع ہو رہا ہے اور اس کا مابعد اس کی تفسیر ہے۔

سوال نمبر3: **والسماء ذات البروج للکواکب اثنا عشر برجا تقدمت فی الفرقان والیوم الموعود یوم القیامۃ وشاھد یوم الجمعۃ ومشھود یوم عرفۃ کذفسرت الثلاثۃ فی الحدیث فالاول موعود بہ والثانی شاھد بالعمل فیہ والثالث یشھدہ الناس والملائکۃ۔**

(الف) کلام باری تعالیٰ وکلام مفسر کا ترجمہ تحریر کریں، نیز سورت کا شان نزول ذکر کرنے کے بعد بروج کی وضاحت کریں؟

(ب) اصحاب اخدود کا واقعہ تفصیلاً تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: برج والے آسمان کی قسم! یہ بارہ برج ہیں جو ستاروں کے

H_M_Hasnain_Asadi

لیے اور ان کا ذکر سورت فرقان میں تفصیل سے گزر چکا ہے۔ اس دن کی قسم جس کا وعدہ دیا گیا ہے یعنی قیامت کا دن۔ شاہد یعنی جمعہ کے دن کی قسم اور مشہود یعنی یوم عرفہ کی قسم۔ اسی طرح تینوں کی تفسیر حدیث پاک میں کی گئی ہے۔ پس اوّل موعود یہ ہے اور دوسرا شاہد ہے بسبب اس میں عمل کرنے کے۔ تیسرا اس میں لوگ اور فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

سورت کا شانِ نزول: جب کافر مومنوں کو ایذاء دیتے تھے اور ایذاء دینے میں انتہاء کو پہنچ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ایمان پر ثابت قدم رہنے اور کافروں کی ایذاؤں پر صبر کرنے کی تلقین کے لیے یہ سورت اتاری۔ تم سے پہلے مومنوں کے ساتھ بھی کفار ایسا ہی سلوک کرتے بلکہ تم سے زیادہ ایذائیں ان کو ملتیں تو انہوں نے صبر کا مظاہرہ کیا۔ لہٰذا تم بھی صبر وتحمل کا مظاہرہ کرو۔

بروج کی وضاحت: اللہ تعالیٰ نے آسمان میں بارہ برج بنائے، سات سیاروں کے لیے۔ وہ بارہ برج یہ ہیں: ۱-حمل۔ ۲-ثور۔ ۳-جوزا۔ ۴-سرطان۔ ۵-اسد۔ ۶-سنبلہ۔ ۷-میزان۔ ۸-عقرب۔ ۹-قوس۔ ۱۰-جدی۔ ۱۱-دلو۔ ۱۲-حوت۔ سات سیارے یہ ہیں:

۱-مریخ: اس کے لیے حمل اور عقرب ہیں۔
۲-زہرہ: اس کے لیے ثور اور میزان ہیں۔
۳-عطارد: اس کے لیے جوزا اور سنبلہ ہیں۔
۴-قمر: اس کے لیے سرطان ہے۔
۵-شمس: اس کے لیے اسد ہے۔
۶-مشتری: اس کے لیے قوس اور حوت ہیں۔
۷-زحل: اس کے لیے جدی اور دلو ہیں۔

(ب) اصحاب اخدود کا واقعہ

مسلم شریف کی روایت کے مطابق واقعہ اس طرح ہے کہ ایک بادشاہ کے پاس ایک

جادوگر رہتا تھا۔ جب جادوگر بوڑھا ہو گیا تو بادشاہ نے اس کے ساتھ ایک لڑکا ضم کر دیا تا کہ وہ اس سے جادو سیکھے۔ (وہ لڑکا اس کے پاس آنے جانے لگا) اس کے راستے میں ایک راہب رہتا تھا۔ لڑکے کا دل اس کی طرف مائل ہو گیا۔ اس لڑکے نے راستے میں ایک دن بہت بڑا چارپایہ دیکھا، لوگ اس جانور کی وجہ سے رک گئے۔ لڑکے نے ایک پتھر لیا اور کہنے لگا: "اے اللہ! اگر راہب کا معاملہ تجھے اس ساحر سے زیادہ محبوب ہے تو تو اس دابہ کو قتل کر دے تا کہ لوگ گزر جائیں۔" اس لڑکے نے زور سے پتھر پھینکا تو وہ دابہ مر گیا۔ وہ لڑکا پھر راہب کے پاس آیا اور واقعہ کی خبر دی۔ راہب نے کہا: آج تو مجھ سے افضل ہے۔ عنقریب تجھے آزمائش میں ڈالا جائے گا۔ پس اگر تجھے آزمائش میں ڈالا جائے تو میرے بارے میں کچھ نہیں بتانا۔ وہ لڑکا کوڑھ والوں کو، برص والوں کو اور اندھوں کو صحیح کرتا تھا۔ بادشاہ کا ہمنشین اندھا ہو گیا تو لڑکے نے اس کو ٹھیک کر دیا تو وہ اللہ پر ایمان لے آیا۔ جب بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تجھے کس نے ٹھیک کیا ہے تو کہنے لگا میرے رب نے۔ بادشاہ کو غصہ آیا اس نے لڑکے کو سزا دی تو لڑکے نے راہب کا بتا دیا۔ بادشاہ نے راہب کو آرے کے ساتھ چیر دیا اور قوم کے ساتھ لڑکے کو پہاڑ پر بھیجا تا کہ وہ لڑکے کو اوپر سے پھینک کر ہلاک کر دیں۔ لڑکے نے بددعا کی تو وہ قوم ہلاک ہو گئی اور لڑکا بچ گیا۔ پھر بادشاہ نے لڑکے کو کشتی میں بٹھایا تا کہ وہ غرق کر دے۔ اس لڑکے نے بددعا کی تو کشتی الٹ گئی اور جو بھی اس میں سوار تھے سب ہلاک ہو گئے اور لڑکا بچ گیا۔ لڑکا بادشاہ سے کہنے لگا کہ تم مجھے قتل نہیں کر سکتے حتیٰ کہ لوگوں کو جمع کر کے مجھے سولی چڑھایا جائے۔ پھر ایک تیر لو اور اس طرح کہو: "اللہ کے نام سے جو اس لڑکے کا رب ہے۔" پھر تم وہ تیر مجھ پر پھینک دو۔ سو اس بادشاہ نے ایسا ہی کیا تو تیر اس کے دماغ میں گیا اور وہ لڑکا فوت ہو گیا۔ یہ معاملہ دیکھ کر تمام لوگ ایمان لے آئے۔ بادشاہ کو ان کے ایمان لانے پر بہت غصہ آیا اس نے کہا: ایک بہت بڑی آگ جلاؤ اور جو ان میں سے اپنے دین سے رجوع نہیں کرتا اس کو آگ میں پھینک دو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ تمام کو آگ میں پھینکتے گئے حتیٰ کہ ایک عورت آئی۔ اس کے ساتھ ایک بچہ تھا۔ عورت آگ میں واقع ہونے سے ڈر گئی تو بچہ بولا اے ماں! آپ صبر کریں بے شک آپ حق پر ہیں۔

H_M_Hashain_Asadi

سوال نمبر 4: اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ یَا مُحَمَّدُ الْکَوْثَرَ

(الف) سورۃ الکوثر کا سببِ نزول بیان کریں؟ نیز بتائیں یہ سورۂ مبارکہ کس موقع پر نازل ہوئی؟

(ب) کوثر کے معانی جلالین کی روشنی میں بیان کریں؟ نیز "اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُo" کی تشریح و توضیح سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) سببِ نزول

اس سورت مبارکہ کے نزول کا سبب یہ ہے کہ عاص بن وائل السہمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسجد میں باب بنی سہم کے پاس ملاقات کی۔ کچھ باتیں ہوئیں۔ مسجد میں قریش کے کچھ سردار بیٹھے ہوئے تھے۔ جب وہ ان کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا: تو کس سے باتیں کر رہا تھا؟ اس نے کہا: اس ابتر سے (العیاذ باللہ) (یعنی نبی علیہ السلام سے) اور اس کا بیٹا قاسم فوت ہوگیا۔ جب اس نے یہ بات کہی تو اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کو تسلی اور آپ کو خوشخبری دینے کے لیے یہ سورت نازل فرمائی۔

(ب) کوثر کے معانی:

کوثر سے مراد یا جنت کی ایک نہر ہے یا حوض ہے، جس پر نبی علیہ السلام کی امت وارد ہوگی یا کوثر سے مراد خیر کثیر ہے یعنی نبوت، قرآن اور شفاعت وغیرہ۔

القسم الثانی: اصول تفسیر

سوال نمبر 5: کسی دو اجزاء کا جواب دیں۔

(الف) فہم قرآن میں دشواریوں کے اسباب سپرد قلم کریں؟

(ب) قرآنی آیات اور اشعار میں فرق تحریر کریں؟

(ج) ناسخ و منسوخ میں اختلاف کی وجوہات قلمبند کریں؟

جواب: (الف) دشواریوں کے اسباب:

قرآن پاک کی مراد سمجھنے میں دشواریوں کے اسباب درج ذیل ہیں:

☆ غریب لفظ کا استعمال ہونا۔ ☆ ناسخ و منسوخ پر قلت اطلاع ہونا۔

☆ اسباب نزول سے غافل ہونا۔ ☆ مضاف یا موصوف یا ترخیم منادیٰ کا حذف ہونا۔

☆ ایک شئی کو دوسری شئی سے یا ایک حرف کو دوسرے حرف سے یا اسم کو اسم سے یا فعل کو فعل سے بدلنے کے سبب یا مفرد کی جگہ جمع ذکر کرنے یا اس کے برعکس یا التفات کی وجہ۔

☆ یا مؤخر کو مقدم کرنے یا اس کا عکس کرنے سے۔ ☆ ضمائر کے انتشار کے سبب یا ایک ہی لفظ سے متعدد معانی مراد لینے سے۔ ☆ تکرار اور اطناب کے سبب۔

☆ کنایہ، تعریض، متشابہ اور مجاز عقلی کے سبب۔

(ب) قرآنی آیات اور اشعار میں فرق:

قرآنی آیات اور اشعار میں سے ہر ایک متکلم اور نفس کو لذت دینے کے لیے پڑھے جاتے ہیں۔ مگر فرق یہ ہے کہ اشعار علم عروض اور قافیوں کے ساتھ مقید ہوتے ہیں، جن کو خلیل بن احمد نے مدون کیا۔ پھر اس سے شعراء لیتے آئے ہیں جبکہ آیات کا دارومدار مجمل قافیہ و وزن پر ہوتا ہے۔ یہ دونوں امر طبعی کے مشابہہ ہیں۔ عروض کے افاعیل اور تفاعیل پر بناء نہیں ہے۔ اسی طرح آیات کی بناء ان قافیوں پر بھی نہیں جو معین ہیں اور امر مصنوعی اور اصطلاحی سے تعلق رکھتے ہیں۔

(ج) ناسخ و منسوخ میں اختلاف کی وجوہات:

علم تفسیر میں مشکل جگہوں میں سے ایک جگہ ہے ناسخ و منسوخ کی معرفت، کیونکہ ایک تو اس کی ابحاث بہت زیادہ ہیں اور دوسرا اس میں اختلاف کا میلان بہت وسیع ہے۔

اس کی اقوی وجہ متقدمین اور متاخرین کی اصطلاح میں اختلاف کا ہونا ہے۔ متقدمین کے نزدیک نسخ کا معنی اور ہے جبکہ متاخرین کے نزدیک نسخ کا معنی اور ہے۔ تعریفوں میں اختلاف کی وجہ سے آیات منسوخ کی تعداد میں بھی اختلاف ہوگیا۔ متقدمین کے نزدیک آیات منسوخ کی تعداد پانچ سو تک ہے جبکہ متاخرین کے نزدیک بیس کے قریب ہیں۔

H_M_Hasnain_Asadi

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأهل السنة باکستان

الشهادة العالیة "السنة الاولیٰ" للطلاب

الموافق سنة ۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث﴾

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

سوال نمبر 4اور 5لازمی ہیں باقی میں سے کوئی دوسوال حل کریں۔

القسم الاوّل: حدیث

سوال نمبر 1: عن انس قال قلما خطبنا رسول الله صلی الله علیه وسلم الا قال لا ایمان لمن لا امانة له ولا دین لمن لاعهدله

(۱) خط کشیدہ لفظ کی صرفی ونحوی تحقیق قلمبند کریں؟۵

(۲) حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پراعراب لگائیں اورترجمہ کریں؟(۱۰)

(۳) حدیث میں حقیقت ایمان ودین کی نفی ہے یا کمال کی؟ اپنا مؤقف مع الدلائل سپردقلم کریں؟(۱۰)

سوال نمبر 2: عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا حسد الا فی اثنین رجل اٰتاه الله مالا فسلطه علی هلکته فی الحق ورجل اٰتاه الله الحکمة فهو یقضی بها ویعلمها

(۱) حدیث کاترجمہ سپردقلم کریں؟۵

(۲) حسد اور غبطہ کی تعریف کریں؟ نیز بتائیں کہ یہاں لفظ حسد کیوں استعمال فرمایا؟۱۰

(۳) لفظ "رجل" پرکون کون سااعراب پڑھاجاسکتاہے؟ وجہ ضرورتحریرفرمائیں؟ (۱۰)

سوال نمبر 3: عن ابن مسعود أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال کنت نهیتکم عن زیارة القبور فزوروها فانها تزهد فی الدنیا وتذکر الأخرة

(۱) حدیث کاترجمہ وتشریح کریں؟(۱۰)

(۲) عورتوں کا قبرستان جانا کیساہے؟ اس بارے میں ایک مختصر مگر جامع نوٹ تحریر کریں؟(۱۵)

سوال نمبر 4: عن ابی جحیفة أن النبی صلی الله علیه وسلم نهی عن ثمن الدم وثمن الکلب وکسب البغی ولعن اٰکل الربٰو وموکله والواشمة والمستوشمة والمصور .

(۱) مذکور حدیث کا ترجمہ تحریر کریں اور خط کشیدہ الفاظ کی تشریح و توضیح قلمبند کریں؟(۱۵)

(۲) بیع مزابنہ، بیع مخابرہ، بیع محاقلہ اور بیع عرایا میں سے تین کی تعریف وحکم سپردقلم کریں؟(۱۵)

القسم الثانی: اصول حدیث

سوال نمبر 5: کوئی دواجزاء کاحل مطلوب ہے۔

(۱) متصل، منقطع، معلق اور مرسل میں سے کسی دو کی تعریف و وجہ تسمیہ تحریر کریں؟(۱۰)

(۲) مضطرب اور متابع کی تعریفات بیان کریں؟(۱۰)

(۳) متفق علیہ کی وضاحت کریں نیز کل متفق علیہ احادیث کی تعداد سپردقلم کریں؟(۱۰)

H_M_Hasnain_Asadi

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2016ء

﴾دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث﴿

القسم الاوّل: حدیث

سوال نمبر 1: عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَلَّمَا خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا قَالَ لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهُ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهُ

(الف) خط کشیدہ لفظ کی صرفی ونحوی تحقیق قلمبند کریں؟

(ب) حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(ج) حدیث میں حقیقت ایمان ودین کی نفی ہے یا کمال کی؟ اپنا مؤقف مع الدلائل سپردقلم کریں؟

جواب: (الف) خط کشیدہ لفظ کی تحقیق:

قلما میں ما مصدریہ ہے خطبة کے معنیٰ میں ہے تقدیر عبارت یوں ہوگی: قل خطبة خطبنا ۔ یہ بھی جائز ہے کہ ما کافة ہو اور یہ نفی میں استعمال ہوتا ہے۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ آگے استثناء ہو رہا ہے۔ ای ما وعظنا کے معنی میں ہوگا۔

(ب) ترجمہ: اعراب اوپر لگادیے گئے ہیں اور ترجمہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: نہیں وعظ کیا ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر آپ نے فرمایا: اس شخص کا ایمان نہیں جو امانت دار نہ ہو اور اس شخص کا دین نہیں جو وعدہ پورا نہ کرتا ہو۔"

(ج) ایمان ودین کی نفی سے مراد:

حدیث پاک میں جو دین کی نفی ہوئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ یقین کے راستے پر

نہیں ہے۔ اس طرح نفی ایمان سے کمال کی نفی ہے حقیقت کی نہیں۔ یہ حدیث اور اس جیسی دوسری روایات بطور وعید اور زجر کے ہیں۔ ان سے حقیقت مراد نہیں ہے بلکہ زجر اور فضیلت کی نفی ہے، کیونکہ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جس نے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ دیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ امانت میں خیانت اور اسی طرح وعدہ خلافی کبیرہ گناہ میں شامل ہے اور کبیرہ گناہ کا مرتکب اہلسنت کے نزدیک مومن ہے کافر نہیں ہے۔ البتہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس سے حقیقت کی نفی مراد ہے۔

سوال نمبر 2: عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا حسد الا فی اثنین رجل اٰتاه الله مالا فسلطه على هلكته فی الحق ورجل اٰتاه الله الحكمة فهو يقضی بها ويعلمها

(الف) حدیث کا ترجمہ سپردقلم کریں؟

(ب) حسد اور غبطہ کی تعریف کریں؟ نیز بتائیں کہ یہاں لفظ حسد کیوں استعمال فرمایا؟

(ج) لفظ "رجل" پر کون کون سا اعراب پڑھا جاسکتا ہے؟ وجہ ضرور تحریر فرمائیں۔

جواب: (الف) ترجمۃ الحدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسد صرف دو آدمیوں کے لیے جائز ہوسکتا ہے۔ پہلا وہ مرد جس کو اللہ نے مال دیا اور وہ اسے راہ حق میں خرچ کرتا ہے۔ دوسرا وہ مرد ہے جس کو اللہ نے علم دین دیا تو وہ اس کے ساتھ فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو سکھاتا ہے۔

(ب) حسد اور غبطہ کی تعریف:

کسی کے پاس موجود نعمت کے زوال کی تمنا کرنا، حسد کہلاتا ہے جبکہ اس کی مثل نعمت کے حصول کی تمنا کرنا غبطہ کہلاتا ہے۔ یہاں حسد سے مراد غبطہ ہے اور حسد کا اس پر اطلاق مجازاً ہے۔

(ج) رجل پر اعراب:

لفظ رجل کو مجرور بھی پڑھ سکتے ہیں تب یہ اثنین سے بدل ہوگا اور مرفوع بھی پڑھ

H_M_Hasnain_Asadi

سکتے ہیں تب یہ احدهما مبتدا محذوف کی خبر ہوگا۔

سوال نمبر3: عن ابن مسعود ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فانها تزهد في الدنيا وتذكر الأخرة

(الف) حدیث کا ترجمہ وتشریح کریں؟

(ب) عورتوں کا قبرستان جانا کیسا ہے؟ اس بارے میں ایک مختصر مگر جامع نوٹ تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم کو قبروں کی زیارت کرنے سے روکا تھا اب تم ان کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ دنیا کو چھڑواتی ہے اور آخرت یاد دلاتی ہے۔

تشریح: قبروں کی زیارت کرنا مستحب ہے بلکہ بعض نے تو واجب کا قول کیا ہے کیونکہ زیارت کرنے سے دل نرم ہوتے ہیں اور آخرت یاد آتی ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے فوائد ہیں۔ وہاں جا کر قبرستان والوں کے لیے دعا کرنا چاہیے، ان کے لیے استغفار کرنا چاہیے اور فاتحہ خوانی کرنا چاہیے۔ شروع میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی حکمت کی بناء پر قبروں کی زیارت کرنے سے منع کیا تھا۔ جب مسلمان ایمان واسلام میں پکے ہو گئے پھر اجازت فرما دی۔ حدیث پاک میں صیغہ امر استحباب اور رخصت کے لیے ہے۔ یہی جمہور کا مؤقف ہے۔

(ب) عورتوں کا قبرستان میں جانا:

شرح السنہ میں ہے کہ قبرستان جانے کی جو رخصت ہے یہ صرف مردوں کے ساتھ خاص ہے۔ یہی عام اہل العلم کا مؤقف ہے۔ عورتوں کے لیے رخصت کو جائز قرار نہیں دیتے، کیونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی۔ بعض اہل علم کا خیال ہے کہ یہ روایت

رخصت ملنے سے پہلے کی ہے، جب رخصت مل گئی تو رخصت عام ہے عورتیں بھی اس میں شامل ہیں۔ بعض نے کہا: عورتوں کا قبرستان میں جانا مکروہ ہے، کیونکہ ان کے اندر صبر نہیں ہوتا وہ وہاں جا کر جزع وفزع کریں گی۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اس بات پر اجماع ہے مردوں کے لیے سنت ہے۔ عورتوں کے بارے میں دو گروہ ہیں: بعض کہتے ہیں مکروہ ہے اور بعض نے کہا: مکروہ نہیں ہے بشرطیکہ فتنہ سے امن ہو۔

فی زمانہ بہتر اور حق یہی ہے کہ عورتیں صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی زیارت کر سکتی ہیں۔ عام قبرستان جانے سے پرہیز کریں، کیونکہ فتنے کا دور ہے اور بے حیائی کا بازار گرم ہے۔ اگر وہ قبرستان جائیں گی تو وہاں جانے کا مقصد فوت ہو جائے گا۔ البتہ بوڑھی عورت جو قابل شہوت نہ ہو اس کے جانے میں کوئی حرج نہیں۔ تاہم وہ بھی اندھیرے میں جائے۔ جوان لڑکیاں اور قابل شہوت عورتوں کا فی زمانہ قبرستان جانا حرام ہے، کیونکہ اس سے فتنہ اور بے حیائی کو عروج ملتا ہے۔ ویسے بھی اس زمانہ کی لڑکیوں اور عورتوں میں حیاء نام کی کوئی چیز نہیں رہی کیونکہ بے پردہ ہو کر گھر سے نکلتی ہیں۔ (اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ)

سوال نمبر4: عن ابی جحيفة أن النبی صلى الله عليه وسلم نهى عن ثمن الدم وثمن الكلب وكسب البغي ولعن اكل الربو وموكله والواشمة والمستوشمة والمصور.

(الف) مذکور حدیث کا ترجمہ تحریر کریں اور خط کشیدہ الفاظ کی تشریح وتوضیح قلمبند کریں؟

(ب) بیع مزابنہ، بیع مخابرہ، بیع محاقلہ اور بیع عرایا میں سے تین کی تعریف وحکم سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خون کی ثمن (قیمت)، کتے کی ثمن اور سرکش (زانی، زانیہ) کی کمائی سے منع فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے، کھلانے والے، بال گوندنے والی اور

H_M_Hasnain_Asadi

گدوانے والی اور تصویر بنانے والے پر لعنت فرمائی۔

خط کشیدہ الفاظ کی وضاحت:

واشمہ: وہ عورت ہے، جو کسی دوسرے کے جسم پر سوئی چبھو کر اس کے جسم میں نیل یا سرمے سے بھر کر نقش ونگار بنائے۔

مستوشمہ: وہ عورت ہے، جو اپنے جسم پر نقش ونگار کا کام کرواتی ہے۔

مصور: وہ مرد ہے، جو جاندار کی تصویر بنائے۔

(ب) بیع مزابنہ: درخت پر لگی ہوئی کھجوروں کو چھوہاروں کے بدلے معین پیمانے سے بیچنا یا یوں کہ کھجور پر لگے ہوئے پھل کو سو فرق کے بدلے بیچنا۔ (فرق پیمانے کا نام ہے)

بیع مخابرہ: زمین کو تہائی یا چوتھائی پیداوار پر کرایہ پر دینا۔

بیع محاقلہ: محاقلہ یہ ہے کہ آدمی کھیتی کو سو فرق گندم کے عوض بیچے۔

فرق ایک پیمانہ ہے، جو مدینہ پاک میں مشہور ہے۔ اس میں سو رطل آتے ہیں۔ اگر لفظ فرق را کے سکون کے ساتھ ہو تو اس میں 120 رطل آتے ہیں۔

بیع عرایا: اس کا مطلب ہے کوئی چیز بطور عطیہ اور عاریۃً دینا۔

القسم الثانی: اصول حدیث

سوال نمبر 5: کوئی دو اجزاء کا حل مطلوب ہے۔

(الف) متصل، منقطع، معلق اور مرسل میں سے کسی دو کی تعریف و وجہ تسمیہ تحریر کریں؟

(ب) مضطرب اور متابع کی تعریفات بیان کریں؟

(ج) متفق علیہ کی وضاحت کریں نیز کل متفق علیہ احادیث کی تعداد سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) متصل: اگر حدیث کی سند سے کسی راوی کا اسقاط نہیں ہوتا اس کو متصل کہتے ہیں۔ چونکہ راوی ساقط نہیں ہوتا، لہٰذا عدم سقوط کی وجہ سے اس کو متصل کہتے ہیں۔

منقطع: اگر سند سے ایک یا دو راویوں کا ذکر ساقط ہے تو اس کو منقطع کہتے ہیں۔ چونکہ اس میں راویوں کا اسقاط ہوتا ہے اور اسقاط کا نام انقطاع ہے۔ اس لیے اس کو منقطع کہتے ہیں۔

مرسل: اگر سند سے راویوں کا اسقاط آخر میں ہو مثلاً تابعی کے بعد تو اس کو حدیث مرسل کہتے ہیں جیسے: تابعی فرمائیں:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم .

(ب) مضطرب: اگر سند یا متن میں کسی راوی کا اختلاف ہو گیا ہو کہ مقدم کو مؤخر اور مؤخر کو مقدم کر دیا یا کمی پیشی ہو گئی یا ایک کو دوسرے کی جگہ ذکر کر دیا یا ایک متن کی جگہ دوسرا متن ذکر کر دیا کہ اسمائے سند میں تصحیف ہو گئی یا اجزائے متن میں اختلاف، اقتصار و حذف وغیرہ ہو گیا تو ایسی حدیث کا نام مضطرب ہے۔

متابع: ایک راوی کا دوسرے راوی کی موافقت میں روایت کرنا، اوّل کی حدیث کو متابع کہتے ہیں۔

(ج) متفق علیہ: وہ حدیث ہے جسے امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نے روایت کیا ہو۔ شیوخ حدیث نے فرمایا ہے کہ متفق علیہ حدیثوں کی تعداد دو ہزار تین سو چھبیس ہے۔ یعنی (2326)

☆☆☆☆☆

H_M_Hashaam_Asadi

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأهل السنة باكستان

الشهادة العالية "السنة الاولیٰ" للطلاب

الموافق سنة ۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿تیسرا پرچہ: اصول فقہ﴾

الوقت المحدد: ثلث ساعات　　مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: پہلا سوال لازمی ہے باقی تین میں سے دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: القياس وهو يشتمل على بيان نفس القياس وركنه و حكمه ودفعه

(۱) قیاس کا لغوی و اصطلاحی معنی بیان کریں اور صاحب حسامی نے قیاس کے لغوی معنی میں جو مطابقت بیان کی ہے اسے تحریر کریں؟ ۱۷

(۲) قیاس کی کتنی شرائط عدمی ہیں اور کتنی وجودی؟ نیز حسامی کی روشنی میں عدمی شرائط مع امثلہ تحریر کریں؟ ۱۷

سوال نمبر 2: (۱) رکن کا لغوی و اصطلاحی معنی اور قیاس کا رکن لکھیں؟ نیز بتائیں کہ وصف صالح اور وصف معدل سے کیا مراد ہے؟ (۱۶)

(۲) استحسان کا لغوی و شرعی معنی قلمبند کریں نیز استحسان بالاجماع اور استحسان بالضرورۃ کو مثالیں دے کر واضح کریں؟ ۱۷

سوال نمبر 3: اما المعارضة التي فيها مناقضة فالقلب وهو نوعان

(۱) قلب کا لغوی و اصطلاحی معنی لکھیں؟ نیز بتائیں کہ قلب کی نوع اول کس محل میں صحیح ہوتی ہے اور نوع ثانی کے تحقق کے لیے کیا امر ضروری ہے؟ (۱۶)

(۲) قلب کی دونوں انواع، ان کا ماخوذ منہ اور امثلہ سپرد قلم کریں؟ ۱۷

سوال نمبر 4: (۱) احکام مشروعہ کے متعلقات کتنے اور کون کون سے ہیں؟ نیز سبب کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟ (۱۶)

(۲) اما العلة فهي في الشريعة عبارة عما يضاف اليه وجوب الحكم ابتداء

علت کا لغوی و اصطلاحی معنی بیان کرنے کے بعد خط کشیدہ قیود کے فوائد زینت قرطاس کریں؟ ۱۷

☆☆☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2016ء

﴿تیسرا پرچہ: اصول فقہ﴾

سوال نمبر 1: القیاس وھو یشتمل علی بیان نفس القیاس ورکنہ و حکمہ ودفعہ

(الف) قیاس کا لغوی واصطلاحی معنی بیان کریں اور صاحب حسامی نے قیاس کے لغوی معنی میں جو مطابقت بیان کی ہے اسے تحریر کریں؟

(ب) قیاس کی کتنی شرائط عدمی ہیں اور کتنی وجودی؟ نیز حسامی کی روشنی میں عدمی شرائط مع امثلہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) قیاس کا لغوی واصطلاحی معنی:

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2015ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

لغوی معنیٰ میں مطابقت: لغوی معنیٰ ہے اندازہ کرنا۔ پھر قیاس کو قیاس اس لیے کہتے ہیں کہ مجتہدین غیر منصوص مسئلے کا منصوص علیہ مسئلے کے ساتھ اندازہ کرتے ہیں۔

(ب) قیاس کی عدمی شرائط ووجودی شرائط کی تعداد:

قیاس کی کل چار شرطیں ہیں۔ ان میں سے دو (2) عدمی ہیں اور دو (2) ہی وجودی ہیں

عدمی شرائط: پہلی عدمی شرط یہ ہے کہ اصل کسی دوسری نص سے اپنے حکم کے ساتھ خاص نہ ہو۔ یعنی کسی نص سے یہ ثابت نہ ہو کہ اصل کا حکم اصل کے ساتھ ہی خاص ہے جیسے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کا دو گواہیوں کے قائم مقام ہونا اور آپ اکیلے کی گواہی قبول ہونا نص سے ثابت ہے اور آپ کے ساتھ ہی خاص ہے۔

دوسری عدمی شرط یہ ہے کہ اصل یعنی منصوص علیہ مسئلہ خلاف قیاس نہ ہو جیسے: رکوع

H.M._Hasnain_Asadi

سجود والی نماز میں بالغ آدمی کا قہقہہ لگانے سے طہارت یعنی وضو واجب ہوتا ہے۔

سوال نمبر 2: (الف) رکن کا لغوی واصطلاحی معنی اور قیاس کا رکن لکھیں نیز بتائیں کہ وصف صالح اور وصف معدل سے کیا مراد ہے؟

(ب) استحسان کا لغوی وشرعی معنی قلمبند کریں؟ نیز استحسان بالاجماع اور استحسان بالضرورۃ کو مثالیں دے کر واضح کریں؟

جواب: (الف) رکن کا لغوی واصطلاحی معنی:

لغت میں کسی شئی کی قوی جانب کو رکن کہتے ہیں۔ اصطلاح میں وہ عمل ہے جس پر کسی حکم شرعی کی بنیاد ہو اور اس کے بغیر مامور بہ کی ادائیگی صحیح نہ ہو جیسے: قیام اور رکوع وغیرہ نماز کے رکن ہیں۔

قیاس کے رکن: قیاس کے چار رکن ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱-اصل ۲-فرع ۳-علت ۴-حکم

وصف صالح: وصف صالح سے مراد یہ ہے کہ وہ وصف ان علتوں کے موافق ہو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سلف سے منقول ہیں۔

وصف معدل: وہ وصف ہے جو وصف صالح کی طرح نہ ہو۔

(ب) استحسان کا لغوی واصطلاحی معنی:

اس کا لغوی معنی ہے: حسن کو طلب کرنا اور اصطلاح میں قیاس خفی کو ہی استحسان کہتے ہیں۔

مثالیں: استحسان بالاجماع کی مثال جیسے: استصناع کی بیع۔ قیاس تو چاہتا ہے کہ نا جائز ہو لیکن اجماع امت کی وجہ سے جائز ہے۔ (استصناع کا مطلب ہے کہ سائی پر کوئی شئی تیار کروانا) استحسان بالضرورۃ کی مثال جیسے: جب کنویں کا پانی نکالیں تو وہ پاک ہو جاتا ہے جبکہ قیاس کا تقاضا ہے کہ اس کی دیواریں، رسی، ڈول، دیواریں، کیچڑ اور اس میں موجود گھاس سب نجس ہیں کہ ان کو پاک پانی سے نہیں دھویا گیا۔ لہٰذا ضرورت کے تحت استحساناً طہارت کا حکم لگا دیا۔

سوال نمبر3: اما المعارضة التی فیها مناقضة فالقلب وهو نوعان

(الف) قلب کا لغوی و اصطلاحی معنی لکھیں؟ نیز بتائیں کہ قلب کی نوع اوّل کس محل میں صحیح ہوتی ہے اور نوع ثانی کے تحقق کے لیے کیا امر ضروری ہے؟

(ب) قلب کی دونوں انواع، ان کا ماخوذ منہ اور امثلہ سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) قلب کا لغوی و اصطلاحی معنی:

قلب لغت میں دو معانی پر بولا جاتا ہے:

نمبر۱: شئی کے اعلیٰ کو اس کا اسفل بنانا جیسے: قصعۃ کا قلب۔

نمبر۲: شئی کے ظاہر کو باطن بنانا جیسے: جراب کا قلب۔

اصطلاح میں قلب کا معنی ہے علت کو اس ہیئت کی طرف پھیرنا/ بدلنا۔ وہ ہیئت پہلی ہیئت کے مخالف ہو وہ اس طرح کہ معلول کو علت اور علت کو معلول بنایا جائے۔

قلب کی نوع اوّل اس قیاس اور محل میں صحیح ہوتی ہے جس میں تعلیل حکم پر ہو۔ قلب کی دوسری قسم کے تحقق کے لیے ضروری ہے کہ اس تعلیل میں کوئی وصف زائد موجود ہو جو وصف اوّل کی تفسیر بنے۔

(ب) دونوں قسموں کا ماخوذ منہ:

قلب کی پہلی قسم قلب الاناءَ سے ماخوذ ہے۔ دوسری قسم کا ماخوذ منہ قلب الجراب ہے۔

قلب کی اقسام اور مثالیں: قلب کی پہلی قسم یہ ہے کہ علت کو حکم بنانا اور حکم کو علت بنانا۔ اس کی مثال جیسے: غیر شادی شدہ کافر اگر زنا کرے تو اس کی حد زنا سو کوڑے ہیں۔ اگر شادی شدہ کافر زنا کرتا ہے تو اس کی سزا میں اختلاف ہے۔ عندالشوافع اس کی سزا رجم ہے وعندالاحناف اس صورت میں بھی سو کوڑے ہی لگائے جائیں گے۔ احناف کہتے ہیں کہ کنوارے مسلمان کو سو کوڑے لگائے جاتے ہیں جبکہ شادی شدہ کو رجم کیا جاتا ہے۔ جب انقلاب کا احتمال باقی ہے تو پھر اصل باطل ہو گیا۔

قلب کی دوسری قسم ہے کہ حکم کو باقی رکھتے ہوئے سابقہ ثابت شدہ حکم کے خلاف

علت بنا دیا جائے جیسے: عندالشوافع رمضان کے روزے نیت کی تعیین کے بغیر درست نہیں ہیں، کیونکہ رمضان کی قضا فرض ہے اور فرض بغیر تعیین کے درست نہیں۔ احناف کہتے ہیں: تعیین جب شارع علیہ السلام کی طرف سے ہو چکی ہے، کیونکہ رمضان کا روزہ فرض ہے اور فرض معین ہوتا ہے۔ لہٰذا تعیین کی ضرورت نہیں۔ البتہ قضاء رمضان میں تعیین ضروری ہے۔

سوال نمبر4: (الف) احکام مشروعہ کے متعلقات کتنے اور کون کون سے ہیں نیز سبب کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟

(ب) **اما العلة فهی فی الشریعة عبارة عما یضاف الیه وجوب الحکم ابتداء**

علت کا لغوی و اصطلاحی معنی بیان کرنے کے بعد خط کشیدہ قیود کے فوائد زینت قرطاس کریں؟

(الف) احکام مشروعہ کے متعلقات:

احکام مشروعہ کے متعلقات چار ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱- سبب۔ ۲- علت۔ ۳- شرط۔ ۴- علامت

سبب کی اقسام: سبب کی چار قسمیں ہیں:

۱- سبب حقیقی۔ ۲- سبب مشابہ بالعلت۔ ۳- سبب مجازی۔ ۴- سبب بمعنی علت۔

(ب) علت کا لغوی و اصطلاحی معنی:

العلة فی اللغة عبارة عن المغیر یعنی لغت میں علت تبدیلی کو کہتے ہیں؟

اصطلاح میں علت اس کو کہتے ہیں جس کی طرف ابتداء حکم مضاف ہوتا ہے۔

خط کشیدہ قیود کا فائدہ:

اس قید سے سبب، علامت اور علت کی علت سے احتراز ہو گیا اور ان چیزوں کو نکالنے کے لیے اس قید کا اضافہ کیا گیا ہے، کیونکہ مذکورہ چیزوں کی طرف ابتداء حکم کا وجوب مضاف نہیں ہوتا۔

H_M_Hasnain_Asadi

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأهل السنة باکستان

الشهادة العالية "السنة الاولىٰ" للطلاب

الموافق سنة ۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿چوتھا پرچہ: فقہ﴾

الوقت المحدد: ثلث ساعات　　　مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: پہلا سوال لازمی ہے باقی تین میں سے دوسوال حل کریں۔

سوال نمبر1: واذا طلق الرجل امرأته بائنا أو رجعيا لم يجز له أن يتزوج باختها حتى تنقضی عدتها

(۱) عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ (۱۰)

(۲) مذکورہ مسئلہ میں اختلاف ائمہ مع الدلائل قلمبند کریں؟ (۱۵)

(۳) حالت احرام میں نکاح کے بارے میں اختلاف ائمہ مع الدلائل تحریر کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر2: واذا اختلط لبن امرأتين تعلق التحريم باغلبهما

(۱) رضاع کا لغوی واصطلاحی معنی بیان کریں؟ (۱۰)

(۲) مذکورہ مسئلہ میں اختلاف ائمہ مع الدلائل قلمبند کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر3: الایمان علی ثلاثة أضرب اليمين الغموس ويمين منعقدة ويمين لغو

(۱) یمین کی اقسام ثلاثہ کی تعریف کرنے کے بعد غموس کی وجہ تسمیہ سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

(۲) کفارہ یمین کی کتنی اور کون کون سی صورتیں ہیں؟ تفصیلاً تحریر کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر4: اذا قذف الرجل امرأته بالزنا وهما من اهل الشهادة والمرأة ممن يحد قاذفها او نفى نسب ولدها و طالبته بموجب القذف فعليه اللعان .

(۱) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں؟ (۱۰)

(۲) لعان کا لغوی واصطلاحی معنی تحریر کریں؟ (۱۰)

(۳) غلام، کافر یا محدود فی القذف خاوند، اگر اپنی بیوی پر تہمت لگائے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ بالدلیل سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

☆☆☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2016ء

﴿چوتھا پرچہ: فقہ﴾

سوال نمبر 1: وَإِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ طَلَاقًا بَائِنًا أَوْ رَجْعِيًّا لَمْ يَجُزْ لَهُ أَنْ يَتَزَوَّجَ بِأُخْتِهَا حَتّٰى تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(ب) مذکورہ مسئلہ میں اختلاف ائمہ مع الدلائل قلمبند کریں؟

(ج) حالت احرام میں نکاح کے بارے میں اختلاف ائمہ مع الدلائل تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: اعراب اوپر لگادیے گئے ہیں اور ترجمہ سطور ذیل میں ملاحظہ کریں:

اور جب مرد نے اپنی بیوی کو طلاق بائنہ یا رجعی دی تو اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ اس کی عدت پوری ہونے تک اس کی بہن سے نکاح کرے۔

(ب) مذکورہ مسئلہ میں اختلاف آئمہ فقہ:

اگر اپنی بیوی کو طلاق بائنہ یا رجعی دی تو عدت پوری ہونے سے پہلے اس کی بہن سے شادی کرنا حرام ہے۔ یہ احناف کا مؤقف ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اگر اس کی عدت طلاق بائنہ یا تین طلاق والی ہو تو اس کی بہن سے شادی کرنا جائز ہے، کیونکہ اس صورت میں نکاح بالکل ختم ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حرمت کا علم رکھتے ہوئے اس سے وطی کرتا ہے تو اس پر حد واجب ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ پہلا نکاح احکام کے باقی رہنے کی وجہ سے قائم ہے۔ یعنی نکاح بالکل ختم نہیں ہوا بلکہ اس کے احکام مثلاً عورت کو نان ونفقہ دینا وغیرہ باقی ہے۔ رہا حد کا مسئلہ اولاً

تو ہم تسلیم ہی نہیں کرتے کہ حد واجب ہے۔ اگر بالفرض مان بھی لیں تو حلیت کے حق میں مرد کی ملکیت زائل ہو چکی ہے۔ اس لیے اگر اس کے ساتھ وطی کرے گا تو زناء ثابت ہو جائے گا۔ مذکورہ مسائل میں چونکہ ملکیت باقی ہے اس لیے اگر اس کی بہن سے نکاح کرے گا تو جمع بین الاختین لازم آئے گا جو کہ جائز نہیں ہے۔

(ج) حالت احرام میں نکاح کا حکم:

عندالاحناف محرم اور محرمہ کا حالت احرام میں نکاح کرنا جائز ہے جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ناجائز ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لا ينكح المحرم ولا ينكح"۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے حالت احرام میں نکاح کیا۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ روایت وطی پر محمول ہے۔

سوال نمبر 2: واذا اختلط لبن امرأتين تعلق التحريم باغلبهما

(الف) رضاع کا لغوی واصطلاحی معنیٰ بیان کریں؟

(ب) مذکورہ مسئلہ میں اختلاف ائمہ مع الدلائل قلمبند کریں؟

جواب: (الف) رضاع کا لغوی واصطلاحی معنیٰ:

رضاع کا لغوی معنیٰ ہے: چھاتی سے دودھ چوسنا۔ اصطلاحی معنیٰ ہے: شیرخوار بچے کا مخصوص چھاتی یعنی عورت کی چھاتی سے مخصوص مدت میں دودھ چوسنا۔

(ب) مذکورہ مسئلہ میں اختلاف آئمہ:

جب دو عورتوں کا دودھ مل جائے تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حرمت اس سے متعلق ہوگی جس کا دودھ زیادہ ہوگا، کیونکہ دونوں ہی مل کر ایک شئی ہو گئے ہیں۔ لہٰذا اقل کو اکثر کے تابع کیا جائے گا۔ امام صاحب کی ایک روایت یہی ہے۔ امام محمد اور امام زفر رحمہما اللہ فرماتے ہیں: تحریم کا تعلق دونوں سے ہوگا، کیونکہ جنس، جنس پر غالب نہیں آتی۔ لہٰذا شئی اپنی جنس سے مل کر ہلاک نہیں ہوتی بلکہ زیادہ ہوتی ہے، کیونکہ مقصد متحد ہے۔ امام

H_M_Hasnain_Asadi

صاحب کی اس مسئلہ میں دو روایتیں ہیں:

ایک روایت میں وہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہیں۔امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی ایک قول یہی ہے۔ایک روایت میں آپ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہیں۔

سوال نمبر3:الایمان علی ثلاثة أضرب الیمین الغموس ویمین منعقدة ویمین لغو

(الف) یمین کی اقسام ثلاثہ کی تعریف کرنے کے بعد غموس کی وجہ تسمیہ سپرد قلم کریں؟

(ب) کفارہ یمین کی کتنی اور کون کون سی صورتیں ہیں؟ تفصیلاً تحریر کریں؟

جواب:(الف) اقسام یمین کی تعریفیں:

یمین کی تین اقسام ہیں،جو درج ذیل ہیں:

۱-یمین غموس: گزشتہ بات پر جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہوئے قسم اٹھانا،یمین غموس کہلاتا ہے۔

۲-یمین منعقدہ: زمانہ مستقبل میں کسی امر کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم اٹھانا ہے۔

۳-یمین لغو: کسی امر ماضی پر یہ گمان کرتے ہوئے قسم اٹھانا کہ جس طرح میں نے کہا: ویسا ہی ہے،حالانکہ معاملہ اس کے خلاف ہوتا ہے۔

غموس کی وجہ تسمیہ: غموس غمس سے ہے اور غمس کا معنی ہے ڈوبنا،غوطہ لگانا۔ایسی قسم اٹھانے والا چونکہ گناہ میں ڈوبتا ہے،اس لیے اس قسم کو غموس کہتے ہیں۔

(ب) کفارہ یمین کی صورتیں:

قسم کا کفارہ ایک غلام آزاد کرنا ہے یا دس مسکینوں کو کپڑے پہنانا ہے۔ہر مسکین کو ایک یا ایک سے زیادہ کپڑے دے۔کپڑا کم از کم اتنا ہو کہ اس میں نماز جائز ہو یا چاہے تو دس مسکینوں کو کھانا کھلا دے۔اگر مذکورہ تینوں چیزوں میں سے کسی ایک پر بھی قادر نہ ہو تو پھر مسلسل تین روزے رکھے۔امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اختیار دیتے ہیں کہ مسلسل روزے

رکھے یا الگ الگ۔

سوال نمبر4:اذا قذف الرجل امرأته بالزنا وهما من اهل الشهادة والمرأة ممن یحد قاذفها او نفی نسب ولدها و طالبته بموجب القذف فعلیه اللعان .

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں؟

(ب) لعان کا لغوی واصطلاحی معنی تحریر کریں؟

(ج) غلام، کافر یا محدود فی القذف خاوند اگر اپنی بیوی پر تہمت لگائے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ بالدلیل سپرد قلم کریں؟

جواب:(الف) ترجمۃ العبارت:

جب مرد اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے اور وہ دونوں اہل شہادت سے ہوں اور عورت وہ ہے جس کے قاذف کو حد لگائی گئی ہو یا پھر اس کے بچے کے نسب کی نفی کر دی گئی ہو۔عورت نے موجب قذف کا مطالبہ کیا تو اس پر لعان ہے۔

(ب) لعان کا لغوی واصطلاحی معنی:

لعان کا لغوی معنیٰ ہے: لعنت کرنا، پھٹکارنا۔اصطلاح میں ان شہادوں کا نام ہے جو زوجین کے درمیان جاری ہوں اور غضب ولعن کے ساتھ مقرون ہوں۔

(ج) مذکورہ افراد کی بیوی پر تہمت کا حکم:

اگر غلام یا کافر یا قذف کی سزا یافتہ شوہر اپنی بیوی پر تہمت لگائے تو اس پر حد جاری ہو گی، کیونکہ مذکورہ افراد اہل شہادت نہیں ہیں۔اس لیے لعان متعذر رہے۔جب لعان متعذر ہوا تو پھر حکم موجب اصلی کی طرف پھیرا جائے گا اور وہ حدِ قذف ہے۔یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ثابت ہے:"وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصِنَاتِ، الایۃ" لعان تو موجب اصلی کا خلیفہ ہے۔جب خلیفہ متعذر رہا تو حکم اصلی ثابت ہو جائے گا۔

H_M_Hasnain_Asadi

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظيم المدارس لأهل السنة باکستان

الشهادة العالية "السنة الاولیٰ" للطلاب

الموافق سنة ۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿پانچواں پرچہ: عربی ادب وبلاغت﴾

الوقت المحدد: ثلث ساعات   مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: القسم الاول کے دونوں جبکہ القسم الثانی سے کوئی دوسوال حل کریں۔

القسم الاوّل: عربی ادب

سوال نمبر 1: درج ذیل میں سے پانچ اجزاء کا ترجمہ کریں؟ ۵×۸=۴۰

(۱) قال لما اقتعدت غارب الاغتراب وانأتنی المتربة عن الاتراب طوحت بی طوائح الزمن الی صنعاء اليمن .

(۲) فزفر زفرة القيظ وكاد يتميز من الغيظ ولم يزل يحملق الی حتی خفت يسطو علی .

(۳) فلما أبت من غربتی الی منبت شعبتی حضرت دار كتبها التی هی منتدی المتأدبين وملتقی القاطنين منهم والمتغربين .

(۴) فلما رأيت تلهب جذوته وتالق جلوته امعنت النظر فی توسمه وسرحت الطرف فی ميسمه .

(۵) فما زال به قطوب الخطوب وحروب الكروب وشرر الحسود وانتياب النوب السود حتی صفرت الراحة .

(۶) فقلت كيف حالك والحوادث فقال اتقلب فی الحالين بؤس

H_M_Hasnain_Asadi

ورخاء وانقلب مع الريحين زعزع ورخاء .

(۷) احتمل الخليط ولو ابدی التخليط واود الحميم ولو جرعنی الحميم وافضل الشفيق علی الشقيق .

سوال نمبر 2: درج ذیل میں سے پانچ الفاظ کے معانی تحریر کریں؟ (۱۰)

(۱) فَوْلَجْتُ . (۲) تَنْتَهِكُ . (۳) مُطَاوِعَةٌ . (۴) جَدَحْتُ .

(۵) تَوَجَّسَ . (۶) الشَّوَائِبُ . (۷) اِسْتَطْبْنَا . (۸) يُنَافِسُ .

القسم الثانی: بلاغت

سوال نمبر 3: (۱) تنافر کی تعریف کرتے ہوئے درج ذیل شعر کا ترجمہ کریں اور اس میں تنافر کی نشاندہی فرمائیں؟ ۱۲

غدائره مستشزرات الی العلی   تضل العقاص فی مثنی ومرسل

(۲) اگر مستشزرات کی بجائے مستشرف ہوتا تو کیا ثقل زائل ہوسکتا تھا؟ مختصر المعانی کی روشنی میں جواب دیں۔ ۱۳

سوال نمبر 4: (۱) يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا کی تشریح اس انداز سے کریں کہ واضح ہوجائے یہ کس کی مثال ہے؟ نیز ممثل لہ کی تعریف کریں؟ ۱۲

(۲) قصر کا لغوی واصطلاحی معنی بیان کرنے کے بعد "قصر الموصوف علی الصفة" اور "قصر الصفة علی الموصوف" کی وضاحت کریں؟ ۱۳

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے کسی پانچ اصطلاحات کی تعریف کریں اور مثال دیں؟ (۲۵)

التمنی، النداء، فصل، وصل، تذنیب، التوشیع، التذییل، الاعتراض

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2016ء

﴿پانچواں پرچہ: عربی ادب وبلاغت﴾

القسم الاول: عربی ادب

سوال نمبر 1: درج ذیل میں سے پانچ اجزاء کا ترجمہ کریں؟

(۱) قال لما اقتعدت غارب الاغتراب وانأتني المتربة عن الاتراب طوحت بي طوائح الزمن الى صنعاء اليمن .

(۲) فزفر زفرة القيظ وكاد يتميز من الغيظ ولم يزل يحملق الي حتى خفت يسطو علي .

(۳) فلما أبت من غربتي الى منبت شعبتي حضرت دار كتبها التي هي منتدى المتأدبين وملتقى القاطنين منهم والمتغربين .

(۴) فلما رأيت تلهب جذوته وتالق جلوته امعنت النظر في توسمه وسرحت الطرف في ميسمه .

(۵) فما زال به قطوب الخطوب وحروب الكروب وشرر شر الحسود وانتياب النوب السود حتى صفرت الراحة .

(۶) فقلت كيف حالك والحوادث فقال انقلب في الحالين بؤس ورخاء وانقلب مع الريحين زعزع ورخاء .

(۷) احتمل الخليط ولو ابدى التخبيط واود الحميم ولو جرعني الحميم وافضل الشفيق على الشقيق .

جواب: ترجمہ:

۱- اس نے کہا: جب میں سفر کی کوہان پر سوار ہوا اور فقر نے مجھے ہم عمر دوستوں سے دور کر دیا تو زمانے کے حوادثات نے مجھے صنعاء یمن کی طرف پھینکا۔

۲- پس اس نے ایک گرم لمبی سانس لی قریب تھا کہ وہ غصے سے پھٹ جاتا اور میری طرف مسلسل آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا حتیٰ کہ میں نے خوف کیا کہ وہ مجھ پر حملہ نہ کر دے۔

۳- پس جب میں اپنے سفر سے اپنی شاخ کے اگنے کی جگہ کی طرف لوٹا تو میں اس کے اس کتب خانہ میں حاضر ہوا جو ادیبوں کے جمع ہونے کی جگہ اور ان میں سے مسافر اور مقیم لوگوں کے ملنے کا مقام تھا۔

۴- پس جب میں نے اس کی چنگاری کے شعلے کو اور اس کے جلوے کو چمکتے دیکھا تو میں نے اسے پہچاننے کے لیے گہری نظر سے دیکھا اور اس کی علامت میں نگاہ دوڑائی۔

۵- پس ہمیشہ اس کے ساتھ حوادثات کی ترش روئی، غموں کی لڑائی، حاسد کے شر کی چنگاریاں اور سیاہ مصیبتوں کا بار بار آنا رہا ہے حتیٰ کہ ہتھیلی خالی ہوگئی۔

۶- پس کیا حال ہے تیرا حوادثات زمانہ کے ساتھ؟ پس اس نے کہا: میں دو حالتوں یعنی تنگی اور فراخی میں پلٹتا ہوں اور دو ہواؤں یعنی آندھی اور نسیم کے ساتھ بدلتا ہوں۔

۷- میں ساتھی برداشت کرتا ہوں اگر چہ وہ گڑبڑ کرے، میں دوست سے محبت کرتا ہوں اگرچہ وہ مجھے گرم پانی گھونٹ گھونٹ کر پلائے اور میں دوست کو سگے بھائی پر ترجیح دیتا ہوں۔

سوال نمبر2: درج ذیل میں سے پانچ الفاظ کے معانی تحریر کریں؟

(۱) فولجت . (۲) تنتهك . (۳) مطاوعة . (۴) جدحت .

(۵) توجس . (۶) الشوائب . (۷) استطبنا . (۸) ينافس .

جواب: فَوَلَجْتُ: پس میں داخل ہوا۔ تَنْتَهِكُ: تو بے حرمتی کرتا ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

جَدْحَثْ: ملادیا، خلط ملط کردیا، تھمادیا اس نے۔

تَوَجَّسُ: اس نے محسوس کیا۔ خَوَائِبُ: شائبہ کی جمع ہے بمعنی مصیبتیں۔

اِسْتَطْبَنَا: ہم نے پسند کیا۔ ہم نے اچھا سمجھا۔

يُنَافَسُ: رغبت دلائی جاتی ہے۔

القسم الثاني: بلاغت

سوال نمبر 3: (الف) تنافر کی تعریف کرتے ہوئے درج ذیل شعر کا ترجمہ کریں اور اس میں تنافر کی نشاندہی فرمائیں؟

غدائره مستشزرات الى العلى　　　تضل العقاص فى مثنى ومرسل

(ب) اگر مستشزرات کی بجائے مستشرف ہوتا تو کیا ثقل زائل ہوسکتا تھا؟ مختصر المعانی کی روشنی میں جواب دیں۔

جواب: (الف) تنافر کی تعریف: کلمے میں ایسا وصف ہونا جو زبان پر ثقل کو واجب کر دے اور نطق کو مشکل کر دے۔

شعر کا ترجمہ: اس کی مینڈیاں اوپر کی طرف اٹھی ہوئی ہیں اور (اس کے بالوں کا) جوڑا گوندھے اور لٹکے ہوئے بالوں میں غائب ہے۔

محل استشہاد: مذکورہ شعر میں لفظ مستشزرات میں تنافر پایا جارہا ہے۔

(ب) اگر مستشزرات کی جگہ متشرف ہونے کا حکم؟

اگر مستشزرات کی جگہ مستشرفات ہوتا تو یہ ثقل زائل ہوجاتا لیکن اس میں نظر و اعتراض ہے کیونکہ راء مہملہ بھی مجہورہ سے ہے جو ثقل کا سبب مستشزر میں تھا وہی مستشرف میں رہا۔

سوال نمبر 4: (الف) يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا کی تشریح اس انداز سے کریں کہ واضح ہوجائے یہ کس کی مثال ہے، نیز مشل لہ کی تعریف کریں۔

(ب) قصر کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ بیان کرنے کے بعد "قصر الموصوف على

الصفة" اور "قصر الصفة على الموصوف" کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) مذکورہ مثال کی تشریح: یہ مجاز عقلی کی مثال ہے، کیونکہ اس مثال میں فعل کی نسبت زمان کی طرف کی گئی ہے حالانکہ بوڑھا کرنا حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔

مجاز عقلی کی تعریف: فعل یا شبہ فعل کا اسناد ایسے ملابس کی طرف کرنا جو ماھولہ کا غیر ہو قرینہ کے ساتھ۔

(ب) قصر کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ:

قصر کا لغوی معنیٰ ہے حبس یعنی بند کرنا اور اصطلاحی معنیٰ ہے مخصوص طریقے سے ایک شئی کو دوسری شئی کے ساتھ خاص کرنا۔

قصر موصوف علي الصفت: قصر کی ابتداء دو قسمیں ہیں: ۱۔ قصر حقیقی ۔۲۔ قصر غیر حقیقی۔ پھر ان میں ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم قصر موصوف علی الصفت۔ یعنی موصوف کو اس صفت پر بند کرنا کہ موصوف اس سے صفت سے متجاوز ہو کر دوسری صفت کی طرف نہیں جاتا لیکن وہ صفت کسی دوسرے موصوف کی ہوسکتی ہے جیسے: مَا زَيْدٌ إِلَّا كَاتِبٌ اس کا مطلب یہ ہے کہ زید صفت کتابت کے علاوہ کسی اور صفت سے متصف نہیں ہے لیکن کتابت زید کے علاوہ اور میں بھی پائی جاسکتی ہے۔

قصر صفت علي الموصوف: صفت کو موصوف پر بند کرنا کہ وہ صفت اس موصوف سے متجاوز ہو کر کسی دوسرے موصوف کی طرف نہیں جاتی لیکن موصوف میں کوئی اور صفت بھی پائی جاسکتی ہے جیسے: مَا فِي الدَّارِ إِلَّا زَيْدٌ اس کا مطلب یہ ہے کہ دار معین میں حصول صرف زید پر ہی بند ہے۔

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے کسی پانچ اصطلاحات کی تعریف کریں اور مثال دیں۔

التمني، النداء، فصل، وصل، تذنيب، التوشيع، التذييل،

H_M_Hasnain_Asadi

الاعتراض

جواب: ۱- تمني: محبت کے طریقے پر کسی شئی کو طلب کرنا جیسے: لَيْتَ زَيْدًا حَاضِرٌ۔

۲- وصل: جملے کے بعض کا بعض پر عطف کرنا جیسے: زَيْدٌ يَكْتُبُ وَ يَشْعُرُ۔

۳- فصل: جملے کے بعض کا بعض پر عطف نہ کرنا یعنی عطف کو چھوڑ دینا جیسے "وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ قَالُوْا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ اللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ ."

۴- تذنیب: هُوَ جَعْلُ الشَّيْءِ ذُنَابَةً لِلشَّيْءِ .

۵- توشیع: کلام کے آخر میں تثنیہ لایا جائے جس کی تفسیر دو اسموں کے ساتھ کی جائے کہ ان میں دوسرا پہلے پر معطوف ہو جیسے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے:

"يشيب ابن آدم ويشب فيه الخصلتان الحرص وطول الاصل ."

۶- تذییل: ایک جملے کے بعد دوسرا جملہ لانا جو پہلے جملے کے معنیٰ پر مشتمل ہو تاکید کے لیے جیسے: جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۔ اسی طرح ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا وَهَلْ نُجٰزِيْ اِلَّا الْكَفُوْرَ۔

۷- اعتراض: کلام کے درمیان یا ایسے دو کلاموں کے درمیان کوئی جملہ لانا جن کا آپس میں معنوی تعلق ہو جیسے: ان الثمانين وبلغتها قد احوجت سمعي الى ترجمان۔

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوى النهائى تحت اشراف تنظيم المدارس لأهل السنة باكستان

الشهادة العالية "السنة الاولیٰ" للطلاب

الموافق سنة ۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿چھٹا پرچہ: عقائد و منطق﴾

الوقت المحدد: ثلث ساعات　　مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: دونوں قسموں سے دو، دو سوال حل کریں۔

القسم الاوّل: العقائد

سوال نمبر1: وأفضل البشر بعد نبينا عليه السلام أبوبكر الصديق، ثم عمر الفاروق، ثم عثمان ذاولنورين، ثم على رضى الله عنهم وخلافتهم على هذا الترتيب أيضا .

(۱) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر اس کا ترجمہ کریں؟ (۱۰)

(۲) خلافت کی کتنی اور کون کون سی شرائط ہیں؟ ۱۵

سوال نمبر2: (۱) توسل کا مطلب کیا ہے؟ تشریح و توضیح سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

(۲) انبیاء و اولیاء سے توسل کا کیا حکم ہے؟ تفصیلاً تحریر کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر3: (۱) میلاد شریف منانے اور اس کے لیے اجتماع کا کیا حکم ہے؟ ۱۰

(۲) بدعت حسنہ اور بدعت قبیحہ کی تعریف و توضیح زینت قرطاس کریں؟ (۱۵)

القسم الثانی: منطق

سوال نمبر4: وهو حصول صورة الشىء فى العقل اشارة الى تعريف

H_M_Hasnain_Asadi

مطلق التصور دون تصور فقط

(۱) مذکورہ عبارت کا ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟ ۵

(۲) "ھو" ضمیر کا مرجع تصور فقط ہو سکتا ہے یا نہیں؟ نیز اس کی وجہ تفصیلاً تحریر کریں؟ (۱۰)

(۳) یہاں تصور فقط کی تعریف کی جانی چاہیے تھی کیونکہ ماقبل میں وہی مذکور ہے لیکن مصنف نے ایسا نہیں کیا' آپ اس عدول کی وجہ لکھیں؟ (۱۰)

سوال نمبر5: **وان لم تتساو الافراد بل كان حصوله في بعضها اولى واقدم واشد من البعض الأخر يسمي مشككا**

(۱) سلیس اردو میں ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

(۲) تشکیک کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟ قطبی کی روشنی میں تمام کی وضاحت کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر6: **اقول كما أن الانواع الاضافية قد تترتب متنازلة كذلك الاجناس ايضا قد تترتب متصاعدة حتى يكون جنس فوقه جنس اخر**

(۱) عبارت کا ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

(۲) جنس اور اس کی اقسام کی تعریفات وامثلہ قطبی کی روشنی میں تحریر کریں؟ (۱۵)

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2016ء

﴿چھٹا پرچہ: عقائد ومنطق﴾

القسم الاوّل: العقائد

سوال نمبر1: وَأَفْضَلُ الْبَشَرِ بَعْدَ نَبِيِّنَا عَلَيْهِ السَّلَامُ أَبُوْبَكْرٍ نِ الصِّدِّيْقُ، ثُمَّ عُمَرُ الْفَارُوْقُ، ثُمَّ عُثْمَانُ ذُوالنُّوْرَيْنِ، ثُمَّ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَخِلَافَتُهُمْ عَلٰى هٰذَا التَّرْتِيْبِ اَيْضًا .

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر اس کا ترجمہ کریں؟

(ب) خلافت کی کتنی اور کون کون سی شرائط ہیں؟

جواب: (الف) ترجمہ: اعراب اوپر لگا دیے گئے اور ترجمہ ذیل میں ملاحظہ کریں:

"ہمارے نبی علیہ السلام کے بعد تمام انسانوں سے افضل حضرت ابوبکر صدیق ہیں' پھر حضرت عمر' پھر حضرت عثمان' پھر حضرت علی (رضی اللہ عنہم)۔ ان کی خلافت بھی اسی ترتیب سے ہے۔"

(ب) خلافت کی شرائط:

☆ ولایت مطلقہ کاملہ کا اہل ہو۔ ☆ احکام نافذ کرنے پر قادر ہو۔

☆ دارالاسلام کی حدود کا علم رکھتا ہو۔ ☆ ظالم سے مظلوم کو انصاف دلانے پر قادر ہو۔

☆ فاسق وفاجر نہ ہو۔

سوال نمبر2: (الف) توسل کا مطلب کیا ہے؟ تشریح وتوضیح سپرد قلم کریں؟

H_M_Hasnain_Asadi

(ب) انبیاء واولیاء سے توسل کا کیا حکم ہے؟ تفصیلاً تحریر کریں؟

جواب: (الف) توسل کا مطلب:

اللہ کے محبوب بندوں کے ذکر کے ساتھ برکت حاصل کرنا، کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے سبب بندوں پر رحم فرماتا ہے۔ ان سے توسل کا معنی یہ ہوا کہ اپنی ضرورت پورا کرنے کے لیے بندہ ان کو وسیلہ اور واسطہ بنائے۔ یہ اللہ کے مقبول بندے ہیں، اللہ ان کی دعا کو قبول کرتا ہے اور ان کی سفارش قبول فرماتا ہے۔

(ب) توسل کا حکم:

انبیاء اور اللہ کے نیک بندوں سے استغاثہ یعنی اپنی ضروریات دنیاوی واخروی میں مدد طلب کرنا جائز ہے۔ اہل سنت وجماعت اور جمہور مسلمین کا اس پر اجماع ہے اور ان کا اجماع حجت ہے۔ امام احمد اور امام طبرانی نے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ وہ میری امت کو گمراہی پر جمع نہ فرمائے تو اللہ تعالیٰ نے میری یہ دعا قبول فرمائی۔ اسی طرح ایک اور حدیث مبارکہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر کبھی جمع نہیں فرمائے گا۔ نیز وارد ہے کہ جس کو مسلمان اچھا خیال کریں وہ اللہ کے ہاں بھی اچھا ہی ہوتا ہے۔"

سوال نمبر3: (الف) میلاد شریف منانے اور اس کے لیے اجتماع کا کیا حکم ہے؟

(ب) بدعت حسنہ اور بدعت قبیحہ کی تعریف وتوضیح زینت قرطاس کریں؟

جواب: میلاد شریف کا حکم:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشی منانا اور اس خوشی میں محفل میلاد کا انعقاد اچھا عمل ہے۔ اس پر ثواب دیا جاتا ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر ومنزلت کا بیان ہوتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی کا اظہار ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ ایسا اجتماع جس میں خلاف شرع کام ہو ہرگز ہرگز جائز نہیں ہے جس طرح کہ عموماً

آج کل ایسا ہوتا ہے۔

(ب) **بدعت حسنہ:** وہ بدعت ہے جس کو آئمہ ہدیٰ کتاب وسنت کے موافق سمجھیں اور اس میں مسلمانوں کے لیے بہتری ہو جیسے: قرآن کا جمع کرنا، نماز تراویح کی جماعت اور دینی مدارس کا قیام وغیرہ۔

بدعت قبیحہ: ہر وہ نیا کام ہے' جو قرآن وسنت کے خلاف ہو یا اجماع امت کے خلاف ہو۔

القسم الثانی: منطق

سوال نمبر4: **وهو حصول صورة الشیء فی العقل اشارة الی تعریف مطلق التصور دون تصور فقط**

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟

(ب) "ھو" ضمیر کا مرجع تصور فقط ہوسکتا ہے یا نہیں؟ نیز اس کی وجہ تفصیلاً تحریر کریں؟

(ج) یہاں تصور فقط کی تعریف کی جانی چاہیے تھی کیونکہ ماقبل میں وہی مذکور ہے لیکن مصنف نے ایسا نہیں کیا؟ آپ اس عدول کی وجہ لکھیں۔

جواب: (الف) ترجمہ وتشریح:

"اور وہ شئی کی صورت کا عقل میں حاصل ہونا ہے" (یہ) اشارہ ہے مطلق تصور کی تعریف کی طرف نہ کہ تصور فقط کی طرف۔

یہاں سے شارح یہ بتا رہے ہیں کہ ماتن کا قول "حصول صورة الشئی فی العقل"، مطلق تصور کی تعریف ہے تصور فقط جس کو تصور ساذج بھی کہتے ہیں، کی تعریف نہیں ہے، کیونکہ ماتن نے جب تصور فقط کا ذکر کیا تو اس میں انہوں نے دو چیزوں کا ذکر کیا ہے۔ ایک تصور مطلق کا، کیونکہ جب مقید کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہاں مطلق بھی ضرور مذکور ہوتا ہے اور دوسرا تصور فقط کا جس کو تصور ساذج بھی کہتے ہیں۔

H.M. Hasnain _ Asadi

(ب) ھو ضمیر کا مرجع:

ھو ضمیر کا مرجع تصور فقط نہیں ہوسکتا، کیونکہ کسی شئی کی صورت کا عقل میں حاصل ہونا، یہ معنیٰ اس تصور پر بھی صادق آتا ہے جس کے ساتھ حکم ہو۔ لہٰذا اگر یہ ضمیر تصور فقط کی طرف لوٹے تو مذکورہ تعریف دخول غیر سے مانع نہ ہوگی۔ لہٰذا متعین ہوگیا کہ ضمیر مطلق تصور کی طرف راجع ہے، جوکہ علم کا مترادف ہے۔ تصور فقط کی طرف راجع نہیں ہے۔

(ج) تصور فقط کی تعریف نہ کرنے کی وجہ

اس جگہ تصور مطلق کی تعریف کی ہے تصور فقط کی نہیں، اس بات پر تنبیہ کرنے کے لیے لفظ تصور جس طرح تصور ساذج پر بولا جاتا ہے اسی طرح تصور مطلق پر بھی بولا جاتا ہے۔

سوال نمبر5: وان لم تتساو الافراد بل کان حصوله فی بعضها اولی واقدم واشد من البعض الأخر یسمی مشککا

(الف) سلیس اردو میں ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟

(ب) تشکیک کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟ قطبی کی روشنی میں تمام کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ وتشریح:

اگر افراد برابر نہ ہوں بلکہ اس کا حصول بعض افراد میں اولیٰ ہو، مقدم ہو اور اشد ہو دوسرے بعض سے تو اس کو مشکک کہتے ہیں۔ یہاں سے ماتن لفظ مفرد واحد المعنیٰ کی تیسری قسم کا بیان کررہے ہیں کہ لفظ مفرد واحد المعنیٰ کی تیسری قسم مشکک ہے۔ مشکک وہ لفظ مفرد واحد المعنیٰ ہے جس کا معنیٰ معین نہ ہو اور تمام افراد پر برابر صادق بھی نہ آتا ہو بلکہ اس کا صدق بعض پر اولیٰ، بعض پر غیر اولیٰ، بعض پر مقدم، بعض پر مؤخر، بعض پر اشد اور بعض پر اضعف ہو جیسے: سواد، بیاض۔

(ب) تشکیک کی اقسام:

تشکیک کی تین اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱۔ تشکیک بالاولویۃ یعنی افراد کا اولویت اور عدم اولویت میں مختلف ہونا جیسے: وجود کہ واجب میں اتم ہے ممکن کی بنسبت۔

۲۔ تشکیک بالتقدم والتاخر یعنی اس کا معنیٰ کا حصول بعض افراد میں مقدم ہو دوسرے بعض کے حصول پر جیسے: وجود کہ اس کا حصول واجب میں مقدم ہے بنسبت ممکن کے۔

۳۔ تشکیک بالشدت والضعف یعنی اس کے معنیٰ کا حصول بعض میں اشد ہو اور بعض میں غیر اشد جیسے: وجود کہ یہ واجب میں اشد ہے بنسبت ممکن کے۔

سوال نمبر6: اقول کما أن الانواع الاضافیة قد تترتب متنازلة کذلك الاجناس ایضا قد تترتب متصاعدة حتی یکون جنس فوقه جنس اخر

(الف) عبارت کا ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟

(ب) جنس اور اس کی اقسام کی تعریفات وامثلہ قطبی کی روشنی میں تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ وتشریح:

میں کہتا ہوں کہ جس طرح انواع اضافیہ کبھی نزولی طور پر مترتب ہوتی ہیں اسی طرح اجناس بھی کبھی صعودی طور پر مترتب ہوتی ہیں۔ شارح وضاحت کررہے ہے کہ جس طرح نوع کی ترتیب کے اعتبار سے چار قسمیں اور مرتبے ہیں اسی طرح جنس کے بھی ترتیب کے اعتبار سے چار مرتبے اور اقسام ہیں۔ مگر فرق یہ ہے کہ نوع کی ترتیب نزولی ہے یعنی اوپر سے نیچے کو آتی ہے اور سب سے نچلی نوع کو نوع الانواع کہتے ہیں اور جنس کی ترتیب صعودی ہے یعنی نیچے سے اوپر کو جاتی ہے اور سب سے اوپر والی جنس یعنی جوہر کو جنس الاجناس کہتے ہیں۔ نیچے والی کو جنس سافل جبکہ درمیان والی جو من وجہ عام ہے اور من وجہ خاص، کو جنس متوسط کہتے ہیں جیسے: جسم نامی۔

(ب) <u>جنس کی تعریف:</u> جنس وہ کلی ہے جو مختلفۃ الحقائق کثیرین پر ماھو کے جواب میں واقع ہو جیسے: حیوان انسان کے لیے۔

<u>جنس کی اقسام:</u> ترتیب کے اعتبار سے جنس کے چار مراتب یعنی اقسام ہیں۔ اس

H_M_Hasnain_Asadi

طرح کہ اگر وہ جنس تمام اجناس سے عام ہو تو اس کو جنس الناس کہتے ہیں جیسے: جوہر۔ اگر وہ اجناس سے خاص ہو تو اس کو جنس سافل کہتے ہیں جیسے: حیوان۔ اگر وہ جنس من وجہ عام ہو اور من وجہ خاص تو اس کو جنس متوسط کہتے ہیں جیسے: جسم نامی و جسم۔ تمام کے مبائن ہو اس کو جنس مفرد کہتے ہیں جیسے: عقل جبکہ جوہر کو اس کی جنس نہ مانیں، کیونکہ یہ نہ عام ہے نہ خاص۔

☆☆☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2017ء

☆ پرچہ اوّل: تفسیر واصول تفسیر	۷۱	☆ پرچہ دوم: حدیث واصول حدیث	۷۷
☆ پرچہ سوم: اصولِ فقہ	۸۲	☆ پرچہ چہارم: فقہ	۸۸
☆ پرچہ پنجم: ادب عربی وبلاغت	۹۳	☆ پرچہ ششم: عقائدو منطق	۹۹

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2018ء

☆ پرچہ اوّل: تفسیر واصول تفسیر	۱۰۵	☆ پرچہ دوم: حدیث واصول حدیث	۱۱۳
☆ پرچہ سوم: اصولِ فقہ	۱۲۰	☆ پرچہ چہارم: فقہ	۱۲۸
☆ پرچہ پنجم: ادب عربی وبلاغت	۱۳۴	☆ پرچہ ششم: عقائدو منطق	۱۴۱

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2019ء

☆ پرچہ اوّل: تفسیر واصول تفسیر	۱۴۹	☆ پرچہ دوم: حدیث واصول حدیث	۱۵۸
☆ پرچہ سوم: اصولِ فقہ	۱۶۶	☆ پرچہ چہارم: فقہ	۱۷۲
☆ پرچہ پنجم: ادب عربی وبلاغت	۱۷۹	☆ پرچہ ششم: عقائدو منطق	۱۸۵

H. M. Hashain – Asadi

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) پاکستان

شهادة العالية السنة الأولى للطلاب الموافق سنة ۱۴۳۸ھ/2017ء

پہلا پرچہ: تفسیر واصول تفسیر

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

سوال نمبر 4 اور 5 لازمی ہیں باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

﴿القسم الاوّل...... تفسیر﴾

سوال نمبر 1: واسئل من ارسلنا من قبلك من رسلنا اجعلنا من دون الرحمن ای غیره الهة یعبدون

(۱) ترجمہ کرنے کے بعد بتائیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو پھر آپ کو گزشتہ انبیاء کرام سے سوال کرنے کا حکم کیوں دیا گیا؟ (۵+۱۰=۱۵)

(۲) سوال سے کیا مراد ہے نیز بتائیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال مذکور کیا یا نہیں؟ جلالین کی روشنی میں جواب تحریر کریں؟ (۷+۸=۱۵)

سوال نمبر 2: وسبح بحمد ربك صل حامدا قبل طلوع الشمس ای صلاة الصبح وقبل الغروب ای صلاة الظهر والعصر ومن الليل فسبحه ای صل العشائين وادبار السجود بفتح الهمزة جمع دبر وبكسرها مصدر ادبر ای صل النوافل المسنونة عقب الفرائض وقيل المراد حقيقة التسبيح فی هذه الاوقات ملابسا للحمد واستمع يا مخاطب مقولی يوم يناد المناد هو اسرافيل من مكان قريب

(۱) کلام باری تعالیٰ وکلام مفسر کا ترجمہ کریں نیز "استمع" کا مفعول قلمبند کریں؟ (۱۰+۵=۱۵)

(۲) مکان قریب سے کیا مراد ہے؟ نیز بتائیں کہ مذکورہ ندا کن الفاظ میں ہوگی؟ (۷+۸=۱۵)

سوال نمبر 3: اقتربت الساعة قربت القيامة وانشق القمر

(۱) اقتربت کی تفسیر قربت سے کرنے کی وجہ لکھیں نیز قیامت سے کیا مراد ہے؟ اس کے علاوہ کوئی دو نام بھی تحریر کریں؟ (۵+۵+۵=۱۵)

(۲) ہلال، قمر اور بدر کا معنی لکھیں نیز انشقاق قمر کا واقعہ سپرد قلم کریں؟ (۹+۶=۱۵)

سوال نمبر 4: (۱) اصحاب فیل کا واقعہ اس انداز سے تحریر کریں کہ بادشاہ کا نام، علاقہ، اس کے ہاتھی کا نام مع کنیت مذکور ہو؟ (۱۰)

H_M_Hasnain_Asadi

(۲) معوذتین کون سی سورتیں ہیں، ان کا شان نزول لکھیں اور ان کے فضائل بارے کوئی ایک حدیث مبارکہ تحریر کریں؟ (۲+۴+۴=۱۰)

﴿القسم الثانی...... اصول تفسیر﴾

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے کسی دو اجزاء کا جواب تحریر کریں:

(۱) تفسیر اور تاویل کے معانی اور ان کے درمیان فرق کی وضاحت کریں؟ (۵+۵=۱۰)

(۲) کوئی تین ایسی آیات کی نشاندہی کریں جو منسوخ ہوں نیز ان کی ناسخ آیات بھی سپرد قلم کریں؟ (۵+۵=۱۰)

(۳) قرآن مجید نے جن گمراہ فرقوں سے خطاب فرمایا ان کے نام اور ان سے مخاصمت کا اسلوب قرآنی تحریر کریں؟ (۵+۵=۱۰)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2017

پہلا پرچہ: تفسیر و اصول تفسیر

﴿القسم الاوّل...... تفسیر﴾

سوال نمبر 1: واسئل من ارسلنا من قبلك من رسلنا اجعلنا من دون الرحمن الھۃ یعبدون

(۱) ترجمہ کرنے کے بعد بتائیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو پھر آپ کو گزشتہ انبیاء کرام سے سوال کرنے کا حکم کیوں دیا گیا؟

(۲) سوال سے کیا مراد ہے نیز بتائیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال مذکور کیا یا نہیں؟ جلالین کی روشنی میں جواب تحریر کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ: اور ان سے پوچھو جو ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے کیا ہم نے رحمٰن کے سوا کچھ اور خدا ٹھہرائے جن کی پوجا ہو۔

حکم سوال کیوں دیا گیا؟: علماء نے اس کے کئی مطالب بیان فرمائے ہیں۔ بعض نے کہا کہ یہ آیت اپنے ظاہر پر محمول ہے، تو مطلب یہ ہوا کہ شب معراج سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء کی امامت فرمائی اور اس رات تمام انبیاء علیہم السلام کو جمع کیا گیا تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم امامت سے فارغ

ہوئے تو جبریل امین نے عرض کیا: یارسول اللہ! اپنے سے پہلے انبیاء سے دریافت فرمالیجئے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے علاوہ کسی اور کی عبادت کی اجازت دی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی کوئی ضرورت نہیں یعنی کوئی شک نہیں تمام انبیاء نے توحید کی ہی دعوت دی ہے۔ بعض نے کہا کہ مراد اس سے اہل کتاب مؤمنین ہیں۔

(ب) سوال سے مراد: سوال سے حقیقی سوال کرنا مراد نہیں بلکہ ان کے ادیان اور ملل میں غور وفکر کرنا اور تتبع وتلاش کرنا ہے کہ کیا کسی نبی کی ملت میں بتوں کی عبادت کا حکم آیا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال نہیں کیا، کیونکہ امر بالسوال سے مراد یہ ہے کہ قریش کے مشرکوں کو یہ بات باور کرانا تھا کہ کسی کتاب میں بتوں کی عبادت کا حکم آیا اور نہ ہی کسی رسول نے حکم دیا۔

سوال نمبر 2: وسبح بحمد ربك صل حامدا قبل طلوع الشمس اى صلاة الصبح وقبل الغروب اى صلاة الظهر والعصر ومن الليل فسبحه اى صل العشائين وادبار السجود بفتح الهمزة جمع دبر وبكسرها مصدر ادبر اى صل النوافل المسنونة عقب الفرائض وقيل المراد حقيقة التسبيح فى هذه الاوقات ملابسا للحمد واستمع يا مخاطب مقولى يوم يناد المناد هو اسرافيل من مكان قريب

(۱) کلام باری تعالیٰ وکلام مفسر کا ترجمہ کریں نیز "استمع" کا مفعول قلمبند کریں؟

(۲) مکان قریب سے کیا مراد ہے؟ نیز بتائیں کہ مذکورہ ندا کن الفاظ میں ہوگی؟

جواب: (۱) ترجمہ عبارت: اور پاکی بولیں اپنے رب کی حمد کے ساتھ یعنی نماز پڑھیں حمد کرتے ہوئے طلوع شمس سے پہلے یعنی صبح کی نماز پڑھیں، غروب آفتاب سے پہلے یعنی ظہر وعصر کی نماز اور کچھ رات گئے اس کی تسبیح بولو یعنی مغرب اور عشاء کی نماز پڑھیں۔ نمازوں کے بعد، ادبار اگر ہمزہ کے فتح سے ہو تو یہ دبر کی جمع ہے اور اگر بکسرہ ہمزہ ہو تو ادبر کا مصدر ہے یعنی فرائض کے بعد نوافل بھی پڑھیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ مراد اس سے حقیقت تسبیح ہے ان اوقات میں حمد کے ساتھ ملا کر۔ اور اے مخاطب کان لگا کر سنو! جس دن پکارنے والا پکارے گا ایک جگہ کے پاس سے۔ اور وہ حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں۔

استمع کا مفعول: اس کا مفعول ہر وہ شخص ہے جس سے بھی خطاب ہو سکے یا جو خطاب کا اہل ہو۔

(ب) مکان قریب: یعنی صخرۃ بیت المقدس ہے جو آسمان کی طرف زمین کا سب سے قریب مکان ہے۔

ندا کے الفاظ: وہ فرمائیں گے "اے بوسیدہ اور گلی ہڈیوں، بکھرے ہوئے جوڑوں، ریزہ ریزہ شدہ گوشتوں اور پراگندہ بالوں والے۔ بے شک اللہ حکم دیتا ہے تمہیں فیصلے کے لیے جمع ہونے کا۔"

سوال نمبر 3: اقتربت الساعة قربت القيامة وانشق القمر

H_M_Hasnain_Asadi

(ا) اقتربت کی تفسیر قربت سے کرنے کی وجہ لکھیں نیز قیامت سے کیا مراد ہے؟ اس کے علاوہ دو نام بھی تحریر کریں؟

(۲) ہلال، قمر اور بدر کا معنی لکھیں نیز انشقاق قمر کا واقعہ سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) قربت سے تفسیر کی وجہ: اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ (اقتربت) فعل مزید (قربت) مجرد کے معنی میں ہے۔

قیامت سے مراد: لوگوں کا قبروں سے نکلنا۔

دیگر نام: الحاقہ، الواقعہ، یوم الدین، یوم الجزاء وغیر ذالک۔

(ب) ہلال: مہینے کے پہلے تین دنوں کے چاند کا نام ہلال ہے۔

قمر: تین دنوں کے بعد 14 ایام تک اس کا نام قمر ہے۔

بدر: چودہ تاریخ کی رات کا چاند بدر کہلاتا ہے۔

واقعہ شق قمر: نبی علیہ السلام کے زمانہ مقدس میں مشرکین ایک رات جمع ہوئے اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر آپ سچے نبی ہیں تو پھر چاند کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کر کے دکھائیں، ایک حصہ جبل ابی قبیس پر جبکہ دوسرا نصف قعیقعان پر ہو۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: اگر میں ایسا کر دوں تو کیا تم ایمان لے آؤ گے؟ انہوں نے کہا: ہاں! اس وقت چودھویں کا چاند تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا: ان مشرکین کے سوال کو پورا کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے چاند کے دو ٹکڑے کر دیے ایک ٹکڑا جبل ابی قبیس اور دوسرا قعیقعان پر گر گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم گواہ رہنا۔" قریش نے کہا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جادو سے ہماری نظر بندی کر دی ہے۔ اس پر انہیں اس کی جماعت کے لوگوں نے کہا: اگر یہ نظر بندی ہے تو باہر کہیں سے بھی چاند کے دو حصے نظر نہ آئیں گے۔ اب جو قافلے آنے والے ہیں ان کی جستجو رکھو اور مسافروں سے دریافت کرو۔ اگر دوسرے مقامات سے بھی چاند کا شق ہونا دیکھا گیا ہے تو بے شک یہ معجزہ ہے۔ چنانچہ سفر سے آنے والوں سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے دیکھا کہ اس روز چاند کے دو حصے ہو گئے تھے۔ مشرکین کو انکار کی گنجائش نہ رہی اور وہ جاہلانہ طور پر جادو ہی کہتے رہے۔

سوال نمبر 4: (ا) اصحاب فیل کا واقعہ اس انداز سے تحریر کریں کہ بادشاہ کا نام، علاقہ، اس کے ہاتھی کا نام مع کنیت مذکور ہو؟

(۲) معوذتین کون سی سورتیں ہیں، ان کا شان نزول لکھیں اور ان کے فضائل کے بارے کوئی ایک حدیث مبارکہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) واقعہ اصحاب فیل: بادشاہ کا نام ابرہہ تھا، یمن کا رہنے والا تھا، اس کے ہاتھی کا

نام محمود تھا اور اس کی کنیت ابوعباس تھی۔ بادشاہ نے صنعاء میں ایک کنیسہ بنایا اور چاہتا تھا کہ حج والے بجائے مکہ مکرمہ کے یہیں آئیں۔ عرب کے لوگوں کو یہ بات پسند نہ آئی تو قبیلہ بنی کنانہ کے ایک شخص نے موقع پا کر اس کنیسہ میں قضائے حاجت کی اور اس کو نجاست سے آلودہ کر دیا۔ اس پر ابرہہ کو بہت غصہ آیا اس نے قسم کھائی کہ وہ ضرور کعبہ کو مٹا دے گا، وہ اپنے لشکر سمیت مکہ آیا، ہاتھیوں پر ان کا پیش رفت ایک عظیم الجثہ ہاتھی (محمود نامی) تھا۔ اس نے مکہ کے قریب پہنچ کر اہل مکہ کے جانوروں پر قبضہ کر لیا جن میں دو سو اونٹ عبدالمطلب کے بھی تھے۔ وہ اپنے اونٹ مانگنے ابرہہ کے پاس آئے، اس نے ان کی بہت تعظیم کی اور کہا: کیسے آنا ہوا؟ آپ نے فرمایا: میرے اونٹ واپس کر دو۔ اس نے کہا: عجب ہے تمہیں اپنے مال کی بہت فکر ہے میں تو کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجانے آیا ہوں۔ مگر آباؤ اجداد کے بلند و محترم مقام کی تمہیں کوئی پرواہ نہیں؟ آپ نے فرمایا: میں اونٹوں کا مالک ہوں، کعبہ کا مالک خود اس کی حفاظت کرے گا۔ اس نے اونٹ واپس کر دیئے۔ حضرت عبدالمطلب نے قریش کو حال بتایا اور مشورہ دیا کہ پہاڑوں کی گھاٹیوں اور چوٹیوں میں پناہ لے لو۔ چنانچہ قریش نے ایسا ہی کیا اور حضرت عبدالمطلب نے دروازہ کعبہ پر پہنچ کر بارگاہ الٰہی میں حفاظت کے لیے دعا کی۔ دعا سے فراغت کے بعد آپ اپنی قوم کی طرف چلے گئے۔ ابرہہ نے صبح تڑکے اپنے لشکر کو تیار کیا، محمود ہاتھی نہ اٹھا اور کعبہ کی طرف نہ چلا، جس طرف چلاتے تھے چلتا تھا۔ جب کعبہ کی طرف اس کا رخ کرتے تو بیٹھ جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے چھوٹے چھوٹے پرندے ان پر بھیجے جو چھوٹے چھوٹے سنگریزے گراتے تھے، جن سے وہ ہلاک ہو جاتے۔

(ب) معوذتین: دو سورتوں کے نام ہیں: سورہ فلق اور سورت ناس۔

شانِ نزول: یہ دونوں سورتیں اس وقت نازل ہوئیں جبکہ لبید بن اعصم اور اس کی بیٹیوں نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا اور حضور کے جسم مبارک اور اعضاء ظاہر پر اس کا اثر ہوا، قلب و عقل اور اعتقاد پر کچھ اثر نہ ہوا۔ چند روز کے بعد جبریل علیہ السلام آئے انہوں نے عرض کیا: ایک یہودی نے آپ پر جادو کیا ہے اور جادو کا جو کچھ سامان ہے وہ فلاں کنوئیں میں ایک پتھر کے نیچے دبا دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا، انہوں نے کنویں کا پانی نکالنے کے بعد پتھر اٹھایا، اس کے نیچے سے کھجور کے گابھے کی تھیلی برآمد ہوئی، اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے شریف جو کنگھی سے برآمد ہوئے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کنگھی کے چند دندانے اور ایک ڈورا یا کمان کا چلہ جس میں گیارہ گرہیں لگی تھیں اور ایک موم کا پتلہ جس میں گیارہ سوئیاں چبھی تھیں۔ یہ سارا سامان پتھر کے نیچے سے نکلا اور حضور کی خدمت اقدس میں پیش کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر یہ دونوں سورتیں نازل فرمائیں، جن میں گیارہ آیتیں ہیں۔ ہر ایک کے پڑھنے سے گرہیں کھلتی جاتیں حتیٰ کہ تمام گرہیں کھل گئیں اور حضور تندرست ہو گئے۔

H_M_Hasham_Asadi

حدیث فضیلت: حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل میں سے کوئی بیمار ہو جاتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم معوذات پڑھ کر ان پر دم فرماتے تھے۔

﴿القسم الثانی...... اصول تفسیر﴾

سوال نمبر 5: درج ذیل اجزاء کے جواب تحریر کریں؟

(۱) تفسیر اور تاویل کے معانی اور ان کے درمیان فرق کی وضاحت کریں؟

(۲) کوئی تین ایسی آیات کی نشاندہی کریں جو منسوخ ہوں نیز ان کی ناسخ آیات بھی سپرد قلم کریں؟

(۳) قرآن مجید نے جن گمراہ فرقوں سے خطاب فرمایا ان کے نام اور ان سے مخاصمت کا اسلوب قرآنی تحریر کریں؟

جواب: (۱) تفسیر اور تاویل کا معنی: وہ علم ہے جس میں قرآن کریم کے بارے بقدر طاقت بشریہ اس حیثیت سے بحث کی جائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مراد پر دال ہے، تفسیر کہلاتا ہے۔ محتملات میں سے کسی ایک کو بغیر قطعیت اور شہادۃ علی اللہ کے ترجیح، تاویل کہلاتا ہے۔

فرق واضح ہے کہ تفسیر میں یہ بات یقینی ہوتی ہے کہ لفظ سے مراد یہی ہے۔ اس پر شہادۃ علی اللہ بھی ہوتی ہے کہ مراد اس لفظ سے وہی معنی ہے جبکہ تاویل میں قطعیت نہیں ہوتی بلکہ ظنیت ہوتی ہے۔

(۲) منسوخ آیات: ۱- كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اس کی ناسخ ہے: يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ الخ

۲- وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ الآیہ۔ اس کی ناسخ آیت ہے: "فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ"

۳- يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ۔ اس کی ناسخ ہے: "وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً"

۴- وَاتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ، اس کی ناسخ ہے: فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ۔

(۳) گمراہ فرقے: جواب حل شدہ پرچہ 2015ء میں ملاحظہ کریں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

شهادة العالية السنة الأولیٰ للطلاب الموافق سنة۱۴۳۸ھ/2017ء

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

سوال نمبر 1 اور 5 لازمی ہیں باقی میں سے کوئی دوسوال حل کریں۔

﴿القسم الاوّل...... حدیث﴾

سوال نمبر 1: عن عبدالله بن مسعود قال قال رجل یا رسول الله صلی الله علیه وسلم ای الذنب اکبر عند الله قال ان تدعو الله ندا وهو خلقك قال ثم ای قال ان تقتل ولدك خشیة ان یطعم معك قال ثم ای قال ان تزنی حلیلة جارك فانزل الله تصدیقها والذین لایدعون مع الله الٰها اٰخر ولا یقتلون النفس التی حرم الله الا بالحق ولایزنون الأیة متفق علیه

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ گناہ کبیرہ کسے کہتے ہیں؟ (۱۰+۵=۱۵)

(۲) خط کشیدہ الفاظ کی تشریح وتوضیح سپرد قلم کریں؟ (۵×۳=۱۵)

سوال نمبر 2: عن طلحة بن عبدالله بن عوف قال صلیت خلف ابن عباس علی جنازة فقرأ فاتحة الکتاب فقال لتعلموا انها سنة

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ کریں' نیز لفظ جنازہ کے معانی سپرد قلم کریں؟ (۸+۷=۱۵)

(۲) نماز جنازہ میں سورۃ الفاتحہ کی قرأت کے بارے میں اختلاف آئمہ مع الدلائل تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 3: عن ابراهیم بن عبدالرحمن العذری قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یحمل هذا العلم من کل خلف عدوله ینفون عنه تحریف الغالین وانتهال المبطلین وتاویل الجاهلین

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ کریں' نیز خلف کے اعراب میں کتنے اور کون کون سے احتمالات ہیں ہر احتمال کے مطابق معنی بھی تحریر کریں؟ (۵+۵+۵=۱۵)

(۲) خط کشیدہ عبارت ترکیب میں کیا واقع ہو رہی ہے نیز انتهال المبطلین کی تشریح قلمبند کریں؟ (۵+۵=۱۰)

سوال نمبر 4: عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما حق امریٔ مسلم

H_M_Hasnain_Asadi

له شيء يوصى فيه يبيت ليلتين الا و وصيته مكتوبة عنده

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ لیلتین کی قید تاکید کے لیے ہے یا تحدید کے لیے؟ نیز اس کے مطابق مفہوم بھی بیان کریں؟ (۵+۱۰=۱۵)

(۲) وصیت کے حکم میں اگر اختلاف ہو تو مع الدلائل سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

﴿القسم الثانی...... اصول حدیث﴾

سوال نمبر 5: کسی دو اجزاء کا جواب تحریر کریں؟

(۱) مدلس کی تعریف اور اس کی روایت کو قبول کرنے کے بارے میں علماء کا اختلاف سپرد قلم کریں؟ (۴+۶=۱۰)

(۲) اصح الاسانید کون سی سند ہے؟ اس بارے میں کتنے اور کون کون سے اقوال ہیں؟ تحریر کریں؟ (۴+۶=۱۰)

(۳) بخاری اور مسلم میں سے اصح کون سی کتاب ہے؟ مع وجوہات قلمبند کریں؟ (۴+۶=۱۰)

☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2017

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

﴿القسم الاوّل...... حدیث﴾

سوال نمبر 1: عن عبد الله بن مسعود قال قال رجل يا رسول الله صلى الله عليه وسلم اى الذنب اكبر عند الله قال ان تدعو الله ندا وهو خلقك قال ثم اى قال ان تقتل ولدك خشية ان يطعم معك قال ثم اى قال ان تزنى حليلة جارك فانزل الله تصديقها والذين لايدعون مع الله الها آخر ولا يقتلون النفس التى حرم الله الا بالحق ولايزنون الآية متفق عليه

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ گناہ کبیرہ کسے کہتے ہیں؟

(۲) خط کشیدہ الفاظ کی تشریح وتوضیح سپرد قلم کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کون سا گناہ اللہ کے ہاں سب سے بڑا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کہ تو اللہ کے لئے

کوئی مدمقابل اور شریک ٹھہرائے، حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے۔ اس نے عرض کیا: پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: یہ کہ تو اپنے بیٹے کو اس ڈر سے قتل کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھانا کھائے گا۔ اس نے کہا: پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: یہ کہ تو اپنے ہمسائے کی باندی سے زنا کرے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس حدیث پاک کی تصدیق (کے لیے یہ آیت) نازل فرمائی: "اور وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کسی باطل معبود کو نہیں پکارتے اور وہ نفس جس کو اللہ نے حرام کیا ہے، کو قتل نہیں کرتے مگر حق کے ساتھ اور نہ ہی وہ زنا کرتے ہیں۔"

گناہ کبیرہ: عظیم برائی کو کبیرہ گناہ کہتے ہیں۔ پھر اس کی تعیین میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ کبیرہ گناہ وہ برائی ہے جس پر شارع علیہ السلام نے بالخصوص وعید فرمائی ہو۔ بعض کہتے ہیں: جس کی کوئی حد معین ہو۔

(ب) خط کشیدہ الفاظ: ندًا: بمعنی مثل و نظیر یعنی اپنی دعا یا عبادت میں اللہ کی مثل ٹھہرانا۔

حلیلة: یہ بھی احتمال ہے حل یحل سے مشتق ہو، اس کا معنی ہے: لونڈی اور بیوی، کیونکہ ان میں ہر ایک اپنے آقا اور شوہر کے لیے حلال ہے۔

یا پھر یہ حل یحل سے مشتق ہے۔ پھر زوجہ کو حلیلة اس لیے کہتے ہیں کہ ان میں ہر ایک دوسرے کے حلول کرنے والا ہوتا ہے۔

متفق علیہ: اس سے مراد وہ حدیث جو بخاری اور مسلم دونوں میں مذکور ہو۔

سوال نمبر2: عن طلحة بن عبداللہ بن عوف قال صليت خلف ابن عباس على جنازة فقرأ فاتحة الكتاب فقال لتعلموا انها سنة

(ا) حدیث شریف کا ترجمہ کریں نیز لفظ جنازہ کے معانی سپرد قلم کریں؟

(۲) نماز جنازہ میں سورۃ الفاتحہ کی قرأت کے بارے میں اختلاف آئمہ مع الدلائل تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: حضرت طلحہ بن عبداللہ بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس کے پیچھے ایک جنازہ پر نماز پڑھی تو آپ نے فاتحہ الکتاب پڑھی پس آپ نے فرمایا: چاہیے کہ تم سیکھو کیونکہ یہ سنت ہے۔

لفظ جنازہ کے معانی: اگر جیم کے فتحہ اور کسرہ کے ساتھ پڑھیں تو اس کا معنی میت ہوگا یہ بھی کہا گیا ہے کہ کسرہ کے ساتھ میت ہے اور فتح کے ساتھ چارپائی کو کہتے ہیں یا اس کا عکس۔ یا کسرہ کے ساتھ چارپائی میت سمیت کو کہتے ہیں۔ نہایہ میں ہے کہ فتح و کسرہ کے ساتھ میت چارپائی دونوں کو کہتے ہیں۔

(ب) قرأت فاتحہ کا مسئلہ: جواب حل شدہ پرچہ 2015ء میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر3: عن ابراهيم بن عبدالرحمن العذری قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يحمل هذا العلم من كل خلف عدوله ينفون عنه تحريف الغالين وانتحال

H_M_Hasnain_Asadi

المبطلين وتاويل الجاهلين

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ کریں، نیز خلف کے اعراب میں کتنے اور کون کون سے احتمالات ہیں ہر احتمال کے مطابق معنی بھی تحریر کریں؟

(۲) خط کشیدہ عبارت ترکیب میں کیا واقع ہو رہی ہے نیز انتهال المبطلين کی تشریح قلمبند کریں؟

جواب: ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن العذری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حاصل کریں گے یہ علم ہر بعد میں آنے والی جماعت سے ایسے لوگ جو عادل اور شائستہ ہوں گے، یہ عادل اور شائستہ اس علم کتاب وسنت سے دین میں حد سے بڑھنے والوں کی تحریف کو دور کریں گے، اہل باطل کے جھوٹ کا ازالہ کریں گے اور جاہلوں کی تاویل کو دور کریں گے۔

خلف کا اعراب: اگر لام کے سکون سے ہو تو پھر گزری ہوئی چیز کو کہتے ہیں اور اگر لام کے فتح سے پڑھیں تو پھر بمعنی رجل صالح ہوگا۔

(ب) خط کشیدہ کی ترکیب: خط کشیدہ عبارت ترکیب میں عدوله سے جملہ حالیہ واقع ہو رہا ہے۔

انتهال المبطلين: دوسرے کی مملوکہ چیز پر اشارہ یا قول میں اپنی ملکیت کا جھوٹا دعویٰ کرنا۔ یہاں اہل جھوٹ سے کنایہ مراد ہے۔

سوال نمبر 4: عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما حق امرئ مسلم له شيء يوصى فيه يبيت ليلتين الا وصيته مكتوبة عنده

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ ليلتين کی قید تاکید کے لیے ہے یا تحدید کے لیے؟ اس کے مطابق مفہوم بھی بیان کریں؟

(۲) وصیت کے حکم میں اگر اختلاف ہو تو مع الدلائل سپرد قلم کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس مسلمان کے پاس قابل وصیت کوئی چیز ہو تو اسے مناسب نہیں کہ وہ دو راتیں یعنی حال میں گزارے کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی نہ ہو۔

ليلتين کی قید: یہ قید تاکید کے لیے ہے تحدید کے لیے نہیں۔ تو مطلب یہ ہوا کہ مناسب نہیں ہے، کہ اس پر کچھ زمانہ گزرے یعنی اس سے تھوڑا سا زمانہ مراد ہے۔

(ب) حکم وصیت: جمہور کا مذہب یہ ہے کہ یہ مستحب ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ ایک جماعت کے نزدیک واجب ہے۔ علماء نے کہا کہ اگر کسی پر قرض ہے یا اس کے پاس کسی کی امانت رکھی ہے تو وصیت کرنا، اسے لکھ دینا اور اس پر گواہ بنانا ضروری ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

﴿القسم الثاني...... اصول حديث﴾

سوال نمبر 5: درج ذیل کے جوابات لکھیں؟

(۱) مدلس کی تعریف اور اس کی روایت کو قبول کرنے کے بارے میں علماء کا اختلاف سپرد قلم کریں؟

(۲) اصح الاسانید کون سی سند ہے؟ اس بارے میں کتنے اور کون کون سے اقوال ہیں؟ تحریر کریں؟

(۳) بخاری اور مسلم میں سے اصح کون سی کتاب ہے؟ مع وجوہات قلمبند کریں؟

جواب: (الف) مدلس کی تعریف: سند کے عیب کو مخفی رکھنا اور ظاہری شکل کو حسین بنا دینا تدلیس ہے۔ ایسی حدیث کو مدلس کہتے ہیں۔

اس کی قبولیت میں اختلاف: اس کی روایت کو قبول کرنے اور نہ کرنے میں علماء و محدثین کے مختلف اقوال ہیں۔ ایک گروہ کے نزدیک مدلس کی روایت قبول نہیں کی جاسکتی جبکہ عند البعض مطلقاً قبول ہے۔ عند الجمہور اس کا حکم یہ ہے کہ اگر مدلس کے بارے میں یہ بات معلوم ہو جائے کہ وہ اپنے ثقہ شیخ کو ہی حذف کرتا ہے تو اس کی حدیث مدلس مقبول ہوگی۔ اگر ضعفاء وغیرہ سے بھی تدلیس کرتا ہے تو اس کی حدیث مقبول نہیں ہوگی جب تک سماع پر تنصیص نہ ہو جیسے حدثنا یا اخبرنا یا سمعت۔

(ب) اصح الاسانید سند: اس بارے میں آئمہ کے تین اقوال ہیں:

۱- اصح الاسانید "زين العابدين عن ابيه عن جده" ہے۔

۲- عند البعض اصح الاسانید "مالك عن نافع عن ابن عمر" ہے۔

۳- اصح الاسانید "الزهري عن سالم عن ابن عمر" کی سند ہے۔

(ج) بخاری و مسلم میں اصح کون؟ اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ ان میں سے اصح کون سی کتاب ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ مسلم اصح ہے۔ تاہم جمہور محدثین اور علماء امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کتاب اللہ کے بعد صحیح بخاری سے زیادہ کوئی صحیح کتاب روئے زمین پر موجود نہیں ہے۔ صحت اور قوت کے لحاظ سے حدیث کی کوئی کتاب صحیح بخاری کے برابر نہیں اور یہی قول حق ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظيم المدارس (اهل السنة) باكستان

شهادة العالية السنة الأولى للطلاب الموافق سنة ۱۴۳۸ھ/2017ء

﴿تیسرا پرچہ: اصولِ فقہ﴾

الوقت المحدد: ثلث ساعات　　　　مجموع الأرقام: ۱۰۰

سوال نمبر 1 لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: وَاَنْ يَتَعَدَّى الْحُكْمُ الشَّرْعِيُّ الثَّابِتُ بِالنَّصِّ بِعَيْنِهِ اِلٰى فَرْعٍ هُوَ نَظِيْرُهٗ وَلَا نَصَّ فِيْهِ

(۱) عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ (۴+۴=۸)

(۲) قیاس کی شرط مذکور جن شروط اربعہ کو متضمن ہے وہ سپرد قلم کریں؟ (۴×۳=۱۲)

(۳) مصنف نے شرط ثالث کے ضمن میں پائی جانے والی شروط اربعہ پر جو تفریعات کی ہیں وہ تحریر کریں؟ (۴×۵=۲۰)

سوال نمبر 2: اما حكمه فتعدية حكم النص الى ما لا نص فيه ليثبت فيه بغالب الرأى على احتمال الخطأ

(۱) ما لا نص فيه میں کلمۂ ما سے کیا مراد ہے؟ نیز بتائیں کہ بغالب الرأى اور على احتمال الخطأ سے کس بات کی طرف اشارہ ہے؟ (۵+۵+=۱۵)

(۲) تعلیل کے لیے تعدیہ لازمی حکم ہے یا نہیں؟ اس بارے میں احناف و شوافع کا اختلاف مع الدلائل لکھیں؟ (۱۵)

سوال نمبر 3: فصل فى الترجيح واذا قامت المعارضة كان السبيل فيه الترجيح

(۱) "فيه" میں موجود ضمیر کا مرجع اور ضمیر مذکر لانے کی وجہ سپرد قلم کریں؟ نیز ترجیح کی تعریف سپرد قلم کریں؟ (۵+۵=۱۰)

(۲) وجوہ ترجیح کتنی اور کون کون سی ہیں؟ ہر ایک کی مثال دے کر وضاحت کریں؟ (۴+۱۶=۲۰)

سوال نمبر 4: اما الاحكام فانواع اربعة حقوق الله تعالىٰ خالصة وحقوق العباد خالصة وما اجتمع فيه حقان و حق الله تعالىٰ فيه غالب كحد القذف وما اجتمعا فيه وحق العبد فيه غالب كالقصاص

(۱) عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ (۵+۵=۱۰)

(۲) حقوق اللہ کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟ ہر قسم کی مثال ضرور سپرد قلم کریں؟ (۲۰)

H_M_Hasnain_Asadi

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء سال 2017

تیسرا پرچہ: اصولِ فقہ

سوال نمبر 1: وَاَنْ یَّتَعَدَّی الْحُکْمُ الشَّرْعِیُّ الثَّابِتُ بِالنَّصِّ بِعَیْنِہٖ اِلٰی فَرْعٍ ھُوَ نَظِیْرُہٗ وَلَا نَصَّ فِیْہِ

(۱) عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟
(۲) قیاس کی شرط مذکور جن شروط اربعہ کو متضمن ہے وہ سپرد قلم کریں؟
(۳) مصنف نے شرط ثالث کے ضمن میں پائی جانے والی شروط اربعہ پر جو تفریعات کی ہیں وہ تحریر کریں؟

جواب: (۱) عبارت پر اعراب و ترجمہ: وَاَنْ یَّتَعَدَّی الْحُکْمُ الشَّرْعِیُّ الثَّابِتُ بِالنَّصِّ بِعَیْنِہٖ اِلٰی فَرْعٍ ھُوَ نَظِیْرُہٗ وَلَا نَصَّ فِیْہِ

ترجمہ: حکم شرعی جو نص سے ثابت ہے اس کا متعدی ہونا بعینہٖ ایسی فرع کی طرف جو اس کی کامل نظیر ہو اور اس فرع میں کوئی نص نہ ہو۔

(۲) جواب حل شدہ پرچہ 2015ء میں ملاحظہ کریں۔

(۳) جواب: مصنف کی بیان کردہ تعریفات درج ذیل ہیں:

(1) قیاس شرعی ہو لغوی نہ ہو، ابن شرحہ اور باقلانی نے کئی مقامات پر لغوی قیاس کیا ہے مثلاً خمر کا قیاس مـا یخامر العقل کی علت سے ہر نشہ آور چیز پر کر کے اسے خمر قرار دیا ہے، حالانکہ لغت میں ہر نشہ آور شئی کو خمر نہیں کہتے بلکہ انگوروں کا وہ رس جو پک کر تیسرا حصہ باقی رہ جائے اور جھاگ لائے اور نشہ آور بھی ہو صرف اسے ہی شراب کہتے ہیں۔

(2) منصوص مسئلہ کی علت سے وہی حکم کسی کمی زیادتی کے بغیر غیر منصوص علیہ کے لیے ثابت ہو جیسے امام شافعی رحمہ اللہ نے طلاق کی طرح ظہار مسلم پر قیاس کرتے ہوئے ظہار ذمی بھی جائز قرار دیا ہے حالانکہ کفارہ عبادت اور عقوبت دونوں سے مخلوط ہوتا ہے اور غیر مسلم شرعی عبادات کا مکلف نہیں ہوتا۔ اس لیے مسلمان سے متعلق حکم بعینہٖ غیر مسلم کے لیے ثابت نہ ہوگا۔

(3) فرع اصل سے ادنیٰ نہ ہو بلکہ مساوی ہو اور اس کی کامل نظیر ہو جیسے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نسیان پر قیاس کرتے ہوئے خاطی اور مکرہ کے لیے بھی روزہ کے ٹوٹنے کا انکار کیا ہے حالانکہ نسیان اعلیٰ اور خطاء اور اکراہ ادنیٰ ہے نظیر نہیں ہیں۔ نسیان شارع کی طرف سے ہے اور خطاء و اکراہ بندے کی طرف سے

H_M_Hasnain_Asadi

ہے شارع کی طرف سے نہیں ہے۔

(4) فرع پر کوئی نص وارد نہ ہوئی ہو ورنہ قیاس کی وہاں ضرورت نہیں ہے جیسے کفارہ قتل پر قیاس کرتے ہوئے کفارہ یمین اور ظہار میں بھی گردن آزاد کرنے میں مومنہ گردن کی قید لگانا درست نہیں ہے کہ ان کفارہ جات میں مطلق گردن آزاد کرنے کے بارے میں نص موجود ہے اور قاعدہ ہے: المطلق یجری علی الاطلاق۔

سوال نمبر 2: اما حکمه فتعدیة حکم النص الی ما لا نص فیه لیثبت فیه بغالب الرأی علی احتمال الخطأ

(۱) ما لا نص فیه میں کلمہ ماسے کیا مراد ہے؟ نیز بتائیں کہ بغالب الرأی اور علی احتمال الخطأ سے کس بات کی طرف اشارہ ہے؟

(۲) تعلیل کے لیے تعدیہ لازمی حکم ہے یا نہیں؟ اس بارے میں احناف و شوافع کا اختلاف مع الدلائل لکھیں۔

جواب: (۱) ما لا نص میں کلمہ "ما" سے مراد اور الخطأ سے اشارہ: کلمہ ما سے مراد وہ فرع ہے جس کی طرف اصل کے حکم کو متعدی کیا جا رہا ہے اور اصل کے حکم کو قیاس کی شرائط کے وجود کے بعد جس کی طرف متعدی کیا جا رہا ہے۔

بغالب الرأی اور علی احتمال الخطأ کا اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ ادلہ اربعہ میں سے قیاس قطعی دلیل نہیں بلکہ ظنی دلیل ہے، کیونکہ اس میں طاقت بشریہ کے مطابق فرع کو اصل پر قیاس کر کے اصل کے حکم کو فرع کے لیے ثابت تو کر لیا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود خطاء کا احتمال باقی رہتا ہے یعنی اس میں قطعیت نہیں بلکہ فرع میں اصل کا حکم ثابت کرنا محض غالب رائی سے ہے۔

(۲) تعلیل کے لیے تعدیہ لازمی حکم ہے یا نہیں؟: احناف کے نزدیک تعلیل کے لیے تعدیہ لازمی حکم ہے جبکہ شوافع کے نزدیک تعلیل کے لیے تعدیہ لازمی حکم نہیں ہے۔

شوافع کے دلائل درج ذیل ہیں:

دلیل نمبر 1: تعلیل بھی ایک شرعی حجت ہے: جس طرح دیگر شرعی حجتیں ہیں خواہ عام ہوں یا خاص ہوں معتبر ہوتی ہیں، اسی طرح تعلیل بھی معتبر ہوگی خواہ عام ہو یا خاص ہو۔ اگر تعدیہ کے ساتھ خاص ہو تو اس کو قیاس کہیں گے اور اگر بغیر تعدیہ کے یعنی عام ہو تو تعلیل محض ہے۔

دلیل نمبر 2: شرائط قیاس میں یہ بیان ہوا ہے کہ جب کوئی وصف علت ہو تو اس کے لیے تاثیر و عدل دونوں شرط ہیں جبکہ تعدیہ کی شرط کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

احناف کے دلائل درج ذیل ہیں:

دلیل نمبر 1: کسی بھی شرعی حجت کے لیے دو میں سے ایک فائدے کا ہونا ضروری ہے۔تو وہ علم کا فائدہ دے یا عمل کے لیے موجب ہو، اگر ان دونوں میں سے کوئی بھی فائدہ نہ ہو تو وہ حجت بے کار اور عبث ہوگی جبکہ قیاس اور تعلیل بالاتفاق علم کا فائدہ نہیں دیتے کیونکہ یہ ظنی ہیں اور ظن مفید للعلم نہیں ہوتا۔اگر تعلیل بالتعدیہ نہ ہو تو عمل کے موجب بھی نہیں ہیں، کیونکہ منصوص علیہ میں عمل کا وجوب تعلیل کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ نص کی وجہ سے ہوتا ہے، تعلیل محض فرع میں موجب عمل ہوتی ہے۔اس لیے اگر تعلیل بلا تعدیہ ہو تو نہ عمل کا فائدہ دے گی نہ ہی عمل کے لیے موجب ہوگی۔تو پھر یہ بغیر فائدہ کے ہوگی اور عبث ہو گی۔اس لیے تعلیل کو غیر مفید ہونے سے بچانے کے لیے ہم نے تعدیہ کا فائدہ پیش نظر رکھا ہے گویا اگر تعلیل بمعہ تعدیہ ہو تب مفید ہوگی۔

دلیل نمبر 2: تعلیل اور قیاس مترادف ہیں جن کے لیے شرط یہ ہے کہ منصوص علیہ نہ ہوں۔اگر شوافع کے بقول تعلیل محض کا اصل میں اعتماد کیا جائے تو اصل یعنی منصوص علیہ میں قیاس اور نص دونوں کا اجتماع لازم آئے گا جو کہ جائز نہیں ہے۔

سوال نمبر 3: فصل فی الترجیح واذا قامت المعارضة كان السبيل فيه الترجيح

(۱) "فیـــہ" میں موجود ضمیر کا مرجع اور ضمیر مذکر لانے کی وجہ سپرد قلم کریں نیز ترجیح کی تعریف سپرد قلم کریں؟

(۲) وجوہ ترجیح کتنی اور کون کون سی ہیں؟ ہر ایک کی مثال دے کر وضاحت کریں؟

جواب: (۱) فیہ میں موجود ضمیر کا مرجع اور مذکر لانے کی وجہ: فیہ کی ضمیر معارضہ کی طرف راجع ہے۔اور اس کو مذکر مصدر کے اعتبار سے لایا گیا ہے۔

ترجیح کی تعریف: ایک جیسی دو چیزوں میں سے ایک شئی کو دوسری شئی پر کسی وصف کے لحاظ سے فضیلت دینا، ترجیح کہلاتا ہے۔

(۲) وجوہ ترجیح: وجوہ ترجیح چار ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

(i) قوت تاثیر کی وجہ سے ترجیح دینا: بعض اوقات ترجیح کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ جس کو فضیلت دی جارہی ہے اس میں وصف زیادہ مؤثر ہوتا ہے، جس طرح کہ کبھی کبھی استحسان کو قیاس پر ترجیح دی جاتی ہے، حالانکہ قیاس جلی ہے اور استحسان خفی ہے لیکن خفی ہونے کے باوجود بھی قوت تاثیر کی وجہ سے کبھی قیاس پر استحسان کو ترجیح مل جاتی ہے۔

(ii) قوت ثبوت کی وجہ سے ترجیح دینا: بعض اوقات ترجیح کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ایک قیاس کی قوت ثبوت دوسرے قیاس کی بہ نسبت زیادہ ہوتی ہے یعنی دو قیاسوں میں سے ایک قیاس کا وصف اپنے حکم کو زیادہ لازم ہوتا ہے جس وجہ سے اس کو ترجیح مل جاتی ہے۔اس کی مثال جس طرح کہ شوافع نے سر کے مسح

H_M_Hasnain_Asadi

میں رکنیت کو علت قرار دیتے ہوئے تکرار کو سنت قرار دیا ہے جبکہ احناف نے سر کے مسح میں تکرار کی نفی کی علت مسح ہونے کو بنایا ہے۔ احناف کی بیان کردہ علت شوافع کی بنسبت اپنے حکم کو زیادہ لازم ہے، کیونکہ مسح کی علت جہاں بھی ہے تکرار کے بغیر ہے مثلاً مسح علی الخفین، مسح علی الجبیرۃ اور تیمم وغیرہ جبکہ شوافع کی علت اپنے حکم کو اس طرح لازم نہیں ہے، کیونکہ نماز میں رکوع، سجدہ اور قرأت میں رکنیت کے باوجود تکرار نہیں۔ وضو میں مضمضہ اور استنشاق میں بغیر رکنیت کے بھی تکرار مسنون ہے۔

(iii) **کثرتِ اصول کی وجہ سے ترجیح دینا:** جس طرح کہ مسح راس میں احناف نے جن اصول پر قیاس کرتے ہوئے تکرار کے مسنون ہونے کا انکار کیا ہے وہ شوافع کی بنسبت زیادہ ہیں مثلاً مسح علی الخفین، مسح علی الجبیرۃ اور تیمم وغیرہ جبکہ شوافع نے جس اصل پر قیاس کیا ہے وہ ایک ہے رکن ہونا، اس کے علاوہ کوئی اور اصل نہیں ہے۔

(iv) عدم وصف کی وجہ سے عدم حکم کو ثابت کرنا اور یہ ثابت کرتے ہوئے ایک قیاس کو دوسرے قیاس پر ترجیح دینا مثلاً احناف نے مسح راس میں تثلیث کا انکار اس لیے کیا ہے کہ وہ مسح ہے، اب اس کا الٹ یہ ہوگا کہ جو چیز طہارت میں مسح نہ ہو اس میں تکرار مسنون ہے اور یہ بالکل درست ہے جبکہ شوافع نے مسح راس میں تکرار کے مسنون ہونے کی وجہ رکنیت کو قرار دیا ہے کہ باقی ارکان کی طرح چونکہ مسح بھی رکن ہے۔ لہٰذا اس میں تکرار مسنون ہے، کیونکہ باقی ارکان میں تکرار مسنون ہے۔ اب اس کا الٹ یہ ہوگا کہ وضو میں جو چیز رکن نہیں ہے اس میں تکرار مسنون نہ ہو لیکن یہ درست نہیں ہے، اس سے خرابی لازم آتی ہے اور وہ خرابی یہ ہے کہ مضمضہ اور استنشاق وضو میں رکن نہیں ہیں لیکن اس کے باوجود ان میں تکرار مسنون ہے۔

سوال نمبر 4: أَمَّا الْأَحْكَامُ فَأَنْوَاعٌ أَرْبَعَةٌ حُقُوْقُ اللهِ تَعَالٰى خَالِصَةً وَحُقُوْقُ الْعِبَادِ خَالِصَةً وَمَا اجْتَمَعَ فِيْهِ حَقَّانِ وَ حَقُّ اللهِ تَعَالٰى فِيْهِ غَالِبٌ كَحَدِّ الْقَذْفِ وَمَا اجْتَمَعَا فِيْهِ وَحَقُّ الْعَبْدِ فِيْهِ غَالِبٌ كَالْقِصَاصِ

(۱) عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(۲) حقوق اللہ کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں ہر قسم کی مثال ضرور سپردِ قلم کریں؟

جواب: **(۱) أعراب علی العبارت اور ترجمہ:** اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل یہ ہے:

احکام کی چار قسمیں ہیں: خالص اللہ کا حق، خالص بندے کا حق، وہ جس میں دونوں حق جمع ہوں اور اللہ کا حق غالب ہو جیسے حدِ قذف اور وہ جس میں دونوں جمع ہوں اور بندے کا حق غالب ہو جیسے قصاص۔

(۲) حقوق اللہ کی اقسام و امثلہ: حقوق اللہ کی درج ذیل آٹھ قسمیں ہیں:

۱- خالص عبادات جیسے ایمان، نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج۔

۲- کامل عقوبات جیسے حد قذف اور حد سرقہ وغیرہ۔

۳- قاصرہ عقوبات جیسے قتل کی وجہ سے وراثت سے محروم ہونا۔

۴- وہ احکام جن میں عبادات و عقوبات دونوں ہی پائی جاتی ہیں جیسے کفارہ قتل، کفارہ ظہار اور کفارہ یمین وغیرہ۔

۵- ایسی عبادت جس میں صرف نفس اور وجود کے لحاظ سے مشقت ہو قربت کے لحاظ سے نہ ہو جیسے صدقہ فطر، کیونکہ اس میں اہلیت شرط نہیں بلکہ چھوٹے بچوں، کافر غلاموں اور لونڈیوں کی طرف سے بھی صدقہ واجب ہے۔

۶- ایسی مشقت جس میں قربتِ الٰہی کی جہت بھی ہو جیسے عشر وغیرہ۔

۷- ایسی مشقت جس میں عقوبت کا مفہوم بھی ہو جیسے خراج؛ اس میں عقوبت کے مفہوم کی وجہ سے ابتدائی طور پر مسلمان پر لازم نہیں ہے۔ البتہ خراج والی زمین خرید لینے کے بعد مسلمان پر بھی لازم ہوگا۔

۸- ایسا حق جو بنفسہ قائم ہو بندوں کے قائم کرنے سے قائم نہ ہو بلکہ اللہ کی طرف سے قائم ہو۔ اس کے انتظام کا ذمہ حاکم وقت پر ہوتا ہے جو اللہ کا خلیفہ ہوتا ہے۔ اس کی دو بڑی قسمیں ہیں: ۱- مال غنیمت، ۲- معدنیات اور دیگر ذخائر جو زمین سے حاصل ہوتے ہیں۔ ان سب کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ کا ہے جسے حاکم وقت نائب کے طور پر عوام الناس کے مفادات پر خرچ کرتا ہے جبکہ باقی چار حصے اس مال کے حاصل کرنے والے افراد کے لیے ہوتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

شهادة العالية السنة الأولیٰ للطلاب الموافق سنة ۱۴۳۸ھ/2017ء

چوتھا پرچہ: فقہ

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

سوال نمبر 1 لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: ومن زنی بامرأة حرمت علیه امها وبنتها

(۱) زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اس بارے میں احناف و شوافع کا مذہب مع الدلائل قلمبند کریں؟ (۱۸)

(۲) زنا سے حاملہ ہو جانے والی عورت کے حالت حمل میں نکاح کا کیا حکم ہے؟ طرفین اور امام ابو یوسف علیہم الرحمہ کا مذہب مع الدلائل لکھیں؟ (۱۶)

سوال نمبر 2: ویصح النکاح وان لم یسم فیه مهرا لان النکاح عقد انضمام وازدواج لغة فیتم بالزوجین ثم المهر واجب شرعا ابانة لشرف المحل فلا یحتاج الی ذکره لصحة النکاح وکذا اذا تزوجها بشرط ان لا مهر لها لما بینا وفیه خلاف مالك

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور مذکورہ اختلاف کی تشریح و توضیح قلمبند کریں؟ (۸+۱۰=۱۸)

(۲) مہر کی کم از کم مقدار کے بارے میں احناف و شوافع کا مذہب مع دلائل تحریر کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 3: ویقع طلاق کل زوج اذا کان عاقلا بالغا ولا یقع طلاق الصبی والمجنون والنائم

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں مذکورہ مسئلہ پر دلائل قلمبند کریں؟ نیز مکرہ کی طلاق کے واقع ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں اختلاف آئمہ مع دلائل لکھیں؟ (۵+۵+۸=۱۸)

(۲) "ومن قال لامرأته انا منك طالق" مذکورہ صورت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ اختلاف آئمہ مع الدلائل قلمبند کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 4: فان رجع المقر عن اقراره قبل اقامة الحد اوفی وسطه قبل رجوعه وخلی سبیله

(۱) حد کا لغوی و اصطلاحی معنی تحریر کریں، نیز مسئلہ مذکورہ میں اختلاف آئمہ مع الدلائل قلمبند کریں؟ (۳+۳+۱۲=۱۸)

H_M_Hasnain_Asadi

(۲) کیا آقا اپنے غلام پر امام کی اجازت کے بغیر حد جاری کر سکتا ہے یا نہیں؟ احناف وشوافع کا مؤقف مع الدلائل تحریر کریں؟ (۱۵)

☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2017

﴿چوتھا پرچہ: فقہ﴾

سوال نمبر 1: ومن زنى بامرأة حرمت عليه امها وبنتها

(۱) زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اس بارے میں احناف وشوافع کا مذہب مع الدلائل قلمبند کریں؟

(۲) زنا سے حاملہ ہو جانے والی عورت کے حالت حمل میں نکاح کا کیا حکم ہے؟ طرفین اور امام ابو یوسف علیہم الرحمہ کا مذہب مع الدلائل لکھیں۔

جواب: (۱) حرمت مصاہرت: زنا سے حرمت مصاہرت کے ثبوت اور عدم ثبوت میں شوافع اور احناف کا اختلاف ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زنا سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی۔

دلیل: کیونکہ یہ ایک نعمت ہے تو یہ کسی ممنوعہ شئی کے ذریعے حاصل نہیں ہوگی۔ احناف کے نزدیک زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے۔ احناف کی دلیل یہ ہے کہ وطی کرنا جزء ہونے کا سبب ہے اور لذت کے واسطہ سے حتیٰ کہ ان میں سے ہر ایک کی طرف مکمل طور پر اس کی نسبت کی جائے گی، تو پھر عورت کے اصول وفروع اس مرد کے اصول وفروع کی طرح ہو جائیں گے۔ مرد کے اصول وفروع اس عورت کے اصول وفروع کی طرح ہو جائیں گے۔ جزء سے نفع حاصل کرنا حرام ہے مگر ضرورت کے وقت۔ وہ عورت موطوءہ ہے اور وطی حرمت کو اس اعتبار سے ثابت کرتی ہے کہ وہ اولاد کا سبب ہے نہ اس حیثیت سے کہ وہ زنا ہے۔

(ب) حاملہ بالزنا سے نکاح کا حکم: اگر کسی نے ایسی عورت سے نکاح کیا جو زنا سے حاملہ ہوئی تو طرفین کے نزدیک یہ نکاح جائز ہے۔ البتہ اس عورت سے وضع حمل تک وطی نہ کی جائے گی۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک نکاح فاسد ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ حمل اگر ثابت النسب ہے تو نکاح کا جائز نہ ہونا احترام حمل کی وجہ سے ہے اور حمل جو زنا سے ہوا، بھی محترم ہے۔ اس لیے حمل کی طرف سے کوئی جنایت نہیں بلکہ زانیہ اور زانی کی طرف سے ہے۔ تو جو علت عدم جواز کی اصل میں ہے وہ فرع میں بھی موجود ہے۔ پھر فرع (مقیس) کا بھی وہی حکم ہوگا جو مقیس علیہ کا ہے۔ لہٰذا نکاح فاسد ہے۔ طرفین کی دلیل یہ ہے کہ زنا سے حاملہ ہونے والی عورت محللات بالنص میں سے ہے یعنی نص سے ثابت ہے کہ زانیہ محللات

H_M_Hasnain_Asadi

نسب سے ہے۔ وطی کا حرام ہونا تو اس لیے ہے کہ اس کا پانی غیر کی کھیتی کو سیراب نہ کرے اور ثابت النسب میں نکاح کا منع ہونا وہ صاحب ماء کے حق کی وجہ سے ہے اور زانی کوئی احترام کی شئی تو نہیں۔ لہٰذا زانیہ حاملہ سے نکاح جائز ہے کہ یہ محللات سے ہے۔ جب محللات سے نکاح جائز ہے تو اس سے بھی جائز ہونا چاہیے۔

سوال نمبر 2: و یصح النکاح وان لم یسم فیه مهرا لان النکاح عقد انضمام وازدواج لغة فیتم بالزوجین ثم المهر واجب شرعا ابانة لشرف المحل فلا یحتاج الی ذکره لصحة النکاح وکذا اذا تزوجها بشرط ان لا مهر لها لما بینا وفیه خلاف مالك

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور مذکورہ اختلاف کی تشریح وتوضیح قلمبند کریں؟

(۲) مہر کی کم از کم مقدار کے بارے میں احناف وشوافع کا مذہب مع دلائل تحریر کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ عبارت: اور نکاح صحیح ہے اگرچہ اس میں مہر مقرر نہ کیا گیا ہو کیونکہ لغت میں نکاح عقدِ انضمام اور عقد ازدواج ہے، پس تام ہو جاتا ہے یہ زوجین کے ساتھ۔ پھر مہر شرعی طور پر واجب ہے شرف محل کو ظاہر کرنے کے لیے لہٰذا صحت نکاح کے لیے اس کے ذکر کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اسی طرح جب نکاح کیا عورت سے اس شرط کے ساتھ کہ اس کے لیے کوئی مہر نہیں اسی وجہ سے جو ہم نے بیان کیا اور اس میں امام مالک کا اختلاف ہے۔

اختلاف کی وضاحت: مذکورہ مسئلہ میں امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ اختلاف کرتے ہیں، ان کے نزدیک اگر مہر کی نفی کر دی تو نکاح درست نہ ہوگا۔ کیونکہ نکاح عقدِ معاوضہ ہے، جس میں مہر بمنزلِ ثمن ہے۔ جس طرح بیع بغیر ثمن درست نہیں ہے اسی طرح نکاح بغیر مہر درست نہیں لیکن عند الاحناف جائز ہے، کیونکہ یہ اجماعی مسئلہ ہے۔ اگر مہر کا ذکر نہ کیا تو نکاح درست ہے اسی طرح اگر مہر کی نفی بھی کر دی جائے تب بھی جائز ہے۔

(ب) مقدارِ مہر میں اختلاف: مہر کی کم از کم مقدار عند الاحناف دس درہم ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دس درہم سے کم مہر نہیں ہے۔ اس لیے بھی کہ مہر شریعت کا حق ہے شرف محل کو ظاہر کرنے کے لیے۔ لہٰذا جس کی کوئی شرافت ہو اسی کے ساتھ اندازہ لگایا جائے گا اور وہ نصاب سرقہ پر قیاس کرتے ہوئے دس 10 درہم ہی ہے۔

شوافع کے نزدیک جس چیز کو عقد بیع میں ثمن بنایا جا سکتا ہے اس کو عقد نکاح میں مہر بنایا جا سکتا ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ مہر حق عورت ہے، لہٰذا اسے اختیار حاصل ہے کہ وصول کرے یا معاف وساقط کر دے۔ تو جب مہر عورت کا حق ہے تو اس کی مقدار مقرر کرنے کا حق بھی اسی کو ہوگا۔

سوال نمبر 3: ویقع طلاق کل زوج اذا کان عاقلا بالغا ولا یقع طلاق الصبی

والمجنون والنائم

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں مذکورہ مسئلہ پر دلائل قلمبند کریں؟ نیز مکرہ کی طلاق کے واقع ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں اختلاف آئمہ مع دلائل لکھیں؟

(۲)"ومن قال لامرأته انا منك طالق" مذکورہ صورت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ اختلاف آئمہ مع الدلائل قلمبند کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: اور واقع ہو جائے گی ہر شوہر کی طلاق جب وہ عاقل و بالغ ہو اور بچے، مجنوں اور نائم کی طلاق واقع نہ ہوگی۔

دلائل علیٰ مسئلہ مذکورہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر طلاق جائز ہے سوائے بچے اور مجنوں کے (کہ ان کی طلاق جائز یعنی نافذ نہ ہوگی)

اس لیے بھی کہ شوہر طلاق دینے کا اہل تب ہوگا جب اس کے پاس عقلِ ممیز ہو اور بچہ اور مجنوں دونوں ہی عدیم العقل ہیں اور نائم عدیم الاختیار ہے، حالانکہ تصرف میں اختیار کا ہونا شرط ہے، تو جب ان میں اہلیت ہی نہیں تو پھر ان کی طلاق واقع نہ ہوگی۔

مکرہ کی طلاق: عندالاحناف مکرہ کی طلاق واقع ہو جاتی ہے، کیونکہ اس نے اپنی منکوحہ میں طلاق واقع کرنے کا قصد کیا اہلیت کی حالت میں۔ لہٰذا یہ قصدِ طلاق اپنے مقتضیٰ سے خالی نہ ہوگا اور اس کا یہ قصد اس سے معلوم ہوا کہ اس نے دو برائیوں کو پہچانا اور ان دونوں میں آسان کو اس نے اختیار کر لیا جو دلیل ہے قصد اور اختیار کی۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکرہ کی طلاق واقع نہیں ہوگی، کیونکہ اکراہ اختیار کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا اور اختیار ہی کے ساتھ تصرف شرعی معتبر ہے۔ لہٰذا اس جگہ اختیار نہیں، سو طلاق بھی نہیں واقع ہوگی۔

(ب) اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں تیری طرف سے طالق ہوں تو عندالاحناف طلاق واقع نہ ہوگی اگرچہ اس کی نیت طلاق کی ہو۔ جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اگر نیت ہو تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ ملک مشترک ہے میاں بیوی کے درمیان کہ وہ عورت وطی کے مطالبہ کی مالک ہے جس طرح شوہر مطالبہ کا مالک ہے۔ اسی طرح حلت و حرمت بھی دونوں کے درمیان مشترک ہے۔ طلاق ملک نکاح اور حلت دونوں کو زائل کرنے کے لیے موضوع ہے۔ لہٰذا طلاق کو جس طرح عورت کی طرف منسوب کرنا درست ہے اسی طرح شوہر کی طرف منسوب کرنا بھی درست ہے۔

احناف کی دلیل یہ ہے کہ طلاق نکاح کی قید کو زائل کرنے کے لیے ہے اور نکاح کی قید عورت پر مرد کے لیے ہے نہ کہ عورت کے لیے مرد پر۔ لہٰذا طلاق نہ ہوگی۔ دوسرے نکاح کی پابندی عورت پر ہی ہے شوہر پر

H_M_Hasnain_Asadi

نہیں۔ لہٰذا قید نکاح فقط عورت پر ہے۔ لہٰذا اس قید کو زائل کرنے کے لیے طلاق عورت کی جانب منسوب کی جاسکتی ہے مرد کی جانب نہیں۔

سوال نمبر 4: فان رجع المقر عن اقراره قبل اقامة الحد اوفی وسطه قبل رجوعه وخلی سبیله

(۱) حد کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ تحریر کریں، نیز مسئلہ مذکورہ میں اختلاف آئمہ مع الدلائل قلمبند کریں؟

(۲) کیا آقا اپنے غلام پر امام کی اجازت کے بغیر حد جاری کرسکتا ہے یا نہیں؟ احناف و شوافع کا مؤقف مع الدلائل تحریر کریں؟

جواب: (الف) حد کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ: حد کا لغوی معنیٰ ہے: "رکاوٹ" اور شرعی معنیٰ ہے: وہ سزا جو مقرر کی گئی ہو اللہ تعالیٰ کے حق کے لیے۔

مذکورہ مسئلہ میں اختلاف: اگر مقر اپنے اقرار سے رجوع کر لیتا ہے حد قائم ہونے سے پہلے یا وسط میں تو عندالاحناف اس کا رجوع کرنا قبول کیا جائے گا، کیونکہ رجوع ایسی خبر ہے جو صدق کا احتمال رکھتی ہے جیسے اقرار صدق کا احتمال رکھتا ہے۔ رجوع میں کوئی اسے جھٹلاتا نہیں۔ لہٰذا اقرار میں شبہ متحقق ہو جائے گا۔ اب دونوں خبروں جو صدق و کذب کا احتمال رکھتی ہیں، میں تعارض آ گیا۔ کسی ایک کو ترجیح بھی حاصل نہیں۔ لہٰذا اس کا رجوع قبول کیا جائے گا۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کا رجوع مقبول نہیں ہوگا بلکہ اس پر حد قائم کی جائے گی، کیونکہ حد اقرار کے ساتھ واجب ہوئی تھی۔ لہٰذا یہ اس کے رجوع سے باطل نہیں ہوگا تو یہ معاملہ قصاص اور حد قذف کی طرح ہو جائے گا۔

(ب) آقا کا غلام پر حد جاری کرنا: عندالاحناف مولیٰ اپنے غلام پر بغیر اذن امام حد قائم نہیں کر سکتا، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اربع الی الولایة فذکر منها الحدود" اور اس لیے کہ حد اللہ تعالیٰ کا حق ہے، کیونکہ اس کا مقصد عالم کو فساد سے بچانا ہے۔ پھر اس کو وہی قائم کرے جو نائب عن الشرع ہو اور وہ امام یا امام کا نائب ہی ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مولیٰ اپنے غلام پر بلا اذن امام حد قائم کر سکتا ہے، کیونکہ مولیٰ کو غلام پر ولایت مطلقہ حاصل ہے جیسے امام کو حاصل ہے بلکہ امام سے اولیٰ یہی آقا بنی ہے، کیونکہ یہ اس میں ہر طرح کے تصرف کا مالک ہے جبکہ امام ہر طرح کے تصرف کا مالک نہیں ہے۔ لہٰذا مولیٰ حد جاری کر سکتا ہے۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

شهادة العالیة السنة الأولی للطلاب الموافق سنة ۱۴۳۸ھ/2017ء

پانچواں پرچہ: عربی ادب وبلاغت

الوقت المحدد: ثلث ساعات — مجموع الأرقام: ۱۰۰

القسم الاوّل کے دونوں جبکہ القسم الثانی کے کوئی دوسوال حل کریں۔

﴿القسم الاوّل...... ادب عربی﴾

سوال نمبر 1: درج ذیل میں سے کسی پانچ اجزاء کا ترجمہ کریں؟ (۵×۸=۴۰)

(۱) فرأیت فی بهرة الحلقة شخصت الخلقة علیه اهبة السیاحة وله رنة النیاحة وهو یطبع الاسجاع بجواهر السماع بزواجر وعظه

(۲) فاتبعته مواریا عنه عیانی وقفوت اثره من حیث لایرانی حتی انتهی الی مغارة فانساب فیها علی غرارة فامهلته ریثما خلع نعلیه وغسل رجلیه

(۳) فلما حللت حلوان وقد بلوت الاخوان وسبرت الاوزان وخبرت ماشان وزان الفیت بها ابا زید السروجی یتلقب فی قوالب الانتساب ویخبط فی اسالیب الاکتساب

(۴) وقع الشوائب شیب والدهر بالناس قلب ان دان یوما لشخص ففی غد یتغلب فلاتثق بومیض من برقه فهو خلب

(۵) فقال یا اخائر الذخائر وبشائر العشائر عموا صباحا وانعموا اصطباحا وانظروا الی من ندی وندی وحدة وجدی وعقار وقری ومقار وقری

(۶) فقال القلب فی الحالین بؤس ورخاء وانقلب مع الریحین زعزع ورخاء فقلت کیف ادعیت القزل وما مثلك من هزل

(۷) سمعت صیتا من الرجال یقول لسمیره فی الرحال کیف حکم سیرتك مع جیلك وجیرتك فقال ارعی الجار ولو جار

سوال نمبر 2: صاحب مقامات کے حالات زندگی سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

﴿القسم الثانی...... بلاغت﴾

سوال نمبر 3: الحمد لله علی ما انعم

H_M_Hasnain_Asadi

(۱) حمد و شکر میں سے ہر ایک کی تعریف، متعلق اور مورد ذکر کرنے کے بعد بتائیں کہ متعلق و مورد کے اعتبار سے حمد اخص ہے یا اعم؟ (۱۲+۳=۱۵)

(۲) حمد کو مقدم کرنے اور جملہ اسمیہ کی طرف عدول کی وجوہ مختصر المعانی کی روشنی میں سپرد قلم کریں؟ (۵+۵=۱۰)

سوال نمبر 4: والفصاحة في المتكلم ملكة وهي كيفية راسخة في النفس

(۱) فصاحت في المتكلم کی تعریف اور مثال ذکر کریں؟ نیز ملکہ کی تعریف میں خط کشیدہ لفظ ذکر کرنے کی وجہ قلمبند کریں؟ (۱۰+۵=۱۵)

(۲) کیفیت کی تعریف میں موجود قیود کے جو فوائد صاحب کتاب نے لکھے ہیں، وہ تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 5: ثُمَّ الْإِسْنَادُ مُطْلَقًا سَوَاءٌ كَانَ إِنْشَائِيًّا اَوْ إِخْبَارِيًّا مِنْهُ حَقِيْقَةٌ عَقْلِيَّةٌ لَمْ يَقُلْ إِمَّا حَقِيْقَةٌ وَإِمَّا مَجَازٌ لِأَنَّ بَعْضَ الْإِسْنَادِ عِنْدَهُ لَيْسَ بِحَقِيْقَةٍ وَلَا مَجَازٍ كَقَوْلِنَا الْحَيَوَانُ جِسْمٌ وَالْإِنْسَانُ حَيَوَانٌ

(۱) عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں، حقیقت عقلیہ کی تعریف کریں؟ (......)

(۲) حقیقت عقلیہ کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں مثالیں دے کر وضاحت کریں؟ (۱۰)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2017

پانچواں پرچہ: عربی ادب وبلاغت

﴿القسم الاوّل...... ادب عربی﴾

سوال نمبر 1: درج ذیل کا ترجمہ کریں؟

(۱) فرایت فی بهرة الحلقة شخصت الخلقة عليه اهبة السياحة وله رنة النياحة وهو يطبع الاسجاع بجواهر السماع بزواجر وعظه

(۲) فاتبعته مواريا عنه عياني وقفوت اثره من حيث لايراني حتى انتهى الى مغارة فانساب فيها على غرارة فامهلته ريثما خلع نعليه وغسل رجليه

(۳) فلما حللت حلوان وقد بلوت الاخوان وسبرت الاوزان وخبرت ماشان وزان الفيت بها ابا زيد السروجي يتقلب في قوالب الانتساب ويخبط في اساليب

H_M_Hasnain_Asadi

الاکتساب

(۴)وقع الشوائب شيب والدهر بالناس قلب ان دان يوما لشخص ففى غد يتغلب

فلاتثق بوميض من برقه فهو خلب

(۵)فقال يا اخائر الذخائر وبشائر العشائر عموا صباحا والعموا اصطباحا وانظروا

الى من ندى ونادى وحدة وجدى وعقار وقرى ومقار وقرى

(۶)فقال اتقلب فى الحالين بؤس ورخاء وانقلب مع الريحين زعزع ورخاء فقلت

كيف ادعيت القزل وما مثلك من هزل

(۷)سمعت صيتا من الرجال يقول لسميرة فى الرحال كيف حكم منيرتك مع

جيلك وجيرتك فقال ارعى الجار ولو جار

جواب: ترجمة الاجزاء: ۱-پس دیکھا میں نے آدمیوں کے درمیان ایک ایسے شخص کو جو کمزور الخلقت تھا۔ اس پر سفر کے آثار تھے، اس کے لیے رونے کی آواز تھی، اپنے الفاظ کے جواہر کے ساتھ مقفی کلام کو مزین کر رہا تھا اور اپنے مدلل وعظ سے کانوں کو کھٹکھٹا رہا تھا۔

۲-میں اس کے پیچھے جسم کو چھپاتے ہوئے اس طرح چلا کہ وہ مجھے نہ دیکھ سکے یہاں تک کہ وہ ایک غار پر پہنچا اور اس میں بے خوف داخل ہو گیا، میں بھی اتنی دیر رکا کہ اس نے جوتے اتارے اور اپنے پاؤں دھوئے۔

۳-پس جب میں اترا حلوان شہر میں اور دوستوں کو آزمانے اور ان کے مرتبے پہچاننے سے فارغ ہوا۔ اچھی اور بری باتوں میں امتیاز کرنے لگا تو میں نے وہاں ابوزید سروجی کو پایا جو اپنے نسب میں مختلف البیانی سے کام لے رہا تھا اور کمائی کے راستے میں لڑکھڑاتا پھرتا تھا۔

۴-انسان کو حوادثات بوڑھا کر دیتے ہیں اور زمانہ لوگوں کے ساتھ حیلہ گری کرتا ہے۔ زمانہ اگر آج کسی شخص کا تابعدار ہو تو اس پر غالب آجائے گا۔ لہٰذا تو اس کی بجلی کی چمک پر بھروسہ نہ کر، کیونکہ بے باران ایک دھوکہ ہے۔

۵-پس اس نے کہا: اے بہترین خزانوں اور اپنے خاندان کو خوشخبری دینے والو! خدا تمہاری صبح اچھی کرے اور تم صبح کی شراب سے خوشحال رہو، تم اس شخص کی طرف نظر عنایت کرو جو کبھی مجلس و بخشش اور تونگری وعطا، زمین ومواضعات اور دستر خوانوں وطعام والا میزبان تھا۔

۶-پس اس نے کہا: میں دو حالتوں میں رہتا ہوں کبھی سختی میں اور کبھی فراخی میں۔ میں دو قسم کی ہواؤں

میں پھرتا ہوں: سخت تیز اور نرم وسرد میں۔ میں نے کہا: تم یہ بتاؤ کہ تم لنگڑے کیوں بنے ہو؟ حالانکہ تیری مثل نہیں جو مذاق کرے۔

۷-تو میں نے ایک آدمی کی آواز سنی جو اپنے افسانہ گو (ساتھی) سے کہہ رہا تھا: تیرا اپنے رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے ساتھ کیسا برتاؤ ہے۔ اس نے کہا: میں اپنے پڑوسی کی ہمیشہ رعایت کرتا ہوں خواہ وہ مجھ پر ظلم ہی کیوں نہ کرے۔

سوال نمبر2: صاحب مقامات کے حالات زندگی سپرد قلم کریں؟

جواب: نام: محمد قاسم بن علی اور لقب حریری تھا۔

ولادت: مشان بستی میں ۴۴۷ھ میں پیدا ہوئے۔ بصرہ میں پرورش پائی اور ان کا کاروبار ریشم کا تھا اس لیے لقب حریری پڑ گیا۔

حلیہ واخلاق: حریری بدشکل، پست قد، کنجوس اور میلے کپڑوں میں رہنے والا آدمی تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے ادبی زینت، خوش مزاجی اور عدل وانصاف کی خوبیوں سے نوازا تھا۔

مقامات: اس میں پچاس مقامے ہیں، جن کو اس نے ابوزید سروجی کی طرف منسوب کیا اور حارث بن ہمام کی زبانی بیان کیا ہے۔

وفات: بالآخر ۵۱۵ھ ہجری کو اس دار فانی سے کوچ کر گیا۔

﴿القسم الثانی ...... بلاغت﴾

سوال نمبر3: الحمد للہ علی ما انعم

(۱) حمد وشکر میں سے ہر ایک کی تعریف، متعلق اور مورد ذکر کرنے کے بعد بتائیں کہ متعلق ومورد کے اعتبار سے حمد اخص ہے یا اعم؟

(۲) حمد کو مقدم کرنے اور جملہ اسمیہ کی طرف عدول کی وجہ مختصر المعانی کی روشنی میں سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) حمد: تعظیم کے ارادے سے زبان سے کسی کی تعریف کرنا خواہ نعمت کے بدلے یا بغیر نعمت کے، حمد کہلاتا ہے۔

شکر: وہ فعل جو منعم کی تعظیم کے بارے میں خبر دے خواہ وہ فعل زبان کے ساتھ ہو یا دل کے ساتھ یا اعضاء کے ساتھ۔

حمد کا متعلق ومورد: نعمت اور غیر نعمت اس کا متعلق ہے جبکہ حمد کا مورد صرف زباں ہے۔

شکر کا متعلق ومورد: شکر کا متعلق صرف نعمت ہے جبکہ اس کا مورد زبان، دل اور اعضاء ہیں۔

تو پتہ چلا کہ حمد متعلق کے اعتبار سے عام اور مورد کے اعتبار سے خاص ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

(ب) حمد کو مقدم کرنے کی وجہ: حمد کو مقدم اس لیے کیا گیا ہے کہ وہ اہم ہے، کیونکہ یہ مقام حمد ہے۔

جملہ اسمیہ کی طرف عدول کی وجہ: جملہ فعلیہ سے جملہ اسمیہ کی طرف عدول دوام ثبوت پر دلالت کرنے کے لیے کیا گیا ہے۔

سوال نمبر 4: والفصاحة في المتكلم ملكة وهي كيفية راسخة في النفس

(ا) فصاحت في المتكلم کی تعریف اور مثال ذکر کریں نیز ملکہ کی تعریف میں خط کشیدہ لفظ ذکر کرنے کی وجہ قلمبند کریں؟

(۲) کیفیت کی تعریف میں موجود قیود کے جو فوائد صاحب کتاب نے لکھے ہیں، وہ تحریر کریں؟

جواب: (ا) فصاحة في المتكلم کی تعریف: فصاحت في المتكلم وہ ملکہ ہے جس کے باعث انسان اپنے مقصود کو لفظ فصیح سے تعبیر کرنے پر قادر ہو جیسے گنتی کے وقت یہ کہنا: دار، غلام، جاریہ، ثوب۔

خط کشیدہ ذکر کرنے کی وجہ: ملکہ کی تعریف میں راسخة في النفس کی قید سے اس کیفیت سے احتراز کرنا مقصود تھا جو اسخ في الجسم ہو جیسے بیاض۔

(ب) کیفیت کی تعریف میں موجود قیدوں کے فوائد: کیفیت کی تعریف میں قید اول سے اعراض نسبیہ جیسے اضافت، فعل اور انفعال وغیرہ سے احتراز ہو گیا۔ لا يقتضى القسمة سے کمیات سے احتراز ہو گیا۔ اللاقسمة والی قید سے نقطہ اور وحدة سے احتراز ہو گیا۔ اولیاً کی قید سے معلومات جو تقسیم اور عدم تقسیم کو قبول کرتی ہیں کا علم داخل ہو گیا۔

سوال نمبر 5: ثُمَّ الْإِسْنَادُ مُطْلَقًا سَوَاءٌ كَانَ اِنْشَائِيًّا اَوْ اِخْبَارِيًّا مِنْهُ حَقِيْقَةٌ عَقْلِيَّةٌ لَمْ يَقُلْ اِمَّا حَقِيْقَةٌ وَاِمَّا مَجَازٌ لِاَنَّ بَعْضَ الْاِسْنَادِ عِنْدَهُ لَيْسَ بِحَقِيْقَةٍ وَلَا مَجَازٍ كَقَوْلِنَا الْحَيَوَانُ جِسْمٌ وَالْاِنْسَانُ حَيَوَانٌ

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں، حقیقت عقلیہ کی تعریف کریں؟

(ب) حقیقت عقلیہ کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں مثالیں دے کر وضاحت کریں؟

جواب: (الف): اعراب اوپر لگا دیے ہیں اور درج ذیل ہے: پھر اسناد مطلقاً خواہ انشائی ہو یا خبری حقيقة عقليه ہوگا اور ماتن نے نہیں کہا اما حقيقة و اما مجاز، کیونکہ بعض اسناد ماتن کے ہاں نہ حقیقت ہوتے ہیں اور نہ مجاز جیسے ہمارا قول: الحيوان جسم اور الانسان حيوان۔

حقیقت عقلیہ کی تعریف: فعل یا معنی فعل کا اسناد اس کی طرف کرنا جس کے لیے وہ ہیں متکلم کے نزدیک ظاہر حال میں، حقیقت عقلیہ کہلاتا ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

(ب) حقیقۃ عقلیہ کی اقسام: حقیقت عقلیہ کی چار اقسام ہیں:

نمبر۱: اسناد واقع اور اعتقاد دونوں کے مطابق ہو جیسے انبت اللہ البقل۔

نمبر۲: صرف اعتقاد کے مطابق ہو جیسے جاہل کا قول انبت الربیع البقل۔

نمبر۳: صرف واقع کے مطابق ہو جیسے معتزلی کا قول اس شخص کے لیے جو اس کے حال کو نہ جانتا ہو "خلق اللہ تعالٰی الافعال کلھا"۔

نمبر۴: واقع اور اعتقاد دونوں کے مطابق نہ ہو جیسے تیرا قول: جَاءَ زَیْدٌ حالانکہ تو جانتا ہے کہ وہ نہیں آیا، مخاطب نہیں جانتا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) پاکستان

شهادة العالیة السنة الأولیٰ للطلاب الموافق سنة ۱۴۳۸ھ/2017ء

چھٹا پرچہ: عقائد و منطق

الوقت المحدد: ثلث ساعات　　　　مجموع الأرقام: ۱۰۰

دونوں قسموں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

﴿القسم الاوّل...... العقائد﴾

سوال نمبر 1: (۱) توسل کا معنی ذکر کریں، نیز توسل کے جائز ہونے پر دلائل سپرد قلم کریں؟ (۴+۶=۱۰)

(۲) فوت ہو جانے والوں کو وسیلہ بنانا کیسا ہے؟ دلائل سے مزین اپنا مؤقف تحریر کریں؟ (۵+۱۰=۱۵)

سوال نمبر 2: (۱) کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں؟ اپنے مؤقف پر قرآن وحدیث سے کوئی تین تین دلائل تحریر کریں؟ (۱۰)

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے پر صاحب کتاب رحمہ اللہ تعالیٰ نے قرآن و حدیث سے کل کتنے دلائل دیے ہیں؟ آپ تین تین دلائل لکھیں؟ (۱۵)

سوال نمبر 3: عن سعید بن المسیب قال حضر ابن عمر فی جنازة فلما وضعها فی اللحد قال بسم الله وفی سبیل الله فلما اخذ فی تسویة اللحد قال اللهم اجرها من الشیطان ومن عذاب القبر ثم قال سمعته من رسول الله صلی الله علیه وسلم.

(۱) ترجمہ کرنے کے بعد بتائیں یہ دلیل کس مسئلے کی ہے؟ کوئی اور دلیل دے کر اس مسئلہ کی وضاحت کریں؟ (۵+۵+۵=۱۵)

(۲) دعاء بعد الجنازه کا حکم بیان کریں نیز اس مسئلہ کی وضاحت دلائل کی روشنی میں کریں؟ (۱۰)

﴿القسم الثانی...... منطق﴾

سوال نمبر 4: وهو. اما ان یکون قسم الشیء قسیما له او یکون قسیم الشیء قسما منه وهما باطلان

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور اس میں بیان کیا گیا اعتراض مع جواب سپرد قلم کریں؟ (۵+۱۰=۱۵)

(۲) مراتب ثلاثہ یعنی لابشرط الشیء، بشرط شیء اور بشرط لاشیء کی تشریح و توضیح سپرد

قلم کریں؟(۱۰)

سوال نمبر5: ولیس الکل من کل منهما بدیهیا الالما جهلنا شیئا ولانظریا و الالدار او تسلسل

(۱) مذکورہ عبارت کے اندر پہلی صورت میں جہل کیسے لازم آئے گا اور دوسری صورت میں دور اور تسلسل کس طرح لازم آئے گا؟(۱۵)

(۲) دور اور تسلسل میں سے ہر ایک کی تشریح و توضیح قلمبند کریں؟(۱۰)

سوال نمبر6: وقد جرت العادة بان یسمی الموصل الی التصور قولا شارحا و الموصل الی التصدیق حجة

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور قول شارح اور حجت میں سے ہر ایک کی وجہ تسمیہ و وجہ تقدیم و تاخیر تحریر کریں؟(۵+۱۰=۱۵)

(۲) معرف کو مکسور العین اور مفتوح العین پڑھا جاتا ہے ان دونوں کے مابین فرق کی وضاحت کریں؟(۱۰)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2017

چھٹا پرچہ: عقائد و منطق

﴿القسم الاوّل...... العقائد﴾

سوال نمبر1: (الف) توسل کا معنی ذکر کریں نیز توسل کے جائز ہونے پر دلائل سپرد قلم کریں؟

(ب) فوت ہو جانے والوں کو وسیلہ بنانا کیسا ہے؟ دلائل سے مزین اپنا موقف تحریر کریں؟

جواب: (الف) معنی توسل و دلائل: حل شدہ پرچہ 2016ء میں ملاحظہ کریں۔

(ب) وسیلہ پکڑنا: جی ہاں! فوت ہو جانے والوں کو وسیلہ بنانا جائز ہے، اللہ کے محبوب بندوں کو وسیلہ بنانا ان کی دنیاوی زندگی میں اور انتقال کے بعد دونوں طرح جائز ہے۔ اس پر دلیل وہ روایت جو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ما خرج رجل من بیته الی الصلوٰة فقال: اللهم انی اسئلك بحق السائلین وبحق ممشای هذا الیك فانی لم اخرج بطرًا ولا شرًا ولا ریاءً ولا سمعة وانما خرجت اتقاء سخطك وابتغاء مرضاتك اسألك ان تنقذنی من النار وان تغفرلی ذنوبی فانه لا یغفر الذنوب الا انت"...... الا وکل الله به سبعین الف ملك یستغفرون له واقبل الله علیه بوجهه حتی

H_M_Hasnain_Asadi

يقضى صلاته......

یہ بھی ثابت ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ فوت ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللهم اغفر لامی فاطمة بنت اسد و وسع عليها مدخلها بحق نبيك و الانبياء الذين من قبلی ۔" اب دیکھیں نبی علیہ السلام کا فرمان: و لانبياء من قبلی صراحۃً جوازِ توسل پر دال ہے۔

سوال نمبر 2: (الف) کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں؟ اپنے موقف پر قرآن و حدیث سے کوئی تین تین دلائل تحریر کریں؟

(ب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے پر صاحب کتاب رحمہ اللہ تعالی نے قرآن و حدیث سے کل کتنے دلائل دیے ہیں؟ آپ تین تین دلائل لکھیں۔

جواب: (الف) مسئلہ نورانیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم: جی ہاں نبی علیہ السلام نور اور بشر ہیں، نورانیت اور بشریت کے درمیان کوئی منافات نہیں ہیں جیسا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نوری ہیں لیکن وہ بشری صورت میں متمثل ہوتے ہیں۔

دلائل: (۱) قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ

(۲) "وَقَدْ خُلِقَ كُلُّ شَيْءٍ مِّنْ نُّوْرِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

(مصنف عبدالرزاق)

(۳) قال علیه السلام: "أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِيْ" (او کما قال علیه السلام)

(۴) قال علیه السلام: "خُلِقْتُ مِنْ نُّوْرِ اللّٰهِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مِنْ نُّوْرِيْ"

(ب) دلائل حاضر و ناظر: صاحب کتاب نے آٹھ دلائل قرآن پاک سے دیے جبکہ گیارہ احادیث مبارکہ سے۔

کتاب اللہ سے تین دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۔

۲۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ

۳۔ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا

احادیث مبارکہ: ۱۔ قال علیه السلام: "اِنِّيْ لَاَرَاكُمْ مِنْ وَّرَاءِ كَمَا اَرَاكُمْ

۲۔ قال علیه السلام: "هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِيْ هٰهُنَا؟ فَوَاللّٰهِ مَا يَخْفٰى عَلَيَّ خُشُوْعُكُمْ وَلَا رُكُوْعُكُمْ اِنِّيْ لَاَرَاكُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِيْ ۔"

۳۔ عن عائشة كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يرى فى الظلماء كما يرى فى الضوء ۔

سوال نمبر3: عن سعيد بن المسيب قال حضر ابن عمر في جنازة فلما وضعها في اللحد قال بسم الله وفي سبيل الله فلما اخذ في تسوية اللحد قال اللهم اجرها من الشيطان ومن عذاب القبر ثم قال سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم ۔

(الف) ترجمہ کرنے کے بعد بتائیں یہ دلیل کس مسئلے کی ہے؟ کوئی اور دلیل دے کر اس مسئلہ کی وضاحت کریں؟

(ب) دعاء بعد الجنازہ کا حکم بیان کریں نیز اس مسئلہ کی وضاحت دلائل کی روشنی میں کریں؟

جواب: (الف) ترجمة الحديث: حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ، فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک جنازہ میں حاضر ہوئے جب میت کو لحد میں رکھا گیا تو آپ نے کہا: بسم الله وفی سبيل الله۔ جب لحد کو برابر کرنا شروع کیا تو آپ نے کہا: "اے اللہ! اس کو شیطان اور عذاب قبر سے بچانا۔" پھر آپ نے کہا: میں نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔

☆ مذکورہ حدیث پاک جنازے کے بعد دعا کرنے کی دلیل ہے۔ اس مسئلہ پر دوسری دلیل وہ حدیث ہے جس کو امام مسلم نے روایت کیا ہے:

"قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من استطاع منكم ان ينفع اخاه فلينفعه"

معلوم ہوا جنازہ کے بعد دعا مسنون ہے اور اس پر کوئی ممانعت نہیں ہے۔ انسان تو ہر حال میں دعا کا محتاج ہوتا ہے خواہ زندہ ہو یا مردہ بلکہ میت تو زیادہ حقدار ہے کہ اس کے لیے دعا کی جائے۔

(ب) دعا بعد الجنازہ کا حکم: جواب حل شدہ پرچہ 2015ء میں ملاحظہ کریں۔

﴿القسم الثاني ...... منطق﴾

سوال نمبر4: وهو اما ان يكون قسم الشيء قسيما له او يكون قسيم الشيء قسما منه وهما باطلان

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور اس میں بیان کیا گیا اعتراض مع جواب سپرد قلم کریں؟

(ب) مراتب ثلاثہ یعنی لابشرط الشیء، بشرط شیء اور بشرط لاشیء کی تشریح و توضیح سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: اور (دو امروں میں ایک) ہر تا شئی کی قسم کا اس کا قسیم یا ہونا شے کے قسیم کا اس سے قسم۔ یہ دونوں باتیں باطل ہیں۔

اعتراض و جواب: تقریر اعتراض یہ ہے کہ مصنف نے علم کی مشہور تقسیم یعنی تصور اور تصدیق سے

H_M_Hasnain_Asadi

عدول کیوں کیا؟ اس طرح تقسیم کی کہ علم علم تصور ساذج اور تصدیق کی طرف تقسیم ہوتا ہے، اس عدول کا سبب کیا ہے؟

تو اس کا جواب دیا ہے کہ قوم کے درمیان جو بات مشہور ہے کہ علم یا تصور ہوگا یا تصدیق، اس سے عدول مصنف نے اس لیے کیا کہ مشہور تقسیم پر دو طرح سے اعتراض ہوتا تھا۔ اس اعتراض سے بچنے کے لیے ماتن نے مشہور تقسیم سے اعراض کیا۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ مشہور تقسیم فاسد ہے، کیونکہ دو خرابیوں میں سے ایک خرابی لازم آتی ہے یا تو شئی کی قسم کا قسیم ہونا لازم آتا ہے، حالانکہ شئی کی قسم اس کے تحت داخل ہوتی ہے اس کا قسیم نہیں ہوتی یا پھر شئی کے قسیم کا شئی کی قسم ہونا لازم آتا ہے۔ یہ بھی درست نہیں' کیونکہ شئی کا قسیم وہ ہوتا ہے جو شئی کا مقابل ہو اور دوسری شئی کے تحت داخل ہو۔

یہ خرابی بھی لازم آتی ہے کہ علم کی تقسیم مطلق تصور اور تصدیق کی طرف کی گئی ہے۔ اگر ایسا کیا جاتا جس طرح ماتن نے کیا ہے تو پھر خرابی لازم نہ آتی۔

(ب) مراتب ثلاثہ کی وضاحت: بشرط شیء سے مراد حکم ہے اس کو تصدیق کہا جاتا ہے۔

بشرط لاشیء سے مراد عدم حکم ہے، اس کو تصور ساذج کہتے ہیں۔

اور لا بشرط شیء سے مراد مطلق تصور ہے۔

ان تینوں مراتب میں تصدیق کا مقابل وہ تصور ہے جو بشرط لاشئی ہے۔

تصدیق تصور لا بشرط شیء کا اعتبار ہے۔

سوال نمبر 5: ولیس الکل من کل منهما بدیهیا الالما جهلنا شیئا ولانظریا و الالدار او تسلسل

(الف) مذکورہ عبارت کے اندر پہلی صورت میں جہل کیسے لازم آئے گا اور دوسری صورت میں دور اور تسلسل کس طرح لازم آئے گا۔

(ب) دور اور تسلسل میں سے ہر ایک کی تشریح و توضیح قلمبند کریں؟

جواب: (الف) تصور اور تصدیق میں سے ہر ایک تمام کے تمام نہ بدیہی ہیں اور نہ ہی نظری، بلکہ بعض تصورات بدیہیہ ہیں اور بعض نظریہ۔ اسی طرح بعض تصدیقات بدیہیہ ہیں اور بعض نظریہ۔ تصور اور تصدیق میں ہر ایک بدیہی نہیں، کیونکہ اگر تمام تصورات و تصدیقات بدیہی ہوں تو پھر کوئی بھی شئی ہمارے لیے مجہول نہ رہے گی اور یہ باطل ہے یعنی اگر تصورات اور تصدیقات میں ہر ایک سب کے سب بدیہی ہوں

تو پھر کسی بھی شئ کو حاصل کرنے کے لیے نظر وفکر کی ضرورت نہ رہے گی اور یہ فاسد ہے، کیونکہ یہ بات بدیہی ہے کہ ہم بعض تصورات اور تصدیقات کو حاصل کرنے میں نظر وفکر کے محتاج ہیں۔ نہ ہی تصورات اور تصدیقات میں ہر ایک سب کے سب نظری ہیں، کیونکہ اگر سب کے سب نظری ہوں تو پھر دور اور تسلسل لازم آئے گا۔ وہ اس طرح کہ جب ہم کسی شئ کو حاصل کرنے کا ارادہ کریں تو ضروری ہے کہ اس کا حصول دوسرے علم پر موقوف ہو، پھر دوسرا علم بھی نظری ہے، اس کا حصول بھی کسی دوسرے پر موقوف ہوگا، اسی طرح سلسلۂ اکتساب چلتا رہے گا غیر نہایہ تک یہی تسلسل ہے۔ یا پھر آخر میں جا کر واپس لوٹ آئے گا یعنی پہلی شئ کا سمجھنا موقوف ہوگا دوسری پر، دوسری کا تیسری پر اور تیسری پھر پہلی پر تو یہ دور ہے۔

(ب) دور اور تسلسل کی تعریف: جواب حل شدہ پرچہ 2015ء میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر 6: وقد جرت العادة بان يسمى الموصل الى التصور قولا شارحا و الموصل الى التصديق حجة

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور قول شارح اور حجت میں سے ہر ایک کی وجہ تسمیہ و وجہ تقدیم وتاخیر تحریر کریں؟

(ب) معرف کو مکسور العین اور مفتوح العین پڑھا جاتا ہے ان دونوں کے مابین فرق کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: اور عادت جاری ہے کہ منطقی موصل الی التصور (جو تصور تک پہنچائے) کا نام قول شارح اور موصل الی التصدیق (جو تصدیق تک پہنچائے) کا نام حجت رکھتے ہیں۔

وجہ تسمیہ: موصل الی التصور: کو قول تو اس لیے کہتے ہیں کہ یا کثر مرکب ہوتا ہے اور قول اور مرکب مترادف الفاظ ہیں۔ شارح اس لیے کہتے ہیں یہ اشیاء کی ماہیات کی شرح اور وضاحت کرتا ہے۔

موصل الی التصدیق: کو حجت اس لیے کہتے ہیں کہ حجت کا معنی ہے غلبہ جو اس کے ساتھ تمسک کرتا ہے وہ اپنے خصم ومد مقابل پر غالب آ جاتا ہے۔ اس لیے اس کو حجت کہتے ہیں۔

موصل الی التصور: کو موصل الی التصدیق کے مباحث پر مقدم کرنا اس لیے واجب ہے کہ تصور تصدیق پر طبعی طور پر مقدم ہے تو پھر وضعی طور پر بھی مقدم کر دیا تا کہ وضع طبع کے مطابق ہو جائے۔

(ب) معرِّف اور معرَّف میں فرق: معرِّف اور معرَّف ایک دوسرے کے مباین اور ایک دوسرے کا غیر ہوتے ہیں۔ معرِّف کا پہلے معلوم ہونا ضروری ہوتا ہے، بعد میں اس کے ذریعے معرَّف معلوم ہوگا۔ معرِّف سے شئ کی تعریف کی جاتی ہے جبکہ معرَّف وہ ہوتا ہے جس کی تعریف کی جائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالية السنة الأولى للطلاب الموافق سنة ۱۴۳۹ھ/2018ء

پہلا پرچہ: تفسیر اصول تفسیر

الوقت المحدد: ثلث ساعات　　　　مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: پہلا اور آخری سوال لازمی ہیں باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

﴿القسم الاول...... تفسیر﴾

سوال نمبر 1: انا فتحنا لك قضينا بفتح مكة وغيرها المستقبل عنوة بجهادك فتحا مبينا بينا ظاهرا ليغفرلك الله بجهادك ما تقدم من ذنبك وما تأخر منه لترغب امتك في الجهاد وهو مؤول لعصمة الانبياء عليهم الصلاة والسلام بالدليل العقلي القاطع من الذنوب واللام للعلة الغائية فمدخولها مسبب لاسبب

(۱) عبارت کا ترجمہ سپرد قلم کریں؟ ۱۰

(۲) سورۃ الفتح کا شان نزول تفصیلاً تحریر کریں؟ ۱۰

(۳) خط کشیدہ عبارت کی روشنی میں عصمت انبیاء پر ایک مدلل مضمون تحریر کریں؟ ۲۰

سوال نمبر 2: ذلك الذي يبشر الله من البشارة مخففا ومثقلابه عباده الذين آمنوا وعملوا الصالحات قل لا أسئلكم عليه اى على تبليغ الرسالة اجرا الا المودة في القربى

(۱) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ "الا المودة في القربى" کون سا مستثنیٰ ہے؟ ۱۰=۵+۵

(۲) "قربیٰ" سے کون کون مراد ہیں؟ اپنا مؤقف مع الدلائل تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 3: فاوجس اضمر في نفسه منهم خيفة قالوا لاتخف انا رسل ربك وبشروه بغلام عليم ذى علم كثير هو اسحاق كما ذكر في سورة هود فاقبلت امرأته سارة في صرة صيحة حال اى جاءت صائحة فصكت وجهها لطمته وقالت عجوز عقيم

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں؟ ۱۰

(۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے والے ملائکہ کی تعداد کے بارے میں مفسر

H_M_Hasnain_Asadi

نے کتنے اور کون کون سے اقوال ذکر کیے ہیں؟ ۱۰

سوال نمبر 4: والطور ای الجبل الذی کلم اللہ علیہ موسیٰ و کتاب مسطور فی رق منشور ای التوراۃ او القرآن والبیت المعمور

(۱) کلام باری و کلام مفسر پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ ۵+۵=۱۰

(۲) طور کی قسم اٹھانے کی وجہ لکھیں نیز بیت معمور کا محل وقوع اور عظمت تفصیلاً تحریر کریں؟ ۳+۷=۱۰

﴿القسم الثانی...... اصول تفسیر﴾

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے کسی دو اجزاء کا جواب دیں۔

(۱) قرآن مجید نے جن علوم پنجگانہ کو صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے آپ ان کے نام اور مختصر تعارف بیان کریں؟ ۱۰

(۲) مباحث احکام کے لیے صاحب فوز الکبیر نے جو قاعدہ تحریر کیا ہے وہ سپرد قلم کریں؟ ۱۰

(۳) کلام میں خفاء پیدا کرنے والے امور کتنے اور کون کون سے ہیں؟ الفوز الکبیر کی روشنی میں جواب دیں۔ ۱۰

☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2018ء

پہلا پرچہ: تفسیر واصول تفسیر

﴿حصہ اوّل: تفسیر﴾

سوال نمبر 1: انا فتحنا لک قضینا بفتح مکۃ وغیرھا المستقبل عنوۃ بجھادک فتحا مبینا بینا ظاھرا لیغفر لک اللہ بجھادک ما تقدم من ذنبک وما تاخر منہ لترغب امتک فی الجھاد وھو مؤول لعصمۃ الانبیاء علیھم الصلاۃ والسلام بالدلیل العقلی القاطع من الذنوب واللام للعلۃ الغائیۃ فمدخولھا مسبب لا سبب

(۱) عبارت کا ترجمہ سپرد قلم کریں؟

(۲) سورۃ الفتح کا شان نزول تفصیلاً تحریر کریں؟

(۳) خط کشیدہ عبارت کی روشنی میں عصمت انبیاء پر ایک مدلل مضمون تحریر کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ عبارت: بیشک ہم نے (اس صلح حدیبیہ) آپ کو کھلم کھلا فتح دی (کہ مکہ وغیرہ کی فتح

H_M_Hasnain_Asadi

کا فیصلہ کر دیا جو زمانہ مستقبل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جہاد کے ذریعے سے غلبہ کی صورت میں ہونے والی ہے) تا کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلوں اور پچھلوں کی ساری خطائیں (آپ کے جہاد کی برکت سے) معاف فرمادے (اور یہ اس وجہ سے فرمایا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو جہاد کرنے کی رغبت ہو اور آپ کی طرف ذنب کی نسبت کا ہونا علماء کے نزدیک مؤول ہے، اس لیے کہ دلیل عقلی قطعی سے حضرات انبیاء علیہم السلام کا گناہوں سے معصوم ہونا محقق ہے اور لام علت غائیہ کے لیے ہے۔ لہٰذا اس کا مدخول مسبب ہے نہ کہ سبب!)

(۲) سورت کا شان نزول:

(۱) مدینہ طیبہ میں رہتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب دیکھا کہ آپ مع صحابہ امن وامان کے ساتھ مکہ معظمہ میں پہنچے ہیں، عمرہ ادا کر کے سر منڈوایا ہے۔ یہ خواب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے سامنے بیان کیا، وہ شوق میں سمجھے کہ اسی سال عمرہ میسر ہوگا حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی عمرہ کا ارادہ فرمالیا، اس موقع پر یہ کلام نازل ہوا۔

(۲) ۶ھ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پندرہ سو صحابہ کرام کے ساتھ عمرہ کی نیت سے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے اور ہدی کے جانور بھی ساتھ تھے۔ قریش کو جب یہ خبر پہنچی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جم غفیر کے ساتھ آ رہے ہیں تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ آپ کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ چنانچہ مکہ مکرمہ سے چھ میل کے فاصلے پر حدیبیہ کے مقام پر آپ کو رکنا پڑا، آپ کی اونٹنی خود بخود بیٹھ گئی اور پھر اس نے اٹھنے کا نام نہ لیا۔ اس موقع پر یہ کلام الٰہی نازل ہوا۔

(۳) عصمت انبیاء علیہم السلام:

تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ونظریہ تواتر سے چلا آ رہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام معصوم عن الخطاء ہوتے ہیں، لہٰذا ان کی طرف ذنوب کی نسبت کرنا درست نہیں ہے۔ حضرت امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے آیت: لیغفر لك الله کے تحت اس موضوع پر تفصیلی گفتگو فرمائی ہے جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

(۱) فتح مکہ سے حج بیت اللہ ممکن ہوا اور حج سبب مغفرت ہے۔

(۲) آیت میں عام مؤمنین اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے گناہوں کی مغفرت کا اعلان ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معصوم تھے اور معصوم کی مغفرت کے کوئی معنی نہیں ہیں۔

(۳) یہاں ذنب کا لفظ استعمال ہوا ہے اور ذنب کے معنی کسی معاملہ میں اعلیٰ پہلو کو ترک کر کے ادنیٰ پہلو کو اختیار کرنا ہے۔

(۴) ذنب سے صغائر مراد ہوں جو عدم توجہ سے واقع ہو سکتے ہیں۔

H_M_Hasnain_Asadi

(۵) حسنات الابرار سیئات المقربین مراد ہے۔
(۶) ماتقدم سے آدم وحوا کی خطاء اجتہادی اور ما بعد سے امت کی خطائیں مراد ہیں۔
(۷) مغفرت سے مراد ستر و پردہ ہو تو یہ درست ہے یعنی گناہ اور پردہ کے درمیان کسی چیز کا حائل ہونا یا گناہ و سزا کے مابین کسی چیز کا رکاوٹ بننا۔

سوال نمبر2: ذلك الذی یبشر الله من البشارة مخففا و مثقلا به عباده الذين آمنوا وعملوا الصالحات قل لا اسئلكم عليه ای علی تبلیغ الرسالة اجرا الا المودة فی القربیٰ
(۱) کلام باری و کلام مفسر کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ "الا المودة فی القربیٰ" کون سا مستثنیٰ ہے؟
(۲) "قربیٰ" سے کون کون مراد ہیں؟ اپنا موقف مع الدلائل تحریر کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ عبارت: یہی ہے وہ جس کی بشارت اللہ تعالیٰ اپنے ایمان والے بندوں کو دے رہا ہے جنہوں نے نیک عمل کیے۔ بشارت میں مخفف اور مثقل دونوں قرائتیں ہیں۔ (اے محبوب!) آپ فرما دیجیے کہ میں اس تبلیغ رسالت پر تم سے کوئی صلہ نہیں چاہتا مگر رشتہ داری کی محبت۔

"الا المودة فی القربیٰ" میں مستثنیٰ کا تعین:
یہاں مستثنیٰ سے مستثنیٰ منقطع مراد ہے یعنی وہ مستثنیٰ جسے مستثنیٰ منہ سے نکالا نہ گیا ہو۔

"قربیٰ" سے مراد:
یہاں قربیٰ سے کون لوگ مراد ہیں؟ اس بارے میں پانچ (۵) اقوال ہیں:
(۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق قریش کے وسط سے تھا جس کی شاخیں ہر طرف پھیلی ہوئی تھیں۔
(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لائے تو حضرات انصار نے ایثار کا مظاہرہ کرتے ہوئے رقم جمع کی اور آپ کی خدمت میں پیش کر کے خصوصی رشتہ داری کا ثبوت فراہم کیا۔
(۳) دنیوی رشتہ سے قطع نظر محض اطاعت اللہ اور اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا رشتہ مراد ہو۔
(۴) تمام ازواج مطہرات مراد ہوں جن کو امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کا اعزاز حاصل ہے۔
(۵) پنجتن پاک یعنی رسول کریم، حسنین، حضرت فاطمہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہم مراد ہوں۔

سوال نمبر3: فاوجس اضمر فی نفسه منهم خيفة قالوا لا تخف انا رسل ربك وبشروه بغلام عليم ذی علم كثير هو اسحاق كما ذكر فی سورة هود فاقبلت امرأته سارة فی صرة صيحة حال ای جاءت صالحة فصكت وجهها لطمته وقالت عجوز عقيم

HM_Hasnain_Asadi

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں؟

(۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے والے ملائکہ کی تعداد کے بارے میں مفسر نے کتنے اور کون کون سے اقوال ذکر کیے ہیں؟

جواب: (۱) ترجمہ عبارت: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے محسوس کیا (دل میں چھپایا) ان سے ڈر انہوں نے کہا: تم ڈرو مت، ہم آپ کے رب کے فرستادہ ہیں اور ان کو ایک فرزند کی بشارت دی جو بڑا عالم ہوگا (مراد حضرت اسحاق ہیں جیسا کہ سورہ ھود میں گزرا) اتنے میں ان کی بیوی (سارہ) پکارتی آئیں (زور زور سے بولتی ہوئی، یہ حال یعنی آواز کرتی ہوئی آئیں) پھر ماتھے پر ہاتھ مارا اور کہنے لگیں کہ بڑھیا بانجھ۔

(۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے والے ملائکہ کی تعداد:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں بطور مہمان حاضر ہونے والے فرشتوں کی تعداد کے بارے میں تین اقوال ہیں:

(۱) ملائکہ کی تعداد بارہ (۱۲) تھی۔ (۲) ملائکہ دس (۱۰) تھے۔ (۳) تین فرشتے تھے۔

سوال نمبر 4: وَالطُّوْرِ اَیِ الْجَبَلِ الَّذِیْ کَلَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ مُوْسٰی وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ فِیْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ اَیِ التَّوْرٰاةِ اَوِ الْقُرْاٰنِ وَالْبَیْتِ الْمَعْمُوْرِ

(۱) کلام باری وکلام مفسر پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(۲) طور کی قسم اٹھانے کی وجہ لکھیں نیز بیت معمور کا محل وقوع اور عظمت تفصیلاً تحریر کریں؟

جواب: (۱) عبارت پر اعراب اور اس کا ترجمہ:

اعراب اوپر عبارت پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

قسم ہے طور (پہاڑ) کی (یہ وہ پہاڑ ہے جس پر حضرت موسیٰ نے اللہ سے کلام کیا تھا) اور اس کتاب کی جو کھلے ہوئے کاغذ پر لکھی ہے (یعنی تورات و قرآن) اور قسم ہے بیت المعمور کی۔

(۲) طور کی قسم اٹھانے کی وجہ:

لفظ "طور" عبرانی زبان کا ہے، اس سے مراد ایسا پہاڑ ہے جس پر درخت اگتے ہیں۔ یہاں "طور" سے مراد وہ پہاڑ ہے جو ارض مدین میں واقع ہے اور اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوئے تھے۔ اس پہاڑ کی قسم یاد کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ ان چار بابرکت پہاڑوں میں سے ایک ہے جن کا تعلق جنت سے ہے۔

"بیت المعمور" کا محل وقوع:

بیت المعمور فرشتوں کا آسمانی کعبہ ہے، جو کعبہ کے مقابل اوپر ہے۔ روزانہ ستر ہزار ملائکہ اس میں نماز

H_M_Hasnain_Asadi

ادا کرتے ہیں، زیارت کا شرف حاصل کرتے ہیں اور طواف کرتے ہیں، پھر تا قیامت ان کی دوبارہ باری نہیں آئے گی۔ شب معراج میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ بیت المعمور سے ٹیک لگائے تشریف فرما تھے۔

﴿حصہ دوم: اصول تفسیر﴾

سوال نمبر 5: درج ذیل اجزاء کا جواب دیں؟

(۱) قرآن مجید نے جن علوم پنجگانہ کو صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے آپ ان کے نام اور مختصر تعارف بیان کریں؟

(۲) مباحث احکام کے لیے صاحب فوز الکبیر نے جو قاعدہ تحریر کیا ہے وہ سپرد قلم کریں؟

(۳) کلام میں خفاء پیدا کرنے والے امور کتنے اور کون کون سے ہیں؟ الفوز الکبیر کی روشنی میں جواب دیں۔

جواب: (۱) قرآن کریم کے بیان کردہ علوم پنجگانہ کا تعارف:

جاننا چاہیے کہ معانی جو قرآن مجید سے واضح ہوتے ہیں وہ پانچ علوم سے باہر نہیں ہیں:

اول: علم احکام از قسم واجب مستحب، مکروہ اور حرام احکام خواہ عبادات میں سے ہوں یا معاملات میں سے، تدبیر منزل سے متعلق ہوں یا سیاست مدن سے اس علم کی تفصیل فقہاء کی ذمہ داری ہے۔

دوم: علم مناظرہ چاروں گمراہ فرقوں مثلاً یہود، نصاریٰ، مشرکین اور منافقین کے ساتھ اس علم کی تفریع متکلمین کا کام ہے۔

سوم: علم تذکیر بآلاء اللہ مثلاً زمین وآسمان کے تخلیق کرنے، بندوں کو ان کی ضروریات کا الہام کرنے اور نیز اللہ تعالیٰ کی صفات کاملہ کا بیان۔

چہارم: علم تذکیر بایام اللہ یعنی ان واقعات کا بیان جن کو اللہ عزوجل نے ایجاد فرمایا ہے مثلاً اطاعت کرنے والوں کے لیے انعام وجزا اور مجرموں کے لیے تعذیب وسزا۔

پنجم: علم تذکیر موت اور اس کے بعد ہونے والے واقعات کا بیان مثلاً حشر ونشر، حساب میزان، دوزخ وجنت۔ ان علوم کی تفصیل کو محفوظ رکھنا اور ان کے ساتھ مناسب احادیث اور آثار ملحق کرنا واعظوں کا کام ہے۔

(۲) علم مباحثہ کا بیان:

قرآن مجید میں چاروں گمراہ فرقوں سے مباحثات ہوئی ہیں یعنی (۱) مشرکین، (۲) یہودی، (۳) نصاریٰ، (۴) منافقین۔ یہ مباحثے دو طرح پر واقع ہوئے ہیں:

H_M_Hasnain_Asadi

ایک تو یہ کہ فقط باطل عقیدہ کو بیان کر کے اور اس کی قباحت کو ظاہر فرما کر اس سے نفرت ظاہر کرتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ گمراہوں کے شبہات کو بیان کر کے ان کو ادلہ قطعیہ یا خطابیات سے حل کرتے ہیں۔
مشرکین اپنے آپ کو حنیف کہتے ہیں، حنیف اس کو کہتے ہیں جو ملت ابراہیمی کا پابند اور اس کی علامات کو سختی کے ساتھ اختیار کرنے والا ہو۔ ملت ابراہیم کی علامات یہ ہیں: حج کعبہ، استقبال کعبہ، غسل جنابت، ختنہ اور باقی فطری خصائل، اشہر حرم (شوال، ذیقعدہ، ذی الحجہ کی حرمت) مسجد حرام کی تعظیم نسبی اور رضاعی محرمات کو حرام جاننا اور عام جانوروں کا ذبح حلق میں اور اونٹ کا نحر لبہ میں اور ذبح اور نحر سے اللہ عزوجل کی رضا جوئی خصوصا حج کے زمانہ میں اور ملت ابراہیمی میں وضو نماز اور روزہ طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک۔ یتیموں اور فقیروں کو صدقہ دینا اور مشکلات میں ان کی اعانت کرنا اور صلہ رحمی کرنا مشروع تھا۔ مشرکین کے یہاں ان امور کے کرنے والے کی مدح سرائی کی جاتی تھی، لیکن مشرکین نے عام طور پر ان امور کو ترک کر دیا تھا۔ ان میں یہ خصائل کان لم یکن ہو گئے تھے اور قتل، چوری، زنا، ربا اور غصب کی حرمت بھی اصل ملت میں ثابت تھی۔ ان افعال پر ان کے یہاں کچھ نہ کچھ اظہار نفرت بھی جاری تھا۔ لیکن جمہور مشرکین ان کو کرتے، نفس امارہ کے اشاروں پر چلتے تھے، اللہ تعالیٰ کے وجود کا عقیدہ اور اس بات کا کہ وہ آسمان اور زمین کا خالق ہے اور زبردست حوادث کا مدبر اور رسولوں کو بھیجنے پر قادر، بندوں کو ان کے اعمال کی جزا دینے والا، حوادث کو ان کے وقوع سے پیشتر معین کرنے والا۔ یہ کہ فرشتے اللہ عزوجل کے مقرب بندے اور تعظیم کے مستحق ہیں۔ چنانچہ ان کے اشعار ان مضامین پر دلالت کرتے ہیں، مگر جمہور مشرکین نے ان عقائد میں بہت سے ایسے شبہات کو جو کہ ان امور کے استعداد اور ادراک کی طرف رغبت نہ ہونے سے پیدا ہوتے تھے، بہم پہنچاتے تھے۔ مشرکین کی گمراہی یہ تھی کہ وہ شرک، تشبیہ، تحریف کے قائل اور معاد کے منکر تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو بعید از قیاس کہتے۔ اعمال قبیحہ اور مظالم علانیہ کرتے اور نئی نئی فاسد رسوم ایجاد کرتے اور عبادات کو مٹاتے تھے۔

(۳) کلام میں خفاء پیدا کرنے والے امور:

جاننا چاہیے کہ قرآن مجید ٹھیک بلا کسی تفاوت کے محاورۂ عرب کے موافق نازل ہوا اور اہل عرب اپنی زبان کے سمجھنے میں جو سلیقہ رکھتے تھے اس سے قرآن مجید کے معنی منطوق کو سمجھ لیتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "والکتاب المبین" اور "قرآنا عربیاً لعلکم تعقلون" اور "احکمت آیة ثم فصلت" شارع کی یہ مرضی ہے کہ متشابہات قرآنی کی تاویل، صفات خداوندی کے حقائق کی صورت آفرینی۔ مبہمات کی تعیین اور قصوں کی تفصیل میں غور وخوض نہ کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں کم سوال پیش کرتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ

H.M. Hasnain_Asadi

علیہ وسلم سے بسلسلہ سوالات کچھ کم ہی منقول ہوا ہے۔ جبکہ اس طبقہ کا دور گزر چکا اور علوم تفسیر میں عجمیوں نے دخل دینا شروع کر دیا۔ نیز وہ پہلی زبان بھی متروک ہو گئی تو اس وقت بعض مقامات پر شارع کی مراد سمجھنے میں دشواری پیدا ہوئی۔ ضرورت پڑی کہ لغت اور علم نحو کی چھان بین کی جائے اور سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ تفسیر کی کتابیں شروع ہوئیں بایں وجہ ہمارے ذمہ لازم ہے کہ مشکل مقامات اور ان کے امثلہ بیان کر دیں تاکہ معانی قرآنی میں غور و خوض کے وقت طول بیان کی حاجت نہ پڑے اور ان مقامات کو مبالغہ کے ساتھ حل کرنے کے لیے مجبور ہوں۔

کسی لفظ کے معنی نہ معلوم ہونے کے سبب کبھی لفظ نادر کا استعمال ہوتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ اس لفظ کے معنی صحابہ، تابعین اور باقی واقف کاران معانی سے نقل کیے جائیں۔ کبھی اس کا سبب ناسخ منسوخ میں شناخت نہ کر سکنا، اسباب نزول کا یاد نہ رہنا، کبھی مضاف و موصوف وغیرہ کا محذوف ہونا، کبھی کسی شے کو شے سے یا کسی حرف کو حرف یا اسم کو کسی اسم سے یا فعل کو کسی فعل سے یا جمع کو مفرد سے یا مفرد کو جمع سے یا غائب کے اسلوب کو مخاطب سے بدل دینا اس کا باعث ہوتا ہے۔ کبھی مستحق تاخیر کی تقدیر یا اس کا عکس۔ کبھی اس کا سبب ضمائر کا انتشار، ایک لفظ کے متعدد معنی اور کبھی تکرار اور مفید ضروری طوالت ہوتا ہے اور بعض اوقات اس کا سبب اختصار۔ کسی وقت کنایہ اور تعریض یا متشابہ یا مجاز عقلی کا استعمال ہوتا ہے۔

سعادت مند دوستوں کو چاہیے کہ وہ علم تفسیر میں گفتگو کرنے سے پہلے ان امور کی حقیقت، ان کی بعض مثالوں سے آگاہی حاصل کریں اور مقام تفصیل میں رمز و اشارہ پر اکتفا نہ کریں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) پاکستان

الشهادة العالية السنة الأولى للطلاب الموافق سنة ۱۴۳۹ھ/2018ء

دوسرا پرچہ: حدیث و اصول حدیث

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: پہلا اور آخری سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

﴿القسم الاوّل...... حدیث﴾

سوال نمبر 1: عن انس انه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا واكل ذبیحتنا فذلك المسلم الذی له ذمة الله وذمة رسوله فلا تخفروا الله فی ذمته

(۱) حدیث شریف پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ ۵+۵=۱۰

(۲) حدیث میں نماز وغیرہ کو اسلام کی علامت قرار دینے کی وجہ تحریر کریں؟ ۱۰

(۳) مذکورہ حدیث میں شہادتین کو ذکر نہ کرنے کی وجہ لکھیں نیز خط کشیدہ کی وضاحت کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

سوال نمبر 2: (الف) لا یزنی الزانی حین یزنی وهو مؤمن ولا یسرق السارق حین یسرق وهو مؤمن ولا یشرب الخمر حین یشربها وهو مؤمن

(ب) ثلاث من اصل الایمان الكف عمن قال لا اله الا الله لا تكفره بذنب ولا تخرجه من الاسلام بعمل

(۱) دونوں احادیث مبارکہ کا ترجمہ کریں؟ ۵+۵=۱۰

(۲) احادیث مبارکہ میں واقع ہونے والا تعارض اس طرح ختم کریں کہ معتزلہ کے مذہب کا رد ہو جائے؟ ۱۰

سوال نمبر 3: عن ابی هریرة روایة یوشك ان یضرب الناس اكباد الابل یطلبون العلم فلا یجدون احدا اعلم من عالم المدینة

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ "ان یضرب الناس" ترکیب میں کیا واقع ہو سکتا ہے؟ ۵+۵=۱۰

(۲) عالم المدینہ سے کون مراد ہیں؟ اس بارے میں صاحب کتاب نے جو دو قول ذکر کیے ہیں وہ تحریر

H_M_Hasnain_Asadi

کریں؟۱۰

سوال نمبر4: عن انس قال کان غلام یهودی یخدم النبی صلی الله علیه وسلم فمرض فاتاه النبی صلی الله علیه وسلم یعوده فقعد عند رأسه فقال له اسلم فنظر الی ابیه وهو عنده فقال اطع ابا القاسم فاسلم فخرج النبی صلی الله علیه وسلم وهو یقول الحمد لله الذی انقذه من النار

(۱) حدیث کا ترجمہ کریں اور مذکورہ لڑکے کا نام تحریر کریں؟ ۷+۳=۱۰

(۲) فاسق اور مجوسی میں سے ہر ایک کی عیادت کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ وضاحت کریں۔ ۵+۵=۱۰

القسم الثانی...... اصول حدیث

سوال نمبر5: درج ذیل میں سے کسی دو اجزاء کا جواب دیں۔

(۱) حدیث مرسل کی تعریف کریں اور اس کے حکم کے بارے میں اقوال ائمہ تحریر کریں؟ ۴+۶=۱۰

(۲) ضبط کے ساتھ متعلقہ وجوہ طعن کتنے اور کون کون سے ہیں؟ سپرد قلم کریں؟ ۱۰

(۳) صحاح ستہ اور ان کے مصنفین کے نام تحریر کریں؟ ۱۰

☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2018ء

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

حصہ اوّل: حدیث

سوال نمبر1: عَنْ اَنَسٍ اَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَكَلَ ذَبِيْحَتَنَا فَذٰلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِىْ لَهٗ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهٖ فَلَا تَخْفِرُوْا اللّٰهَ فِىْ ذِمَّتِهٖ

(۱) حدیث شریف پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(۲) حدیث میں نماز وغیرہ کو اسلام کی علامت قرار دینے کی وجہ تحریر کریں؟

(۳) مذکورہ حدیث میں شہادتین کو ذکر نہ کرنے کی وجہ لکھیں نیز خط کشیدہ کی وضاحت کریں؟

جواب: (۱) عبارت پر اعراب اور ترجمہ حدیث:

اعراب اوپر حدیث پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حسب ذیل ہے:

H_M_Hasnain_Asadi

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی نے ہم جیسی نماز پڑھی، ہمارے قبلہ کی طرف (نماز میں) منہ کیا اور ہمارے ذبح شدہ جانور کا گوشت کھایا پس وہ مسلمان ہے۔ وہ اللہ اور اس کے رسول کے ذمہ (حفاظت) میں ہے۔ پس تم اللہ کو اس کے ذمہ کے بارے میں معمولی تصور نہ کرو۔

(۲) حدیث میں نماز وغیرہ کو اسلام کی علامت قرار دینے کی وجہ:

ایمان تصدیق قلب اور اقرار باللسان کا نام ہے جبکہ اسلام کا لغوی معنی اطاعت کرنا اور اصطلاحی معنی اعمال صالحہ (عبادات) کو اپنانا ہے۔ چونکہ نماز وغیرہ امور اسلام کا حصہ ہیں اور ان کے بغیر وہ مکمل نہیں ہو سکتا، اس لیے ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان امور کا ترک کرنا اسلام و اطاعت کے منافی ہے۔

(۳) مذکورہ حدیث میں شہادتین کو ذکر نہ کرنے کی وجہ:

مذکورہ حدیث میں نماز قائم کرنا، نماز میں قبلہ رخ کھڑے ہونا اور مسلمانوں کا ذبیحہ کھانے کو اسلام کی علامات قرار دیا گیا جبکہ شہادتین کا ذکر ترک کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شہادتین کا تعلق عقائد کے ساتھ ہے، ان کو اسلامی عقائد میں بنیادی وکلیدی حیثیت حاصل ہے، اسلامی عبادات کی صحت وعدم صحت کا مدار عقائد ہیں۔ اسلامی اعمال سے قبل اسلامی عقائد وافکار ملحوظ خاطر ہوتے ہیں، اس لیے ان کا ذکر کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔

سوال نمبر 2: (الف) لا یزنی الزانی حین یزنی وھو مؤمن ولا یسرق السارق حین یسرق وھو مؤمن ولا یشرب الخمر حین یشربھا وھو مؤمن

(ب) ثلاث من اصل الایمان الکف عمن قال لا الٰہ الا اللہ لا تکفرہ بذنب ولا تخرجہ من الاسلام بعمل

(۱) دونوں احادیث مبارکہ کا ترجمہ کریں؟

(۲) احادیث مبارکہ میں واقع ہونے والا تعارض اس طرح ختم کریں کہ معتزلہ کے مذہب کا رد ہو جائے؟

جواب: (۱) احادیث کا ترجمہ:

(الف) زانی حالت زنا میں مؤمن نہیں رہتا، چور حالت چوری میں مؤمن نہیں رہتا اور شراب خور حالت شراب خوری میں مومن نہیں ہوتا۔

(ب) تین چیزیں اصل ایمان ہیں کلمہ طیبہ پڑھنے والے کو ہاتھوں سے تکلیف نہ دی جائے گی، کسی کو گناہ کے سبب کافر مت قرار دے اور اسے کسی عمل کے سبب اسلام سے خارج نہ کیا جائے۔

H_M_Hasnain_Asadi

(۲) احادیث میں تعارض کا ارتفاع اور معتزلہ کا رد:

دونوں احادیث میں تعارض اس طرح ہے کہ پہلی روایت میں گناہ کے سبب ایمان کی نفی کی گئی ہے اور دوسری روایت میں اس کے برعکس حکم ثابت کیا گیا ہے کہ گناہ کے سبب مسلمان کافر نہیں ہوتا۔

دونوں روایات کے مابین اس تعارض کا ارتفاع اس طرح ہے کہ پہلی حدیث کا مطلب ہے کہ حالت زنا، حالت چوری اور حالت شراب خوری میں کوئی مومن نہیں رہتا جبکہ اس حالت کے بعد ایمان دوبارہ عود کر آتا ہے اور مرتکب مومن رہتا ہے۔ اس مفہوم کے بعد دونوں روایات میں تعارض باقی نہ رہا۔ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ مرتکب کبیرہ گناہگار اور فاسق تو ہوتا ہے مگر اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ اس بحث سے معتزلہ کا بھی رد بلیغ ہو جاتا ہے، کیونکہ ان کا نظریہ ہے کہ مرتکب الکبائر اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

سوال نمبر 3: عن ابی هريرة رواية يوشك ان يضرب الناس اكباد الابل يطلبون العلم فلا يجدون احدا اعلم من عالم المدينة

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ "ان يضرب الناس" ترکیب میں کیا واقع ہو سکتا ہے؟

(۲) عالم المدینہ سے کون مراد ہیں؟ اس بارے میں صاحب کتاب نے جو دو قول ذکر کیے ہیں وہ تحریر کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت منقول ہے کہ عنقریب حصول علم کے سفر کے لیے لوگ اونٹوں کے جگر پگھلا دیں گے، پس وہ مدینہ کے عالم سے بڑا کوئی عالم نہیں پائیں گے۔

"ان يضرب الناس" کی ترکیب:

معنوی اعتبار سے یہ جملہ مرفوع محلا ہو کر ترکیب میں "يوشك" فعل مضارع کا فاعل واقع ہو رہا ہے اور "اكباد الابل" اس کا مفعول ہے۔

(۲) "عالم المدينة" سے مراد:

اس میں تین اقوال ہو سکتے ہیں:

۱- امیر المومنین فی الحدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔

۲- مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مراد ہیں۔

۳- امام دار الہجرت حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ مراد ہیں۔

سوال نمبر 4: عن انس قال كان غلام يهودى يخدم النبى صلى الله عليه وسلم فمرض

فاتاه النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعودہ فقعد عند راسہ فقال لہ اسلم فنظر الی ابیہ وھو عندہ فقال اطع ابا القاسم فاسلم فخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یقول الحمد للہ الذی انقذہ من النار

(۱) حدیث کا ترجمہ کریں اور مذکورہ لڑکے کا نام تحریر کریں؟

(۲) فاسق اور مجوسی میں سے ہر ایک کی عیادت کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ وضاحت کریں۔

جواب: (۱) ترجمہ حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا: ایک یہودی غلام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا تھا، وہ بیمار ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے، آپ اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے اور غلام سے فرمایا: تو اسلام قبول کر لے، اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو کہ اس کے پاس موجود تھا، اس نے کہا: تو ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کر۔ پس وہ مسلمان ہو گیا، پھر آپ یہ بات کہتے ہوئے باہر تشریف لائے کہ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے اسے آگ (جہنم) سے بچا لیا۔

(۲) فاسق اور مجوسی کی عیادت کا حکم:

مسلمان کی عیادت کی جائے گی خواہ وہ فاسق ہو، کیونکہ یہ امر حقوق المسلمین میں سے ایک ہے۔ فسق و فجور مسلمان کی عیادت کے لیے مانع ہرگز نہیں ہے۔ تاہم مجوسی کے بیمار ہونے کی صورت میں اس کی عیادت کرنے کی اجازت نہیں ہے، کیونکہ شرک اس کی عیادت کرنے کے لیے مانع ہے۔ لہٰذا فاسق مسلمان کی عیادت کرنا جائز ہے اور مجوسی کی عیادت کرنا منع ہے۔

حصہ دوم: اصول حدیث

سوال نمبر 5: درج ذیل اجزاء کا جواب دیں؟

(۱) حدیث مرسل کی تعریف کریں اور اس کے حکم کے بارے میں اقوال ائمہ تحریر کریں؟

(۲) ضبط کے ساتھ متعلقہ وجوہ طعن کتنے اور کون کون سے ہیں؟ سپرد قلم کریں؟

(۳) صحاح ستہ اور ان کے مصنفین کے نام تحریر کریں؟

جواب: (۱) حدیث مرسل کی تعریف اور اس کے حکم میں اقوال آئمہ:

اگر سقوط راوی آخر سند سے تابعی کے بعد ہو تو حدیث کو مرسل کہتے ہیں اور اس فعل اسقاط کو ارسال کہیں گے جیسے تابعی کہے: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

جمہور محدثین کا مؤقف ہے کہ مرسل کا حکم توقف ہے، کیونکہ یہ نہیں معلوم کہ غیر مذکور راوی ثقہ ہے یا نہیں، کیونکہ تابعی کبھی تابعی سے روایت کرتا ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے ہاں حدیث مرسل مطلقاً مقبول ہے، ان کی دلیل یہ ہے کہ راوی نے کمال وثوق واعتماد کی بناء پر ارسال کیا ہے، کیونکہ کلام اس تقدیر پر ہے کہ غیر مذکور راوی ثقہ ہو، اگر ارسال کنندہ کے نزدیک صحیح حدیث نہ ہوتی تو ارسال کرتے ہوئے یوں نہ کہتا: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت امام شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اگر حدیث مرسل کو دوسری مرسل حدیث یا سند حدیث سے تائید حاصل ہو جائے اگرچہ وہ مؤید ضعیف ہی کیوں نہ ہو، تو مقبول ہوگی۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ سے قبول اور عدم قبول کے بارے میں دو اقوال منقول ہیں یہ اختلاف اس وقت ہے جب یہ بات معلوم ہو کہ ارسال کنندہ تابعی عادۃً ثقہ راوی کو ہی حذف کیا کرتے ہیں اور اگر ان کی عادت یہ ہے کہ ثقہ وغیر ثقہ دونوں کو حذف کیا کرتے ہیں تو بالاتفاق حدیث مرسل کا حکم توقف ہے۔

(۲) ضبط میں طعن کے اسباب ووجوہ:

ضبط میں طعن کے اسباب ووجوہ طعن پانچ ہیں جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱- فرط غفلت:

فرط غفلت سے مراد یہ ہے کہ راوی اپنی مرویات کے بارے میں اتنا زیادہ غفلت کا شکار ہو جائے کہ دوسروں کی تلقین قبول نہ کرے کہ دوسرا جو بتا دے کہ تو نے یہ سنا تھا وہی مان لے۔

۲- کثرت غلط:

اس سے مراد یہ ہے کہ راوی کی بیان کردہ حدیث میں جو غلطیاں بنسبت صواب ودرستگی کے زیادہ یا مساوی ہوں۔ غفلت سماع اور تحمل حدیث میں ہوتی ہے اور (غلط) سماع حدیث اور ادائیگی میں۔

۳- مخالفت ثقات:

جو اسناد میں اور متن میں ہوتی ہے ان دونوں کی متعدد اقسام ہیں: جو موجب شذوذ ہیں اور مخالفت ثقات کو ضبط میں طعن کے وجوہ میں اس لیے قرار دیا گیا ہے کہ مخالفت ثقات پر برانگیختہ کرنے والا امر حفظ وضبط کا فقدان اور تبدل وتغیر سے محفوظ نہ ہونا ہوتا ہے۔

۴- وہم:

اس کے ذریعے راوی کو خطاء لاحق ہوتی ہے اور راوی براہ توہم وہ حدیث مرسل یا منقطع کو موصول کر کے روایت کرتا ہے یا ایک حدیث کو دوسری حدیث میں داخل کر دیتا ہے یا موصول کو مرسل یا مرفوع کو موقوف بنا دیتا ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

۵- سوء حفظ:

اس سے مراد ہے کہ راوی کا بد حافظہ ہونا، بد حافظہ اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے صواب کا پلہ خطاء پر بھاری نہ ہو اور اس کا حفظ و اتقان اس کے سہو و نسیان سے زیادہ ہو۔ اگر خطاء صواب پر غالب ہو یا مساوی ہو، تو سوء حفظ میں داخل ہے۔

(۳) صحاح ستہ اور ان کے مصنفین:

کتب صحاح ستہ اور ان کے مصنفین کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱- صحیح بخاری: یہ امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف ہے۔

۲- صحیح مسلم: یہ امام المحدثین حضرت مسلم بن حجاج رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف ہے۔

۳- جامع ترمذی: یہ حضرت امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف ہے۔

۴- سنن ابی داؤد: یہ حضرت امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف ہے۔

۵- سنن نسائی: یہ حضرت امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف ہے۔

۶- سنن ابن ماجہ: یہ حضرت امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالية السنة الأولى للطلاب الموافق سنة ۱۴۳۹ھ/2018ء

تیسرا پرچہ: اصول فقہ

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: پہلا سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: وان يتعدى الحكم الشرعي الثابت بالنص بعينه الى فرع هو نظيره ولا نص فيه۔

(۱) عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ سپرد قلم کریں؟ ۷+۷=۱۴

(۲) قیاس کی شرط ثالث کتنی شرائط پر مشتمل ہے؟ ہر ایک کی مثال دے کر وضاحت کریں۔ ۲۰

سوال نمبر 2: وانما التعليل لحكم شرعي وهو صلاح المحل للصرف الى الفقير بدوام يده عليه بعد الوقوع لله تعالى بابتداء اليد

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور قیاس کی شرط رابع بیان کریں؟ ۶+۷=۱۳

(۲) مذکورہ عبارت سے مصنف ایک اعتراض کا جواب دے رہے ہیں آپ اعتراض وجواب دونوں کی وضاحت کریں؟ ۲۰

سوال نمبر 3: ولما صارت العلة عندنا علة بالاثر قدمنا على القياس الاستحسان الذى هو القياس الخفي اذا قوى اثره

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ قیاس کو استحسان پر کب اور کیوں مقدم کیا جاتا ہے؟ ۵+۸=۱۳

(۲) استحسان کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟ مثالیں دے کر بیان کریں؟ ۲۰

سوال نمبر 4: واذا قامت المعارضة كان السبيل فيه الترجيح وهو عبارة عن فضل احد المثلين على الأخر وصفا حتى قالوا ان القياس لا يترجح بقياس أخر وكذلك الكتاب والسنة

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور معارضہ خالصہ فی حکم الاصل کی مثال دے کر وضاحت کریں؟ ۵+۸=۱۳

(۲) وجوہ ترجیح کتنی اور کون کون سی ہیں؟ ہر ایک کی تشریح سپرد قلم کریں؟ ۲۰

H_M_Hasnain_Asadi

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2018ء

تیسرا پرچہ: اصول فقہ

سوال نمبر 1: وَاَنْ يَّتَعَدَّى الْحُكْمُ الشَّرْعِيُّ الثَّابِتُ بِالنَّصِّ بِعَيْنِهِ اِلٰى فَرْعٍ هُوَ نَظِيْرُهٗ وَلَا نَصَّ فِيْهِ

(۱) عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ پر قلم کریں؟

(۲) قیاس کی شرط ثالث کتنی شرائط پر مشتمل ہے؟ ہر ایک کی مثال دے کر وضاحت کریں۔

جواب: (۱) عبارت پر اعراب اور ترجمہ:

اعراب اوپر عبارت پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ عبارت حسب ذیل ہے:

اور حکم شرعی جو نص سے ثابت ہے وہ بعینہ ایسی فرع کی طرف متعدی ہوتا ہے جو اصل کی نظیر ہے اور اس فرع کے بارے میں کوئی نص نہیں ہوتی ہو۔

(۲) قیاس کی شرط ثالث اور اس کی شرائط:

قیاس کی شرط ثالث اور اس کی شرائط کی تفصیل حسب ذیل ہے:

غیر منصوص علیہ مسئلہ فقط منصوص علیہ مسئلہ کی نظیر خود منصوص علیہ نیز وہ حکم شرعی ہو لغوی نہ ہو۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کفارہ قتل میں مومن غلام جبکہ کفارہ یمین و ظہار میں مومن و غیر مومن غلام آزاد کرنا منصوص علیہ ہے، ایک دوسرے پر قیاس کرنا جائز نہیں ہے جیسا کہ اصول فقہ کا مشہور ضابطہ ہے: المطلق یجری علی اطلاقہ والمقید علی تقییدہ یعنی مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے اور مقید اپنی قید پر۔

شرط ثالث کی ضمنی طور پر چار شرائط ہیں:

۱۔ قیاس شرعی ہو لغوی نہ ہو، ابن شرحہ اور باقلانی نے کئی مقامات پر لغوی قیاس کیا ہے مثلاً خمر کا قیاس ما یخامر العقل (جو چیز عقل کو ڈھانپ دے) کی علت سے ہر نشہ آور چیز پر قیاس کر کے اسے خمر قرار دیا ہے۔ حالانکہ لغت میں ہر نشہ آور چیز کو خمر نہیں کہا جاتا' بلکہ انگوروں کی شراب جو پک کر تیسرا حصہ رہ چکی ہو، جھاگ لائے اور نشہ دے، صرف اسے خمر کہتے ہیں۔

۲۔ منصوص علیہ مسئلہ کی علت سے وہی حکم کسی کمی یا زیادتی کے بغیر منصوص علیہ کے لیے ثابت ہو، جیسے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے طلاق کی طرح ظہار مسلم پر قیاس کیا ہے اور ظہار ذمی بھی جائز قرار دیا

H_M_Hasnain_Asadi

ہے حالانکہ کفارہ عبادت اور عقوبت دونوں سے مخلوط ہوتا ہے اور غیر مسلم شرعی عبادات کا مکلف نہیں ہوتا، اس لیے مسلمان سے متعلق حکم بعینہ غیر مسلم کے لیے ثابت نہیں ہوتا۔

۳۔فرع اصل سے ادنیٰ نہ ہو بلکہ مساوی ہو جیسے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نسیان پر قیاس کرتے ہوئے خطاء اور اکراہ کے لیے بھی نقض صوم کا انکار کیا ہے حالانکہ نسیان اعلیٰ اور خطاء و اکراہ ادنیٰ ہے، نظیر نہیں ہیں۔ کیونکہ نسیان، شارع کی طرف سے ہے جو کہ صاحب حق ہے جبکہ خطاء و اکراہ بندے کی طرف سے ہے یعنی غیر صاحب حق کی طرف سے ہے۔

۴۔فرع منصوص علیہ نہ ہو، ورنہ قیاس کی ضرورت نہیں ہے جیسے کفارہ قتل پر قیاس کرتے ہوئے کفارہ یمین اور ظہار میں تحریر رقبہ کے ساتھ مومنہ کی قید درست نہیں ہے کہ ان کفارہ جات میں رقبہ مطلقہ منصوص علیہ ہے۔

سوال نمبر2: وانـمـا الـتـعـلـيـل لـحـكـم شرعي وهو صلاح المحل للصرف الى الفقير بدوام يده عليه بعد الوقوع لله تعالى بابتداء اليد

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور قیاس کی شرط رابع بیان کریں؟

(۲) مذکورہ عبارت سے مصنف ایک اعتراض کا جواب دے رہے ہیں آپ اعتراض و جواب دونوں کی وضاحت کریں۔

جواب: (۱) ترجمہ عبارت: اور بیشک تعلیل حکم شرعی کے لیے ہے اور وہ حکم شرعی فقیر کی طرف پھیرنے کے لیے محل کی صلاحیت رکھتا ہے دراں حالیکہ اس محل پر فقیر کا قبضہ دائمی ہو بعد اس کے کہ وہ قبضہ ابتداء باری تعالیٰ کے لیے واقع ہوا ہے۔

قیاس کی شرط رابع:

تعلیل کے بعد اصل کا حکم اپنی سابقہ حالت میں باقی رہے نص کا حکم تبدیل نہ ہو مثلاً ارشاد ربانی ہے: لا تبيعوا الطعام بالطعام الاسواء بسواء "یعنی کھانے کی بیع کھانے کے بدلے میں سوائے مساوات کے مت کرو۔"

لہٰذا ادنیٰ مقدار طعام، جو کسی شرعی پیمانے کے تحت نہ ہو، اس میں احناف کے نزدیک ربوٰ احرام نہیں ہے، کیونکہ ان میں مساوات ممکن نہیں ہے۔ گویا: لا تبیعوا کی نہی، فقط قابل مساوات اشیاء کو شامل ہے مقدار قلیل مراد شارع سے خارج ہے، اس لیے قابل مساوات مقدار یعنی نصف صاع یا اس سے زائد مقدار میں کمی و بیشی ہی ربوٰ ا ہو گی، ورنہ نص میں تبدیلی لازم آئے گی۔

H_M_Hasnain_Asadi

(۲) عبارت کی وضاحت:

یہ عبارت ایک مقدر سوال کا جواب ہے، وہ سوال اور جواب حسب ذیل ہے:

اعتراض یہ ہے کہ جب تغیر حکم دلالت النص یا اقتضاء النص کے ذریعے ثابت ہو گیا تو پھر تعلیل سے کیا فائدہ ہوا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ تعلیل دوسرے حکم شرعی کے لیے ہے یعنی تعلیل کے ذریعے یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ جس محل کو عین شاۃ کا بدل قرار دیا گیا ہے وہ محل اس بات کی صلاحیت بھی رکھتا ہو کہ اس محل کو فقیر کی طرف پھیرا جا سکے اور فقیر اس محل میں تصرف کر سکے درانحالیکہ اس محل پر ابتداء تو اللہ تعالیٰ کے لیے قبضہ ہو پھر اس کے بعد دائمی طور پر فقیر کا قبضہ ہو۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہاں دو حکم ہیں: (۱) جواز استبدال یعنی عین شاۃ کے بدلے میں قیمت کا جائز ہونا۔ (۲) عین شاۃ کے بدلے میں ایسی چیز کا دینا جو فقیر کی حاجت دور کرنے اور عین شاۃ کا بدل بننے کی صلاحیت رکھتی ہو اور جو فقیر کی حاجت دور کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو، اس کے ساتھ استبدال جائز نہیں ہے مثلاً ایک شخص نے زکوٰۃ کی نیت سے کسی فقیر کو ایک مسافت معینہ تک اپنے گھوڑے پر سوار کیا تو استبدال جائز ہے نہ ہوگا، کیونکہ ادائیگی زکوٰۃ کے باب میں منفعت، عین شاۃ کا بدل بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی پس پہلا حکم یعنی جواز استبدال کا حکم تو وہ دلالت النص یا اقتضاء النص سے ثابت ہوا ہے جیسا کہ جواب کی تقریر میں مذکور ہوا اور دوسرا حکم یعنی ایسی چیز کے ساتھ استبدال جو حاجت فقیر کو دور کرنے اور عین شاۃ کا بدل بننے کی صلاحیت رکھتی ہو۔

سوال نمبر 3: ولما صارت العلة عندنا علة بالاثر قدمنا على القياس الاستحسان الذى هو القياس الخفى اذا قوى اثره

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ قیاس کو استحسان پر کب اور کیوں مقدم کیا جاتا ہے؟

(۲) استحسان کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟ مثالیں دے کر بیان کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ عبارت: اور جب ہمارے نزدیک علت، اثر کی وجہ سے علت ہوتی ہے تو ہم نے قیاس کو اس استحسان پر مقدم کیا جو قیاس خفی ہے جبکہ استحسان کا اثر قوی ہو اور ہم نے قیاس کو اس کے باطنی اثر کے صحیح ہونے کی وجہ سے اس استحسان پر مقدم کیا جس کا اثر ظاہر ہو۔

استحسان پر قیاس کو مقدم کرنے کی وجہ:

یہ عبارت ایک اعتراض کا جواب ہے۔ اعتراض یہ ہے کہ قیاس حجت شرعیہ ہے اور استحسان ایسی چیز ہے جس کے قائل صرف حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں، ان کے علاوہ کوئی اس کا قائل نہیں ہے

احناف کبھی کبھی استحسان کی وجہ سے قیاس کو ترک کر دیتے ہیں۔ پس استحسان کی وجہ سے قیاس کو ترک کرنا، غیر شرعی دلیل کے مقابلہ میں شرعی دلیل کو ترک کرنا ہے اور ایسا کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔ نیز شرعی حجتیں چار ہیں: (۱) کتاب اللہ، (۲) سنت رسول اللہ، (۳) اجماع، (۴) قیاس مگر استحسان کو حجت تسلیم کرنے کی صورت میں چار کی بجائے پانچ حجتیں ہو جائیں گی، جو کہ غلط ہے؟

ان دونوں امور کا جواب یہ ہے کہ ہمارے نزدیک علت اثر کی وجہ سے علت ہوتی ہے یعنی علت کا مدار اثر پر ہے جیسا کہ مذکور ہوا کہ وصف اگر مؤثر ہو تو علت ہوگا اور اگر مؤثر نہیں ہے تو علت نہیں ہوگا۔ الغرض قیاس کے لیے علت ضروری ہے اور علت کے لیے اثر ضروری ہے۔ پھر قیاس کی دو اقسام ہیں: (۱) قیاس جلی، (۲) قیاس خفی۔ قیاس خفی کا دوسرا نام استحسان ہے۔ جب لفظ استحسان بولا جائے تو اس سے مراد قیاس خفی ہوتا ہے اور جب لفظ قیاس بولا جائے تو اس سے مراد قیاس جلی ہوتا ہے۔ اس طرح استحسان قیاس کا نام ہے تو نہ تو حجتوں میں اضافہ ہوا اور نہ ان کی باہم تقدیم و تاخیر میں کوئی مضائقہ ہے۔

(۲) استحسان کی صورتیں:

استحسان کا لغوی معنی ہے کسی چیز کو اچھا شمار کرنا، جبکہ فقہاء کی اصطلاح میں وہ قیاس خفی ہے جس کا اثر قوی ہو۔

قیاس جلی کے مقابلہ میں اثر (حدیث) اجماع، ضرورت اور قیاس خفی استحسان کی چار صورتیں ہیں اور جب قیاس جلی کے خلاف ہوں تو قیاس کو ترک کر کے استحسان پر عمل کیا جاتا ہے۔

اثر کی مثال:

مثلاً بیع سلم کا جواز، بیع سلم میں ثمن نقد لیتے ہیں اور مبیع کے لیے مدت مقرر کی جاتی ہے، یہ بات قیاس کے خلاف ہے، کیونکہ جب مبیع موجود نہیں تو بیع جائز نہیں ہونی چاہیے لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من وسلم عنکم فلیسلم فی کیل معلوم۔

اجماع کی مثال:

استصناع یعنی کوئی چیز بنوانا مثلاً آپ جوتا تیار کراتے ہیں بنانے والے سے طے کر کے سودا ہو جاتا ہے مگر ابھی جوتا موجود نہیں ہے بلکہ تیار کیا جائے گا۔ قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ بیع ناجائز ہو، کیونکہ مبیع معدوم ہے مگر اس پر اجماع امت ہو گیا کہ ایسا کرنا جائز ہے۔ لہٰذا یہ استحسان پر عمل کرتے ہوئے قیاس کو ترک کیا جائے گا۔

H_M_Hasnain_Asadi

ضرورت کی مثال:

برتنوں اور حوضوں وغیرہ کو پاک کرنا قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ تمام پانی ختم ہو جائے اور ایک بوند بھی باقی نہ رہے تب یہ پاک ہوں گے مگر ایسا کرنا ناممکن ہے۔ لہٰذا قیاس کو ترک کر کے استحسان پر عمل کیا جائے گا۔

قیاس خفی کی مثال:

سجدہ اور رکوع دونوں میں تعظیم پائی جاتی ہے اور سجدہ کا مقصد بھی تعظیم ہے۔ لہٰذا قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ رکوع میں سجدہ تلاوت کی نیت کی جائے تو اس طرح سجدہ تلاوت ادا ہو جائے گا مگر قیاس خفی کا تقاضا یہ ہے کہ اس طرح یہ سجدہ ادا نہ ہو، کیونکہ ہمیں سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے جبکہ رکوع اور سجدہ دونوں الگ الگ عمل ہیں اور یہ استحسان ہے۔

سوال نمبر 4: واذا قامت المعارضة كان السبيل فيه الترجيح وهو عبارة عن فضل احد المثلين على الأخر وصفا حتى قالوا ان القياس لا يترجح بقياس اٰخر و كذلك الكتاب والسنة

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور معارضہ خالصہ فی حکم الاصل کی مثال دے کر وضاحت کریں؟

(۲) وجوہ ترجیح کتنی اور کون کون سی ہیں؟ ہر ایک کی تشریح سپرد قلم کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ عبارت: اور جب معارضہ قائم ہو جائے تو اس میں چھٹکارے کی راہ ترجیح ہے اور ترجیح احد المثلین کو آخر پر وصف کے اعتبار سے فضیلت دینا ہے حتیٰ کہ اہل اصول نے کہا کہ ایک قیاس دوسرے قیاس کی وجہ سے راجح نہ ہوگا اور اسی طرح کتاب وسنت بھی۔

معارضہ خالصہ کی تعریف اور اس کی اقسام:

معارضہ خالصہ وہ ہے جس میں مناقضہ نہ ہو۔ اس کی دو اقسام ہیں:

(i) حکم فرعہ میں معارضہ:

یہ معارضہ درست ہے: اس کی مثال یوں پیش کی جا سکتی ہے کہ کوئی معترض کہے کہ ہمارے پاس ایسی دلیل ہے جو اس حکم کے خلاف ہے جو تم نے مقیس میں ثابت کیا ہے مثلاً امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: وضو میں مسح رکن ہے تو جس طرح دھونے میں تثلیث سنت ہے اسی طرح مسح میں بھی تثلیث (تین بار مسح کرنا) سنت ہے۔

ہم بطور معارضہ کہتے ہیں کہ سر کا مسح، مسح ہے۔ لہٰذا اس میں تثلیث سنت نہیں ہے جس طرح موزوں کے مسح میں تثلیث سنت نہیں تو انہوں نے رکنیت کو علت بنا کر مسح کو اعضاء کے دھونے پر قیاس کیا اور ہم نے

H_M_Hasnain_Asadi

دوسری علت کے ذریعے اس حکم کے خلاف ثابت کیا یعنی ہم نے دوسری علت کے ذریعے فرع کے حکم کو بدل دیا۔

(ii) علت اصل میں معارضہ ہو:

یہ معارضہ باطل ہے۔ مقیس علیہ کی علت میں معارضہ ہے اس کو مفارقہ بھی کہا جاتا ہے یعنی معترض کہے کہ میرے پاس ایسی دلیل ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مقیس علیہ کی علت کوئی اور چیز ہے جو فرع میں نہیں پائی جائے گی۔ مثلاً ہمارے نزدیک لوہے کی لوہے کے عوض میں بیع میں علت اس کا موزون ہونا ہے اور جب وزن کی جانے والی چیز اپنی ہم جنس کے مقابلہ میں ہو تو تفاضل کے ساتھ بیع ناجائز ہوتی ہے جس طرح سونے اور چاندی کی بیع کا حکم ہے۔

اس پر حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے معارضہ پیش کیا کہ احناف نے مقیس علیہ میں حرمت تفاضل کی علت وزن کو قرار دیا مگر ہمارے نزدیک اس کی علت ثمنیت ہے اور یہ علت فرع میں نہیں پائی جاتی۔

(۲) وجوہ ترجیح کی تعداد اور ان کی وضاحت:

وجوہ ترجیح چار ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(i)۔ قوت اثر:

مطلب یہ ہے کہ قیاس کا اثر اقویٰ ہو تو اسے استحسان پر ترجیح ہوگی اور استحسان کا اثر اقویٰ ہو تو اسے قیاس پر ترجیح ہوگی جس طرح سجدہ تلاوت کی مثال مذکور ہوئی ہے۔

(ii)۔ مشہود بہ حکم پر وصف کی قوت ثبات:

یعنی دو قیاسوں میں سے ایک کا وصف دوسرے قیاس کے وصف کے مقابلہ میں زیادہ لازم ہو مثلاً سر کے مسح میں حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تکرار (تثلیث) سنت ہے اور اس کو وہ اعضاء کے دھونے پر قیاس کرتے ہیں، ان کے نزدیک علت رکنیت ہے جبکہ ہمارے نزدیک اس کی علت مسح ہے اور مسح میں تخفیف ہوتی ہے۔

(iii)۔ ترجیح بکثرت الاصول:

ایک وصف کے لیے ایک اصل ہو اور دوسرے وصف کے لیے دو یا زیادہ اصول ہوں تو کثرت اصول والے وصف اور قیاس کو ترجیح ہوگی۔ مثلاً حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسح میں تثلیث کو سنت قرار دیا

H_M_Hasnain_Asadi

اور اس کی علت رکنیت کو قرار دیا اس سلسلہ میں اصل صرف ایک ہے اور وہ غسل ہے۔

ہمارے نزدیک سر کے مسح میں عدم تثلیث یا عدم تکرار کی علت مسح ہے اور اس کے کئی اصول ہیں مثلاً تیمم، موزوں پر مسح اور پٹی پر مسح وغیرہ۔

(iv)۔ ترجیح بالعدم:

جب علت نہ پائی جائے تو حکم بھی نہیں پایا جائے گا اس کو عکس وطرد کہتے ہیں۔ یعنی جب علت پائی جائے تو حکم پایا جائے گا تو یہ عکس ہے۔

مگر وجوہ ترجیح میں سے یہ وجود میں سے یہ وجہ کمزور ترین ہے، کیونکہ عدم کے ساتھ کوئی حکم متعلق نہیں ہوتا۔ البتہ جب کسی وصف کی بنیاد پر حکم پایا جائے پھر اس علت کے معدوم ہو جانے سے حکم معدوم ہو جائے یہ اس وصف سے زیادہ واضح ہے جس کے معدوم ہونے سے حکم معدوم نہ ہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) پاکستان

الشهادة العالية السنة الأولى للطلاب الموافق سنة ۱۴۳۹ھ/2018ء

چوتھا پرچہ: فقہ

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: سوال نمبر 1 لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: النكاح ينعقد بالايجاب والقبول بلفظين يعبر بهما عن الماضي لان الصيغة وان كانت للاخبار وضعا فقد جعلت للانشاء شرعا دفعا للحاجة وينعقد بلفظين يعبر باحدهما عن الماضي وبالاخر عن المستقبل مثل ان يقول زوجني فتقول زوجتك لان هذا توكيل بالنكاح والواحد يتولى طرفي النكاح على ما نبينه ان شاء الله تعالى

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں' نیز نکاح کا لغوی و اصطلاحی معنی اور ان کے درمیان مناسبت تحریر کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(۲) وضاحت کریں کہ درج ذیل میں سے کن الفاظ کے ساتھ نکاح ہو جاتا ہے اور کن الفاظ کے ساتھ نکاح نہیں ہوتا؟ ۱۰×۲=۲۰

التزويج، الهبة، التمليك، الصدقة، البيع، الاجارة، الاباحة، الاحلال، الاعارة، الوصية

سوال نمبر 2: قال لايحل للرجل ان يتزوج بامه ولا بجداته من قبل الرجال والنساء لقوله تعالى حرمت عليكم امهاتكم وبناتكم والجدات امهات اذ الام هي الاصل لغة اوثبت حرمتهن بالاجماع قال ولا ببنته لماتلونا ولا بنت ولده وان سفلت للاجماع

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور اس میں مذکور مسئلہ کی وضاحت کریں؟ ۸+۷=۱۵

(۲) عورتوں سے نکاح حرام ہونے کے نو (۹) اسباب ہیں، آپ ان میں سے صرف پانچ کے نام لکھیں؟ ۱۵

سوال نمبر 3: (واذا اختلط اللبن بالماء واللبن هو الغالب تعلق به التحريم وان غلب الماء لم يتعلق به التحريم)

(وان اختلط بالطعام لم يتعلق به التحريم وان كان اللبن غالبا)

H_M_Hasnain_Asadi

(۱) دونوں عبارات کا ترجمہ کریں اور اگر دونوں کے حکم میں فرق ہے تو اس کی وجہ قلمبند کریں؟ ۸+۷=۱۵

(۲) دوسرے مسئلہ میں امام ابوحنیفہ اور صاحبین علیہم الرحمہ کا اختلاف مع الدلائل سپرد قلم کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 4: ویقع طلاق کل زوج اذا کان عاقلا بالغا ولا یقع طلاق الصبی والمجنون والنائم لقوله علیه السلام کل طلاق جائز الاطلاق الصبی والمجنون ولان الاهلیة بالعقل الممیز وهما عدیما العقل والنائم عدیم الاختیار وطلاق المکره واقع

(۱) عبارت پر اعراب لگائیں اور اس میں موجود مسئلہ کی وضاحت کریں؟ ۸+۷=۱۵

(۲) مکرہ کی طلاق کے واقع ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں اختلاف ائمہ مع الدلائل تحریر کریں؟ ۱۵

☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2018ء

چوتھا پرچہ: فقہ

سوال نمبر 1: النکاح ینعقد بالایجاب والقبول بلفظین یعبر بهما عن الماضی لان الصیغة وان کانت للاخبار وضعا فقد جعلت للانشاء شرعا دفعا للحاجة وینعقد بلفظین یعبر باحدهما عن الماضی وبالاخر عن المستقبل مثل ان یقول زوجنی فیقول زوجتك لان هذا توکیل بالنکاح والواحد یتولی طرفی النکاح علی ما نبینه ان شاء الله تعالیٰ

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں، نیز نکاح کا لغوی واصطلاحی معنی اوران کے درمیان مناسبت تحریر کریں؟

(۲) وضاحت کریں کہ درج ذیل میں سے کن الفاظ کے ساتھ نکاح ہوجاتا ہے اور کن الفاظ کے ساتھ نکاح نہیں ہوتا؟

التزویج، الهبة، التملیك، الصدقة، البیع، الاجارة، الاباحة، الاحلال، الاعارة، الوصیة

جواب: (۱) ترجمہ عبارت: نکاح ایجاب وقبول کے ذریعے ایسے دولفظوں سے منعقد ہوجاتا ہے جنہیں صیغہ ماضی سے بیان کیا جائے، کیونکہ اگرچہ صیغہ ماضی کو خبر دینے کے لیے وضع کیا گیا ہے، مگر دفع حاجت کے پیش نظر اسے شرعاً انشاء کے لیے متعین کرلیا گیا اور دو ایسے الفاظ سے بھی نکاح منعقد ہوجاتا ہے جن میں سے ایک کو بصیغہ ماضی اور دوسرے کو مستقبل کے صیغے سے بیان کیا جائے، مثلاً مرد زوجنی (تو مجھ سے

نکاح کرے) کہے، پھر اس پر عورت زوجتك (میں نے تجھ سے نکاح کرلیا) کہے، اس لیے کہ (زوجنی کہنا) نکاح کا وکیل بناتا ہے۔ شخص واحد نکاح طرفین (ایجاب وقبول) کا متولی ہوسکتا ہے، جیسا کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اسے بیان کریں گے۔

نکاح کا لغوی واصطلاحی معنیٰ:

لفظ "نکاح" کا لغوی معنیٰ ہے: ملانا، ضم کرنا۔ اس کا اصطلاحی معنیٰ ہے: هو عقد يفيد ملك المتعة یعنی نکاح ایک ایسا عقد ہے جس کے ذریعے انسان ملک بضعہ کا مالک قرار پاتا ہے۔ پھر نکاح کا لغوی معنیٰ جماع کی طرف منتقل کردیا گیا جبکہ شرعی واصطلاحی معنی زوجین کا اپنے باہمی معاملہ میں متفق ہوجانے کا نام ہے اور نکاح کے بعد انسان ہر شکل میں ملک بضعہ ادا کر کے استفادہ ومنفعت کا حقدار بن جاتا ہے۔ ہماری اس بحث سے لفظ "نکاح" کے دونوں معانی کے درمیان مناسبت بھی عیاں ہوجاتی ہے۔

(۲) وہ الفاظ جن سے نکاح منعقد ہوجاتا ہے اور جن سے منعقد نہیں ہوتا:

مذکورہ الفاظ کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے، کچھ ایسے ہیں جن کے استعمال سے نکاح منعقد ہوجاتا ہے اور دوسرے الفاظ سے نکاح منعقد نہیں ہوتا۔

۱- وہ الفاظ جن سے نکاح منعقد ہوجاتا ہے، وہ درج ذیل ہیں:

التزويج، الهبة، التمليك، الصدقة، البيع

۲- جن الفاظ سے نکاح منعقد نہیں ہوسکتا وہ حسب ذیل ہیں:

الاجارة، الاباحة، الاحلال، الاعارة، الوصية

سوال نمبر 2: قال لا يحل للرجل ان يتزوج بامه ولا بجداته من قبل الرجال والنساء لقوله تعالىٰ حرمت عليكم امهاتكم وبناتكم والجدات امهات اذ الام هي الاصل لغة اوثبت حرمتهن بالاجماع قال ولا ببنته لماتلونا ولا بنت ولده وان سفلت للاجماع

(۱) عبارت کا ترجمہ کریں اور اس میں مذکور مسئلہ کی وضاحت کریں۔

(۲) عورتوں سے نکاح حرام ہونے کے نو (۹) اسباب ہیں، آپ وہ بیان کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ عبارت: فرماتے ہیں: مرد کے لیے اپنی ماں، اور باپ اور ماں کی جانب سے جدات سے نکاح کرنا حلال نہیں ہے، کیونکہ ارشاد خداوندی ہے: تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں حرام قرار دی گئی ہیں اور جدات بھی مائیں ہیں، اس لیے کہ لغت میں اصل کو ماں کہتے ہیں، یا جدات کی حرمت اجماع سے ثابت ہے۔ ہماری تلاوت کردہ قرآنی آیت کی وجہ سے مرد کے لیے اپنی بیٹی سے نکاح کرنا بھی حلال نہیں ہے، اور نہ ہی اپنی پوتی سے نکاح کرنا حلال ہے، ہر چند کہ وہ نیچے درجے کی ہو اور یہ حرمت اجماع

سے ثابت ہے۔

عبارت کے مسئلہ کی وضاحت:

اس عبارت میں ان عورتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے جن سے مرد نکاح نہیں کرسکتا اور یہ نکاح حرام ہے۔ ان خواتین کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) ماں، (۲) باپ اور ماں کی طرف سے جدات، (۳) اپنی بیٹیوں، (۴) اپنی پوتی، (۵) اپنی بہن، (۶) اپنی حقیقی بھانجیوں، (۷) اپنی بھتیجیوں، (۸) اپنی حقیقی پھوپھی، (۹) اپنی خالہ، (۱۰) بھائیوں کی بیٹیوں۔

(۲) عورتوں سے نکاح حرام ہونے کے اسباب:

عورتوں سے نکاح حرام ہونے کے نو (۹) اسباب ہیں جو حسب ذیل ہیں:

(۱) قرابت، (۲) مصاہرت، (۳) رضاعت، (۴) جمع بین الاختین، (۵) آزاد عورت کی موجودگی میں کنیز سے نکاح، (۶) غیر کی معتدہ وغیرہ سے نکاح، (۷) مشرکہ سے نکاح، (۸) منکوحہ کا مالک ہونا، (۹) مطلقہ ثلاثہ سے بدون حلالہ نکاح کرنا۔

سوال نمبر3: (واذا اختلط اللبن بالماء واللبن هو الغالب تعلق به التحريم وان غلب الماء لم يتعلق به التحريم)

(وان اختلط بالطعام لم يتعلق به التحريم وان كان اللبن غالبا)

(۱) دونوں عبارات کا ترجمہ کریں اور اگر دونوں کے حکم میں فرق ہے تو اس کی وجہ قلمبند کریں؟

(۲) دوسرے مسئلہ میں امام ابوحنیفہ اور صاحبین علیہم الرحمہ کا اختلاف مع الدلائل سپرد قلم کریں؟

جواب: (۱) عبارات کا ترجمہ:

اور جب دودھ اور پانی مل جائیں جبکہ دودھ غالب ہو تو حرمت (رضاعت) ثابت ہوگی اور پانی غالب ہونے کی صورت میں حرمت ثابت نہیں ہوگی۔

اور اگر دودھ کھانے میں مل جائے تو حرمت (رضاعت) ثابت نہیں ہوگی خواہ دودھ غالب ہو۔

عباوات کے مسائل کی وضاحت:

دونوں عبارات میں دو مسائل بیان کیے گئے ہیں اور ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ اگر عورت کا دودھ پانی میں ملا کر بچے کو پلایا جائے، اگر دودھ غالب یا زیادہ جبکہ پانی کم مقدار میں ہو تو حرمت (رضاعت) ثابت ہوجائے گی۔ اگر پانی غالب اور دودھ کم مقدار میں ہو تو حرمت کا حکم نافذ نہیں ہوگا۔

H_M_Hasnain_Asadi

۲- اگر دودھ کھانے میں شامل کیا گیا، وہ کھانا بچے کو کھلایا گیا تو حرمت (رضاعت) ثابت نہیں ہوگی خواہ دودھ زیادہ اور کھانا کم یا اس کے برعکس ہو۔

(۲) دوسرے مسئلہ میں مذاہب آئمہ:

اگر دودھ کھانے کے ساتھ مل گیا تو خواہ وہ غالب ہو یا مغلوب بہر دو صورت امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اس سے حرمت و رضاعت ثابت نہیں ہوگی، حضرات صاحبین رحمہا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر دودھ غالب ہے اور طعام مغلوب ہے تب تو اس سے حرمت و رضاعت کا ثبوت ہوگا، ورنہ نہیں ہوگا۔ صاحب کتاب نے صاحبین کے قول کا محمل یہ بیان کیا ہے کہ اس سے مراد کچا دودھ ہے' کیونکہ اگر دودھ کو آگ پر پکایا جائے تو بالاتفاق اس سے حرمت کا ثبوت نہیں ہوتا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل یہ ہے ہم نے حرمت کا دارومدار نشوونما پر موقوف کر رکھا ہے اور نشوونما کا تعلق غذا سے ہے اور یہ بات بھی اپنی جگہ مسلم ہے کہ غذا کے سلسلہ میں کھانا اصل اور دودھ فرع اور اس کے تابع ہے اور چونکہ تابع کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا، اس لیے صورت مسئلہ میں نشوونما کا تعلق براہ راست کھانے سے ہوگا، دودھ سے نہیں ہوگا۔ جب نشوونما کا تعلق دودھ سے نہیں ہوگا ہو، تو اس سے حرمت بھی متعلق نہیں ہوگی، خواہ وہ غالب ہو یا مغلوب۔

سوال نمبر 4: وَيَقَعُ طَلَاقُ كُلِّ زَوْجٍ إِذَا كَانَ عَاقِلًا بَالِغًا وَلَا يَقَعُ طَلَاقُ الصَّبِيِّ وَالْمَجْنُوْنِ وَالنَّائِمِ لِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ كُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ إِلَّا طَلَاقُ الصَّبِيِّ وَالْمَجْنُوْنِ وَلِأَنَّ الْأَهْلِيَّةَ بِالْعَقْلِ الْمُمَيِّزِ وَهُمَا عَدِيْمَا الْعَقْلِ وَالنَّائِمِ عَدِيْمُ الْإِخْتِيَارِ وَطَلَاقُ الْمُكْرَهِ وَاقِعٌ

(۱) عبارت پر اعراب لگائیں اور اس میں موجود مسئلہ کی وضاحت کریں؟

(۲) مکرہ کی طلاق کے واقع ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں اختلاف ائمہ مع الدلائل تحریر کریں؟

جواب: (۱) عبارت پر اعراب اور مسئلہ کی وضاحت:

عبارت پر اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور مسئلہ کی وضاحت درج ذیل ہے:

اس عبارت میں کئی مسائل بیان کیے گئے ہیں، پہلے مسئلہ کا حاصل یہ ہے کہ وقوع طلاق کے لیے شوہر کا عاقل اور بالغ ہونا ضروری ہے۔ اگر عاقل بالغ شوہر طلاق دیتا ہے تو کسی شک وشبہ کے بغیر اس کی طلاق واقع ہو جائے گی لیکن اگر کوئی بچہ یا پاگل یا سویا ہوا شخص طلاق دیتا ہے تو ان میں سے کسی کی بھی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ اس کی دلیل یہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ہر شوہر کی طرف سے دی جانے والی طلاق واقع ہو جاتی ہے سوائے بچے اور پاگل کی طلاق کے کہ ان کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

اس مسئلہ میں عقلی دلیل یہ ہے کہ طلاق ایک شرعی تصرف ہے اور تصرف کے لیے اہلیت ضروری ہے اور

H._M._Hasnain_Asadi

اہلیت کے لیے عقل وخرد ضروری ہے جبکہ صورتحال یہ ہے کہ بچہ بالکل ہی ناسمجھ ہوتا ہے اور مجنون عقل وخرد سے کرکھا جاتا ہے، سویا ہوا شخص اگرچہ عقل رکھتا ہے مگر بحالت نوم اس کی عقل بھی سو جاتی ہے اور وہ تمیز و اختیار سے عاری ہوتا ہے۔ اس لیے یہ بھی بچے اور مجنون کی صف میں آ کھڑا ہوتا ہے۔ چونکہ بچہ اور مجنون کی طلاق واقع نہیں ہوتی، لہٰذا اس کی بھی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

(۲) طلاق مکرہ میں مذاہب:

ایک مسئلہ طلاق مکرہ (وہ شخص ہے جسے کوئی زورآور انسان اپنی منکوحہ کو طلاق دینے پر مجبور کرے اور نہ دینے کی صورت میں جان سے ماردینے کی دھمکی دے) کا ہے، اس کی دی ہوئی طلاق کے وقوع اور عدم وقوع کے بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ حضرات صحابہ میں سے ایک بڑی جماعت اور فقہاء احناف طلاق مکرہ کو واقع اور درست مانتے ہیں، جبکہ آئمہ ثلاثہ اور بعض صحابہ مکرہ کی دی ہوئی طلاق کو نہ تو واقع مانتے ہیں اور نہ ہی صحیح کہتے ہیں۔

آئمہ ثلاثہ کی دلیل یہ ہے کہ طلاق دینا ایک شرعی تصرف ہے جس کے لیے اظہار رائے کی آزادی اور ادائیگی مافی الضمیر کا اختیار ضروری ہے، جبکہ مکرہ ہر طرح کے اختیار سے روکا جاتا ہے اور چونکہ اختیار ہی سے شرعی تصرف معتبر ہوتے ہیں، اس لیے غیر مختار شخص کا تصرف یعنی اس کی دی ہوئی طلاق کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا اور وہ واقع نہیں ہوگی۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالية السنة الأولیٰ للطلاب الموافق سنة۱۴۳۹ھ/2018ء

پانچواں پرچہ: عربی ادب وبلاغت

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: قسم اول کے دونوں سوال جبکہ قسم ثانی سے کوئی دوسوال حل کریں۔

﴿قسم اوّل......عربی ادب﴾

سوال نمبر 1: درج ذیل میں سے کسی پانچ اجزاء کا ترجمہ کریں؟ ۵×۸=۴۰

(الف) فطفقت اجوب طرقاتها مثل الهائم واجول فی حوماتها جولان الحائم وارود فی مسارح لمحاتی ومسایح غدواتی وروحاتی

(ب) وامکنک ان تواسی فما اسیت تؤثر فلما توعیه علی ذکر تعیه وتختار قصر اتعلیه علی برتولیه وترغب عن هاد تستهدیه

(ج) ثم قال لی ادن فکل وان شئت فقم وقل فالتفت الی تلمیذه وقلت عزمت علیک بمن یستدفع به الاذی لتخبرنی من ذا

(د) یتحلی برواء ورواية ومدارة ودراية و بلاغة رائعة وبديهة مطاوعة وآداب بارعة وقدم لاعلام العلوم فارعة

(ہ) نفسی الفداء لثغر راق مبسمه وزانه شنب ناهیك من شنب یفترعن لؤلؤ رطب وعن برد وعن اقاح وعن طلع وعن حبب

(و) واقبلت یوم جد البین فی حلل سود تعض بنان النادم الحصر فلاح لیل علی صبح اقلهما غصن وضرست البلور بالدرر

(ز) فاویت لمفاقره ولویت الی استنباط فقره فابرزت دینارا وقلت له اختبارا ان مدحته نظما فهو لك حتما

سوال نمبر 2: درج ذیل میں سے کسی پانچ الفاظ کے معانی تحریر کریں؟ ۲×۵=۱۰

(الف) مضغة، (ب) ناد رحیب، (ج) اهبة السیاحة (د) خز عبلاته، (ہ) صحاف الالوان، (و) التضاغن، (ز) الوبل

H_M_Hasnain_Asadi

﴿قسم ثانی...... بلاغت﴾

سوال نمبر 3: الفصاحة هي في الاصل تنبيء عن الابانة والظهور يوصف بها المفرد مثل كلمة فصيحة والكلام مثل كلام فصيح و قصيدة فصيحة قيل المراد بالكلام ماليس بكلمة ليعم المركب الاسنادى وغيره

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ ۷+۸=۱۵

(ب) خط کشیدہ عبارت سے شارح ایک اعتراض بیان کر رہے ہیں آپ اعتراض اور اس کے جواب کی وضاحت کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 4: والبلاغة في الكلام مطابقته لمقتضى الحال مع فصاحته اى فصاحة الكلام

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں، نیز حال اور مقتضی الحال میں سے ہر ایک کی وضاحت کریں؟ ۱۵=۱۰+۵

(ب) "وهو اى مقتضى الحال مختلف فان مقامات الكلام متفاوته" مذکورہ دعویٰ کو دلیل سے ثابت کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 5: تنبيه: على تفسير الصدق والكذب الذى قد سبق اشارة ما اليه فى قوله تطابقه او لا تطابقه اختلف القائلون بانحصار الخبر فى الصدق والكذب فى تفسيرهما .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ خبر صدق و کذب میں منحصر ہے یا نہیں؟ اقوال محققین سپرد قلم کریں؟ ۱۵=۱۰+۵

(ب) صدق خبر اور کذب خبر کی تعریف میں کتنے اور کون کون سے اقوال ہیں؟ قائلین کے ناموں سمیت ذکر کریں۔ ۱۰

☆☆☆☆☆☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2018ء

پانچواں پرچہ: عربی ادب وبلاغت

حصہ اوّل: عربی ادب

سوال نمبر 1: درج ذیل اجزاء کا ترجمہ کریں؟

(الف) فطفقت اجوب طرقاتها مثل الهائم واجول فی حوماتها جولان الحائم وارود فی مسارح لمحاتی ومسایح غدواتی وروحاتی

(ب) وامكنك ان تواسی فما أسيت تولر فلسنا توعيه على ذكر تعيه وتختار قصر العليه على بزتوليه وترغب عن هاد تستهديه

(ج) لم قال لی ادن فكل وان شئت فقم وقل فالتفت الى تلميذه وقلت عزمت عليك بمن يستدفع به الاذى لتخبرنی من ذا

(د) يتحلى برواء و رواية ومدارة ودراية و بلاغة رائعة وبديهة مطاوعة وآداب بارعة وقدم لاعلام العلوم فارعة

(ه) نفسی الفداء لثغر راق مبسمه وزانه شنب ناهيك من شنب يفتر عن لؤلؤ رطب وعن برد وعن اقاح وعن طلع وعن جبب

(و) واقبلت يوم جد البين فی حلل سود تعض بنان النادم الحصر فلاح ليل على صبح اقلهما غصن وضرست البلور بالدرر

(ز) فاويت لمفاقره ولويت الى استباط فقره فابرزت دينارا وقلت له اختبارا ان مدحته نظما فهو لك حتما

جواب: ترجمہ اجزاء:

(الف) چنانچہ میں نے چکر لگانا شروع کردیا اس کے راستوں میں حیران آدمی کی طرح اور گھومتا رہا اس کے اطراف میں پیاسے کی طرح، میں تلاش کر رہا تھا اپنی نگاہوں کی چراگاہوں اور اپنی صبح وشام کی سیاحت کی جگہوں میں۔

(ب) زمانہ نے تجھے قدرت دی کہ تو میری غمخواری کرے لیکن تو نے غمخواری نہیں کی۔ تو ترجیح دیتا ہے ایسے پیسوں کو جن کو جمع کرتا ہے ایسے ذکر پر جس کو تو یاد رکھ سکتا ہے، پسند کرتا ہے ایسے محل کو جسے تو بلند کرتا ہے

ایسی نیکی کے مقابلہ میں جس کو تو عطا کرتا ہے اور تو اعراض کرتا ہے ایسے ہدایت دینے والے سے جس سے تو ہدایت حاصل کرتا ہے۔

(ج) پھر اس نے مجھ سے کہا: قریب ہو جاؤ اور کھاؤ اگر چاہتے ہو تو کھڑے رہو اور کہو، چنانچہ میں نے اس کے شاگرد کی طرف دیکھا اور کہا: میں نے تجھے اس ذات کی قسم دی جس سے تکلیف کو دفع کرنا طلب کیا جاتا ہے تو مجھے ضرور بتائے گا کہ یہ کون ہے؟

(د) باوجود وہ آراستہ تھا حسن منظر اور روایت کے ساتھ، خاطر و تواضع اور دانائی کے ساتھ، خوشنما بلاغت کے ساتھ، موافقت اور فرمانبرداری کرنے والے برجستہ گفتگو کے ساتھ، بلند ترین آداب کے ساتھ اور علوم کے پہاڑوں پر چڑھنے والے قدم کے ساتھ۔

(ہ) (ا) میرا نفس فدا ہوا ایسے دانت پر جس کا منہ اچھا ہے اور مزین کیا ہے اسے ایسی چمک نے کہ وہ آپ کے لیے چمک سے کافی ہے۔ وہ تر موتی سے، اولے سے، گل بابونہ سے، کلی سے اور (پانی کے) بلبلہ سے ہنستا ہے۔

(و) (ا) پس وہ سیاہ لباس میں سامنے آئی جس دن جدائی واقع ہوئی اس حال میں کہ وہ پشیمان، گفتگو سے عاجز آدمی کی طرح (شرمندگی کی حالت میں) انگلیوں کے پوروں کو کاٹ رہی تھی۔ چنانچہ رات صبح پر ظاہر ہوئی، ان دونوں (رات و صبح) کو ایک ٹہنی نے اٹھایا ہوا تھا اور وہ بلور کو موتیوں سے کاٹ رہی تھی۔

(ز) اس کے فقر کی وجہ سے مجھے زخم آیا اور اس کے فقروں (جملوں) کے استنباط کی طرف میں مائل ہوا۔ چنانچہ میں نے ایک دینار نکالا اور امتحان کے طور پر اس سے کہا: اگر منظوم کلام میں اس کی مدح کریں گے تو یقیناً یہ آپ کا ہوگا۔

سوال نمبر 2: درج ذیل میں سے کسی پانچ الفاظ کے معانی تحریر کریں؟

(۱) مضغة، (۲) اهبة السياحة (۳) خزعبلاته، (۴) صحاف الالوان، (۵) التضاغن، (۶) الوبل

جواب: الفاظ کے معانی:

(۱) گوشت کا ٹکڑا، (۲) سیر کا سامان، (۳) اپنی فضول باتوں، (۴) رنگین پرات، (۵) ایک دوسرے کو دھوکہ دینا، (۶) تیز بارش

﴿حصہ دوم: بلاغت﴾

سوال نمبر 3: اَلْفَصَاحَةُ هِيَ فِي الْاَصْلِ تُنْبِئُ عَنِ الْإِبَانَةِ وَالظُّهُوْرِ يُوْصَفُ بِهَا الْمُفْرَدُ مِثْلُ كَلِمَةٍ فَصِيْحَةٍ وَّالْكَلَامُ مِثْلُ كَلَامٍ فَصِيْحٍ وَ قَصِيْدَةٍ فَصِيْحَةٍ قِيْلَ الْمُرَادُ بِالْكَلَامِ مَا

H_M_Hasnain_Asadi

لَيْسَ بِكَلِمَةٍ لِيَعُمَّ الْمُرَكَّبُ الْإِسْنَادِيُّ وَغَيْرَهُ

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(ب) خط کشیدہ عبارت سے شارح ایک اعتراض بیان کررہے ہیں آپ اعتراض اور اس کے جواب کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور ترجمہ:

اعراب اوپر لگادیے گئے ہیں اور ترجمہ حسب ذیل ہے:

فصاحت دراصل ظہور سے خبر دینا ہے کہ مفرد کی صفت واقع ہو جیسے کلمة فصيحة (فصیح کلمہ) اور کلام کی صفت واقع ہو جیسے کلام فصيح، قصيدة فصيحة۔ اگر کہا جائے کہ کلام سے مراد ہے کلمہ نہ ہو، تو یہ تعریف مرکب اسنادی وغیرہ کو شامل ہو جائے گی۔

(ب) اعتراض اور جواب:

بلاشبہ خط کشیدہ عبارت ایک سوال کا جواب ہے، وہ سوال اور اس کا جواب حسب ذیل ہے:

اعتراض: یہ ہے کہ جس طرح مفرد، کلام اور متکلم فصاحت کے ساتھ متصف ہوتے ہیں اسی طرح مرکب غیر مفید، مرکب غیر ناقص اور مرکب اسنادی بھی کلام کے ساتھ متصف ہوتے ہیں جبکہ مصنف نے اس بارے میں سکوت فرمایا ہے؟

جواب: مصنف کی طرف سے علامہ خلخالی جواب دیتے ہیں کہ کلام سے مراد ماليس بكلمة ہے، یہ تاویل اس لیے کی ہے تاکہ یہ تمام کو شامل ہو جائے یعنی مرکب غیر مفید، مرکب غیر ناقص اور مرکب اسنادی وغیرہ سب کو۔

سوال نمبر 4: والبلاغة في الكلام مطابقته لمقتضى الحال مع فصاحته اى فصاحة الكلام

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں، نیز حال اور مقتضی الحال میں سے ہر ایک کی وضاحت کریں؟

(ب) "وهو اى مقتضى الحال مختلف فان مقامات الكلام متفاوتة" مذکورہ دعویٰ کو دلیل سے ثابت کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: بلاغت فی الکلام ہے، یہ ہے کہ کلام فصاحت کے ساتھ مقتضی الحال کے مطابق ہو۔

حال اور مقتضی الحال کی وضاحت:

حال میں کلام کے وارد ہونے کے زمانہ کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ مقتضی الحال سے مراد وہ کلام ہے جو کیفیت مخصوصہ پر مشتمل ہو نہ کہ صرف کیفیات وخصوصیات ہیں، اس لیے کہ اگر مقتضی حال سے خصوصیات

H_M_Hasnain_Asadi

اور کیفیات مراد لیں تو مطلب یہ ہوگا کہ علم معانی وہ علم ہے جس کے ذریعے لفظ عربی کے کیفیات کو کیفیات کے مطابق بنایا جائے، یہ غلط ہے اس لیے کہ مطابق اور مطابق کا اتحاد لازم ہوتا ہے۔ شارح کہتے ہیں کہ میں نے اس بات کی صراحت مطول میں پیش کی ہے۔

(ب) مذکورہ دعویٰ کی دلیل:

کلام کا مقتضی الحال کے مطابق ہونا اس کے ساتھ فصیح ہونا بھی ضروری ہے جب کلام مقتضی حال کے مطابق بھی ہو اور فصیح ہو تو بلاغت متحقق ہو جائے گا۔ حال: اس امر کو کہا جاتا ہے جو متکلم کو اس بات کی دعوت دے کہ جس کے ذریعے سے اصل مراد کو ادا کرنا چاہتا ہے، اس میں کسی خصوصیت اور نکتے کا اعتبار کرے وہ خصوصیت مقتضی حال ہے مثلاً مخاطب کا منکر حکم ہونا ایک حال ہے، یہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ کلام کو مؤکد ذکر کیا جائے اور تاکید یہ خصوصیت اور نکتہ ہے اور نکتہ مقتضی حال کے مطابق ہے اور یہ کلام مؤکد اس جزی پر صادق آ رہا ہے۔ اہلِ معانی کہتے ہیں کہ جزی مطابق ہے کلی کا اور منطقی کہتے ہیں کہ کلی مطابق ہے جزیات کا۔

سوال نمبر 5: تنبیہ: علی تفسیر الصدق و الکذب الذی قد سبق اشارۃ ما الیہ فی قولہ تطابقہ او لا تطابقہ اختلف القائلون بانحصار الخبر فی الصدق و الکذب فی تفسیرھما۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ خبر صدق و کذب میں منحصر ہے یا نہیں؟ اقوال محققین سپرد قلم کریں؟

(ب) صدق خبر اور کذب خبر کی تعریف میں کتنے اور کون کون سے اقوال ہیں؟ قائلین کے ناموں سمیت ذکر کریں۔

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: یہ تنبیہ اس بات پر ہے کہ صدق اور کذب کے بارے میں جس طرح پہلے اشارہ گزر چکا ہے کہ وہ واقع کے مطابق ہو یا نہ ہو اس کی تفصیل میں اختلاف موجود ہے کہ خبر صدق اور کذب میں منحصر ہے یا نہیں۔

خبر صدق و کذب میں منحصر ہونے میں اقوال:

خبر کے صدق اور کذب میں منحصر ہونے میں اختلاف ہے۔ جمہور اور نظام معتزلی کا مؤقف ہے کہ خبر صدق اور کذب میں منحصر ہے اور ان کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہے۔ امام جاحظ کہتے ہیں کہ خبر صدق اور کذب کے مابین منحصر نہیں ہے بلکہ اس کے علاوہ ایک قسم موجود ہے جس کو لا صادق ولا کاذب کہا جاتا ہے۔

(ب) صدق اور کذب کی تعریف میں اقوال:

جس طرح خبر صدق و کذب میں اختلاف ہے اسی طرح صدق اور کذب کی تعریف میں بھی اختلاف ہے۔ اس بارے میں مشہور دو اقوال ہیں جو حسب ذیل ہیں:

H_M_Hasnain_Asadi

۱- جمہور کا مذہب: یہ ہے کہ صدق وہ خبر ہے جو واقع کے مطابق اور کذب وہ خبر ہے جو واقع کے مطابق نہ ہو۔
۲- نظام معتزلی کا مذہب: یہ ہے کہ صدق وہ خبر ہے جو مخبر کے اعتقاد کے موافق ہو اگرچہ خلاف واقع ہو اور کذب وہ ہے جو مخبر کے اعتقاد کے موافق نہ ہو اگرچہ واقع کے موافق ہو۔ چنانچہ "السماء تحتنا" اگر مخبر کے اعتقاد کے مطابق ہے تو صدق ہے حالانکہ یہ خلاف واقع ہے۔ اور "السماء فوقنا" اگر مخبر کے اعتقاد کے موافق نہیں ہے تو کذب ہے اگرچہ واقع کے مطابق ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

الاختبار السنوي النهائي تحت اشراف تنظيم المدارس (اهل السنة) باكستان

الشهادة العالية السنة الأولىٰ للطلاب الموافق سنة ۱۴۳۹ھ/2018ء

چھٹا پرچہ: عقائد و منطق

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: دونوں قسموں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

قسم اول......عقائد

سوال نمبر 1: ان النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا ضل احدكم (أى عن الطريق) أو اراد عونا وهو بأرض ليس فيها أنيس فليقل يا عباد الله أغيثوني، وفي رواية أعينوني فان لله عبادا لا ترونهم.

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں؟۱۰

(ب) استغاثہ کی تعریف کریں اور غیر اللہ سے استغاثہ کی مشروعیت کو دلائل سے ثابت کریں؟ ۱۵=۱۰+۵

سوال نمبر 2: أن رجلا قال يا رسول الله صلى الله عليه وسلم انه كان لي أبوان أبرهما في حال حياتهما فكيف لي ببرهما بعد موتهما؟ فقال صلى الله عليه وسلم ان من البر ان تصلي لهما مع صلاتك وأن تصوم لهما مع صيامك.

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں؟۱۰

(ب) قرآن وحدیث کی روشنی میں ایصال ثواب کی شرعی حیثیت پر ایک مدلل و جامع نوٹ سپرد قلم کریں؟۱۵

سوال نمبر 3: (الف) کیا حالت بیداری میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنا ممکن ہے؟ دلائل سے مزین اپنا مؤقف تحریر کریں؟۱۰

(ب) بدعت حسنہ و بدعت مذمومہ کی وضاحت کریں نیز میلاد شریف کے ثبوت پر سنت نبویہ سے کوئی ایک دلیل سپرد قلم کریں؟ ۱۵=۵+۱۰

قسم ثانی......منطق

سوال نمبر 4: المراد بالمقدمة ههنا ما يتوقف عليه الشروع في العلم.

(الف) اعراب لگائیں اور تشریح وتوضیح قلمبند کریں؟ ۱۰=۵+۵

H_M_Hasnain_Asadi

(ب) مقدمہ کتنے اور کون کون سے معانی میں استعمال ہوتا ہے اور یہاں کون سا معنی مراد ہے؟ اور کیوں؟ ۷+۳+۵=۱۵

سوال نمبر 5: اعلم أن المشهور فيما بين القوم أن العلم اما تصور أو تصديق والمصنف عدل عنه الى التصور الساذج والتصديق وسبب العدول عنه ورود الاعتراض على التقسيم المشهور من وجهين .

(الف) عبارت کا ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟ ۱۰

(ب) قسم الشيء اور قسیم الشيء کی وضاحت کریں' نیز علم کی مشہور تعریف پر وارد ہونے والا کوئی ایک اعتراض بیان کریں؟ ۸+۷=۱۵

سوال نمبر 6: فان قلت فعلى هذا يلزم أن يكون الكلمة مركبة لدلالة أصلها ومادتها على الحدث وهيئتها وصورتها على الزمان فيكون جزء ها دالا على جزء معناها .

(الف) اداۃ اور کلمہ کی وجہ تسمیہ بیان کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) عبارت میں موجود اعتراض اور اس کے جواب کی وضاحت قطبی کی روشنی میں قلمبند کریں؟ ۱۵

☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2018ء

چھٹا پرچہ: عقائد و منطق

﴿حصہ اوّل: عقائد﴾

سوال نمبر 1: ان النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا ضل احدكم (اى عن الطريق) أو أراد عونا وهو بأرض ليس فيها أنيس فليقل يا عباد الله أغيثوني، وفي رواية أعينوني فان لله عبادا لا ترونهم .

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں؟

(ب) استغاثہ کی تعریف کریں اور غیر اللہ سے استغاثہ کی مشروعیت کو دلائل سے ثابت کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث: بیشک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص راستہ بھول جائے یا وہ کسی کی مدد کا محتاج ہو جبکہ اس جگہ میں کوئی آدمی موجود نہ ہو، تو وہ یوں کہے: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ یوں کہے: تم میری مدد کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جنہیں تم دیکھ نہیں سکتے۔

H_M_Hasnain_Asadi

(ب) استغاثہ کی تعریف اور غیر اللہ سے استغاثہ کی مشروعیت:

استغاثہ کا مطلب یہ ہے کہ بندے کا کسی مصیبت اور مشکل میں واقع ہونے کے وقت کسی ایسی ہستی سے امداد اور دستگیری طلب کرنا جو اس کی حاجت پوری کرے اور مشکل آسان کرے۔

غیر اللہ سے استغاثہ واستمداد کے جواز میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں چند دلائل حسب ذیل ہیں:

۱-رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سورج قریب ہو جائے گا، یہاں تک کہ پسینہ نصف کان تک پہنچ جائے گا، لوگ اس حالت میں حضرت آدم علیہ السلام، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب کریں گے۔

تمام اہل محشر انبیاء کرام علیہم السلام سے مدد کرنے پر متفق ہوں گے، یہ اتفاق اس بنا پر ہوگا کہ اللہ تعالیٰ انہیں الہام کرے گا۔ یہ حدیث انبیاء کرام علیہم السلام سے دنیا اور آخرت میں توسل اور استعانت کے مستحب ہونے کی دلیل ہے۔

۲-حضرت امام طبرانی رحمہ اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص راستہ بھول جائے، یا امداد کا طالب ہو اور وہ ایسی زمین میں ہو جہاں کوئی دستگیری کرنے والا موجود نہ ہو تو وہ کہے: یا عباد اللہ! اغیثونی یعنی اے اللہ کے بندو! تم میری مدد کرو۔ ایک روایت کے مطابق یوں کہے: اعینونی یعنی تم میری مدد کرو، کیونکہ اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں، جنہیں تم نہیں دیکھتے۔

سوال نمبر 2: أن رجلا قال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان لی أبوان أبرھما فی حال حیاتھما فکیف لی ببرھما بعد موتھما؟ فقال صلی اللہ علیہ وسلم ان من البر أن تصلی لھما مع صلاتك وأن تصوم لھما مع صیامك۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں؟

(ب) قرآن وحدیث کی روشنی میں ایصال ثواب کی شرعی حیثیت پر ایک مدلل وجامع نوٹ سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث: ایک صحابی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے والدین زندہ تھے، میں ان کی زندگی میں ان کی خدمت کیا کرتا تھا۔ ان کی وفات کے بعد ان کی خدمت کیسے کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیکی میں سے یہ ہے کہ تم اپنی نماز کے ساتھ ان کے لیے نماز پڑھو اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کے لیے روزے رکھو۔

H_M_Hasnain_Asadi

(ب) قرآن وحدیث کی روشنی میں ایصال ثواب پر مدلل نوٹ:

قرآن وحدیث سے مسئلہ ایصال ثواب ثابت ہے، اپنے پیاروں کو اپنے نیک عمل سے ثواب پہنچانے کو ایصال ثواب کہتے ہیں۔ قرآن میں ہے کہ مسلمان اپنے متوفی بھائیوں کے لیے دعا کرتے ہیں، جوان کے لیے بہترین تحفہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ قبول کیا جاتا ہے اور پیاروں کی بخشش کا سامان بن جاتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے پیاروں کے لیے ایصال ثواب کیا کرتے تھے اور اس ایصال ثواب کی مختلف صورتیں تھیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ فوت ہوگئیں، وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میری والدہ کا انتقال ہوگیا ہے، کیا میں ان کی طرف سے کوئی صدقہ کروں تو انہیں پہنچے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں، عرض کیا: کس چیز کا صدقہ کروں؟ فرمایا: پانی کا۔ انہوں نے کنواں کھدوایا اور اپنی والدہ کے نام وقف کردیا۔ اس روایت سے ثابت ہوا کہ اپنے متوفی پیاروں کے نام ایصال ثواب جائز ہے۔

سوال نمبر 3: (الف) کیا حالت بیداری میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنا ممکن ہے؟ دلائل سے مزین اپنا مؤقف تحریر کریں؟

(ب) بدعت حسنہ و بدعت مذمومہ کی وضاحت کریں نیز میلاد شریف کے ثبوت پر سنت نبویہ سے کوئی ایک دلیل سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) بیداری میں زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ممکن ہونا:

بیداری میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ صرف ممکن بلکہ واقع بھی ہے، کیونکہ کثیر علماء و مشائخ کو بیداری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ اس سلسلہ میں متاخرین میں چندایک کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی

(۲) شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری

(۳) حضرت امام احمد رضا خاں قادری رحمہم اللہ تعالیٰ

بیداری میں زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ممکن ہونے کے بارے میں چند ایک دلائل حسب ذیل ہیں:

۱۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے خواب میں ہماری زیارت کی وہ عنقریب بیداری میں بھی ہماری زیارت کرے گا اور شیطان ہماری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔

H_M_Hasnain_Asadi

اس حدیث کی شرح میں محدثین کرام فرماتے ہیں کہ جو شخص خواب میں زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوتا ہے، وہ بیداری میں بھی یقیناً اس سعادت سے بہرہ ور ہوتا ہے، کیونکہ ارشاد نبوی جھوٹا نہیں ہو سکتا۔

امام المحدثین حضرت جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کو تہتر (۷۳) بار بیداری میں زیارت کا شرف حاصل ہوا، جب بھی زیارت ہوتی تو حضرت امام رحمہ اللہ تعالیٰ احادیث کی صحت وعدم صحت کے بارے میں سوال کرتے تھے اور اس کا جواب پاتے تھے۔

(ب) بدعت حسنہ اور بدعت قبیحہ:

بدعت حسنہ: بدعت حسنہ وہ نیا کام ہے جو قرآن وسنت کے موافق ہو اور آئمہ ہدایت اس کے قائل ہوں جیسے قرآن کریم کو مصحف میں جمع کرنا، اس پر اعراب لگوانا، رمضان میں نماز تراویح باجماعت ادا کرنا، مسافر خانے بنوانا، دینی مدارس کا قیام اور جدید انداز میں مساجد کی تعمیر اور ان کے مینار ومحراب وغیرہ وغیرہ۔ اس لیے یہ تمام چیزیں زمانۂ رسالت میں نہیں تھیں بلکہ بعد میں وجود میں آئیں اور ان کے عدم جواز پر کوئی بھی عالم فتویٰ نہیں دیتا۔

بدعت قبیحہ: وہ مذموم کام ہے جو قرآن وسنت کے موافق نہ ہو یا اجماع امت سے متصادم ہو، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد: کل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة اسی پر محمول ہے۔ مذموم بدعت حرام ہے اور اس سے احتراز لازم وواجب ہے۔

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سنت سے ثبوت:

محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواز سنت سے ثابت ہے۔ کثیر کتب حدیث میں یہ روایت مذکور ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بعد از ہجرت مدینہ طیبہ میں تشریف فرما ہوئے، وہاں کے یہود کو عاشورہ کے دن کا روزہ رکھے ہوئے پایا، آپ نے ان سے اس کی وجہ دریافت کیا تو انہوں نے جواب میں عرض کیا: یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات عطا کی تھی، ہم شکرانے میں عاشورہ کا روزہ رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے زیادہ حقدار ہیں، آپ نے عاشورہ کا روزہ خود رکھا اور مسلمانوں کو یہ روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ جس دن کسی قوم پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہوا ہو، اس دن کو بطور شکر خداوندی منانا چاہیے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سب سے بڑی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، پھر جس دن آپ کی ولادت باسعادت ہوئی اس دن میں بطور شکر خداوندی محفل میلاد منعقد کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں بلکہ یہ عمل جائز وبابرکت ہے۔

﴿حصہ دوم: منطق﴾

سوال نمبر 4: اَلْمُرَادُ بِالْمُقَدِّمَةِ هٰهُنَا مَا يَتَوَقَّفُ عَلَيْهِ الشُّرُوْعُ فِي الْعِلْمِ۔

(الف) اعراب لگائیں اور تشریح و توضیح قلمبند کریں؟

(ب) مقدمہ کتنے اور کون کون سے معانی میں استعمال ہوتا ہے اور یہاں کون سا معنی مراد ہے؟ اور کیوں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور توضیح و تشریح:

اعراب اوپر عبارت پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حسب ذیل ہے:

یہاں مقدمہ سے مراد وہ چیز ہے جس پر علم میں شروع ہونا موقوف ہوتا ہے۔

لفظ مقدمہ کے کئی معانی ہیں، ان میں سے ایک یہ امر ہے جس پر کسی علم میں شروع ہونا موقوف ہوتا ہے، یہاں یہی معنیٰ مراد ہے۔ علم میں شروع ہونا جن امور میں موقوف ہوتا ہے، وہ تین اشیاء ہیں:

(۱) اس علم کی تعریف، (۲) موضوع، (۳) غرض وغایت۔

(ب) مقدموں کی تعداد، ان کے معانی اور یہاں اس کا تعین:

لفظ "مقدمہ" کو دال کے فتحہ اور کسرہ دونوں طرح پڑھا جا سکتا ہے، کسرہ کی صورت میں اس کا مشتق منہ "قدم" بھی ہو سکتا ہے جو لازم کے معنیٰ میں ہے۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ مقدمہ اپنے جاننے والے کو اس پر مقدم کرنے والا ہے جو اس کو نہیں جانتا۔ جب دال کے فتحہ کے ساتھ پڑھا جائے گا تو اس کا مشتق منہ صرف "قدم" متعدی ہوگا اور معنیٰ ہوگا: آگے کیا ہوا، چونکہ مقدمہ کتاب کے آغاز میں ہوتا ہے اس لیے اس کو مقدمہ کہتے ہیں۔

مقدمہ کی تین اقسام ہیں:

۱- مقدمۃ الجیش: اس سے مراد جماعت کا وہ حصہ ہے جو میدان جنگ میں سب سے پہلے پہنچ جاتا ہے اور وہ پورے لشکر کے قیام، طعام اور سہولیات پہنچانے کے لیے انتظام کرتا ہے۔

۲- مقدمۃ العلم: ان امور کو کہا جاتا ہے جن پر علم کے مسائل کا سمجھنا موقوف ہوتا ہے مثلاً علم کی تعریف، موضوع اور غرض۔

۳- مقدمۃ الکتاب: کلام کے اس مجموعہ کو کہا جاتا ہے جو کتاب میں مذکور ہو اور اسے کتاب کے اصل مضمون سے پہلے ذکر کیا جائے۔

یہاں مقدمہ سے مراد مقدمۃ العلم ہے، کیونکہ مصنف نے اس میں علم منطق کی تعریف، موضوع اور غرض بیان کی ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

سوال نمبر 5: اعلم أن المشهور فيما بين القوم أن العلم اما تصور أو تصديق والمصنف عدل عنه الى التصور الساذج والتصديق وسبب العدول عنه ورود الاعتراض على التقسيم المشهور من وجهين .

(الف) عبارت کا ترجمہ وتشریح سپردقلم کریں؟

(ب) قسم الشیء اور قسیم الشیء کی وضاحت کریں، نیز علم کی مشہور تعریف پر وارد ہونے والا کوئی ایک اعتراض بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: تو جان کہ مناطقہ کے نزدیک علم کی مشہور دو قسمیں ہیں: (۱) تصور، (۲) تصدیق، مصنف نے اس تقسیم سے عدول (عدم اتفاق) کرتے ہوئے اس (علم) کی تقسیم کی ہے کہ اس کی دو اقسام ہیں: (۱) تصور ساذج، (۲) تصدیق۔ اس عدول کی وجہ دو اعتراضات سے بچنا ہے جو مشہور تقسیم پر وارد ہوتے تھے۔

تشریح وتوضیح:

یہ عبارت درحقیقت ایک سوال کا جواب ہے، اعتراض یہ ہے کہ مصنف نے علم کی مشہور تقسیم (تصور و تصدیق) کی مخالفت کرتے ہوئے تصور ساذج اور تصدیق میں تقسیم کیوں کیا؟ اس کا جواب یہ دیا ہے کہ علم کی مشہور تقسیم پر دو طرح سے اعتراض ہو سکتا تھا، مصنف نے ان اعتراضات سے بچتے ہوئے نئی تقسیم کی ہے۔

(ب) قسم الشیء اور قسیم الشیء کی وضاحت:

۱۔ قسم الشیء: یہ وہ چیز ہے جو شیء سے اخص ہو کر شیء میں داخل ہو جیسے اسم کلمہ کی ایک قسم ہے اور کلمہ سے اخص ہو کر کلمہ کے تحت داخل ہے۔

۲۔ قسیم الشیء: وہ چیز ہے جو شیء کے مقابل اور مبائن ہو اس طور پر کہ پھر وہ دونوں کسی تیسری چیز کے تحت داخل ہوں جیسے اسم فعل کے مقابل اور مبائن ہے پھر دونوں مل کر کلمہ کے تحت داخل ہیں۔

علم کی تعریف پر وارد ہونے والا ایک اعتراض:

علم کی مشہور تعریف اور اس کی تقسیم پر ہونے والا ایک اعتراض حسب ذیل ہے:

"وذالك لان التصديق الخ" سے اعتراض اول کا بیان ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ تصدیق سے آپ کی مراد کیا ہے؟ اگر تصدیق سے مراد تصور مع الحکم ہے جیسا کہ امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب ہے تو اس صورت میں قسم الشیء کا قسیم الشیء لازم آتا ہے، اس لیے کہ تصور مع الحکم علم کی قسم ہے۔ چونکہ علم اور تصور میں ترادف ہے تو تصور مع الحکم علم کی قسم ہے بالکل اسی طرح تصور کی بھی قسم ہوگی حالانکہ مشہور تقسیم میں تصور

H_M_Hasnain_Asadi

مع الحکم یعنی تصدیق کو تصور کا قسیم بنایا گیا ہے تو یہ تصدیق تصور کی بھی قسم ہے اور قسیم بھی ہے جو کہ ناجائز ہے۔

سوال نمبر 6: فان قلت فعلى هذا يلزم أن يكون الكلمة مركبة لدلالة أصلها ومادتها على الحدث وهيئتها وصورتها على الزمان فيكون جزء ها دالا على جزء معناها ـ

(الف) اداۃ اور کلمہ کی وجہ تسمیہ بیان کریں؟

(ب) عبارت میں موجود اعتراض اور اس کے جواب کی وضاحت قطبی کی روشنی میں قلمبند کریں؟

جواب: (الف) اداۃ اور کلمہ کی وجہ تسمیہ:

۱- اداۃ: اداۃ کا معنیٰ ہے آلہ چونکہ یہ بھی بعض الفاظ کو بعض کے ساتھ ملانے کا آلہ ہے اس لیے اس کو اداۃ کہا جاتا ہے۔ نحاۃ اسے حرف کہتے ہیں جیسے مِنْ، اِلیٰ۔

۲- کلمہ: اس کو کلمہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ کلم سے مشتق ہے جس کا معنیٰ ہے زخمی کرنا' چونکہ کلمہ زمانہ پر مشتمل ہوتا ہے اور زمانہ اپنے تجدد اور تغیر کی بنا پر لوگوں کی مرادوں کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے ان کے دلوں کو زخمی کرتا ہے۔

(ب) عبارت میں موجود اعتراض اور اس کا جواب:

اعتراض: آپ نے کلمہ کو مفرد کی قسم سے شمار کرتے ہوئے یوں فرمایا ہے کہ مفرد کی تین اقسام ہیں: (۱) اسم، (۲) کلمہ، (۳) اداۃ۔ آپ نے مفرد کی تعریف یوں کی ہے کہ لفظ کی جز معنیٰ کی جز پر دلالت نہ کرے جبکہ کلمہ کی جز معنیٰ کی جز پر دلالت کر رہی ہے۔ کلمہ کا مادہ معنی مصدری پر دلالت کرتا ہے اور اس کی ہیئت زمانہ پر دلالت کرتی ہے تو لفظ کی جز معنیٰ کی جز پر دلالت کرنے والی ہوگئی، تو مرکب ہوا نہ کہ مفرد۔ پھر آپ کا اسے (کلمہ) مفرد کی قسم شمار کرنا درست نہ ہوا؟

جواب: مرکب کی تعریف میں جو کہا گیا کہ لفظ کی جزء معنیٰ کی جز پر دلالت کرے تو اس لفظ سے مراد لفظ مطابقی اور مقصودی ہے جسے ادا کرتے وقت آواز پیدا ہو۔ اب آپ نے کلمہ کی دوسری جزء ہیئت شمار کی ہے، یہ لفظ مقصودی اور مطابقی نہیں ہے، یہ بالطبع ادا ہوتی ہے قصداً نہیں، اس کو علم مرکب نہیں کہیں گے۔ لہٰذا ہمارا مفرد کی قسم سے شمار کرنا درست ٹھہرا۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

الاختبار السنوی النھائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اھل السنة) باکستان

الشھادة العالیة السنة الأولیٰ للطلاب الموافق سنة ۱۴۴۰ھ/2019ء

پہلا پرچہ: تفسیر وعلوم القرآن

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: پہلا اور آخری سوال لازمی ہیں باقی میں سے کوئی دوسوال حل کریں۔

﴿قسم اوّل ...... تفسیر﴾

سوال نمبر1: ووصینا الانسان بوالدیه حسنا ...... حملته امه کرھا ووضعته کرھا ای علی مشقة وحمله وفصاله من الرضاع ثلثون شهرًا ...... حتّٰی اذا بلغ اشده هو کمال قوته وعقله ورایه اقله ثلاث وثلاثون سنة وبلغ اربعین سنة ای تمامها وهو اکثر الاشد قال رب اوزعنی الهمنی ان اشکر نعمتك التی انعمت بها علی وعلی والدی ......

(الف) عبارت کا ترجمہ سپردقلم کریں نیز آیت میں مذکور "حسنـــا" میں دوسری قرأة اور اس کے منصوب ہونے کی وجہ بیان کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) خط کشیدہ آیت کا شان نزول تحریر کریں؟ ۱۰

(ج) حمل اور رضاعت کی اقل واکثر مدت بیان کریں؟ ۱۰

سوال نمبر2: اقتربت الساعة قربت القیامة وانشق القمر انفلق فلقتین علی ابی قبیس وقیقعان اٰیة له صلی الله علیه وسلم وقد سئلها فقال اشهدوا۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۱۰

(ب) مذکورہ آیت کا شان نزول تفصیل سے بیان کریں؟ ۱۰

سوال نمبر3: قل ما کنت بدعا من الرسل ای اول مرسل قد سبق مثلی قبلی کثیر منهم فکیف تکذبونی وما ادری مایفعل بی ولابکم فی الدنیا اخرج من بلدی ام اقتل کما فعل بالانبیاء قبلی او ترمون بالحجارة ام یخسف بکم کالمکذبین قبلکم

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں؟ ۱۰

(ب) جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے انجام کا علم نہ تھا تو وہ امتیوں کا انجام کیسے جانتے ہیں؟ مدلل جواب دیں۔ ۱۰

سوال نمبر4: وما افاء رد الله علی رسوله منهم فما اوجفتم اسرعتم یا مسلمین علیه

H_M_Hasnain_Asadi

من زالدة خيل ولا ركاب اہل ای لم تقاسوا فيه مشقة ولكن الله يسلط رسله على من يشاء والله على كل شيء قدير .

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ الفاظ کے صیغے تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) "مال فیء" کسے کہتے ہیں اوراس کے مصارف کیا ہیں؟ ۵+۵=۱۰

﴿قسم ثانی......اصول تفسیر﴾

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے کوئی سے دواجزاء کا جواب دیں۔

(الف) مشرکین، یہود، نصاریٰ اور منافقین میں سے ہر ایک کا عصر حاضر میں شاہ صاحب نے نمونہ بیان کیا ہے۔آپ کسی دوکا نمونہ بتائیں؟ ۱۰

(ب) نصاریٰ کا عقیدہ تثلیث اوراس پر قرآن مجید کا رد مفصلاً بیان کریں؟ ۱۰

(ج) متقدمین اور متاخرین کے نزدیک منسوخ آیات کی تعداد بیان کر کے بتائیں کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اس بارے کیا موقف ہے؟ ۱۰

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (برائے طلباء) سال اول 2019ء

پہلا پرچہ: تفسیر وعلوم القرآن

﴿قسم اوّل......تفسیر﴾

سوال نمبر 1: ووصينا الانسان بوالديه حسنا...... حملته امه كرها ووضعته كرها اى على مشقة وحمله وفصاله من الرضاع ثلثون شهرا...... حتى اذا بلغ اشده هو كمال قوته وعقله ورأيه اقله ثلاث وثلاثون سنة وبلغ اربعين سنة اى تمامها وهو اكثر الاشد قال رب اوزعنى الهمنى ان اشكر نعمتك التى انعمت بها على وعلى والدى ......

(الف) عبارت کا ترجمہ سپرد قلم کریں نیز آیت میں مذکور "حسنا" میں دوسری قرأۃ اوراس کے منصوب ہونے کی وجہ بیان کریں؟

(ب) خط کشیدہ آیت کا شان نزول تحریر کریں؟

(ج) حمل اور رضاعت کی اقل واکثر مدت بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا...... کیونکہ اس کی ماں نے اس کو

H_M_Hasnain_Asadi

بڑی مشقت کے ساتھ پیٹ میں رکھا اور پھر بڑی مشقت کے ساتھ اس کو جنا اور اس کو پیٹ میں رکھنا اور اس کا دودھ چھڑانا اکثر تیس (۳۰) ماہ میں مکمل ہوتا ہے...... یہاں تک جب وہ اپنی جوانی کو پہنچ جاتا ہے اور یہ زمانہ اس کی کمال قوت اور عقل ورائے کے کامل ہونے کا ہے جس کی کم از کم عمر ۳۳ سال ہے اور وہ چالیس برس کی عمر کو پہنچ جاتا ہے یعنی یہ اس کی بھرپور جوانی کی عمر ہوتی ہے۔ وہ کہتا ہے: اے میرے پروردگار! مجھے اس پر مداومت دے کہ میں تیری نعمتوں کا شکر ادا کرسکوں جو تو نے مجھے اور میرے والدین کو عنایت فرمائیں......

"حُسْنًا" میں دوسری قرأت اور اس کے منصوب ہونے کی وجہ:

لفظ "حُسْنًا" میں دوسری قرأت "اِحْسَانًا" ہے۔ یہ فعل مقدر کا مصدر یعنی مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اولاد کو اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا تاکیداً حکم ہے۔

(ب) خط کشیدہ آیت کا شانِ نزول:

حضرت مفسر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: آیت قال رب الخ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی جبکہ بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو دو سال ہو جانے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک چالیس سال ہوئی وہ خود بھی مومن تھے اور پھر ان کے والدین پھر ان کے صاحبزادے عبدالرحمٰن، ابن عبدالرحمٰن ابوعتیق ایمان لائے تو انہوں نے یہ دعا فرمائی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نو (۹) غلام آزاد کیے جن کو کافر لوگ سخت ترین سزا دیتے تھے۔

(ج) حمل اور رضاعت کی اکثر و اقل مدت:

اگر بچہ تندرست اور قوی ہے تو اکیس ماہ میں دودھ چھڑا دینا چاہیے اور نو مہینے حمل کے اس طرح تیس مہینے ہو گئے یا جمہور کے مطابق چھ مہینے کم از کم حمل کے اور دو سال دودھ چھڑانے کے، اس طرح تیس مہینے ہو جاتے ہیں۔ اس سے زیادہ رضاعت کا زمانہ بہت شاذ و نادر ہے۔

سوال یہ ہے کہ ایک کی کم اور دوسرے کی زیادہ مدت کیوں لی گئی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دونوں مدتیں تو منضبط ہو سکتی ہیں مگر حمل کی اکثر مدت یا دودھ کی کم سے کم مدت دونوں کسی قطعی دلیل سے منضبط نہیں ہیں۔ حمل کی مدت چھ ماہ ہوتی ہے۔ تفسیر روح المعانی میں جالینوس اور ابن سینا کا تجرباتی مشاہدہ لکھا، دو چار دن کا فرق الگ۔ سہل بات یہ ہے کہ مجموعی تیس ماہ کی مدت کو غالب اور اکثر عادت پر محمول کیا جائے۔ امام مدارک نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے حملہ بالاکف تفسیر نقل کی ہے یعنی بچہ گود ہی لیے پھرنا، ہاتھوں میں اٹھائے رکھنا۔ اس تفسیر کے اعتبار سے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شیر خوارگی ڈھائی سال ہوگی۔ سورہ بقرہ کی آیت حولین کاملین (۲۴ ماہ) کا جواب یہ ہوگا کہ وہ مطلقاً شیر خوارگی کی

مدت نہیں ہے بلکہ بطور اجرت شیر خوارگی کی مدت مراد ہے کہ والد پر اتنی مدت کی اجرت واجب ہے۔ تاہم دونوں قولوں کا لحاظ کرتے ہوئے دودھ پلانے میں احتیاط یہ ہے کہ دو سال سے زائد نہ پلایا جائے۔

سوال نمبر2: اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ قَرُبَتِ الْقِيَامَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ انْفَلَقَ فَلْقَتَيْنِ عَلٰى اَبِيْ قُبَيْسٍ وَقُيَيْقَعَانِ اٰيَةً لَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ سُئِلَهَا فَقَالَ اشْهَدُوْا ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) مذکورہ آیت کا شان نزول تفصیل سے بیان کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور ترجمہ عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر عبارت پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حسب ذیل ہے:

قیامت قریب آگئی اور چاند شق ہو گیا' جبل ابو قبیس اور قیعقان کے اوپر ٹکڑے ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کے طور پر، بیشک آپ سے اس بارے میں مطالبہ کیا گیا تھا، چنانچہ جب اس کے ٹکڑے ہو گئے تو آپ نے فرمایا: تم گواہ بن جاؤ۔

(ب) آیت مبارکہ کا شان نزول:

ایک دفعہ کفار مکہ نے فیصلہ کیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے جادو کے ذریعے زمینی معجزے دکھاتے ہیں، ہم ان سے آسمانی معجزہ طلب کرتے ہیں، کیونکہ آسمان پر جادو ہرگز اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آسمانی معجزہ دکھانے کا مطالبہ کر دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلی کا اشارہ کیا تو چاند دو ٹکڑے ہو گیا، ایک ٹکڑا ابو قبیس پہاڑ پر اور دوسرا ٹکڑا قیعقان پر گر گیا، اس موقع پر آپ نے کفار مکہ سے فرمایا: تم نے اس معجزہ کو دیکھ لیا اور اب حسب وعدہ اپنے ایمان کی گواہی دو مگر ان کی طرف سے انکار اور عظیم جادوگر کے علاوہ جواب موصول نہ ہوا۔

سوال نمبر3: قل ما كنت بدعا من الرسل اى اول مرسل قد سبق مثلى قبلى كثير منهم فكيف تكذبونى وما ادرى مايفعل بى ولابكم فى الدنيا اخرج من بلدى ام اقتل كما فعل بالانبياء قبلى او ترمون بالحجارة ام يخسف بكم كالمكذبين قبلكم

(الف) کلام باری و کلام مفسر کا ترجمہ کریں؟

(ب) جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے انجام کا علم نہ تھا تو وہ امتیوں کا انجام کیسے جانتے ہیں؟ مدلل جواب دیں۔

جواب: (الف) کلام باری اور کلام مفسر کا ترجمہ:

(اے محبوب!) آپ فرما دیجیے کہ میں کوئی انوکھا رسول تو نہیں ہوں، مجھ سے پہلے تو میری مثل بہت

H_M_Hasnain_Asadi

سے رسول گزر چکے ہیں، تم میری تکذیب کیوں کرتے ہو؟ مجھے تو اس بات کا بھی علم نہیں ہے کہ میرے ساتھ کیا معاملہ ہوگا اور نہ میں یہ جانتا ہوں کہ تمہارے ساتھ دنیا میں کیا ہونے والا ہے، میں اس شہر مکہ سے نکالا جاؤں گا یا قتل کر دیا جاؤں گا جس طرح مجھ سے پہلے انبیاء کرام کے ساتھ ہوتا رہا، پھر تم لوگ پتھروں سے ہلاک کیے جاؤ گے یا تمہیں زمین میں دھنسایا جائے گا تم سے قبل تکذیب کرنے والوں کی طرح۔

(ب) آیت مبارکہ کا مفہوم:

نبی کا معنیٰ ہے غیب کی خبر دینے والا، انبیاء کرام علیہم السلام اپنے معجزات اور غیب کی خبروں کے ذریعے اپنی نبوت کے حق پر دلائل دیتے رہے۔ اس آیت میں جو زبان نبوت سے اعلان کرایا گیا ہے کہ مجھے نہ اپنے انجام کا علم ہے اور نہ تمہارے انجام کا علم ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ذاتی طور پر مجھے علم نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم سے میں تا قیام سب کچھ جانتا ہوں۔ اس مؤقف کی تائید اس مشہور روایت سے بھی ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر کے بعد منبر شریف پر تشریف فرما ہوئے تا قیامت پیش آنے والے تمام واقعات بیان فرما دیے۔ اس آیت میں آپ کے علم کی نفی نہیں کی گئی بلکہ ذاتی علم کی نفی کی گئی ہے۔ یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاجزی و انکساری کی بنا پر یہ اعلان کیا تھا، اس بناء پر آپ کے علم غیب کی ہرگز نفی نہیں ہوتی۔ روایات میں مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: تم جو چاہو مجھ سے سوال کرو، میں اس کا جواب دوں گا۔

سوال نمبر 4: وما افاء رد اللہ علی رسولہ منھم فما اوجفتم اسرعتم یا مسلمین علیہ من زائدۃ خیل ولا رکاب ابل ای لم تقاسوا فیہ مشقۃ ولکن اللہ یسلط رسلہ علی من یشاء واللہ علی کل شیء قدیر۔

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ الفاظ کے صیغے تحریر کریں؟

(ب) "مال فیء" کسے کہتے ہیں اور اس کے مصارف کیا ہیں؟

جواب: (الف) کلام باری اور کلام مفسر کا ترجمہ:

اور جو کچھ اللہ نے اپنے رسولوں کو دلوا دیا (اے مسلمانو!) تم نے اس پر نہ گھوڑے دوڑائے، من زائد ہے اور نہ اونٹ یعنی اس میں تمہارے لیے کوئی مشقت نہیں ہو مگر اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو جس پر چاہے مسلط کر دیتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

خط کشیدہ صیغے:

۱۔ اَوْجَفْتُمْ: صیغہ جمع مذکر حاضر فعل ماضی معروف ثلاثی مزید فیہ از باب افعال۔ جلدی کرنا، عجلت کرنا۔

H_M_Hashaam_Asadi

۲-لَمْ تَقَاسَمُوْا: صیغہ جمع مذکر حاضر ثلاثی مزید فیہ نفی جحد بلم از باب تفاعل۔

۳-قَدِیْرٌ: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل ثلاثی مجرد لازم باب فَعَلَ یَفْعَلُ۔ قادر ہونا، قدرت رکھنا۔

(ب)"مال فیء" کی تعریف اور اس کے مصارف:

دشمن سے مقابلہ کیے بغیر جو ان کا مال مسلمانوں کے ہاتھ آتا ہے، اسے "مال فیء" کہا جاتا ہے۔ دشمن سے لڑائی کرنے سے کامیابی کی صورت میں دشمن کا جو مال مجاہدین کے ہاتھ آتا ہے، اسے مال غنیمت کہا جاتا ہے۔ آیت ثانیہ کی روشنی میں "مال فیء" کے مصارف حسب ذیل ہیں:

ذی القربیٰ، یتامیٰ، مساکین اور ابن السبیل کو خمس کا خمس دینے کے بعد باقی ماندہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص تھا۔ آپ اپنی ضرورت پوری کرنے کے بعد جو مال بچ جاتا اسے اپنی خواہش کے مطابق تصرف میں لاتے تھے۔ آپ مہاجرین کو ایک حصہ اور تین حصے انصار کو ان کی غربت کی وجہ سے دیتے تھے۔

﴿قسم ثانی......اصولِ تفسیر﴾

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے کوئی سے دو اجزاء کا جواب دیں؟

(الف) مشرکین، یہود، نصاریٰ اور منافقین میں سے ہر ایک کا عصر حاضر میں شاہ صاحب نے نمونہ بیان کیا ہے۔ آپ کسی دو کا نمونہ بتائیں؟

(ب) نصاریٰ کا عقیدۂ تثلیث اور اس پر قرآن مجید کا رد مفصلاً بیان کریں؟

(ج) متقدمین اور متاخرین کے نزدیک منسوخ آیات کی تعداد بیان کرکے بتائیں کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اس بارے میں کیا مؤقف ہے؟

جواب: (الف) نصاریٰ کا نمونہ:

نصاریٰ وہ لوگ تھے جو محض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مانتے تھے لیکن اس ماننے میں بھی غلو سے کام لیتے تھے۔ انہوں نے ذات باری تعالیٰ کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا، وہ بعض وجوہ سے متغائر تھے اور بعض وجوہ سے متحد بھی تھے اور ان کے ہاں ان حصوں کو اقانیم ثلاثہ کہا جاتا تھا۔ ایک اقنوم باپ جو مبدایت عالم کے ہم معنیٰ تھا۔ ایک اقنوم بیٹا جو بمعنیٰ صادر اول تھا جو ایک امر عام اور تمام موجودات میں شامل تھا اور ایک اقنوم روح القدس تھا جو عقول مجرد کے ہم معنیٰ تھا۔ ان کا یہ پختہ نظریہ تھا کہ اقنوم ابن حضرت مسیح کی روح کا لباس اختیار کر لیا تھا یعنی جس طرح جبرائیل علیہ السلام آدمی کی شکل میں آتے تھے، ایسے ابن نے عیسیٰ علیہ السلام کی صورت میں ظہور کیا تھا۔ اس لیے عیسیٰ علیہ السلام اللہ بھی ہیں، ابن اللہ اور بشر بھی ہیں۔ احکام خداوندی ان کے واسطہ سے جاری ہوتے ہیں۔ یہ عقیدہ از اوّل تا آخر گمراہی پر مشتمل تھا۔

اگر اس کا نمونہ اپنی قوم میں دیکھنا ہو چاہو تو آج اولیاء اللہ اور مشائخ کی اولاد کو دیکھ لو کہ وہ اپنے آباء

H_M_Hasnain_Asadi

کے حق میں کس قسم کے خیالات رکھتے ہیں اور ان کو کہاں تک طول دیا جاتا ہے: وَسَيَعۡلَمُ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَىَّ مُنۡقَلَبٍ يَّنۡقَلِبُوۡنَ ؁ (اور عنقریب بہت جانیں گے وہ لوگ جو ظلم کرتے تھے کہ کون سی پھرنے کی پھر جائیں گے)

- نیز ان کی ایک گمراہی یہ تھی کہ ان کا یقین تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مقتول ہو گئے ہیں حالانکہ فی الواقع ان کے قتل کے واقعہ میں اشتباہ ہو گیا تھا' جس سے انہوں نے آسمان پر اٹھائے جانے کو قتل قرار دے
- دیا اور نسلاً بعد نسلاً اس غلط نظریہ کو مسلسل نقل کرتے آرہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس شبہ کا ازالہ یوں فرمایا ہے: وَمَا قَتَلُوۡهُ وَمَا صَلَبُوۡهُ وَلٰـكِنۡ شُبِّهَ لَهُمۡ ؕ مگر انہوں نے اپنی گمراہی کے سبب اس اعلان کو تسلیم کرنے سے صاف انکار کر دیا۔

منافقین کا نمونہ:

دور رسالت میں منافقین وہ لوگ تھے جن کے عقائد و افکار کفار جیسے تھے مگر مسلمانوں کے پاس اپنے اقوال و افعال اور اعمال کے ذریعے مسلمان ظاہر کرتے تھے۔ وہ بظاہر نماز، روزہ، حج اور زکوۃ تک کا فریضہ نبھاتے تھے لیکن دلوں کی کڑیاں کفر کے ساتھ ملی ہوئی تھیں۔

- رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ خواہ خاص قسم کے منافق موجود نہیں ہیں لیکن ان کے وجود سے انکار بھی نہیں کیا جاسکتا۔ قرآن کریم نے ایسے منافقوں کی علامات خوب بیان کر دی ہیں۔ اگر ان منافقین کا
- نمونہ عصر حاضر میں دیکھنا ہو' تو امراء کی مجالس میں جا کر ان کے مصاحبین کو دیکھ لیں' جو امراء کی مرضی کو شارع کی مرضی پر ترجیح دیتے ہیں۔ انصاف کی رو سے یہ ایسے منافقین ہیں جنہوں نے رسول اکرم صلی اللہ
- علیہ وسلم سے بلا واسطہ باتیں بنا کر نفاق اختیار کیا اور ان میں سے جواب پیدا ہوئے ہیں' انہوں نے یقینی ذرائع سے احکام شارع کی اطلاع پا کر مخالفت اختیار کی، کوئی فرق نہیں ہے۔ لہٰذا معقولیوں کی وہ جماعت
- بھی ہے جن کے دلوں میں بہت سے شکوک و شبہات پیدا ہو چکے ہیں اور جنہوں نے معاد کو نسیاً منسا کر دیا ہے، یہ گروہ منافقین میں شامل ہے۔

(ب) نصاریٰ کا عقیدہ تثلیث اور قرآن کی طرف سے اس کا رد:

نصاریٰ کا عقیدہ تثلیث حیران کن ہے اور عقل و دانش کے منافی بھی، ان کا کہنا ہے کہ ایک نہیں بلکہ خدا تین ہیں: (i) خالق و مالک، (ii) عیسیٰ علیہ السلام، (iii) حضرت مائی مریم۔ یہ عقیدہ اٹل ہے جس میں کوئی لچک نہیں ہے۔ قرآن کریم نے انسان کو ہر برائی سے روکنے اور نیکی کا راستہ اختیار کرنے کی ہدایت کا بیڑا اٹھایا ہے۔ قرآن کی اس مخلصانہ اصلاح و تبلیغ سے اربوں لوگوں کو ہدایت نصیب ہوئی لیکن نصاریٰ کے اس عقیدہ باطلہ میں ہرگز فرق نہیں آیا، وہ مسلسل نہر کی طرح اس عقیدہ پر ڈٹے ہوئے ہیں اور اس پر نظر ثانی

کرنے کی ہرگز کوشش نہیں کرتے۔

چنانچہ قرآن نے ان کی اصلاح کے لیے صاف صاف اعلان کیا ہے: وَانْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ، اصل عبارت یوں ہے: وَانْتَهُوْا عَنِ التَّثْلِيْثِ وَاقْصِدُوْا خَيْرًا لَّكُمْ (یعنی اے نصاریٰ! تم تین خداؤں کے عقیدہ سے باز آجاؤ اور تم بہتری کا قصد کرو) ایسے قرآن کریم نے کثیر ارشادات میں انہیں عقیدہ تثلیث ترک کرنے کی تلقین کی ہے، مگر وہ اس عقیدہ کفریہ کو ترک نہ کرنے پر بضد ہیں۔

(ج) متقدمین و متاخرین کے نزدیک آیات ناسخ و منسوخہ اور ان کی تعداد:

ایک حکم ختم کر کے کسی حکمت کی بنا پر اس کی جگہ نیا حکم لانے کو ناسخ و منسوخ کہتے ہیں۔ ناسخ و منسوخ آیات کی تعداد کے بارے میں علماء و مفسرین کا اختلاف ہے۔ بعض نے ان کی تعداد پانچ سو بلکہ بعض نے پانچ صد سے بھی زیادہ بیان کی ہے۔ مگر حضرت امام سیوطی اور شیخ ابن عربی کے نزدیک آیات ناسخ و منسوخ کی تعداد بیس ہے۔

ان بیس آیات کا مختصر خاکہ درج ذیل ہے:

۱- سورۂ بقرہ:

۱- كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ، یہ آیت: يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ الخ یا حدیث: لا وصية لوارث کے ساتھ منسوخ ہے۔

۲- آیت: وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ، یہ آیت: فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ط سے منسوخ ہے۔

۳- آیت: "كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ" آیت: "اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ" سے منسوخ ہے۔

۴- آیت: "يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ الخ" آیت: "وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً الخ" سے منسوخ ہے۔

۵- آیت: "وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ الخ" آیت: "اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ج" سے منسوخ ہے۔

۶- آیت: "وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ الخ" آیت: "لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ط" سے منسوخ ہے۔

سورۃ النساء:

۷- آیت: "وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ الخ" آیت: "وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ الخ" سے منسوخ ہے۔

۸- آیت: "وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ الخ" آیت نور سے منسوخ ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

۲-سورہ مائدہ:

۹-آیت: "وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ" ۔ "شہور محرمہ میں اباحت قتل کے حکم سے منسوخ ہے۔"

۱۰-آیت: "فَإِنْ جَاءُوكَ فَاحْكُمْ الخ" آیت: "وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ الخ" سے منسوخ ہے۔

۱۱-آیت: "اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ" آیت: "وَّاَشْهِدُوْا ذَوَىْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ" سے منسوخ ہے۔

۱۲-آیت: "اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ الخ" آیت: اپنی مابعد والی آیت سے منسوخ ہے۔

۱۳-آیت: "اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا" آیت: "لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى الخ" یا آیت: "لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ الخ" سے منسوخ ہے۔

سورۃ النور:

۱۴-آیت: "اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً الخ" آیت: "وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ" سے منسوخ ہے۔

۱۵-آیت: "لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ الخ" اس کے منسوخ ہونے میں اختلاف ہے۔

۳-سورۃ الاحزاب:

۱۶-آیت: "لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ الخ" آیت: "اِنَّا اَحْلَلْنَا لَكَ الخ" سے منسوخ ہے۔

۴-سورۃ المجادلۃ:

۱۷-آیت: "اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا الخ" اپنی مابعد آیت سے منسوخ ہے۔

سورۃ الممتحنۃ:

۱۸-آیت: "فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ الخ" یہ آیت سیف یا آیت غنیمت سے منسوخ ہے۔

۶-سورۃ المزمل:

۱۹-آیت: "قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا" یہ حکم اسی سورت کی آخری آیات سے منسوخ ہے۔

نوٹ: امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ ابن عربی کے ساتھ اتفاق کیا ہے کہ اکیس آیات منسوخ ہیں باوجودیکہ ان میں بھی بعض کی نسبت اختلاف ہے اور ان کے علاوہ دعویٰ نسخ درست نہیں ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے کہ صرف پانچ آیات منسوخ ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالية السنة الأولٰى للطلاب الموافق سنة ۱۴۴۰ھ/2019ء

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

الوقت المحدد: ثلث ساعات　　　مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: پہلا اور آخری سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

﴿قسم اوّل......حدیث﴾

سوال نمبر1: عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الايمان بضع وسبعون شعبة فافضلها قول لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وادناها اماطة الاذى عن الطريق والحياء شعبة من الايمان۔

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) مذکورہ بالا حدیث کی تشریح اس طرح کریں کہ حدیث میں مذکور ایمان کا ہر پہلو واضح ہو جائے؟ ۱۰

(ج) حدیث جبریل کا خلاصہ اس طرح بیان کریں کہ اسلام، ایمان، احسان اور قیامت میں سے ہر ایک کی مکمل وضاحت ہو جائے؟ ۵×۴=۲۰

سوال نمبر2: (۱) اربع من كن فيه كان منافقا خالصا ومن كانت فيه خصلة منهن كانت خصلة من النفاق حتى يدعها اذا اؤتمن خان......

(۲) عن حذيفة قال انما النفاق كان على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فاما اليوم فانما هو الكفر او الايمان۔

(الف) دونوں احادیث مبارکہ کا ترجمہ کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) پہلی حدیث کی باقی تین خصلتیں بیان کریں نیز پہلی اور دوسری حدیث میں تطبیق دے کر تعارض دور کریں؟ ۱۰

سوال نمبر3: اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الامن ثلثة الامن صدقة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يدعو له۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ کی ترکیب نحوی کریں؟ ۵+۶=۱۱

(ب) میت کے لیے نفع بخش مذکورہ تینوں چیزوں کی ایک ایک مثال دیں جو معاشرہ میں مروج ہو؟

H_M_Hasnain_Asadi

۹=۳×۳

سوال نمبر4: عن ابی سعید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما یصیب المسلم من نصب ولا وصب ولا ھم ولا حزن ولا اذی ولا غم حتی الشوکة یشاکھا الا کفر اللہ بھا من خطایاہ۔

(الف) حدیث کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مریض کی عیادت کے وقت کونسے کلمات ارشاد فرماتے تھے؟ ۵+۵=۱۰

(ب) مسلمان کے مسلمان پر کتنے اور کون کون سے حق ہیں؟ ۱۰

قسم ثانی......اصول حدیث

سوال نمبر5: درج ذیل میں سے صرف دو اجزا کا جواب دیں۔

(الف) حدیث صحیح اور حدیث موضوع کی تعریف تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) مدلس سے روایت لینے کے بارے علماء کے اختلافی اقوال بیان کریں؟ ۱۰

(ج) درج ذیل اصطلاحات میں سے دو کی تعریف کریں؟ ۱۰

(۱) حدیث، (۲) متن، (۳) مرسل، (۴) معنعن

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (برائے طلباء) سال اول 2019ء

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

قسم اوّل......حدیث

سوال نمبر1: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَةً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ وَالْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ۔

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(ب) مذکورہ بالا حدیث کی تشریح اس طرح کریں کہ حدیث میں مذکور ایمان کا ہر پہلو واضح ہو جائے۔

(ج) حدیث جبریل کا خلاصہ اس طرح بیان کریں کہ اسلام، ایمان، احسان اور قیامت میں سے ہر ایک کی مکمل وضاحت ہو جائے؟

H_M_Hasnain_Asadi

جواب: (الف) حدیث پر اعراب اور ترجمہ:

نوٹ: اعراب اوپر حدیث پر لگادیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ایمان کے ستر (۷۰) سے زائد شعبے ہیں، ان میں سب سے افضل یہ قول ہے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (یعنی اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے) اور سب سے ادنیٰ شعبہ راستہ سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا ہے اور حیاء بھی ایمان کا ایک حصہ ہے۔

(ب) حدیث کی تشریح:

حدیث کے راوی مشہور صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، قبول اسلام سے پہلے عبد الشمس اور قبول اسلام کے بعد عبد الرحمٰن نام تھا، بلیوں پر شفقت کی وجہ سے "ابو ہریرہ" کی کنیت سے مشہور ہوئے، فتح خیبر کے سال قبول اسلام کیا، چار سال تک محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر و حضر کے رفیق رہے، چار ہزار تین سو چونسٹھ (4364) احادیث مبارکہ یاد تھیں، ستاسی (۸۷) سال کی عمر میں ۵۷ھ کو وفات پائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

الایمان: ایمان باب افعال کا مصدر ہے جس کا معنیٰ ہے: دلی طور پر تسلیم کر لینا، مان لینا۔ ایمان کا شرعی معنیٰ ہے: ذات باری تعالیٰ کو معبود حقیقی، انبیاء، آسمانی کتب، ملائکہ، تقدیر، جنت و دوزخ، قبر و حشر، قیام قیامت، آخرت میں جزاء و سزا اور حیات بعد الممات وغیرہ کو دل کی گہرائی سے مان لینا۔

بضع: اس کا اطلاق تین سے چار عدد پر ہوتا ہے اور یہاں مراد ہے: چند۔ ایمان کے کل تہتر (۷۳) شعبے ہیں۔

افضل شعبہ: ایمان کے شعبوں میں سب سے افضل: لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے، کیونکہ اس کا براہ راست تعلق ذات باری سے ہے اور اس کی الوہیت و معبودیت کا اعلان ہے۔ یہی عقیدہ تمام اسلامی عقائد کی کلید و بنیاد ہے۔

روایات سے ثابت ہے کہ جس شخص کا آخری قول: لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی کلمہ طیبہ پڑھتا ہوا دنیا سے رخصت ہوا، وہ جنت میں جائے گا۔ افضل ذات کا ذکر بھی افضل ہے بلکہ افضل عبادت ہے۔

ادنیٰ شعبہ: ایمان کا ادنیٰ یا کم درجہ کا شعبہ راستہ سے ایسی چیز کو دور کرنا ہے جو لوگوں کی اذیت کا باعث بنتی ہے مثلاً کانٹا، پتھر، درخت کی ٹہنی اور موذی جانور وغیرہ۔

حیاء: حیاء کا لغوی معنیٰ ہے: شرمانا۔ اس کا اصطلاحی و شرعی معنیٰ ہے: کوئی گناہ کرتے وقت، بدزبانی کرتے وقت، نافرمانی کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں پیدا ہونا۔ شرم و حیاء کی وجہ سے انسان اعمال صالحہ کا خوگر اور اعمال باطلہ کا تارک بن جاتا ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے: جب تجھ سے حیاء رخصت ہو جائے

H_M_Hasnain_Asadi

پھر تو جو چاہے کرتا پھر۔

(ج) حدیث جبریل کی وضاحت:

کتاب الایمان کی پہلی حدیث کے راوی خلیفہ دوم حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں، یہ روایت حدیث جبریل کے ساتھ مشہور ہے، حضرت جبریل علیہ السلام باذن خداوندی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو احکام اسلام سکھانے کے لیے بارگاہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم میں انسانی شکل میں حاضر ہوئے، تلمیذانہ انداز میں مؤدب ہو کر بیٹھ گئے، بال سیاہ اور کپڑے سفید تھے، حاضرین محفل میں سے انہیں کوئی بھی نہیں جانتا تھا، انہوں نے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چند سوالات کیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوابات سے نوازا۔ وہ سوال و جواب حسب ذیل ہیں:

جبریل: اسلام کیا ہے، اس بارے میں فرمائیے؟

محبوب کریم: اسلام یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے معبود اور میری رسالت کی گواہی دو، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، ماہ رمضان کے روزے رکھو اور تمہیں طاقت ہو تو بیت اللہ کا حج کرلو۔

جبریل: آپ مجھے ایمان کے بارے میں فرمائیے؟

محبوب کریم: ایمان یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، قیامت کے دن اور اچھی بری تقدیر کو دل سے مانو۔

جبریل: آپ مجھے احسان کے بارے میں فرمائیے؟

محبوب کریم: احسان یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو کہ تم اسے دیکھ رہے ہو، اگر یہ نہ ہو سکے تو کم از کم یہ خیال کرو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

جبریل: آپ مجھے قیامت یا قیامت کی نشانیوں کے بارے میں فرمائیے؟

محبوب کریم: علامات قیامت یہ ہیں: (۱) لونڈی اپنے مالک کو جنے گی۔ (۲) ننگے پاؤں ننگے جسم والے فقیروں (۳) بکریوں کے چرواہوں کو محلات پر فخر کرتے ہوئے دیکھو گے۔

سوال نمبر 2: (۱) اربع من کن فیه کان منافقا خالصا ومن کانت فیه خصلة منهن کانت خصلة من النفاق حتی یدعها اذا اؤتمن خان......

(۲) عن حذیفة قال انما النفاق کان علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فاما الیوم فانما هو الکفر او الایمان۔

(الف) دونوں احادیث مبارکہ کا ترجمہ کریں؟

(ب) پہلی حدیث کی باقی تین خصلتیں بیان کریں نیز پہلی اور دوسری حدیث میں تطبیق دے کر تعارض دور کریں؟

H_M_Hasnain_Ksadi

جواب: (الف) دونوں احادیث کا ترجمہ:

(۱) چار خصلتیں ایسی ہیں جس میں وہ پائی جائیں وہ پکا منافق ہے اور جس میں ان میں سے ایک خصلت پائی جائے اس میں منافقت ایک خصلت ہوگی حتیٰ کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے وہ اس میں خیانت کرتا ہے۔

(۲) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نفاق تھا، پس آج کے زمانہ میں کفر ہے یا ایمان ہے۔

(ب) منافقت کی باقی تین خصلتیں:

پہلی حدیث میں منافقت کی چار علامتیں بتائی گئی ہیں مگر ایک بیان کی گئی ہے کہ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے، تو وہ اس میں خیانت کرتا ہے۔ باقی تین خصلتیں یہ ہیں:

(۱) جب وہ بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔ (۲) جب وہ وعدہ کرتا ہے تو اس کے خلاف کرتا ہے۔

(۳) جب وہ جھگڑتا ہے تو گالی بکتا ہے۔

پہلی اور دوسری حدیث میں تطبیق:

پہلی روایت میں منافق سے اعتقادی منافق مراد ہیں مثلاً دل کے کافر، زبان کے مسلم، یہ عیوب ان کی علامتیں لیکن علامت کے ساتھ علامت والا پایا جانا ضروری نہیں ہوتا جیسے کوے کی علامت سیاہی ہے لیکن ہر سیاہ چیز کوا نہیں ہے۔

دوسری روایت میں منافق سے مراد منافق عملی ہے یعنی منافقوں جیسے کام کرنے والا، جس طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من ترك الصلوٰۃ متعمدًا فقد کفر۔

تین اور چار خصلتوں والی روایات میں تعارض نہیں ہے، کیونکہ ایک چیز کی بہت سی علامتیں ہوتی ہیں، کبھی ساری بیان کردی جاتی ہیں کبھی کم وبیش۔ لہٰذا تین بھی نفاق کی علامتیں ہیں اور چار بھی۔

سوال نمبر 3: اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الامن ثلثة الامن صدقة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يدعو له ۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ کی ترکیب نحوی کریں؟

(ب) میت کے لیے نفع بخش مذکورہ تینوں چیزوں کی ایک ایک مثال دیں جو معاشرہ میں مروج ہو؟

جواب: (الف) حدیث شریف کا ترجمہ:

جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو تین کے علاوہ اس کے تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں:

H_M_Hasnain_Asadi

(i) صدقہ جاریہ، (ii) نافع علم، (iii) نیک بیٹا جو اس کے لیے دعا کرے۔

خط کشیدہ عبارت کی ترکیب نحوی:

انقطع صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف ثلاثی مزید از باب انفعال، عنہ عن حرف جارہ مجرور، مجرور با جار ملکر ظرف لغو متعلق ہوا انقطع کے، عملہ مضاف اور مضاف الیہ ملکر فاعل، الا حرف استثنیٰ من حرف جار ثلاثۃ مجرور، جار با مجرور ظرف لغوی کے متعلق ہوا، انقطع فعل اپنے فاعل اور دونوں متعلقوں سے ملکر جمع فعلیہ خبریہ ہوا۔

(ب) میت کے لیے نافع تین چیزوں کی ایک ایک مثال:

۱-صدقہ جاریہ: جب کسی نے کوئی کتاب لکھ دی یا کسی کی کتاب شائع کروادی، تو جب تک لوگ اس تصنیف سے استفادہ کرتے رہیں گے اس کے لیے ایصال ثواب رہے گا۔

۲-علم نافع: خود علم پڑھا، تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا، تلامذہ کو عالم دین بنا دیا اور انہوں نے درس و تدریس کے سلسلہ کو مزید وسعت دی۔

۳-ولد صالح: اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا کیا، باپ نے اس کی خوب تربیت کی، وہ پکا نمازی بن گیا اور وہ ہر نماز کے بعد اپنے والدین کے لیے دعا خیر کرتا ہو۔

سوال نمبر 4: عن ابی سعید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما یصیب المسلم من نصب ولا وصب ولا ھم ولا حزن ولا اذی ولا غم حتی الشوکۃ یشاکھا الا کفر اللہ بھا من خطایاہ۔

(الف) حدیث کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مریض کی عیادت کے وقت کونسے کلمات ارشاد فرماتے تھے؟

(ب) مسلمان کے مسلمان پر کتنے اور کون کون سے حق ہیں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں: مسلمان کو جو تکلیف، بیماری، غم، اذیت اور رنج پہنچتا ہے حتیٰ کہ کانٹا بھی لگتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے خطائیں معاف کر دیتا ہے۔

عیادت کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی بیمار کا علم ہوتا تو اس کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے، مریض پر اپنا دست اقدس پھیرتے اور یہ دعائیہ کلمات کہتے: اَذْھِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ

H_M_Hasnain_Asadi

لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُ كَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔ (اے لوگوں کے رب! بیماری دور کردے، تو اسے شفاء عطا کر، صرف تو شفاء دینے والا ہے اور ایسی شفاء عطا کر جو بیماری کو دور کردے)

(ب) مسلمان کے مسلمان پر چھ حقوق:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں:

(۱) جب تم اس سے ملو تو اسے سلام کرو۔ (۲) جب وہ تمہیں دعوت دے تو قبول کرو۔ (۳) جب وہ تم سے معاونت کا طالب ہو تو اس سے تعاون کرو۔ (۴) جب وہ چھینکے تم الحمد للہ کہو۔ (۵) جب وہ بیمار پڑ جائے تو تم اس کی عیادت کرو۔ (۶) جب وہ فوت ہو جائے تو تم اس کی نماز جنازہ میں شمولیت کرو۔

﴿قسم ثانی ...... اصول حدیث﴾

سوال نمبر 5: درج ذیل اجزا کا جواب دیں۔

(الف) حدیث صحیح اور حدیث موضوع کی تعریف تحریر کریں؟

(ب) مدلس سے روایت لینے کے بارے میں علماء کے اختلافی اقوال بیان کریں؟

(ج) درج ذیل اصطلاحات کی تعریف کریں؟

(۱) حدیث، (۲) متن، (۳) مرسل، (۴) معنعن

جواب: (الف) حدیث صحیح اور حدیث موضوع کی تعریف:

حدیث صحیح: وہ ہے جس کے تمام راوی متصل، عادل، تام الضبط ہوں اور وہ حدیث غیر شاذ اور غیر معلل ہو۔

حدیث موضوع: جس حدیث کی سند میں کوئی راوی ہو جس سے وضع فی الحدیث ثابت ہو۔

(ب) مدلس سے روایت لینے میں علماء کے اختلافی اقوال:

مدلس: سند کے عیب کو چھپانا اور اس کے ظاہر کی تحسین کرنا۔

مدلس کی روایت کو قبول کرنے کے حوالے سے علماء کے مختلف اقوال ہیں جو حسب ذیل ہیں:

۱- مدلس کی روایت کو مطلقاً رد کر دیا جائے گا اگرچہ سماع کی وضاحت کرے، کیونکہ تدلیس ذاتی طور پر جرح ہے۔

۲- اس میں تفصیل ہے، یہی بات صحیح ہے۔

۳- اگر وہ سماعت کا ذکر واضح طور پر کرے تو اس کی حدیث کو قبول نہ کیا جائے یعنی وہ "سمعت" وغیرہ کہے تو اس کی حدیث قبول کی جائے۔

H_M_Hasnain_Asadi

۴- اگر وہ صراحتاً سماعت کا ذکر نہ کرے تو اس کی حدیث کو قبول نہ کیا جائے یعنی اگر وہ "عن" وغیرہ کے ساتھ ذکر کرے تو اس کی حدیث قبول نہ کی جائے۔

(ج) اصطلاحات کی تعریف:

۱- حدیث: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول، فعل اور تقریر۔

۲- متن: جہاں جا کر سلسلہ سند ختم ہوتا ہے وہاں سے تا آخر اصل حدیث کو "متن" کہتے ہیں۔

۳- مرسل: جس حدیث کی سند کے آخیر سے راوی ساقط کر دیا جائے مثلاً تابعی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرے اور صحابی کو چھوڑ دے۔

۴- معنعن: وہ حدیث ہے جس میں راوی عن فلان عن فلان کہے۔

اس کی مثال سنن ابن ماجہ کی یہ روایت ہے:

حدثنا عثمان بن ابی شیبة حدثنا معاویة بن هشام حدثنا سفیان عن اسامة بن زید عن عثمان بن عروة عن عروة عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله وملائكته يصلون على ميامن الصفوف۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باكستان

الشهادة العالية السنة الأولى للطلاب الموافق سنة۱۴۴۰ھ/2019ء

تیسرا پرچہ:اصول فقہ

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام:۱۰۰

نوٹ: کوئی سے تین سوال حل کریں۔

سوال نمبر1:ان لایکون الاصل معدولا به عن القیاس کایجاب الطهارة بالقهقهة فی الصلوٰة .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور مذکورہ مثال کی اس طرح تشریح کریں کہ قیاس کی شرط بالکل واضح ہو جائے؟ ۷+۷=۱۴

(ب) قیاس کا لغوی و اصطلاحی معنی لکھیں اور اس کی وجودی شرائط میں سے کوئی ایک شرط مع مثال بیان کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

سوال نمبر2:واما رکنه فما جعل علما علی حکم النص مما اشتمل علیه النص وجعل الفرع نظیر اله فی حکمه بوجوده فیه وهو الوصف الصالح المعدل .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور رکن کا معنی تحریر کریں؟ ۶+۷=۱۳

(ب) خط کشیدہ عبارت کی شرط لگانے کی وجہ بیان کریں، نیز وصف میں موافقت کے ساتھ عدالت کے ہونے یا نہ ہونے سے کیا فرق پڑتا ہے؟ وضاحت کریں۔ ۱۰+۱۰=۲۰

سوال نمبر3:واما دفعه فنقول العلل نوعان طردية و مؤثرة وعلی کل واحد من القسمین ضروب من الدفع .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور علت طردیہ اور مؤثرہ میں سے ہر ایک کی تعریف کریں؟ ۵+۴+۴=۱۳

(ب) علت طردیہ کو دفع کرنے کی کتنی اور کون کون سی صورتیں ہیں؟ کوئی ایک مثال دے کر واضح کریں۔ ۲۰

سوال نمبر4:واما اذا کانت العلة صالحة لم یکن الشرط فی حکم العلة .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور پھر مذکورہ ضابطہ کی مثال دے کر وضاحت کریں؟ ۶+۷=۱۳

H_M_Hasnain_Asadi

(ب) علت اور سبب کی تعریف کر کے بتائیں کہ اگر علت اور سبب جمع ہو جائیں تو حکم کس کی طرف منسوب ہوگا؟ مثال سے واضح کریں۔۱۰+۱۰=۲۰

☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (برائے طلباء) سال اول 2019ء

تیسرا پرچہ: اصول فقہ

سوال نمبر 1: اَنْ لَّا یَکُوْنَ الْاَصْلُ مَعْدُوْلًا بِهٖ عَنِ الْقِیَاسِ کَاِیْجَابِ الطَّهَارَةِ بِالْقَهْقَهَةِ فِی الصَّلٰوةِ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور مذکورہ مثال کی اس طرح تشریح کریں کہ قیاس کی شرط بالکل واضح ہو جائے؟

(ب) قیاس کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ لکھیں اور اس کی وجودی شرائط میں سے کوئی ایک شرط مع مثال بیان کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب، اس کا ترجمہ اور مذکورہ مثال کی وضاحت:

نوٹ: اعراب اوپر عبارت پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

"یہ کہ اصل، قیاس سے معدول به عن القیاس نہ ہو مثلاً حالت نماز میں قہقہہ لگانے سے طہارت کا واجب ہونا ہے۔"

دوسری عدمی شرط یہ ہے کہ اصل (مقلیس علیہ) من کل وجه خلاف قیاس نہ ہو اور اس کے معنیٰ بالکل غیر معقول نہ ہوں، کیونکہ جب اصل (مقلیس علیہ) خود ہی خلاف قیاس اور غیر معقول ہوگا، تو اس پر کسی دوسری چیز کو قیاس کرنا کیسے درست ہوگا۔ جس طرح صلوٰۃ کاملہ (رکوع و سجود والی نماز) میں قہقہہ لگا کر ہنسنے سے وضو کا ٹوٹنا خلاف قیاس حدیث سے ثابت ہے، وہ حدیث یہ ہے: "الامن ضحك منكم قهقهة في الصلوٰة فليعد الوضوء والصلوٰة جميعاً" سنو! جو شخص تم میں سے نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسا وہ وضو اور نماز دونوں کا اعادہ کرے۔ نماز کے دوران قہقہہ کا ناقض وضو ہونا خلاف قیاس ہے، کیونکہ وضو خروج نجاست سے ٹوٹتا ہے اور قہقہہ نجاست نہیں ہے۔ لہٰذا قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ نماز کے اندر قہقہہ ناقض وضو نہ ہو جیسا کہ نماز کے خارج میں قہقہہ ناقض وضو نہیں ہے لیکن حدیث کی وجہ سے صلوٰۃ کاملہ میں قہقہہ کو خلاف قیاس ناقض وضو قرار دیا گیا ہے اور جب صلوٰۃ کاملہ یعنی رکوع و سجدہ والی نماز میں قہقہہ خلاف قیاس ناقض وضو ہے، تو اس پر صلوٰۃ جنازہ اور سجدہ تلاوت کو قیاس نہیں کیا جائے گا، کیونکہ اصل قہقہہ کا ناقض

H_M_Hasnain_Asadi

وضو ہونا صلوٰۃ کاملہ میں ثابت ہے اور صلوٰۃ جنازہ اور سجدہ تلاوت صلوٰۃ کاملہ نہیں ہیں۔ لہٰذا ان دونوں میں قہقہہ پایا جانا ناقض وضو نہیں ہوگا۔

(ب) قیاس کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ اور وجودی شرائط:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2015ء میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر 2: واما رکنه فما جعل علما علی حکم النص مما اشتمل علیه النص وجعل الفرع نظیر اله فی حکمه بوجوده فیه وهو الوصف الصالح المعدل ۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور رکن کا معنیٰ تحریر کریں؟

(ب) خط کشیدہ عبارت کی شرط لگانے کی وجہ بیان کریں، نیز وصف میں موافقت کے ساتھ عدالت کے ہونے یا نہ ہونے سے کیا فرق پڑتا ہے؟ وضاحت کریں۔

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

اور بہر حال قیاس کا رکن وہ شیء ہے جس کو حکم نص کی علامت قرار دیا گیا ہو، وہ علامت ان چیزوں میں سے ہو جن پر نص مشتمل ہو اور فرع کو اصل کی نظیر قرار دیا گیا ہو اصل کا حکم ثابت کرنے میں، کیونکہ فرع میں وہ شیء موجود ہے جس کو اصل کی علامت قرار دیا گیا ہے اور یہ وہ وصف ہے جو صالح معدل ہو۔

''رکن'' کا مفہوم:

لغت میں رکن شیء سے شیء کی جانب اقویٰ ہوتی ہے یعنی لغت میں شیء کی جانب اقویٰ رکن کہلاتی ہے۔ فقہاء اور اصولیوں کی اصطلاح میں رکن وہ ہوتا ہے جس کے بغیر شیء کا وجود ممکن نہ ہو خواہ وہ شیء کی تمام ماہیت ہو جیسے کھانے، پینے، جماع سے رکنا روزے کا رکن ہے۔ یہ رکن روزے کی تمام ماہیت ہے یعنی مذکورہ تین چیزوں سے رکنے کا نام روزہ ہے۔ خواہ وہ رکن شیء کی ماہیت کا جز ہو جیسے رکوع نماز کا رکن ہے اور یہ رکن نماز کی تمام ماہیت نہیں ہے بلکہ نماز کا ایک جز ہے۔

(ب) خط کشیدہ شرط کی وجہ اور وصف میں عدالت ہونا:

مصنف حسامی کہتے ہیں کہ وہ وصف جس کو حکم نص پر علامت قرار دیا گیا ہے، اس کے لیے دو باتیں ضروری ہیں: (۱) صالح ہو یعنی وہ وصف اس بات کی صلاحیت اور اہلیت رکھتا ہو کہ اس کی طرف حکم مضاف ہو سکے۔ (۲) معدل ہو یعنی اس وصف کی عدالت ثابت۔ ان دونوں باتوں کو اس لیے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ وصف، شاہد کے مرتبہ میں ہے یعنی دعاوی میں جو حیثیت شاہد کی ہوتی ہے قیاس میں وہی حیثیت وصف کی ہوتی ہے۔ پس جس طرح شاہد کے لیے صالح (عاقل، بالغ، مسلمان، آزاد) ہونا ضروری ہے اور اس کے لیے وصف عدالت یعنی دیانت کا ثابت ہونا ضروری ہے، اسی طرح وصف مذکور کے لیے صلاحیت

H_M_Hasnain_Asadi

اور عدالت کا ثابت ہونا ضروری ہے۔ البتہ دونوں باتوں میں یہ فرق ہے کہ پہلی بات یعنی وصف کا صالح ہونا عمل کے جواز کے لیے شرط ہے اور دوسری بات یعنی وصف کا معدل ہونا وجوب عمل کے لیے شرط ہے، یعنی وصف مذکور میں اگر صلاحیت اور اہلیت ظاہر ہوگئی اور عدالت ظاہر نہیں ہوئی تو اس قیاس پر عمل کرنا جائز ہوگا واجب نہ ہوگا۔ اگر صلاحیت کے ساتھ عدالت بھی ظاہر ہوگئی تو اس پر عمل کرنا واجب ہوگا جیسے گواہ میں صلاحیت اور اہلیت ظاہر ہو جائے اور عدالت نہ ہو تو اس گواہی پر عمل کرنا جائز ہے واجب نہیں ہوتا یعنی اس گواہ کی گواہی پر اگر قاضی فیصلہ کر دے تو بھی ٹھیک ہے اگر فیصلہ نہ کرے تو بھی ٹھیک ہے مگر اہلیت کے ساتھ عدالت بھی ظاہر ہو جائے تو اس گواہی پر عمل کرنا یعنی قاضی پر فیصلہ دینا واجب ہوگا۔

سوال نمبر 3: واما دفعه فنقول العلل نوعان طردية و مؤثرة وعلى كل واحد من القسمين ضروب من الدفع .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور علت طردیہ اور مؤثرہ میں سے ہر ایک کی تعریف کریں؟

(ب) علت طردیہ کو دفع کرنے کی کتنی اور کون کون سی صورتیں ہیں؟ کوئی ایک مثال دے کر واضح کریں۔

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

اور بہر حال دفع قیاس تو ہم کہتے ہیں کہ علتوں کی دو اقسام ہیں: طردیہ اور مؤثرہ۔ دونوں قسموں میں سے ہر ایک پر چند طرح کے اعتراضات وارد ہوتے ہیں۔

علت طردیہ اور مؤثرہ کی تعریف و امثلہ:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2015ء میں ملاحظہ کریں۔

(ب) علت طردیہ کو دفع کرنے کی صورتیں:

علت طردیہ ایسا وصف ہے جس پر حکم کا دارومدار ہو۔ تاہم حکم کا دارومدار کس حیثیت سے ہو؟ اس میں اختلاف ہے۔ اہل اصول کے نزدیک وجوداً اور عدماً دونوں طرح حکم کا دارومدار اس وصف پر ہو یعنی اگر وصف موجود ہو تو حکم بھی موجود ہو، اگر وصف معدوم ہو تو حکم بھی معدوم ہو جبکہ بعض اصولیون کے نزدیک صرف وجود کا اعتبار ہے عدم کا اعتبار نہیں۔ یعنی وجود وصف سے وجود حکم ضروری ہے۔ البتہ عدم وصف سے عدم حکم ضروری نہیں ہے، بلکہ وجود حکم کسی اور علت کی وجہ سے بھی ممکن ہے۔

علت طردیہ کے دفاع کی چار صورتیں جو حسب ذیل ہیں:

۱۔ القول بموجب العلت: مد مقابل کی علت کو تسلیم کرتے ہوئے اسی دلیل سے استدلال کر کے ان کے ثابت شدہ حکم کے خلاف حکم ثابت کرنا جیسے شوافع کے ہاں صوم رمضان میں نیت کا تعین فرض ہے

جبکہ احناف کے ہاں صوم رمضان یا نذر معین کے روزے کے لیے تعیین نیت ضروری نہیں ہے۔

احناف، شوافع کی بیان کردہ علت کو تسلیم کرتے ہیں کہ فرائض بغیر تعیین کے جائز نہیں مگر اس علت سے شوافع کے ثابت کردہ حکم کو تسلیم نہیں کرتے، کیونکہ تعیین کی دو صورتیں ہیں:

i- تعیین شارع: جیسے صیام رمضان میں فرض کے لیے شارع کی جانب سے تعیین ہے۔

ii- تعیین عبد: صوم نذر کے لیے نیت کا تعین بندے کی طرف سے ہے۔

۲- الممانعت: اس کا لغوی معنی ہے: روکنا، منع کرنا۔ اہل اصول کی اصطلاح میں اس سے مراد ہے مدمقابل کی دلیل کے تمام مقدمات یا بعض مقدمات پر اس طرح اعتراض کرنا کہ علت طردیہ کے قائل کا مجبور ہو کر علت مؤثرہ کو تسلیم کرنا پڑے۔

ممانعت کی چار اقسام ہیں:

(i) نفس وصف میں ممانعت۔ (ii) علت کے قابل ہونے پر ممانعت۔ (iii) علت سے ثابت شدہ نفس حکم میں ممانعت۔ (iv) وصف یا علت کے حکم کے ساتھ نسبت و تعلق میں ممانعت۔

۳- بیان فساد الوضع: فساد وضع یہ ہے کہ کوئی وصف اپنی ذات کے اعتبار سے کسی ثابت کردہ حکم سے انکاری ہو اور اس کی بجائے اس کے متضاد حکم کا تقاضا کرے یعنی نص یا اجماع امت سے اس وصف سے ایسا حکم ثابت کیا جائے جو مدمقابل کے ثابت کردہ حکم کے خلاف ہو، جس وجہ سے مدمقابل اس علت سے رجوع کرنے پر مجبور ہو جائے مثلاً شوافع اور احناف کا اس بات پر اتفاق ہے کہ غیر مسلم زوجین میں سے ایک کے مسلمان ہونے کی صورت میں ان کا نکاح ختم ہو جائے گا لیکن نکاح کے ختم ہونے کی علت میں اختلاف ہے۔ شوافع کے ہاں علت طردیہ ہے جبکہ احناف کے ہاں اس کی علت افساد الوضع ہے۔

۴- مناقضہ: مناقضہ یہ ہے کہ مدمقابل جس وصف کو کسی حکم کے لیے علت ثابت کر رہا ہو، یہ ثابت کر دیا جائے کہ اس علت کے پائے جانے کے باوجود حکم نہیں پایا گیا، اس کی مثال شوافع کے ہاں وضو اور تیمم دونوں وصف طہارت میں مشترک ہیں، اس لیے شرط نیت میں بھی مشترک ہوں گے۔ احناف کی طرف سے اس کا مناقضہ کیا جائے گا کہ نجس کپڑے کے دھونے یا جسم سے نجاست حقیقیہ کو دور کرنے کو بھی طہارت کہا جاتا ہے۔ یہ بھی ایسی طہارت ہے جو نماز کے لیے شرط ہے، حالانکہ اس میں نیت شرط نہیں یعنی اب علت پائے جانے کے باوجود حکم نہیں پایا جا رہا۔

سوال نمبر 4: وَاَمَّا اِذَا كَانَتِ الْعِلَّةُ صَالِحَةً لَمْ يَكُنِ الشَّرْطُ فِي حُكْمِ الْعِلَّةِ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور پھر مذکورہ ضابطہ کی مثال دے کر وضاحت کریں؟

(ب) علت اور سبب کی تعریف کر کے بتائیں کہ اگر علت اور سبب جمع ہو جائیں تو حکم کس کی طرف منسوب ہوگا؟ مثال سے واضح کریں۔

H_M_Hashim_Asadi

جواب: (الف) اعراب اور ترجمہ عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر عبارت پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

''اور جب علت صالح حکم ہو تو شرط علت کے حکم میں نہ ہوگی۔''

مذکورہ ضابطہ کی مثال سے وضاحت:

اگر علت اس بات کی صلاحیت رکھتی ہو کہ اس کی طرف حکم منسوب کیا جائے یعنی علت کی طرف حکم منسوب کیا جاسکتا ہو تو اس صورت میں شرط علت کے حکم میں نہ ہوگی اور حکم شرط کی طرف منسوب نہ ہوگا بلکہ علت کی طرف منسوب ہوگا مثلاً قاضی کی عدالت میں دو آدمیوں نے گواہی دی کہ خالد نے اپنی بیوی کی طلاق کو دخول دار پر معلق کیا ہے اور یوں کہا ہے: اِنْ دَخَلْتِ الدَّارَ فَاَنْتِ طَالِقٌ۔ یہ دونوں گواہ یمین کے گواہ کہلائیں گے، کیونکہ تعلیق یمین بغیر اللہ ہوتی ہے۔ پھر دو آدمیوں نے گواہی دی کہ شرط پائی گئی یعنی خالد کی بیوی گھر میں داخل ہوگئی، یہ دونوں گواہ شرط کے گواہ کہلائیں گے۔ پس قاضی نے طلاق واقع ہونے کا فیصلہ کر دیا اور شوہر پر مہر واجب کر دیا۔ شوہر کے مہر ادا کرنے کے بعد شہود شرط اور شہود یمین دونوں نے اپنی گواہی سے رجوع کر لیا تو مہر کا ضمان صرف شہود یمین پر واجب ہوگا، شہود شرط پر واجب نہ ہوگا، کیونکہ یمین وقوع طلاق اور لزوم مہر کی علت ہے اور یہ علت اس بات کی صلاحیت بھی رکھتی ہے کہ ضمان مہر کے حکم کو اس کی طرف منسوب کیا جائے۔ لہٰذا ضمان مہر کا حکم اس کی طرف منسوب ہوگا اور شرط کی طرف منسوب نہ ہوگا یعنی ضمان مہر شہود یمین پر واجب ہوگا اور شہود شرط پر واجب نہ ہوگا۔

(ب) علت اور سبب کی تعریف اور ان کے جمع کا حکم:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2015ء میں دیکھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالية السنة الأولىٰ للطلاب الموافق سنة ۱۴۴۰ھ/2019ء

چوتھا پرچہ: فقہ

الوقت المحدد: ثلث ساعات　　　　مجموع الأرقام:۱۰۰

نوٹ: کوئی سے تین سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: ولا باس بان یجمع بین امرأة وبنت زوج کان لها من قبل لانه لا قرابة بینهما ولا رضاع وقال زفر لا یجوز.

(الف) اعراب لگا کر عبارت کا ترجمہ کریں، اور امام زفر کی دلیل اور اس کا جواب دیں؟ ۱۰+۸=۱۸

(ب) ایک شخص کے نکاح میں کون سی دو عورتیں جمع نہیں ہوسکتیں؟ صاحب ہدایہ نے اس بارے میں ایک ضابطہ ذکر کیا ہے آپ وہی ضابطہ بیان کریں نیز عند الاحناف زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟ مدلل بیان کریں؟ ۸+۸=۱۶

سوال نمبر 2: نکاح المتعة باطل وهو ان یقول لامرأة تمتع بك کذا مدة بکذا من المال وقال مالك هو جائز لانه کان مباحا فیبقی الی ان تظهر ناسخة قلنا ثبت النسخ باجماع الصحابة وابن عباس صح رجوعه الی قولهم فتقرر الاجماع

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور نکاح مؤقت کے بارے میں ائمہ کا موقف مدلل لکھیں؟ ۷+۱۰=۱۷

(ب) آزاد شخص کے لیے کتنی آزاد عورتوں اور لونڈیوں سے نکاح جائز ہے؟ اختلاف ائمہ مدلل بیان کریں؟ ۱۶

سوال نمبر 3: واذا زالت بکارتها بوثبة او حیضة او جراحة او تعنیس فهی فی حکم الابکار لانها بکر حقیقة لان مصیبها اول مصیب لها ومنه الباکورة والبکرة ولانها تستحیی لعدم الممارسة ولو زالت بکارتها بزناء فهی کذالك عند ابی حنیفة

(الف) عبارت کا ترجمہ کر کے بتائیں کہ پیغامِ نکاح کے وقت باکرہ بالغہ کے کن کن افعال سے اس کی اجازت سمجھی جائے گی؟ ۹+۸=۱۷

(ب) خط کشیدہ مسئلہ میں ائمہ کا اختلاف مع الدلائل سپرد قلم کریں؟ ۱۶

سوال نمبر 4: الطلاق علی ضربین صریح و کنایة فالصریح قوله انت طالق ومطلقة وطلقتك فهذا یقع به الطلاق الرجعی لان هذه الالفاظ تستعمل فی الطلاق ولا

H_M_Hasnain_Asadi

تستعمل فی غیرہ فکان صریحا وانہ یعقب الرجعة بالنص ولا یفتقر الی النیة

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں اور اس میں موجود مسئلہ کی وضاحت کریں؟ ۸+۷=۱۵

(ب) طلاق حسن، احسن اور بدعی میں سے ہر ایک کی تعریف قلمبند کریں؟ ۶×۳=۱۸

☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (برائے طلباء) سال اول 2019ء

چوتھا پرچہ: فقہ (ہدایہ)

سوال نمبر 1: وَلَا بَأْسَ بِأَنْ يَجْمَعَ بَيْنَ امْرَأَةٍ وَبِنْتِ زَوْجٍ كَانَ لَهَا مِنْ قَبْلُ لِأَنَّهُ لَا قَرَابَةَ بَيْنَهُمَا وَلَا رِضَاعَ وَقَالَ زُفَرُ لَا يَجُوزُ

(الف) اعراب لگا کر عبارت کا ترجمہ کریں، اور امام زفر کی دلیل اور اس کا جواب دیں؟

(ب) ایک شخص کے نکاح میں کون سی دو عورتیں جمع نہیں ہوسکتیں؟ صاحب ہدایہ نے اس بارے میں ایک ضابطہ ذکر کیا ہے آپ وہی ضابطہ بیان کریں نیز عند الاحناف زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟ مدلل بیان کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور ترجمہ:

نوٹ: اعراب اوپر عبارت پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ عبارت حسب ذیل ہے:

"عورت اور اس کے پہلے شوہر کی بیٹی کو از راہ نکاح جمع کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ نہ تو ان میں قرابت ہے اور نہ ہی رضاعت۔ حضرت امام زفر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نا جائز ہے۔

حضرت امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل اور اس کا جواب:

امام زفر رحمۃ اللہ علیہ اپنے مؤقف پر دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ اس صورت میں جمع جائز نہیں ہے، کیونکہ ابھی آپ نے یہ ضابطہ بیان کیا ہے کہ اگر ان میں سے ایک کو مذکر فرض کرلیا جائے تو نکاح جائز نہیں ہوگا، اور یہ ضابطہ یہاں فٹ آرہا ہے، کیونکہ اگر ان میں بیٹی یعنی فرحہ کو بیٹا فرض کرلیا جائے تو چونکہ سہیل کی دوسری بیوی یعنی ناظمہ جواب جاوید کی بیوی ہے، یہ اس بیٹی کے باپ کی منکوحہ بنے گی اور باپ کی منکوحہ سے نکاح کرنا درست نہیں ہے۔ لہٰذا صورت مسئلہ میں ان کا جمع بھی جائز نہیں ہے۔

احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل کا جواب یہ ہے کہ محترم ہمارے ضابطہ کو آپ نے غور سے باضابطہ پڑھا بھی ہے یا نہیں، ایسا لگتا ہے کہ سرسری طور پر دیکھ لیا ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

اس لیے کہ اگر آپ بغور اسے پڑھتے تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی کہ ضابطہ میں مذکر فرض کرنے سے مراد یہ ہے کہ دونوں کو علیحدہ علیحدہ مذکر فرض کرنے کی صورت میں ایک دوسرے سے ان کا نکاح درست نہ ہو اور یہاں بیٹی کو مذکر فرض کرنے کی صورت میں اگرچہ عورت کے منکوحۃ الاب ہونے کی وجہ سے ان کا آپس میں نکاح درست نہیں ہے، لیکن اگر عورت کو مذکر فرض کر لیا جائے تو اس صورت میں بیٹی چونکہ اجنبی لڑکی رہ جائے گی، اور اجنبیہ عورت سے نکاح کرنا بلاشبہ جائز اور درست ہے۔ الحاصل شرط کا تقاضا یہ ہے کہ جانبین سے نکاح کا عدم جواز ثابت ہو اور یہاں صرف ایک ہی طرف سے ثابت ہے، اس لیے صورت مسئلہ میں نکاح درست اور جائز ہے، اس لیے کہ یہ بھی ایک ضابطہ ہے: اذا فات الشرط فات المشروط۔

(ب) دو عورتوں کو نکاح میں جمع کرنے کے حوالہ سے ایک ضابطہ:

حضرت امام قدوری رحمۃ اللہ علیہ جمع بین الامرأتین کی حلت وحرمت کو جانچنے اور پرکھنے کے لیے ایک کلی ضابطہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہماری بیان کردہ تفصیلات میں یا ان کے علاوہ جہاں بھی جمع بین المرأتین کا معاملہ سامنے آئے وہاں یہ دیکھا جائے کہ جن دو عورتوں کو جمع کیا گیا ہے اگر ان میں سے ایک کو مرد اور مذکر فرض کر لیا جائے تو ان کے مابین نکاح درست ہے یا نہیں؟ اگر ان کے مابین نکاح درست ہوتا ہے تو ان کے درمیان جمع کرنا بھی درست ہوگا، مثلاً عورت کو اور اس کی چچی زاد بہن کو جمع کر کے نکاح کرنا کہ اگر ان میں سے کسی کو مذکر فرض کر لیا جائے تو ظاہر ہے، وہ چچا زاد بھائی بہن ہوں گے اور شرعاً ان کا نکاح درست ہے اور ان کے مابین جمع فی النکاح بھی درست ہوگا۔

زنا سے حرمت مصاہرت کا مسئلہ:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2017ء میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر2: **نكاح المتعة باطل وهو ان يقول لامرأة تمتع بك كذا مدة بكذا من المال وقال مالك هو جائز لانه كان مباحا فيبقى الى ان تظهر ناسخة قلنا ثبت النسخ باجماع الصحابة وابن عباس صح رجوعه الى قولهم فتقرر الاجماع**

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور نکاح مؤقت کے بارے ائمہ کا موقف مدلل لکھیں۔

(ب) آزاد شخص کے لیے کتنی آزاد عورتوں اور لونڈیوں سے نکاح جائز ہے؟ اختلاف ائمہ مدلل بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

اور نکاح متعہ باطل ہے، اور وہ یہ ہے کہ کوئی مرد کسی عورت سے کہے کہ میں اتنا مال دے کر اتنی مدت

H_M_Hasnain_Asadi

تک تم سے نفع اٹھاؤں گا، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ متعہ جائز ہے، اس لیے کہ (ابتدائے اسلام میں) وہ مباح تھا۔لہٰذا اس وقت تک باقی رہے گا جب تک کہ اس کا ناسخ نہ ظاہر ہو جائے، ہم کہتے ہیں کہ اجماع صحابہ سے نسخ ثابت ہو چکا ہے، اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا حضرات صحابہ کے قول کی طرف رجوع کرنا صحیح ہے۔لہٰذا اجماع درست ہے۔

نکاح مؤقت کے بارے میں مذاہب آئمہ:

• نکاح متعہ یہ ہے کہ مرد عورت سے کہے کہ میں اتنے مال کے عوض اتنے دنوں تک تم سے نفع حاصل کروں گا۔

نکاح مؤقت: یہ ہے کہ انسان عورت سے یوں کہے: اتزوجك بشهادة شاهدين عشرة ايام یعنی میں دو گواہوں کی موجودگی میں دس دن تک تجھ سے نکاح کرتا ہوں۔

نکاح متعہ کی طرح نکاح مؤقت بھی باطل ہے۔دونوں کے مابین فرق یہ ہے کہ نکاح مؤقت میں لفظ نکاح یا لفظ تزویج ہوتا ہے جبکہ متعہ تمتع اور استمتاع سے ہی منعقد ہو جاتا ہے۔دوسرا فرق یہ ہے کہ نکاح مؤقت میں شہادت شاہدین شرط ہے جبکہ نکاح متعہ شہادت شاہدین کے بغیر بھی منعقد ہو جاتا ہے۔

اس پر آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ نکاح متعہ کی طرح نکاح مؤقت بھی باطل محض ہے، حضرت امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں یہ جائز ہے، ان کی دلیل یہ ہے کہ نکاح مؤقت صحیح اور لازم ہے، کیونکہ نکاح مؤقت کی طرح یہ بھی نکاح ہے، اس میں صرف تاقیت کی شرط عائد کی گئی ہے، جس طرح نکاح غیر مؤقت شرط فاسد سے باطل نہیں ہوتا ہے، اسی طرح نکاح مؤقت بھی شرط فاسد ہے۔مثلاً شرط تاقیت سے باطل نہیں ہوگا، کیونکہ نکاح کے بارے میں ضابطہ یہ ہے: النكاح لايبطل بالشروط الفاسدة۔

اس بارے میں جمہور آئمہ کی دلیل یہ ہے کہ نکاح مؤقت چونکہ نکاح یا تزویج کے لفظ سے منعقد ہوتا ہے، اس لیے اس میں متعہ کے معنیٰ موجود ہیں، کیونکہ متعہ کے معنیٰ بھی تمتع اور استمتاع کے ہیں اور نکاح کے معنیٰ بھی تمتع اور استمتاع کے ہیں۔چنانچہ آغاز کتاب میں ہم بیان کر آئے ہیں کہ اصطلاح شرع میں نکاح کی تعریف یہ ہے: حل استمتاع الرجل من امرأة يمنع من نكاحها مانع شرعي۔لہٰذا جب معناً نکاح مؤقت اور متعہ دونوں متحد ہیں، تو دونوں کا حکم عدم جواز کا ہوگا۔نکاح متعہ چونکہ حرام اور ناجائز ہے، اس لیے نکاح مؤقت بھی حرام اور باطل و ناجائز ہوگا، کیونکہ دیگر عقود کی طرح یہ بھی عقد ہیں اور عقود کے بارے میں ضابطہ یہ ہے: العبرة فى العقود للمعانى لاللمبانى یعنی عقود میں معانی معتبر ہیں، الفاظ کا یہاں کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔

(ب) آزاد شخص کا کتنی آزاد اور کنیزوں سے نکاح روا:

صورت مسئلہ یہ ہے کہ احناف کے ہاں ایک آزاد مرد کے لیے بیک وقت چار عورتوں کو اپنے نکاح میں

H_M_Hasnain_Asadi

رکھنے کی اجازت ہے، خواہ وہ سب آزاد ہوں یا سب باندی ہوں یا پہلے دو باندیوں سے نکاح کرنے پھر دو آزاد سے، بہرحال اس کے لیے چار عورتوں کو اپنے نکاح میں رکھنے کی اجازت ہے۔ البتہ چار سے زائد عورتوں کو بیک وقت نکاح میں رکھنا جائز نہیں ہے۔ دلیل یہ ارشاد ربانی ہے: فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ الخ سے چار عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت دے دی گئی ہے، اس لیے واحد میں چار عورتوں کو نکاح میں رکھنا درست ہے، چونکہ آیت میں لفظ رباع سے چار کے عدد کی صراحت کردی گئی ہے، اس لیے بیک وقت چار عورتوں سے زائد نکاح میں رکھنا درست نہیں ہوگا، کیونکہ عدد کی صراحت اس پر زیادتی سے مانع ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے بھی بیک وقت چار سے زائد عورتوں کو نکاح میں رکھنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ غیلان بن سلمہ ثقفی نے زمانہ جاہلیت میں دس عورتوں کو اپنی زوجیت میں لے رکھا تھا، لیکن اسلام لانے کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان دس میں سے صرف چار عورتوں کو منتخب کرنے کی اجازت دی اور بقیہ کو نکاح سے خارج کرادیا۔

سوال نمبر 3: **واذا زالت بكارتها بوثبة او حيضة او جراحة او تعنيس فهي في حكم الابكار لانها بكر حقيقة لان مصيبها اول مصيب لها ومنه الباكورة والبكرة ولانها تستحي لعدم الممارسة ولو زالت بكارتها بزناء فهي كذالك عند ابي حنيفة**

(الف) عبارت کا ترجمہ کر کے بتائیں کہ پیغامِ نکاح کے وقت باکرہ بالغہ کے کن کن افعال سے اس کی اجازت سمجھی جائے گی؟

(ب) خط کشیدہ مسئلہ میں ائمہ کا اختلاف مع الدلائل سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

اور جب کودنے سے یا حیض سے یا زخم آنے سے یا طوالت عمر کی وجہ سے کسی باکرہ کی بکارت زائل ہو گئی، تو وہ باکرہ کے حکم میں ہے، کیونکہ وہ حقیقتاً باکرہ ہے، اس لیے اسے پہنچنے والا اول مصیب ہوگا، اور باکورہ اور بکرہ اسی سے مشتق ہیں اور اس وجہ سے بھی کہ عدم اختلاط کی بنا پر وہ شرم کرے گی۔ اگر زنا سے کسی باکرہ کی بکارت زائل ہوجائے تو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں وہ بھی اسی حکم میں ہے۔

باکرہ عورت کی اجازت نکاح:

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی باکرہ کے ولی نے اس سے نکاح کی اجازت طلب کی اور باکرہ اس کی بات سن کر خاموش ہوگئی یا ہنسنے لگی یا مسکرانے لگی تو ان دونوں صورتوں میں اس کا عمل اس کی رضامندی پر

H_M_Hasnain_Asadi

دلیل ہوگا اور اس کی روشنی میں ولی کو اس کا نکاح کرنے کی اجازت ہوگی۔ اس لیے کہ خود حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باکرہ کی خاموشی کو اس کی اجازت اور رضامندی قرار دیا ہے۔ عقلاً بھی یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ سکوت میں رضامندی کا پہلو غالب ہے، اس لیے کہ عورتیں شرم وحیاء کا پیکر ہوتی ہیں اور صراحتاً رضامندی سے شرم کرتی ہیں۔ لہٰذا سکوت کو رضامندی مانیں گے، اور ضحک کو بھی رضامندی مانیں گے اور وہ اس طرح کہ ضحک سکوت سے بھی زیادہ رضامندی پر دلالت کرتا ہے، کیونکہ سکوت میں غور وفکر کا بھی پہلو نکل سکتا ہے مگر ضحک اور تبسم تو سنی ہوئی بات سے مست ہونے کے بعد ہوتا ہے۔

(ب) خط کشیدہ مسئلہ میں مذاہب آئمہ:

زنا کی وجہ سے کسی عورت کی بکارت زائل ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہوگا؟ اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ باکرہ کے حکم میں ہوگی، آپ کی دلیل یہ ہے کہ لوگ اسے باکرہ تصور کرتے ہیں، اس لیے بھی کہ نطق سے اسے معیوب سمجھیں گے۔ لہٰذا وہ نطق سے باز رہے گی اور اس کے سکوت پر اعتبار کرلیا جائے گا تاکہ اس کے مصالح فوت نہ ہوں۔ تاہم اس سے وطی بالشبہ کی گئی ہو یا نکاح فاسد سے وطی کی گئی، اس لیے کہ شریعت نے اس کو ظاہر کردیا۔ چنانچہ اس وطی کی وجہ سے شریعت نے احکام متعلق کیے ہیں۔ جہاں تک زنا کا تعلق ہے، تو اسے چھپانا مستحب ہے۔ یہاں تک کہ اگر اس کا حال مشہور ہو جائے تو اس کے سکوت پر اکتفاء نہیں کیا جائے گا۔

حضرت امام شافعی اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ اس کے سکوت پر اکتفاء نہیں کیا جائے گا، کیونکہ درحقیقت وہ ثیبہ ہے، کیونکہ اس کا مصیب، مصیب ثانی ہوگا۔

سوال نمبر 4: اَلطَّلَاقُ عَلٰی ضَرْبَیْنِ صَرِیْحٌ وَکِنَایَۃٌ فَالصَّرِیْحُ قَوْلُہٗ اَنْتِ طَالِقٌ وَّمُطَلَّقَۃٌ وَطَلَّقْتُکِ فَھٰذَا یَقَعُ بِہِ الطَّلَاقُ الرَّجْعِیُّ لِاَنَّ ھٰذِہِ الْاَلْفَاظَ تُسْتَعْمَلُ فِی الطَّلَاقِ وَلَا تُسْتَعْمَلُ فِیْ غَیْرِہٖ فَکَانَ صَرِیْحًا وَاَنَّہٗ یُعْقِبُ الرَّجْعَۃَ بِالنَّصِّ وَلَا یَفْتَقِرُ اِلَی النِّیَّۃِ

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں اور اس میں موجود مسئلہ کی وضاحت کریں؟

(ب) طلاق حسن، احسن اور بدعی میں سے ہر ایک کی تعریف قلمبند کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور مسئلہ کی وضاحت:

نوٹ: اعراب اوپر عبارت پر لگادیے گئے ہیں جبکہ مسئلہ کی وضاحت حسب ذیل ہے:

طلاق کی دو قسمیں ہیں: (۱) طلاق صریح، (۲) طلاق کنایہ۔ اس عبارت میں طلاح صریح کے الفاظ اور اس کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ طلاق صریح وہ ہے جس کے عائد کرنے کے لیے شوہر الفاظ صریحہ استعمال کرے مثلاً وہ اپنی زوجہ سے کہے: اَنْتِ طَالِقٌ، اَنْتِ مُطَلَّقَۃٌ، طَلَّقْتُکِ۔ ان الفاظ سے بیوی کو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی، اس میں نیت کی بھی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ ان الفاظ کا استعمال ہی صراحتاً ہوتا ہے

جس میں نیت اور قرینہ کی ضرورت نہیں ہے۔تاہم ان الفاظ کے علاوہ شوہر نے غیر صالح الفاظ کہے تو نیت کے بغیر طلاق واقع نہیں ہوگی مثلاً اس نے اپنی زوجہ سے مخاطب ہو کر کہا: اَنْتِ مُطْلَقَةٌ، تو اس صورت میں نیت طلاق ضروری ہے اور نیت کے بغیر طلاق واقع نہیں ہوگی۔

(ب) طلاق حسن، طلاق احسن اور طلاق بدعی کی تعریف:

طلاق کی تین اقسام ہیں: (۱) احسن، (۲) حسن، (۳) بدعی۔ ان میں سے ہر ایک کی تعریف حسب ذیل ہے:

۱- طلاق احسن: وہ یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو حیض بند ہونے کے بعد آئندہ طہر میں جماع کرنے سے قبل ایک طلاق رجعی دے، تاکہ رجوع کرنے کی صورت میں اسے کوئی دقت و پریشانی نہ ہو۔ صحابہ کرام، تابعین اور فقہاء کرام نے اس طریقہ کو اپنایا، یہ طریقہ بہتر ہونے کی وجہ سے اس طلاق کو "طلاق احسن" کہا جاتا ہے۔ اس کو احسن کہنے کی ایک عقلی دلیل یہ بھی ہے کہ اس طلاق میں دوران عدت رجوع کی گنجائش رہتی ہے اور انقضائے عدت کے بعد بھی بدون حلالہ نکاح ثانی کی اجازت ہوتی ہے۔

۲- طلاق حسن: یہ ایسی طلاق ہے جو طلاق سنت بھی کہلاتی ہے، یہاں مسنون امر مراد نہیں ہے جس کے کرنے پر ثواب ملتا ہے بلکہ سنت سے مراد مباح و جواز کے معنیٰ میں ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ شوہر اپنی زوجہ کو تین متفرق طہر میں تین طلاقیں دے۔ اس پر دلیل حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا واقعہ ہے کہ جب انہوں نے حالت حیض میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی، اس بارے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپ نے فرمایا: قد اخطات السنة یعنی "اے ابن عمر! تم نے سنت طریقہ کی خلاف ورزی کی ہے، یاد رکھو! سنت طریقہ یہ ہے کہ طہر کا انتظار کرو اور ہر طہر میں بیوی کو ایک طلاق دو۔"

۳- طلاق بدعی: یہ وہ طلاق ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو ایک کلمہ سے تین طلاقیں یا ایک ہی طہر میں تین طلاقیں دے۔ اس کو بدعی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس طرح طلاق دینا سنت طریقہ کے خلاف یا ہمارے عام رواج کے خلاف ہے۔ یہ طلاق بھی واقع ہو جاتی ہے خواہ شوہر گناہگار ہوگا اور بیوی اس پر حرام قرار پائے گی۔ اسی طرح حیض کے ایام میں بیوی کو طلاق دینا اور اس کی عدت کو دراز کرنا بھی گناہ ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظيم المدارس (اهل السنة) پاکستان

الشهادة العالية السنة الأولى للطلاب الموافق سنة ۱۴۴۰ھ/2019ء

پانچواں پرچہ: عربی ادب وبلاغت

الوقت المحدد: ثلث ساعات　　مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: قسم اول کے دونوں سوال جبکہ قسم ثانی سے کوئی دو سوال حل کریں۔

﴿قسم اوّل ...... عربی ادب﴾

سوال نمبر 1: درج ذیل میں سے کسی پانچ اجزاء کا ترجمہ کریں؟ ۸×۵=۴۰

(ا) وبالله اعتضد فيما اعتمد واعتصم مما يصم واسترشد الى مايرشد فما لمفزع الا اليه ولا الاستعانة الا به ولا التوفيق الا منه

(ب) ثم بالتوسل بمحمد سيد البشر والشفيع المشفع فى المحشر الذى ختمت به النبيين واعليت درجته فى عليين

(ج) وهو يطبع الاسجاع بجواهر لفظه ويقرع الاسماع بزواجر وعظه وقد احاطت به اخلاط الزمر احاطة الحالة بالقمر والاكمام بالثمر

(د) هلا انتهجت محجة اهتدائك وعجلت معالجة دائك وفللت شباة اعتدائك وقدعت نفسك فهى اكبر اعدائك

(ھ) تأمر بالعرف وتنتهك حماه وتحمى عن النكر ولا تتحاماه وتزحزح عن الظلم ثم تغشاه وتخشى الناس والله احق ان تخشاه

(و) لكنت به اجلو اهمومى واجتلى زمانى طلق الوجه ملتمع الضيا ارى قربه قربى ومغناه غنية و رؤيته ريا ومحياه لى حيا

(ز) ان خلاصة الجوهر تظهر بالسبك ويد الحق تصدع رداء الشك وقد قيل غبر من الزمان عند الامتحان يكرم الرجل او يهان

سوال نمبر 2: درج ذیل میں سے کسی پانچ الفاظ کے معانی تحریر کریں؟ ۵×۲=۱۰

(الف) دو، (ب) قدامة، (ج) العجماوات، (د) المفزع، (ھ) طوائح، (و) اقبال، (ز) شنب

﴿قسم ثانی ...... بلاغت﴾

سوال نمبر 3: فالفصاحة فى المفرد خلوصه اى خلوص المفرد من تنافر الحروف

H_M_Hasnain_Asadi

والغرابة ومخالفة القياس اللغوى اى المستنبط من استقراء اللغة وتفسير الفصاحة بالخلوص لايخلو عن تسامح ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں نیز فصاحت کو بلاغت پر مقدم کرنے کی وجہ بیان کریں؟ ۷+۸=۱۵

(ب) تنافر حروف کی تعریف کر کے مثال دیں اور تنافر کے بارے میں مصنف نے جو ضابطہ بیان کیا ہے وہ تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 4: وقد ينزل المخاطب العالم بهما اى بفائدة الخبر ولازمها منزلة الجاهل فيلقى اليه الخبر وان كان عالما بالفائدتين لعدم جريه على موجب العلم ۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں، نیز فائدۃ الخبر اور لازم فائدۃ الخبر کی تعریف قلمبند کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) مخاطب کے لحاظ سے خبر لانے کی کتنی اور کون سی صورتیں ہیں؟ ۱۰

سوال نمبر 5: واقسامه اى اقسام المجاز العقلى باعتبار حقيقة الطرفين ومجازيتهما اربعة ۔

(الف) ترجمہ کر کے مذکورہ چاروں قسموں کی مثالیں دے کر وضاحت کریں؟ ۱۵

(ب) اسناد حقیقی عقلی اور مجاز عقلی کی تعریف کر کے ہر ایک کی مثال دیں؟ ۵+۵=۱۰

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (برائے طلباء) سال اول 2019ء

پانچواں پرچہ: عربی ادب وبلاغت

﴿قسم اوّل......عربی ادب﴾

سوال نمبر 1: درج ذیل اجزاء کا ترجمہ کریں؟

(ا) وبالله اعتضد فيما اعتمد واعتصم مما يصم واسترشد الى مايرشد فما لمفزع الا اليه ولا الاستعانة الابه ولا التوفيق الامنه

(ب) ثم بالتوسل بمحمد سيد البشر والشفيع المشفع فى المحشر الذى ختمت به النبيين واعليت درجته فى عليين

(ج) وهو يطبع الاسجاع بجواهر لفظه ويقرع الاسماع بزواجر وعظه وقد احاطت به اخلاط الزمر احاطة الحالة بالقمر والاكمام بالثمر

(د) هلا انتهجت محجة اهتدائك وعجلت معالجة دائك وفللت شباة اعتدائك

H_M_Hasnain_Asadi

وقدعت نفسك فهي اكبر اعدائك

(ه) تـأمر بالعرف وتنتهك حماه وتحمي عن النكر ولاتتحاماه وتزحزح عن الظلم ثم تغشاه وتخشى الناس والله احق ان تخشاه

(و) فكنت به اجلو اهمومي واجتلي زماني طلق الوجه ملتمع الضيا ارى قربه قربى ومغناه غنية و رؤيته ريا ومحياه لی حيا

(ز) ان خلاصة الجوهر تظهر بالسبك ويد الحق تصدع رداء الشك وقد قيل غبر من الزمان عند الامتحان يكرم الرجل او يهان

جواب: ترجمہ اجزاء:

(ا) خدا کی قسم! جس معاملہ میں، میں اعتماد کرتا ہوں مدد طلب کرتا ہوں، جس بارے میں وہ خاموش ہے میں دامن مضبوطی سے پکڑتا ہوں، میں راہنمائی حاصل کرتا ہوں اس سے جو حقیقی راہنمائی کرتا ہے، پریشانی میں صرف اسے پکارا جاتا ہے۔ استعانت صرف اس کے ہاتھ میں ہے اور توفیق صرف اس کے پاس ہے۔

(ب) پھر انسانوں کے سردار، قیامت کے دن کے شافع و مشفع حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے میں توسل کرتا ہوں، کیونکہ آپ ہی وہ ہستی ہیں جن پر نبوت کا سلسلہ اختتام پذیر ہوا اور آپ کو جنت میں اعلیٰ منصب پر فائز کیا گیا۔

(ج) اور وہ اپنے الفاظ کے موتیوں سے کلام کو مزین اور اپنے مدلل وعظ سے کانوں کو زجر و توبیخ سے کھنکھنا رہا ہے۔ مختلف لوگ اسے اس طرح گھیرے ہوئے ہیں جس طرح ہالہ چاند کو یا جھلی شگوفہ کو گھیرے ہوتی ہے۔

(د) کیا تیری قوم تیرے ساتھ مہربانی سے پیش آئے گی، تو اپنے ہدایت کے رستہ کو کیوں نہیں اختیار کرتا، تو اپنے مرض کے علاج میں کس لیے جلدی نہیں کرتا، اور اپنے ظلم کی تیزی کو کس لیے ہلکا نہیں کرتا اور تو اپنے نفس سے کیوں نہیں رکتا، کیونکہ وہ تیرا بڑا دشمن ہے۔

(ہ) تو دوسروں کو نیکی کا حکم دیتا ہے مگر بھائی بندوں کے ساتھ تجھے ہنسی مذاق کرنا زیادہ پسند ہے اور ان کی معزز جگہ کو بے آبرو کرتا ہے۔ تو دوسروں کو برائی سے روکتا ہے مگر خود اس سے نہیں رکتا، دوسروں کو ظلم نہ کرنے کی نصیحت کرتا ہے تو خود اس کا ارتکاب کرتا ہے، تو لوگوں سے ڈرتا ہے جبکہ ذات باری تعالیٰ سے ڈرنا تیرے لیے زیادہ بہتر تھا۔

(و) پس اس کی وجہ سے اپنے غموں کو دور کرتا اور اپنے زمانہ کو خندہ و روشن پاتا تھا۔ میں وہاں رہنے کو قرابت اور اس کے گھر کو بے پرواہ کرنے والا تھا۔ اس کے دیدار کو سیرابی اور اس کی حیات کو عام بارش

H_M_Hasnain_Asadi

خیال کرتا تھا۔

(ز) بیشک سونے کی عمدگی پگھلانے سے ضرور ظاہر ہو جاتی ہے، حق بات شک کی چادر کو یقیناً پھاڑ ڈالتی ہے۔ ایک پرانا مقولہ ہے کہ آزمائش کے وقت انسان سرخ ہو جاتا ہے یا ذلیل وخوار۔

سوال نمبر2: درج ذیل الفاظ کے معانی تحریر کریں؟

(الف) در، (ب) قدامة، (ج) العجماوات، (د) المفزع، (ه) طوالح، (و) اقیال، (ز) شنب

جواب: الفاظ کے معانی:

(الف) موتی، (ب) پرانا، (ج) گونگی عورتیں، (د) پریشانی میں پکارنا، (ه) حادثات، (و) شاہان، (ز) چمک۔

﴿قسم ثانی...... بلاغت﴾

سوال نمبر3: فَالْفَصَاحَةُ فِي الْمُفْرَدِ خُلُوْصُهٗ اَیْ خُلُوْصُ الْمُفْرَدِ مِنْ تَنَافُرِ الْحُرُوْفِ وَالْغَرَابَةِ وَمُخَالَفَةِ الْقِيَاسِ اللُّغَوِيِّ اَيِ الْمُسْتَنْبَطِ مِنِ اسْتِقْرَاءِ اللُّغَةِ وَتَفْسِيْرِ الْفَصَاحَةِ بِالْخُلُوْصِ لَا يَخْلُوْ عَنْ تَسَامُحٍ ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں نیز فصاحت کو بلاغت پر مقدم کرنے کی وجہ بیان کریں؟

(ب) تنافر حروف کی تعریف کر کے مثال دیں اور تنافر کے بارے مصنف نے جو ضابطہ بیان کیا ہے وہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور فصاحت کو بلاغت پر مقدم کرنے کی وجہ:

نوٹ: اعراب اوپر عبارت میں لگا دیے گئے ہیں جبکہ فصاحت کو بلاغت پر تقدیم کی وجہ حسب ذیل ہے:

فصاحت کلمہ، کلام اور متکلم کی صفت بنتی ہے جبکہ بلاغت کلام اور متکلم کی صفت بنتی ہے۔ اس طرح فصاحت کے جامع اور افضل ہونے کی وجہ سے اسے بلاغت سے مقدم کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں فصاحت کے فوائد ومنافع بنسبت بلاغت کے کثیر ہیں، جس کی وجہ سے اس کی تقدیم ضروری تھی۔

(ب) تنافر حروف کی تعریف ومثال:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2016ء میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر4: وقد ينزل المخاطب العالم بهما اى بفائدة الخبر و لازمها منزلة الجاهل فيلقى اليه الخبر وان كان عالما بالفائدتين لعدم جريه على موجب العلم ۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں، نیز فائدۃ الخبر اور لازم فائدۃ الخبر کی تعریف قلمبند کریں؟

H_M_Hasnain_Asadi

(ب) مخاطب کے لحاظ سے خبر لانے کی کتنی اور کون سی صورتیں ہیں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

اور کبھی فائدۃ الخبر اور لازم فائدۃ الخبر کے عالم کو جاہل کے قائمقام قرار دے کر اسے خبر دی جاتی ہے، خواہ وہ فوائد کو جاننے والا ہو لیکن وہ بتانے کی اہلیت نہ رکھتا ہو۔

فائدۃ الخبر اور لازم فائدۃ الخبر کی تعریف:

مخبر کا مقصود اگر حکم کا فائدہ پہنچانا ہو، تو اس کو افادۃ الحکم اور فائدۃ الخبر کہا جاتا ہے۔ اگر مخبر کا مقصود عالم بالحکم کو بتلانا ہو، تو اس کو لازم فائدۃ الخبر کہتے ہیں، کیونکہ یہ دونوں کو شامل ہوتا ہے فائدۃ الخبر اور عالم بالحکم کو بھی جبکہ فائدۃ الخبر کے لیے لازم فائدۃ الخبر ضروری نہیں ہے، کیونکہ اس بات کا امکان ہے کہ مخاطب کو پیشگی حکم کی خبر معلوم ہو مثلاً ایک شخص دوسرے سے کہتا ہے: جس نے قرآن یاد کرلیا ہو: قد حفظت القرآن جبکہ مخاطب کو حفظ قرآن کا پہلے سے علم ہو۔

(ب) مخاطب کے لحاظ سے خبر لانے کی صورتیں:

اگر مخبر اپنی خبر سے کسی کو حکم کا فائدہ پہنچانا چاہتا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے کلام کو بقدرے ضرورت معیاری بنانے کی کوشش کرے اور لغو و مہمل سے احتراز کرے۔ اس طرح مخاطب کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں:

(i) مخاطب خالی الذہن ہو ایجاب حکم سے یا سلب حکم سے یا اس کو تردد ہو ایقاع نسبت یا انتزاع نسبت کا، تو متکلم کلام کو تاکیدات سے خالی رکھے۔

(ii) اگر مخاطب متردد ہے وقوع نسبت یا لا وقوع نسبت میں تو پھر کلام کو مؤکد کرنا مستحسن ہے تاکہ تردد ختم ہو جائے اور حکم اس کے ذہن میں بیٹھ جائے مگر دلائل اعجاز میں اس کے خلاف لکھا ہے، وہ اس طرح کہ اگر مخاطب متردد ہے تو کلام کو تاکید سے خالی کرنا ضروری ہے۔ اگر ظن میں مبتلا ہو، تو تاکید مستحسن ہے۔

(iii) اگر مخاطب منکر ہو تو پھر کلام کو تاکید کے ساتھ مؤکد کرنا درست ہے قدرے انکار۔ انکار میں قوت وضعف کا اعتبار ہوگا مگر عدد کا نہیں۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے دو قاصد یحییٰ اور یولش اہل انطاکیہ کی طرف پیغام حق دے کر روانہ کیے، تو اہل انطاکیہ نے انکار کر دیا۔ قاصدوں نے کہا: اِنَّـآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ یعنی ہم تمہارے پاس حق لے کر آئے ہیں مگر وہ لوگ نہ مانے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شمعون کو اہل انطاکیہ کی طرف پیغام حق دے کر بھیجا۔ انہوں نے پھر انکار کر دیا اور یوں گویا ہوئے: مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا الخ تو انہوں نے تین تاکیدوں کا انکار کیا، پھر قاصدوں نے بھی اپنا کلام تاکید سے مؤکد کرتے ہوئے کہا: اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ۔ الحاصل انکار کے قدرے کلام کو مؤکد لایا جائے گا۔

H_M_Hasnain_Asadi

سوال نمبر 5: واقسامہ ای اقسام المجاز العقلی باعتبار حقیقۃ الطرفین ومجازیتھما اربعۃ۔
(الف) ترجمہ کر کے مذکورہ چاروں قسموں کی مثالیں دے کر وضاحت کریں؟
(ب) اسناد حقیقی عقلی اور مجاز عقلی کی تعریف کر کے ہر ایک کی مثال دیں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

حقیقت طرفین اور مجاز طرفین کے اعتبار سے مجاز عقلی کی چار اقسام ہیں:

مجاز عقلی کی اقسام مع امثلہ:

مجاز عقلی کی چار اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- کبھی مسند اور مسند الیہ دونوں حقیقت لغوی ہوتے ہیں مثلاً انبت الربیع البقل۔ اس کی مثال انبت مسند ہے اور اپنے معنی موضوع لہ "اگانے" میں مستعمل ہے جبکہ مسند الیہ "الربیع" بھی اپنے معنی موضوع لہ "موسم بہار" میں مستعمل ہے۔

۲- کبھی دونوں مجاز لغوی ہوتے ہیں مثلاً احیی الارض شباب الزمان۔ یہاں "احیاء" کا حقیقی معنی "اعطاء الحیاۃ" مراد نہیں، بلکہ مجازی معنی یعنی قوت نامیہ کا ابھر آنا اور "زمین میں قسم قسم کے نباتات کے ذریعے تروتازگی پیدا کرنا" مراد ہے۔ اسی طرح "شباب الزمان" کا بھی مجازی معنی یعنی "زمین کی قوت نامہ کا بڑھنا" مراد ہے۔

۳- کبھی مسند حقیقت اور مسند الیہ مجاز ہوتا ہے مثلاً انبت البقل شباب الزمان۔ مسند یعنی انبات میں حقیقت لغویہ ہے جبکہ "شباب الزمان" میں مجاز مراد ہے۔

۴- کبھی مسند مجاز اور مسند الیہ حقیقت ہوتا ہے مثلاً احیی الارض الربیع میں مسند یعنی "احیاء" مجاز اور مسند الیہ یعنی "الربیع" حقیقت ہے۔

(ب) اسناد حقیقی عقلی اور مجاز عقلی کی تعریف و امثلہ:

۱- اسناد حقیقی عقلی: اگر فعل معروف یا معتائے فعل کی نسبت فاعل کی طرف ہو یا مجہول کی نسبت مفعول کی طرف ہو، تو اسے اسناد حقیقی یا حقیقت عقلیہ کہتے ہیں۔ اس کی چار اقسام ہیں۔
اگر اسناد حقیقی عقلی واقع اور اعتقاد کے مطابق ہو تو اس کی مثال یہ ہے: اَنْبَتَ اللّٰہُ الْبَقْلَ۔

۲- اسناد مجاز عقلی: اگر معروف کی نسبت مفعول کی طرف ہو یا مجہول کی نسبت فاعل کی طرف ہو، کی طرف نسبت ہو یا زمان کی طرف نسبت یا مکان کی طرف ہو یا کسی اور کی طرف نسبت ہو، تو اسے بنا کہتے ہیں اس کی بھی چار اقسام جس کی تفصیل ماقبل جز میں مذکور ہوئی۔ اس کی مثال یہ شعر ہے

اَشَابَ الصَّغِیْرَ وَاَفْنَی الْکَبِیْرَ ۔۔۔ کَرُّ الْغَدَاۃِ وَمَرُّ الْعَشَاءِ

H_M_Hasnain_Asadi

الاختبار السنوی النهائی تحت إشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) پاکستان

الشهادة العالية السنة الأولى للطلاب الموافق سنة ۱۴۴۰ھ/2019ء

چھٹا پرچہ: عقائد و منطق

وقت: تین گھنٹے
کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: پہلا سوال لازمی ہے باقی حصہ دوم سے کوئی دو سوال حل کریں۔

﴿حصہ اوّل: عقائد﴾

سوال نمبر 1: کوئی سے پانچ اجزاء حل کریں۔ ۵×۱۰=۵۰

(الف) توسل کا معنی اور اس کے جواز پر دلائل تحریر کریں؟

(ب) کیا انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں؟ حیاتِ انبیاء کرام علیہم السلام پر دلائل تحریر کریں؟

(ج) انبیاء کرام اور صالحین عظام کی قبروں کی زیارت کا کیا حکم ہے؟ زیارت کی مشروعیت پر دلائل تحریر کریں؟

(د) حدیث کی روشنی میں میلادِ نبوی کی اصل تحریر کریں؟

(ھ) کرامات اولیاء برحق ہیں، قرآن وحدیث کی روشنی میں دلائل ضبط قلم فرمائیں؟

(و) ۱۔ما معنی قوله صلى الله عليه وسلم: لعن الله زورات القبور۔

۲۔ما معنی قوله صلى الله عليه وسلم: لا تشد الرحال الا الى ثلثة مساجد ۔

﴿حصہ دوم: منطق﴾

سوال نمبر 2: (۱) علم منطق کی تعریف، موضوع اور غرض بیان کریں؟ ۱۰

(۲) قطبی متن ہے یا شرح؟ بصورت ثانی متن و شرح کا مکمل نام اور قطبی کے مصنف کا اسم گرامی تحریر کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 3: اعلم ان المشهور فيما بين القوم ان العلم اما تصور او تصديق والمصنف عدل عنه الى التصور الساذج والى التصديق

(۱) عبارت کا ترجمہ و تشریح سپرد قلم کریں؟ ۱۰

(۲) علم کی مشہور تقسیم سے مصنف کے عدول کرنے کی وجہ تحریر کریں؟ ۱۵۔

سوال نمبر 4: (۱) حد تام کو حد تام اور رسم تام کو رسم تام کیوں کہا جاتا ہے؟ قطبی کی روشنی میں جواب دیں۔ ۱۰

H_M_Hasnain_Asadi

(۲) لا يقال ههنا اقسام اخر وهي التعريف بالعرض العام مع الفصل او مع الخاصة او بالفصل مع الخاصة

ترجمہ کریں نیز مذکورہ عبارت میں مصنف ایک اعتراض کی طرف اشارہ کررہے ہیں، آپ اعتراض کی تشریح اوراس کا جواب لکھیں؟ ۱۵

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (برائے طلباء) سال اول 2019ء

چھٹا پرچہ: عقائد و منطق

حصہ اول: عقائد

سوال نمبر 1: درج ذیل اجزاء کے جوابات لکھیں؟

(الف) توسل کا معنی اوراس کے جواز پر دلائل تحریر کریں؟

(ب) کیا انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں؟ حیاتِ انبیاء کرام علیہم السلام پر دلائل تحریر کریں؟

(ج) انبیاء کرام اور صالحین عظام کی قبروں کی زیارت کا کیا حکم ہے؟ زیارت کی مشروعیت پر دلائل تحریر کریں؟

(د) حدیث کی روشنی میں میلادِ نبوی کی اصل تحریر کریں؟

(ھ) کرامات اولیاء برحق ہیں' قرآن وحدیث کی روشنی میں دلائل ضبط قلم فرمائیں؟

(و) ۱-ما معنى قوله صلى الله عليه وسلم: لعن الله زورات القبور.

۲-ما معنى قوله صلى الله عليه وسلم: لا تشد الرحال الا الى ثلثة مساجد.

جواب: (الف) توسل کا معنیٰ اوراس کے جواز پر دلائل:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2015ء میں ملاحظہ کریں۔

(ب) حیات انبیاء پر دلائل:

بلاشبہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں، اس بارے میں کثیر دلائل ہیں جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

۱-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں اور وہ نماز ادا کرتے ہیں۔

H_M_Hasnain_Asadi

۲- آپ سے دوسری روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شب معراج میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے ہمارا گزر ہوا، وہ سرخ ٹیلے کے پاس اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے۔

۳- اللہ تعالیٰ نے شہداء کی زندگی کے بارے میں ارشاد فرمایا: وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ (قرآن) جو اللہ کی راہ میں شہید کیے جائیں تم انہیں مردہ گمان نہ کرو، بلکہ وہ زندہ ہیں اللہ کی طرف سے انہیں رزق دیا جاتا ہے۔

جب شہداء زندہ ہیں، انہیں مردہ کہنے کی اجازت نہیں ہے اور اللہ کی طرف سے انہیں رزق دیا جاتا ہے تو انبیاء کرام بطریقہ اولیٰ اپنی قبور میں زندہ ہیں۔

(ج) انبیاء وصالحین کی قبور کی زیارت جائز ہونا:

انبیاء کرام اور صالحین امت بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے معزز و محترم ہیں، ان کی قبور نہایت بابرکت ہیں اور ان کی زیارت کرنے کے جواز میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں ممانعت والی روایت منسوخ ہو گئی ہے۔

زیارت قبور انبیاء کرام وصالحین کے دلائل درج ذیل ہیں:

(i) صحیح مسلم میں موجود ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم نے تمہیں زیارت قبور سے منع کیا تھا، اب تم ان کی زیارت کر سکتے ہو۔

(ii) ایک روایت میں کچھ اضافہ کے ساتھ یوں مذکور ہے: تم زیارت قبور کرو، اس سے دل نرم ہوتے، آنکھیں پرنم ہوتی ہیں اور آخرت یاد آتی ہے۔

(iii) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شب برأت رات کے آخری حصہ میں جنت البقیع کی طرف تشریف لے جاتے اور فرماتے تھے: اے مومن قوم کے گھر والو! تم پر سلامتی ہو، کل تمہارے پاس وہ آ جائے گا جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا اور ہم تمہارے پاس پہنچنے والے ہیں، انشاء اللہ۔ اے اللہ! بقیع الغرقد والوں کی مغفرت فرما۔ (صحیح مسلم)

اس روایت سے محض زیارت قبور کا جواز ہی ثابت نہیں ہوتا بلکہ ان کے ساتھ باتیں کرنے اور ان کے حق میں دعاء مغفرت کرنے کا جواز بھی ثابت ہوتا ہے۔

(د) حدیث کی روشنی میں میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواز:

جواب کے لیے حل شدہ پرچہ جات بابت 2016ء میں ملاحظہ کریں۔

(ہ) کرامات اولیاء کا حق ہونا:

اولیاء وصالحین سے جو خلاف عادت عمل صادر ہو، اسے کرامت کہا جاتا ہے۔ کرامات اولیاء حق ہیں، ان کا جواز قرآن وسنت سے ثابت ہے۔ اس سلسلہ میں دلائل حسب ذیل ہیں:

H_M_Hasnain_Asad

i-حضرت زکریا علیہ السلام حجرہ میں حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے پاس جاتے، ان کے ہاں انواع و اقسام کے بے موسے پھل پا کر تعجب سے دریافت کرتے کہ یہ پھل کہاں سے ہیں؟ انہیں جواب دیا جاتا: یہ پھل اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہیں۔ (القرآن)

ii-مفسرین کی تصریح کے مطابق حضرت مائی مریم رضی اللہ عنہا کے پاس گرمیوں کے پھل سردیوں میں اور سردیوں کے پھل گرمیوں میں موجود ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں حکم ہوتا کہ خشک کھجور کے تنے کو اپنی طرف حرکت دو، تو ان کے حرکت دینے سے وہ تر و تازہ کھجوریں گراتا۔ (القرآن)

(iii) اصحاب کہف کا واقعہ قرآن کریم میں بالتفصیل مذکور ہے، وہ تین سو نو سال کوئی چیز کھائے بغیر سوئے رہے، ان کی کروٹیں بدلی جاتی تھیں، وہ صحیح وسالم رہے، سورج کی گرمی اور موسم کی سردی بھی ان پر اثر انداز نہ ہوئی۔

iv-حضرت خبیب رضی اللہ عنہ اپنی قید کے زمانہ میں قید میں ہی پھل تناول کیا کرتے تھے اور اس زمانہ میں مدینہ طیبہ میں پھل کا نام ونشان نہیں ہوتا تھا۔

v-جب حضرت عاصم رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے تو کفار نے ان کے جسم کا ایک حصہ کاٹنے کا ارادہ کیا، اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں یا بھڑوں کو ان کی حفاظت کے لیے روانہ کر دیا، چنانچہ کفار اپنے مذموم مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔

(و) ۱-"لعن اللہ زورات القبور" کا مفہوم:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لعن اللہ زورات القبور" "یعنی زیارت قبور کرنے والی عورتوں پر اللہ کی لعنت ہو۔"

یہ روایت اس مفہوم پر محمول ہے: جب عورتیں میت کی خوبیاں گنوائیں، نوحہ کرتی ہوئی قبور کی زیارت کریں، ان کی عادت ہے کہ وہ اس موقع پر غیر شرعی حرکات کا بھی ارتکاب کرتی ہیں۔ اگر یہ مقاصد درمیان میں نہ ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

۲-حدیث: "لاتشد الرحال الا الی ثلاثة مساجد" کا مفہوم:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تین مساجد کے علاوہ کسی کی طرف سفر نہ کیا جائے۔"

علماء اہل سنت فرماتے ہیں کہ اس روایت کا مفہوم یہ ہے: تین مساجد کے علاوہ کسی مسجد کی طرف اس کی فضیلت کی بناء پر کجاوہ باندھ کر سفر نہ کیا جائے، اگر یہ مفہوم نہ ہو تو لازم آئے گا کہ کجاوہ باندھ کر عرفات، منیٰ، حصول علم، جہاد، والدین کی زیارت، اعزاء واقارب سے ملاقات، تجارت اور وعظ و تبلیغ کے لیے سفر بھی منع ہونا چاہیے جبکہ کوئی بھی مسلمان اس کا قائل نہیں ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

﴿حصہ دوم: منطق﴾

سوال نمبر 2: (ا) علم منطق کی تعریف، موضوع اور غرض بیان کریں؟
(۲) قطبی متن ہے یا شرح؟ بصورت ثانی متن وشرح کا مکمل نام اور قطبی کے مصنف کا اسم گرامی تحریر کریں؟

جواب: (ا) علم منطق کی تعریف، موضوع اور غرض:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2015ء میں ملاحظہ کریں۔

(۲) قطبی متن یا شرح بصورت ثانی متن وشرح کا پورا نام:

کتاب "قطبی" متن نہیں بلکہ شرح ہے۔ متن کا اصل نام "الرسالۃ الشمسیۃ" ہے، مصنف نے یہ کتاب شمس الدین محمد کے لیے تحریر کی تھی، پھر اسی نسبت سے اس کا نام "الرسالۃ الشمسیۃ" مشہور ہوگیا۔ مصنف کا نام "ابوالحسن نجم الدین علی بن عمر بن علی" ہے۔ ۶۷۵ھ میں وصال ہوا۔

قطبی شرح ہے، اس کا اصل نام "تحریر القواعد المنطقیۃ فی شرح الرسالۃ الشمسیۃ" ہے۔ مصنف کا نام ابو عبداللہ قطب الدین محمد بن محمد رازی ہے۔ سال وصال ۷۶۶ھ ہے۔

سوال نمبر 3: اعلم ان المشهور فيما بين القوم ان العلم اما تصور او تصديق والمصنف عدل عنه الى التصور الساذج والى التصديق

(ا) عبارت کا ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟
(۲) علم کی مشہور تقسیم سے مصنف کے عدول کرنے کی وجہ تحریر کریں؟

جواب: (ا) عبارت کا ترجمہ اور اس کی تشریح:

تو جان کہ لوگوں میں علم کی مشہور تقسیم یہ ہے: علم کی دو اقسام ہیں: (ا) تصور، (۲) تصدیق۔ مصنف نے اس مشہور تقسیم سے عدول کرتے ہوئے کہا: علم کی دو اقسام ہیں: (i) تصور ساذج، (ii) تصدیق۔

شرح:

مصنفین کے طریقہ کار کے مطابق مصنف نے بھی پہلے علم کی تعریف کی پھر اس کی تقسیم کی ہے۔ علم کی مشہور تعریف ہے: حصول صورة الشیء فی العقل یعنی کسی چیز کا ذہن میں حاصل ہونا۔

علم کی دو اقسام ہیں:

(ا) ایسا تصور جس کے ساتھ حکم نہ ہو، اس کو تصور ساذج بھی کہا جاتا ہے مثلاً زید، خالد، عمرو وغیرہ۔

تصور کا اطلاق تین معانی پر ہوتا ہے:

H_M_Hashim_Asadi

(i) تصور مطلق جیسے: "التصور لابشرط شیء" یہ علم کے مترادف ہے اور تصدیق میں اسی کا اعتبار ہوتا ہے۔

(ii) تصور بشرط لا شیء یعنی "تصور بشرط عدم الحکم" یہ علم کی ایک قسم اور تصدیق کی قسیم ہے۔

(iii) تصور بشرط شیء: یعنی "تصور بشرط الحکم" یہ تصدیق کا دوسرا نام ہے۔

(۲) تصدیق: یہ علم کی دوسری قسم ہے، اس میں حکم پایا جاتا ہے۔ تصدیق میں عموماً چار اشیاء ہوتی ہیں:

(i) موضوع: اسے محکوم علیہ بھی کہا جاتا ہے۔

(ii) محمول: اس کو محمول بہ کہتے ہیں۔

(iii) نسبت حکمیہ: یہ محکوم علیہ اور محکوم بہ کے رابطہ کو کہا جاتا ہے۔

(iv) حکم: یہ "اسناد امر الی امر آخر ایجابا او سلبا" کو کہتے ہیں۔

امام رازی کے نزدیک یہ چاروں تصدیق کے اجزاء اور اس میں شامل ہیں جبکہ حکماء کے نزدیک تصدیق ایک بسیط (مفرد) چیز ہے یعنی تصدیق محض "حکم" کا نام ہے جبکہ باقی تینوں اشیاء صرف تصدیق کے لیے شرط کا درجہ رکھتی ہیں اور اس کی حقیقت سے خارج ہیں۔

(۲) علم کی مشہور تقسیم سے مصنف کے عدول کی وجہ:

مصنف نے علم کی مشہور تقسیم سے اعراض کیا، اس اعراض کی وجہ یہ ہے کہ اس تعریف پر دو اعتراض ہوتے تھے، ان سے بچنے کے لیے نئی تقسیم کی ہے۔ سوال یہ ہے کہ آخر وہ اعتراضات کون سے ہیں جو مشہور تعریف پر وارد ہوتے ہیں اور مصنف نے ان سے بچتے ہوئے جدید تقسیم اختیار کی ہے؟ وہ اعتراضات حسب ذیل ہیں:

۱- پہلا اعتراض: تصدیق سے آپ کی کیا مراد ہے؟ اگر تصدیق سے مراد تصور مع الحکم ہے جیسا کہ امام رازی کا مذہب ہے تو اس صورت میں قسم الشیء کا قسیم الشیء لازم آتا ہے، اس لیے کہ تصور مع الحکم علم کی قسم ہے۔ چونکہ علم اور تصور میں ترادف ہے تو تصور مع الحکم علم کی قسم ہے، بالکل اسی طرح تصور کی بھی قسم ہوئی حالانکہ مشہور تقسیم میں تصور مع الحکم یعنی تصدیق کو تصور کا قسیم بنایا گیا ہے، تو یہ تصدیق تصور کی بھی قسم ہے اور قسیم بھی ہے، جو کہ ناجائز ہے۔

۲- دوسرا اعتراض: اگر تصدیق سے مراد حکم ہے جیسا کہ حکماء کا مذہب ہے، تو اس صورت میں قسیم الشیء کا قسم الشیء ہونا لازم آئے گا، اس لیے کہ حکم کو تقسیم مشہور کا قسیم بنایا گیا حالانکہ واقع نفس الامر میں حکم تصور کی قسم ہے۔ چونکہ علم اور تصور میں ترادف ہے تو جس طرح حکم علم کی قسم ہے تو اس تصور کی بھی قسم بنی تو اس قسیم الشیء کا قسم الشیء ہونا لازم آیا جو بالکل ناجائز ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

سوال نمبر 4: (ا) حدتام کو حدتام اور رسم تام کو رسم تام کیوں کہا جاتا ہے؟ قطبی کی روشنی میں جواب دیں۔

(۲) لا يقال ههنا اقسام اخر وهي التعريف بالعرض العام مع الفصل او مع الخاصة او بالفصل مع الخاصة

ترجمہ کریں نیز مذکورہ عبارت میں مصنف ایک اعتراض کی طرف اشارہ کر رہے ہیں، آپ اعتراض کی تشریح اور اس کا جواب لکھیں؟

جواب: (ا) حدتام کو حدتام اور رسم تام کو رسم تام کہنے کی وجہ:

وہ معرف جو جنس قریب اور فصل قریب سے مل کر بنے، اسے حدتام کہتے ہیں جیسے انسان کی تعریف حیوان ناطق سے کی جائے۔

ذاتیات سے تعریف کرنے کو حد اس لیے کہا جاتا ہے کہ حد کے لغوی معنیٰ ہیں "منع" یعنی روکنا اور چونکہ یہ بھی تمام اجنبی اغیار کو داخل ہونے سے روک دیتی ہے، اس لیے اسے "حد" کہتے ہیں۔ اس کی پہلی قسم کو تام اس لیے کہ وہ تمام ذاتیات پر مشتمل ہوتی ہے اور دوسری قسم کو ناقص اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں بعض ذاتیات ہوتی ہیں اور بعض نہیں ہوتیں۔

رسم تام ایسے معرف کو کہتے ہیں جس میں تعریف اس کی جنس قریب اور خاصہ سے مل کر بنے مثلاً انسان کی تعریف حیوان ضاحک سے کی جائے۔

ایسی تعریف کو رسم اس لیے کہتے ہیں کہ "رسم الدار" گھر کے نشانات کو کہا جاتا ہے اور خاصہ بھی ماہیت سے خارج اس کا اثر ہوتا ہے۔ پھر اس کی پہلی قسم کو تام اس لیے کہتے ہیں کہ وہ اس بات میں حدتام کے مشابہ ہوتی ہے کہ دونوں میں جنس قریب کا ذکر ہوتا ہے۔ دوسری قسم کو ناقص اس لیے کہتے ہیں کہ رسم تام کے کچھ اجزاء اس سے حذف ہو جاتے ہیں۔

(۲) ترجمہ عبارت:

یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ یہاں دوسری اقسام بھی ہیں، وہ تعریف کرنا عرض عام مع فصل سے یا عرض عام مع الخاصہ سے یا فصل مع الخاصہ سے ہے۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب:

مندرجہ بالا عبارت ایک سوال ہے جس کا جواب شارح نے آگے دیا:

اعتراض: ماتن نے جو معرف کی چار اقسام بیان کی ہیں، یہ درست نہیں ہیں، کیونکہ انہوں نے جو اقسام بیان کی ہیں وہ یہ ہیں: (ا) حدتام، (۲) حدناقص، (۳) رسم تام، (۴) رسم ناقص۔ بلکہ یہاں معرف کی

H_M_Hasnain_Asadi

اور بھی اقسام ہیں، وہ یہ ہیں: (۱) معرف عرض عام اور فصل سے مرکب ہو۔ (۲) عرض عام اور خاصہ سے مرکب ہو۔ (۳) فصل اور خاصہ سے مرکب ہو۔ اس طرح معرف کی یہاں سات اقسام ہونی چاہیے تھیں؟

جواب: مناطقہ نے ان تین اقسام کا اعتبار نہیں کیا، اس لیے کہ معرف (تعریف) سے غرض معرف کی ذاتیات پر اطلاع پانا ہوتا ہے جبکہ عرض عام ذاتیات پر اطلاع کا فائدہ نہیں دیتی، تو پھر اس کے ساتھ خاصہ یا فصل کو ملانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ لہٰذا عرض اور فصل یا عرض عام اور خاصہ سے تعریف درست نہیں ہو گی، کیونکہ تعریف کی غرض ان سے حاصل نہیں ہوتی۔ فصل اور خاصہ سے معرف (تعریف مرکب ہونے) کی صورت میں بھی درست نہیں کیونکہ فصل ذاتیات پر اطلاع کا فائدہ دیتی ہے تو پھر اس کے ساتھ خاصہ کو ملانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ لہٰذا یہ صورت بھی باطل قرار پائی، تو پھر معرف (تعریف) کی وہی چار اقسام درست قرار پائیں جو ماتن نے بیان فرمائی ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی للشهادة العالية "السنة الأولىٰ"

للبنين الموافق سنة ۱۴۴۱ھ/2020ء

پہلا پرچہ: تفسیر وعلوم القرآن

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: پہلا اور آخری سوال لازمی ہیں باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

قسم اوّل......تفسیر

سوال نمبر1: فاصبر على اذى قومك كما صبر اولو العزم ذوو الثبات والصبر على الشدائد من الرسل قبلك فتكون ذا عزم...... ولا تستعجل لهم ...... كانهم يوم يرون ما يوعدون من العذاب فى الأخرة لطوله

(الف) عبارت کا ترجمہ سپرد قلم کریں نیز اغراض مفسر بیان کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) تمام انبیاء ورسل اولوالعزم ہیں یا ان میں سے بعض؟ اس بارے میں مفسر کے اقوال سپرد قلم کریں؟ ۱۰

(ج) جلالین کی روشنی میں "ولا تستعجل لهم" فرمانے کی غرض تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر2: ولقد خلقنا السمٰوٰت والارض وما بينهما فى ستة ايام اولها الاحد وأخرها الجمعة وما مسنا من لغوب تعب

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) مذکورہ آیت کا شان نزول تفصیل سے بیان کریں؟ ۱۰

سوال نمبر3: والطور اى الجبل الذى كلم الله عليه موسٰى و كتٰب مسطور فى رق منشور اى التوراة او القراٰن والبيت المعمور ...... والسقف المرفوع اى السماء والبحر المسجور اى المملوء ان عذاب ربك لواقع لنازل بمستحقه ماله من دافع عنه

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں؟ ۱۰

(ب) "البیت المعمور" کے محل وقوع اور اس کی عظمت کے عنوان پر ایک نوٹ تحریر کریں؟ ۱۰

H_M_Hasnain_Asadi

سوال نمبر 4: قد سمع الله قول التی تجادلك تراجعك ایها النبی فی زوجها المظاهر منها...... وتشتکی الی الله وحدتها وفاقتها وصبیة صغارا ان ضمتهم الیه ضاعوا او الیها جاعوا والله یسمع تحاورکما تراجعکما ان الله سمیع بصیر عالم

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں اور آیت کا شان نزول تفصیلاً تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) ظہار کسے کہتے ہیں نیز قرآن مجید کی روشنی میں کفارۂ ظہار بیان کریں؟ ۵+۵=۱۰

قسم ثانی......اصول تفسیر

سوال نمبر 5: درج ذیل کوئی سے دو اجزاء کا جواب دیں؟

(الف) علم تفسیر کی فضیلت میں کوئی دو دلائل تحریر کریں نیز تفسیر بالرائے کی وضاحت قلمبند کریں؟ ۶+۴=۱۰

(ب) علوم خمسہ کے نام ذکر کرنے کے بعد ان میں سے کسی ایک کی تعریف کریں؟ ۶+۴=۱۰

(ج) تحریف لفظی اور تحریف معنوی کسے کہتے ہیں؟ نیز تحریف معنوی کی کوئی ایک مثال تحریر کریں؟ ۶+۴=۱۰

☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2020ء

پہلا پرچہ: تفسیر وعلوم القرآن

قسم اوّل......تفسیر

سوال نمبر 1: فاصبر علی اذی قومك کما صبر اولو العزم ذوو الثبات والصبر علی الشدائد من الرسل قبلك فتکون ذا عزم...... ولا تستعجل لهم ...... کانهم یوم یرون ما یوعدون من العذاب فی الأخرة لطوله

(الف) عبارت کا ترجمہ سپرد قلم کریں نیز اغراض مفسر بیان کریں؟

(ب) تمام انبیاء ورسل اولوالعزم ہیں یا ان میں سے بعض؟ اس بارے میں مفسر کے اقوال سپرد قلم کریں؟

(ج) جلالین کی روشنی میں "ولا تستعجل لهم" فرمانے کی غرض تحریر کریں؟

H_M_Hasnain_Asadi

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ویسا ہی صبر کیجیے جیسا (شدائد ومصائب پر صبر اور ثابت رہنے والے آپ سے پہلے کے) ہمت والے رسولوں نے صبر کیا تھا' (اس طرح آپ بھی ہمت والے ہوں گے) آپ ان کے لیے جلدی نہ کیجیے' جب وہ لوگ اس چیز (یعنی عذاب) کو دیکھیں گے' جس کا ان سے (آخرت میں ہونے کا) وعدہ کیا جاتا ہے (اس کے طول ہونے کی وجہ سے)

اغراض مفسر:

۱- علی اذی قومك: مفسر نے یہ الفاظ نکال کر بتادیا کہ ظرف لغو کا جار مجرور مقدر ہے۔

۲- ذوو الثبات والصبر علی الشدائد: عبارت لاکر مفسر نے اولو العزم کا مفہوم ومطلب بیان کردیا۔

۳- قبلك: نکال کر مفسر نے ظرف مقدر کی طرف اشارہ کردیا۔ فَتَكُوْنَ ذَا عَزْمٍ: مفسر نے اس عبارت سے ماقبل جملہ کا نتیجہ وماحاصل بیان کردیا۔

۴- من العذاب فی الآخرة لطوله: مفسر نے یہ عبارت لاکر بتادیا کہ یُوْعَدُوْنَ فعل کے تین متعلقات مقدر ہیں اور آیت کا مفہوم واضح کردیا۔

(ب) انبیاء اور رسل کے اولوالعزم ہونے کے حوالے سے اقوال:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء اور رسل علیہم السلام سے صبر واستقامت کے حوالے سے بڑھے ہوئے ہیں۔ اولوالعزم انبیاء علیہم السلام کو کے حوالے سے متعدد اقوال ہیں' جو حسب ذیل ہیں:

۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت ابراہیم' حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کو اس آیت کا مصداق ہیں۔

۲- ابن عساکر کا بیان ہے: حضرت نوح' حضرت ہود' حضرت شعیب اور حضرت موسیٰ علیہم السلام اس آیت کا مصداق ہیں۔

۳- ابن المنذر' ابن جریج سے نقل کرتے: حضرت اسماعیل' حضرت یعقوب' حضرت ایوب' حضرت آدم' حضرت یونس اور حضرت سلیمان علیہم السلام ان میں داخل نہیں ہیں۔

۴- ابن مردویہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں: حضرت نوح' حضرت ہود' حضرت صالح' حضرت موسیٰ' حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہم السلام اس کے مصداق ہیں۔

۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: تین سو تیرہ رسول مراد ہیں۔

۶- مقاتل کے نزدیک چھ ہیں: حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہما السلام ان میں شامل ہیں۔

(ج) "ولا تستعجل لهم" فرمانے کی غرض:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا جا رہا ہے کہ آپ صبر واستقامت سے کام لیں اور مخالفین کے لیے نزول عذاب کی دعاء سے احتراز کریں۔ بعض مفسرین کی رائے ہے کہ اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات کہی گئی ہے کہ آپ نے ان پر نزول عذاب کو پسند کیا تھا' لہٰذا آپ کو صبر اور ترک استعجال للعذاب کا حکم دیا گیا۔

سوال نمبر 2: وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ اَوَّلُهَا الْاَحَدُ وَاٰخِرُهَا الْجُمُعَةُ وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ تَعَبٍ

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) مذکورہ آیت کا شانِ نزول تفصیل سے بیان کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور ترجمہ عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو جو کچھ ان کے درمیان میں ہے' ان سب کو چھ دن (کی مقدار کے موافق زمانہ) میں پیدا کیا (پہلا دن یک شنبہ اور آخری یوم جمعہ) اور ہم کو تکان نے چھوا تک نہیں۔

(ب) آیت کا شانِ نزول:

یہ آیت یہود کے اس قول "کہ اللہ نے شنبہ کے دن آرام کیا" کی تکذیب میں نازل ہوئی' اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں تعجب کرنا' درحقیقت اس کی ذات کو مخلوق کی صفات سے منزہ کرنے کے لیے ہے' اور یہ بھی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شان قدرت تو یہ ہے کہ جب کسی شیء کے موجود کرنے کا ارادہ کرتا ہے' تو اس کے وجود کے لیے "کُــــنْ" فرماتا ہے' بس وہ فوراً ہو جاتی ہے۔ یہود وغیرہ ان باتوں کے سلسلہ تعجب کرتے ہیں اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا: سو ان کی باتوں پر صبر کیجئے' اور اپنے رب کی تسبیح وتحمید کرتے رہیے (یعنی حمد کے ساتھ نماز ادا کریں) آفتاب نکلنے سے پہلے (مثلاً صبح کی نماز) اور اس کے چھپنے سے پہلے (مثلاً ظہر وعصر) اور رات میں بھی اس کی تسبیح وتحمید کیا کیجیے (یعنی نوافل) اور بعض حضرات نے فرمایا: حقیقتاً تسبیح جو حمدِ الٰہی پر مشتمل ہو' ان اوقات میں کرنے کا حکم ہے' اور اس سے یہی مراد ہے۔

سوال نمبر 3: والطور اى الجبل الذى كلم الله عليه موسىٰ و كتب مسطور فى رق منشور اى التوراة او القراٰن والبيت المعمور ...... والسقف المرفوع اى السماء والبحر المسجور اى المملوء ان عذاب ربك لواقع لنازل بمستحقه ماله من دافع عنه

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں؟

H_M_Hasnain_Asadi

(ب) ''البیت المعمور'' کے محل وقوع اور اس کی عظمت کے عنوان پر ایک نوٹ تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

قسم ہے طور (پہاڑ) کی (یہ وہ پہاڑ ہے کہ جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کلام فرمایا تھا) اور اس کتاب کی جو کھلے ہوئے کاغذ میں لکھی گئی ہے (یعنی تورات اور انجیل) اور قسم ہے بیت المعمور کی اور قسم ہے اونچی چھت (یعنی آسمان) کی اور قسم ہے دریائے شور کی' جو پانی سے پر ہے۔ آگے جواب قسم ہے' کہ بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کا عذاب ضرور (مستحق عذاب پر) ہو کر رہے گا' کوئی اُسے ٹال نہیں سکتا۔

(ب) ''بیت المعمور'' کا محل وقوع اور عظمت وفضیلت:

بیت المعمور فرشتوں کے لیے آسمانی کعبہ ہے' حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے سوال کیا: بیت المعمور کیا ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: وہ آسمان میں ہے' اسے ''صلاح'' کہا جاتا ہے' کعبہ کے عین اوپر ہے۔ ایک حدیث مرفوع میں ہے کہ اس میں ستر ہزار فرشتے روزانہ نماز ادا کرتے ہیں (طواف کرتے ہیں) جن کی باری (دوسری مرتبہ) تا قیامت نہ آئے گی۔ حدیث معراج میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کی دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ بیت المعمور عرش کے محاذ میں ہے۔

سوال نمبر 4: قد سمع الله قول التی تجادلك تراجعك ايها النبی فی زوجها المظاهر منها...... وتشتكی الی الله وحدتها وفاقتها وصبية صغارا ان ضمتهم اليه ضاعوا او اليها جاعوا والله يسمع تحاور كما تراجعكما ان الله سميع بصير عالم

(الف) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ کریں اور آیت کا شان نزول تفصیلاً تحریر کریں؟

(ب) ظہار کسے کہتے ہیں نیز قرآن مجید کی روشنی میں کفارۂ ظہار بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

بے شک اللہ نے اس عورت کی بات سن لی (اے نبی محترم!) جو آپ سے اپنے شوہر کے معاملہ میں جھگڑتی تھی (یعنی بار بار گفتگو کرتی تھی) جس شوہر نے اس سے ظہار کیا تھا' اور وہ اللہ سے شکایت کرتی تھی (اپنی تنہائی' اپنی غربت وفاقہ اور کم عمر بچی سے متعلق کہ اگر بچی کو وہ لوگ اپنے ساتھ شامل کرلیں گے' تو وہ بچی کو ضائع کردیں گے اور اگر وہ بچی خود اس کی طرف لوٹا دیں گے' تو بھوکا کریں گے) اور اللہ تم دونوں (کے سوال وجواب پر کلام مشتمل) سن رہا تھا (اور اللہ تعالیٰ تو سب کچھ سننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

آیت کا شان نزول:

وہ عورت جس کے شوہر نے اس سے ظہار کیا تھا' وہ بار بار گفتگو کرتی' کہ اس کے شوہر نے اس سے

ظہار کیا تھا‘ اس کے شوہر نے اپنی زوجہ سے یوں کہہ دیا تھا کہ ”انت علی کظهر امی“ تو آپ نے فرمایا: اسی سابقہ مروجہ کے اعتبار سے جو اہل عرب میں رائج تھا کہ شوہر پر وہ عورت حرام ہوگئی‘ ظہار کرنا دائمی تفریق کا سبب ہے‘ اس عورت کا نام خولہ بنت ثعلبہ اور شوہر کا نام اوس بن صامت تھا‘ تو ان زوجین کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

(ب) ظہار کی تعریف اور اس کا کفارہ:

ظہار کی تعریف: شوہر اپنی بیوی کو اپنی ماں سے تشبیہ دیتے ہوئے یوں کہے: "انت علی کظهر امی" تو اسے ظہار کہا جاتا ہے۔ یہ عمل معصیت پر مبنی ہے‘ یہی وجہ ہے کہ اس کی سزا یعنی کفارہ بھی متعین کیا گیا ہے۔

ظہار کا کفارہ: ظہار کے سبب مظاہر معصیت کا مرتکب ہوتا ہے‘ لہٰذا اس کی سزا یعنی کفارہ مقرر کیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ وہ ایک غلام یا لونڈی آزاد کرے‘ اگر وہ اس کی طاقت نہ رکھتا ہو‘ تو ساٹھ دن کے مسلسل روزے رکھے گا‘ اور اگر مظاہر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو‘ تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

قسم ثانی......اصول تفسیر

سوال نمبر 5: درج ذیل اجزاء کا جواب دیں؟

(الف) علم تفسیر کی فضیلت میں کوئی دو دلائل تحریر کریں نیز تفسیر بالرائے کی وضاحت قلمبند کریں؟

(ب) علوم خمسہ کے نام ذکر کرنے کے بعد ان میں سے کسی ایک کی تعریف کریں؟

(ج) تحریف لفظی اور تحریف معنوی کسے کہتے ہیں؟ نیز تحریف معنوی کی کوئی ایک مثال تحریر کریں؟

جواب: (الف) علم تفسیر کی فضیلت میں دو دلائل اور تفسیر بالرائے کی وضاحت:

۱۔ تفسیر کی فضیلت میں دلائل: (i) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تذکیر بالموت و مابعد الموت کے حوالے سے فرمایا: جو شخص قیامت کو کھلی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا ہے‘ اسے کہہ دو کہ وہ سورت "اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ؀" کی تلاوت کرے۔

(ii) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خضر اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے قصہ کے حوالے سے فرمایا: میری آرزو تھی کہ موسیٰ علیہ السلام‘ حضرت خضر علیہ السلام کے ہمراہ اور زیادہ صبر سے کام لیتے تاکہ اللہ تعالیٰ ہم سے اس قصہ کو اور زیادہ ذکر کرتا۔

تفسیر بالرائے کی وضاحت:

سب سے بہترین تفسیر وہ ہے‘ جو قرآن کی تفسیر قرآن سے کی جائے‘ پھر وہ تفسیر بہترین ہے‘ جو احادیث مبارکہ سے کی جائے‘ پھر اس تفسیر کا درجہ ہے‘ جو ارشادات صحابہ سے کی جائے‘ اور پھر فقہاء کرام اور آئمہ

مجتہدین کی تفسیر کا درجہ ہے۔ تفسیر بالرائے وہ ہے، جو محض اپنی عقل ودانش اور علم وشعور کی بنیاد پر کی جائے، اور یہ منع ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ابتداء اسلام میں سحری کھانے کا تصور نہیں تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے امت محمدی کی آسانی کے لیے صبح صادق تک یعنی رات بھر کھانے پینے کی اجازت دیتے ہوئے یہ ارشاد نازل کیا: وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ (یعنی تم صبح کے وقت اس وقت تک کھا پی سکتے ہو، یہاں تک کہ سفید دھاگہ سیاہ دھاگہ سے ممتاز ہونے لگے)، تو بعض صحابہ نے وقت معلوم کرنے کے لیے اپنے تکیہ کے نیچے سفید اور سیاہ دو دھاگے رکھ لیے، تاکہ ان میں امتیاز ہونے تک کھاتے پیتے رہیں گے، جب اس صورت حال کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا، تو آپ نے انہیں اس سے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ سفید دھاگہ سے مراد صبح صادق کی سفیدی اور سیاہ دھاگہ سے مراد غروب آفتاب کے بعد رات کے اندھیرے کا آغاز ہے۔ چنانچہ آپ کی وضاحت پر صحابہ کرام نے اپنی رائے تبدیل کر لی اور قرآن کی صحیح تفسیر کو سمجھ لیا اور تفسیر بالرائے کو کالعدم قرار دے دیا۔

(ب) ''علوم خمسہ'' کے نام اور ان میں سے ایک کی وضاحت:

علوم خمسہ کے نام درج ذیل ہیں: (۱) علم احکام (۲) علم مناظرہ (۳) علم تذکیر بالاء اللہ (۴) علم تذکیر بایام اللہ (۵) علم تذکیر بالموت۔

ایک کی وضاحت:

علم تذکیر بالاء اللہ: اس سے مراد زمین وآسمان کی تخلیق کرنے اور بندوں کو ان کی ضروریات کا الہام کرنے اور نیز اللہ تعالیٰ کی صفات کاملہ کا بیان ہے۔

(ج) ''تحریف لفظی'' اور ''تحریف معنوی'' کی تعریفات اور ''تحریف معنوی'' کی مثال:

۱۔ تحریف لفظی: وہ تبدیلی ہے، جو لفظوں میں ہو۔ اگر یہ تبدیلی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو، تو یہ کمال درجہ کی فصاحت وبلاغت کی وجہ سے ہوگی جیسے ارشاد ربانی: اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ ای من غیر خالق یعنی کیا وہ خالق کے بغیر پیدا کیے گئے ہیں، یہاں خالق کی بجائے ''شَيْءٍ'' استعمال کی گئی ہے۔

۲۔ تحریف معنوی: وہ تبدیلی ہے، جو معانی میں ہو، اور لفظوں کے ساتھ اس کا تعلق نہ ہو۔

یاد رہے تحریف لفظی اور تحریف معنوی میں عام خاص مطلق کی نسبت ہے یعنی تحریف لفظی عام اور تحریف معنوی خاص ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جہاں تحریف لفظی ہوگی، وہاں تحریف معنوی بھی ہوگی اور یہ ضروری نہیں ہے جہاں تحریف معنوی ہو، وہاں تحریف لفظی بھی ہو۔ اس کی مثال بھی اَمْ خُلِقُوْا الخ والی آیت ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

الاختبار السنوی للشهادة العالية "السنة الأولیٰ"

للبنين الموافق سنة ۱۴۴۱ھ/2020ء

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: پہلا اور آخری سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دوسوال حل کریں۔

قسم اوّل...... حدیث

سوال نمبر 1: عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انما الاعمال بالنيات وانما لامرئ مانوى فمن كانت هجرته الى الله ورسوله فهجرته الى الله ورسوله ومن كانت هجرته الى دنيا يصيبها او امرأة يتزوجها فهجرته ما هاجر اليه .

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟۵+۵=۱۰

(ب) مذکورہ بالا حدیث کی تشریح اس طرح کریں کہ حدیث کو شروع کتاب میں ذکر کرنے کی وجہ واضح ہو جائے؟۱۰

(ج) ہجرت کا لغوی و اصطلاحی معنی اور اس کی اقسام بیان کریں نیز حدیث شریف میں ہجرت کا ذکر کرنے کا سبب تحریر کریں؟۱۵+۵=۲۰

سوال نمبر 2: عن معاذ بن جبل رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم يقول من لقى الله لا يشرك به شيئا ويصلى الخمس ويصوم رمضان غفر له قلت أفلا أبشرهم يا رسول الله صلى الله عليك وسلم قال دعهم يعملوا .

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ و تشریح سپرد قلم کریں؟۶+۴=۱۰

(ب) بشارت دینے سے روکنے کی وجوہ تحریر کریں نیز بتائیں کہ خط کشیدہ لفظ مجزوم کیوں ہے؟ ۶+۴=۱۰

سوال نمبر 3: عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان الله عزوجل يبعث لهذه الامة على رأس كل مائة سنة من يجدد لها دينها .

H_M_Hasnain_Asadi

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ کی صرفی تحقیق سپرد قلم کریں؟ ۶+۴=۱۰

(ب) تجدید دین کا مطلب بیان کریں نیز بتائیں کہ ''ہٰذہ الامۃ'' سے مراد امت اجابت ہے یا امت دعوت؟ ۶+۴=۱۰

سوال نمبر 4: عن ابی امامة قال جلسنا الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فذکرنا ورققنا فبکی سعد بن ابی وقاص فاکثر البکاء فقال یالیتنی مت فقال النبی صلی الله علیه وسلم یا سعد أعندی تتمنی الموت . فردد ذلك ثلاث مرات ثم قال یا سعد ان کنت خلقت للجنة فما طال عمرك وحسن من عملك فهو خیرلك .

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں؟ ۱۰

(ب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کشیدہ فرمان کی حکمت زینت قرطاس کریں؟ ۱۰

قسم ثانی ...... اصول حدیث

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے صرف دو اجزاء کا جواب دیں؟

(الف) حدیث متصل اور حدیث منقطع کی تعریف تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) عدالت کی تعریف کریں نیز بتائیں کہ عدالت کے ساتھ متعلقہ وجوہِ طعن کتنے اور کون کون سے ہیں؟ صرف نام لکھیں؟ ۵+۵=۱۰

(ج) مسند، محفوظ، معلل، متروک اور غریب میں سے کوئی تین اصطلاحات کی تعریف بیان کریں؟ ۱۰

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2020ء

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

قسم اوّل ...... حدیث

سوال نمبر 1: عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِاَمْرِئٍ مَا نَوٰی فَمَنْ کَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ کَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُهَا اَوِ امْرَاَةٍ یَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰی مَا هَاجَرَ اِلَیْہِ .

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

H_M_Hashain_Asadi

(ب) مذکورہ بالا حدیث کی تشریح اس طرح کریں کہ حدیث کو شروع کتاب میں ذکر کرنے کی وجہ واضح ہو جائے۔

(ج) ہجرت کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ اور اس کی اقسام بیان کریں نیز حدیث شریف میں ہجرت کا ذکر کرنے کا سبب تحریر کریں؟

جواب: (الف) حدیث پر اعراب اور ترجمہ حدیث:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: انہوں نے کہا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، ہر آدمی کے لیے وہی چیز ہے، جس کی اس نے نیت کی۔ جس شخص کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہو تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول ہی کی طرف ہوگی اور جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لیے ہو تو اس کی ہجرت اس کی طرف ہوگی، جس کی طرف اس نے کی۔

(ب) حدیث کی تشریح و توضیح:

ہر انسان زندگی میں کارہائے نمایاں انجام دینے کی کوشش کرتا ہے، اگر اس کی نیت خیر پر مبنی ہوگی، تو وہ اجر و ثواب کا حقدار قرار پائے گا، اور اگر نیت میں شہرت و ریاکاری ہو تو اسے اجر سے ہرگز نہیں نوازا جائے گا۔

مصنف مشکوٰۃ حضرت ولی الدین محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے شروع کتاب میں یہ حدیث مسلمانوں کو سمجھانے کے لیے لکھی کہ میری یہ کتاب اخلاص سے پڑھنا، محض دنیا کمانے کے لیے نہ پڑھنا، اپنی دلی کیفیت پر ہمیں مطلع فرمایا کہ میں نے یہ کتاب اخلاص سے لکھی ہے، شہرت یا مال مقصود نہ تھا، یہ حدیث میرے پیش نظر تھی۔

(ج) ہجرت کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ:

ہجرت کا لغوی معنیٰ: لفظ ہجرت کا لغوی معنیٰ ہے ترک کرنا، چھوڑ دینا۔ اس کا اصطلاحی معنیٰ ہے: دین بچانے کے لیے ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف منتقل ہونا، منتقل ہونے والے کو مہاجر، جہاں منتقل ہوا ہو اسے جائے ہجرت اور اس سفر کو "ہجرت" کہا جاتا ہے۔ ہجرت کبھی فرض ہوتی ہے، کبھی واجب، کبھی سنت، کبھی مستحب، کبھی حرام، کبھی مکروہ، کبھی خلاف اولیٰ۔

حدیث پاک میں ہجرت کا ذکر کرنے کی وجہ:

مہاجرین مدینہ طیبہ جاتے تھے، جہاں سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے، وہاں جانے کو اللہ کے

H_M_Hasnain_Asadi

پاس جانا قرار دیا گیا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے دم کی بہار ہے' ان کے بغیر اجڑا دیار ہے' دیکھو مکہ مکرمہ میں رہنا عبادت ہے' مگر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے مدینہ تشریف لے گئے' تو اگر چہ وہاں کعبہ شریف وغیرہ سب کچھ رہا' مگر وہاں رہنا گناہ قرار پایا' وہاں سے ہجرت ضروری ہوگئی' پھر جب وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجلی ہوگئی' پھر وہاں رہنا عبادت قرار پایا۔ انصار مدینہ نے مہاجرین کی ایسی دائمی شاندار مہمانی کی کہ سبحان اللہ! انہیں اپنے گھروں' باغوں' زمینوں میں برابر کا حصہ دار بنالیا' حتیٰ کہ اگر کسی انصاری کی دو بیویاں تھیں' تو ایک کو طلاق دے کر مہاجر بھائی کے نکاح میں دے دی۔ اندیشہ تھا کہ کوئی زمین' مکان یا عورت کے لالچ میں ہجرت کرے' اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا۔ اس مضمون سے معلوم ہوا کہ "النیات" میں نیت بمعنیٰ ارادہ فعل نہیں ہے' بلکہ بمعنیٰ اخلاص ہے۔ ریا کار مہاجر بھی مہاجر کہلائے گا' مگر ثواب نہ پائے گا' جیسا کہ "ھجرتہ" سے معلوم ہو رہا ہے۔

اقسام ہجرت:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں چار قسم کی ہجرت ہوئی۔ حبشہ کی ہجرت اولیٰ' حبشہ کی ہجرت ثانیہ' قبل فتح مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قبائل عرب کی مدینہ کی طرف ہجرت کرنا۔ احادیث میں جہاں کہیں ہجرت کا لفظ مطلق آیا ہے' اس سے مراد مدینے کی طرف ہجرت ہے۔ اس کے علاوہ احادیث میں ہجرت کا اطلاق ان معانی پر بھی آیا ہے کہ شرعی وجوہ کی بنا پر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا' جیسا کہ بعض احادیث میں آیا ہے' جب تک توبہ منقطع نہ ہوگی ہجرت بھی منقطع نہ ہوگی۔ توبہ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے بعد منقطع ہوگی۔ فرمایا: جب تک جہاد ہے' ہجرت ہے' جب تک دشمن لڑتا رہے گا' ہجرت ہے۔ ایک حدیث میں یہ بھی ہے: ہجرت کے بعد ہجرت ہوگی۔ زمین کے اچھے لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت کی جگہ (شام) میں منتقل ہو جائیں گے اور بقیہ زمین پر بدترین لوگ رہ جائیں گے۔

سوال نمبر 2: عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من لقی اللہ لا یشرك به شیئا ویصلی الخمس ویصوم رمضان غفر له قلت أفلا أبشرهم یا رسول اللہ صلی اللہ علیك وسلم قال دعهم یعملوا۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟

(ب) بشارت دینے سے روکنے کی وجوہ تحریر کریں نیز بتائیں کہ خط کشیدہ لفظ مجزوم کیوں ہے؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے

H_M_Hasnain_Asadi

ہوئے سنا: جو اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے کہ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناتا ہو، پانچوں نمازیں اور رمضان کے روزے ادا کرتا ہو، وہ بخشا جائے گا، میں نے کہا: میں لوگوں کو یہ بشارت نہ دے دوں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: انہیں رہنے دو، کہ وہ عمل کرتے رہیں۔

تشریح وتوضیح:

مطلب حدیث کا یہ ہے کہ تمام عقائد اسلام رکھتا ہو، نجات کے لیے صرف عقیدہ توحید کافی نہیں ہے ورنہ شیطان بھی موحد ہے، ان جیسی نصوص میں شرک سے مراد کفر ہے، اول ہی سے یا آخر کار، چونکہ اس وقت تک جہاد، زکوٰۃ اور حج وغیرہ اعمال فرض نہ ہوئے تھے، یا ہر شخص ان کے قابل نہیں، لہٰذا ان کا ذکر نہیں کیا۔ بخشش سے مراد گناہ صغیرہ کی بخشش ہے، ورنہ گناہ کبیرہ بغیر توبہ اور حقوق العباد بغیر ادا معاف نہیں ہوتے (اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ رَبُّنَا) یعنی عوام میں مجمل حدیث مت پھیلاؤ کہ اس کا مطلب سمجھیں گے نہیں اور عمل میں کوشش چھوڑ دیں گے۔

(ب) بشارت سے روکنے کی وجوہات:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہوں کی بخشش کے حوالے سے لوگوں کو بشارت سنانے سے منع کر دیا تھا، اس کی کئی وجوہات ہو سکتی، جو حسب ذیل ہیں:

(i) لوگ چند اعمال پر اکتفا کرتے ہوئے باقی اعمال کو ترک کر دیں گے۔

(ii) لوگ اعمال صالحہ کرنے میں کوتاہی کریں گے۔

(iii) مجمل احادیث مبارکہ کی تبلیغ سے احتراز کرنا مقصود تھا۔

"یعملوا" کے مجزوم ہونے کی وجہ:

خط کشیدہ سے ماقبل "دعھم" جملہ میں "دع" فعل امر حاضر معروف ہے، جو مبنی علی السکون ہوتا ہے "یعملوا" فعل مضارع صیغہ جمع مذکر غائب ہے، یہ فعل امر کے جواب میں واقع ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔

سوال نمبر 3: عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ عزوجل یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا.

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ کی صرفی تحقیق سپرد قلم کریں؟

(ب) تجدید دین کا مطلب بیان کریں نیز بتائیں کہ "ہذہ الامۃ" سے مراد امت اجابت ہے یا امت دعوت؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے: بے شک اللہ تعالیٰ اس امت کے لیے ہر سو برس پر ایک مجدد بھیجتا رہے گا، جو ان کا دین تازہ کرے گا۔

H_M_Hasnain_Asadi

خط کشیدہ کی صرفی تحقیق:

لفظ "یـجـدد" صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف ثلاثی مزید فیہ بے ہمزہ وصل مضاعف ازباب تفعیل۔ کھرا کرنا' صاف کرنا اور تجدید کرنا۔

(ب) تجدید دین کا مطلب ومفہوم:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی' ان کا اپنا قول ہرگز نہیں ہے' یعنی اس امت کی یہ خصوصیت ہے۔ یوں تو اس میں ہمیشہ ہی علماء اور اولیاء پیدا ہوتے رہیں گے' لیکن صدی کے اول یا آخر میں خصوصی مصلحین پیدا ہوتے رہیں گے' جو سنتوں کو پھیلائیں گے' بدعتوں کو مٹائیں گے' غلط تاویلوں کو دور کریں گے' صحیح تبلیغ کریں گے۔ خیال رہے کہ اس حدیث کی بنا پر بہت لوگوں نے اپنے خیال کے مطابق مجددین شمار کروائے ہیں کہ پہلی صدی میں فلاں' دوسری میں فلاں' بہت سے لوگوں نے بھی اپنے آپ کو مجدد کہا۔ مرزا غلام احمد قادیانی پہلے مجدد ہی بنا تھا' پھر نبی ہونے کا دعویٰ کیا' حق یہ ہے کہ اس سے نہ کوئی خاص شخص مراد ہے' اور نہ کوئی خاص جماعت' کبھی اسلامی بادشاہ' کبھی محدثین' کبھی فقہاء' کبھی صوفیاء' کبھی اغنیاء' کبھی بعض حکام دین کی تجدید کریں گے' کبھی ایک' کبھی ان کی جماعتیں' جو دین کی یہ خصوصی خدمت کرے' وہی مجدد ہے جیسے ایک زمانہ میں حضرت سلطان محی الدین اورنگ زیب عالمگیر رحمہ اللہ تعالیٰ جنہوں نے اسلام سے اکبری بدعات کو دور فرمایا اور جیسے قطب الوقت حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ تعالیٰ یا اس زمانہ میں عالم عالی حضرت امام شاہ احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ' کہ انہوں نے اپنی زبان اور قلم سے حق وباطل کو چھانٹ کر رکھ دیا۔

"امت" سے مراد:

حدیث میں "ھــذہ الامــت" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ امت کی دو اقسام ہیں: (i) امت اجابت یعنی مسلمان (ii) امت دعوت یعنی کفار۔ سوال یہ ہے کہ حدیث میں امت سے مراد کون سی امت ہے؟ اس کا مختصر جواب ہے کہ اس سے امت اجابت مراد ہے۔

سوال نمبر 4: عن ابی امامۃ قال جلسنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکرنا ورققنا فبکی سعد بن ابی وقاص فاکثر البکاء فقال یالیتنی مت فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا سعد أعندی تتمنی الموت فردد ذلک ثلاث مرات ثم قال یا سعد ان کنت خلقت للجنۃ فما طال عمرک وحسن من عملک فھو خیر لک۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں؟

(ب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کشیدہ فرمان کی حکمت زینت قرطاس کریں؟

H_M_Hasnain_Asadi

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: ہم لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے، تو آپ نے ہمیں نصیحت فرمائی اور ہمارے دل نرم کر دیئے تو سعد رضی اللہ عنہ روئے اور خوب روئے، پھر انہوں نے کہا: کاش! میں مر جاتا، تب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے سعد! کیا تم میرے پاس رہتے ہوئے موت کی آرزو کرتے ہو؟ آپ نے یہ کلمات تین بار فرمائے، پھر آپ نے فرمایا: اے سعد! اگر تم جنت کے لیے پیدا کیے گئے ہو، پھر جس قدر تمہاری عمر دراز ہو اور تمہارے عمل اچھے ہوں، تمہارے لیے بہتر ہے۔

(ب) خط کشیدہ عبارت کی حکمت:

صالحین کا قول ہے کہ حلق کی بات کان میں جاتی ہے، اور دماغ کی بات دماغ میں پہنچتی ہے، مگر جو بات دل سے نکلتی ہے، وہ دل ہی پر پڑتی ہے، نامعلوم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کیسے پیارے تھے جنہوں نے صحابہ کرام کے ایمان تازہ، دماغ روشن اور دل نرم کر دیئے، اس کلام کی یہ تاثیر تا قیامت باقی رہے گی جیسا تجربہ اب بھی ہو رہا ہے، یعنی کیا میری زندگی میں اور میرے پاس رہ کر موت مانگتے ہو؟ تمہیں اس وقت میری صحبتیں اور زیارتیں نصیب ہیں، جو موت سے جاتی رہیں گی، اگرچہ تمہیں بعد موت بڑے درجے ملیں گے، مگر وہ سارے درجے اس ایک نظر پر قربان، جو اب تمہیں میسر ہیں۔ کسی فقیر سے پوچھا گیا کہ مومن کی زندگی بہتر ہے، یا موت؟ اس نے جواب میں کہا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں مومن کی حیات بہتر تھی اور سرکار کی وفات کے بعد اب موت بہتر ہے کہ اس زمانہ میں زندگی میں دیدار تھا اور اب بعد موت ہی ممکن ہوگا۔

قسم ثانی...... اصول حدیث

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے صرف دو اجزاء کا جواب دیں؟

(الف) حدیث متصل اور حدیث منقطع کی تعریف تحریر کریں؟

(ب) عدالت کی تعریف کریں نیز بتائیں کہ عدالت کے ساتھ متعلقہ وجوہِ طعن کتنے اور کون کون سے ہیں؟ صرف نام لکھیں؟

(ج) مسند، محفوظ، معلل، متروک اور غریب میں سے کوئی تین اصطلاحات کی تعریف بیان کریں؟

جواب: (الف) حدیث متصل اور حدیث منقطع:

۱- حدیث متصل: اگر حدیث کی سند سے کسی راوی کا ذکر ساقط نہیں، تو اس کو متصل کہتے ہیں اور عدم

H_M_Hasnain_Asadi

سقوط کو اتصال کہا جاتا ہے۔

۲-حدیث منقطع: اگر سند میں ایک سے زیادہ راویوں کا ذکر ساقط ہے، تو اس کو منقطع کہتے ہیں اور سقوط کا نام انقطاع ہے۔

(ب) عدالت کی تعریف اور عدالت سے متعلق وجوہ طعن:

عدالت کی تعریف: انسان کی اس پختہ استعداد کا نام ہے، جو نفس کو تقویٰ اور مروت کے التزام پر آمادہ کرے۔

وجوہ طعن:

وجوہ طعن کے نام پانچ ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) کذب (۲) اتہام کذب (۳) فسق (۴) جہالت (۵) بدعت۔

(ج) اصطلاحات کی تعریف:

۱-مسند: جس کتاب میں ترتیب صحابہ سے احادیث لائی جائیں جیسے مسند احمد بن حنبل۔

۲-معلل: وہ حدیث ہے، جس کے اسناد میں علل اور ایسے اسباب غامضہ خفیہ ہوں، جو صحت حدیث میں قادح ہوں جیسے حدیث متصل کو مرسل اور یا مرسل کو متصل روایت کر دینے، یا مرفوع کو موقوف روایت کر دینے سے۔

۳-متروک: جس حدیث کی سند میں کوئی راوی متہم بالکذب ہو۔

۴-غریب: جس حدیث کی سند کا کوئی راوی سلسلہ سند کے کسی شیخ سے روایت میں منفرد ہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

H_M_Hashim_Asadi

الاختبار السنوی للشهادة العالية "السنة الأولیٰ"

للبنين الموافق سنة ۱۴۴۱ھ/2020ء

تیسرا پرچہ: اصول فقہ

الوقت المحدد: ثلث ساعات　　　　مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: پہلا سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر1: وان لایکون الاصل مخصوصا بحكمه بنص آخر كقبول شهادة خزيمة وحده كان حكما ثبت بالنص اختصاصه به كرامة له وان لايكون الاصل معدولا به عن القياس .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور عبارت میں مذکور مثال کی تشریح و توضیح سپرد قلم کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) قیاس کے لغوی معنی میں مختلف اقوال تحریر کریں نیز بتائیں کہ مصنف نے ان میں سے کس کو ترجیح دی ہے؟ ۱۰+۵=۱۵

(ج) عبارت میں مذکور قیاس کی شرطیں عدمی ہیں یا وجودی؟ اپنا موقف بیان کر کے دوسری شرط کی مثال تفصیلاً تحریر کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

سوال نمبر2: ولما صارت العلة عندنا علة بالاثر قدمنا على القياس الاستحسان الذى هو القياس الخفى اذا قوى اثره وقدمنا القياس لصحة اثره الباطن على الاستحسان الذى ظهر اثره وخفى فساده لان العبرة لقوة الاثر وصحته دون الظهور .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور استحسان کی تعریف تحریر کریں؟ ۸+۷=۱۵

(ب) مذکورہ عبارت ایک اعتراض کا جواب ہے' آپ اعتراض ذکر کر کے جواب کی وضاحت کریں؟ ۱۵

سوال نمبر3: واما الممانعة فهى اربعة اقسام ممانعة فى نفس الوصف وفى صلاحه للحكم وفى نفس الحكم وفى نسبته الى الوصف .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور ممانعت کی مذکورہ چاروں اقسام کا مفہوم بیان کریں؟ ۳+۱۲=۱۵

(ب) ممانعت کی تعریف کریں نیز اس کی اقسام میں سے کسی ایک کی مثال دے کر تفصیل سپرد قلم

HI_M_Hasnain_Asadi

کریں؟۵+۱۰=۱۵

سوال نمبر 4: واما المعارضة فهی نوعان معارضة فيها مناقضة ومعارضة خالصة اما المعارضة التی فيها مناقضة فالقلب .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور معارضہ کی تعریف کریں؟۱۰+۵=۱۵

(ب) قلب کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟ نیز کسی ایک کی مثال دیکر وضاحت کریں؟۵+۱۰=۱۵

☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2020ء

تیسرا پرچہ: اصول فقہ

سوال نمبر 1: وَاَنْ لَایَكُوْنَ الْاَصْلُ مَخْصُوْصًا بِحُكْمِهٖ بِنَصٍّ اٰخَرَ كَقَبُوْلِ شَهَادَةِ خُزَيْمَةَ وَحْدَهٗ كَانَ حُكْمًا ثَبَتَ بِالنَّصِّ اِخْتِصَاصُهٗ بِهٖ كَرَامَةً لَهٗ وَاَنْ لَا يَكُوْنَ الْاَصْلُ مَعْدُوْلًا بِهٖ عَنِ الْقِيَاسِ .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور عبارت میں مذکور مثال کی تشریح وتوضیح سپرد قلم کریں؟

(ب) قیاس کے لغوی معنی میں مختلف اقوال تحریر کریں نیز بتائیں کہ مصنف نے ان میں سے کس کو ترجیح دی ہے؟

(ج) عبارت میں مذکور قیاس کی شرطیں عدمی ہیں یا وجودی؟ اپنا مؤقف بیان کر کے دوسری شرط کی مثال تفصیلاً تحریر کریں؟

جواب: اعراب اور ترجمہ عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

(قیاس کی شرط) یہ ہے کہ اصل مقیس علیہ اپنے حکم کے ساتھ دوسری نص کے سبب مخصوص نہ ہو جیسے مثلاً اکیلے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کو قبول کرنا ایسا حکم ہے، جو نص سے ثابت ہے، اس حکم کا ان کے ساتھ خاص ہونا، ان کی کرامت واعزاز کی وجہ سے ہے۔ پھر (دوسری شرط) یہ ہے کہ اصل قیاس سے الگ نہ ہو۔

تشریح وتوضیح:

قیاس کی کل چار شرائط ہیں، ان میں سے دو عدمی ہیں اور دو وجودی، مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ اس عبارت

H_M_Hasnain_Asadi

میں دوعدمی شرائط بیان کر رہے ہیں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ مقیس علیہ کا حکم کسی نص سے اصل کے ساتھ خاص نہ ہو اس لیے جب اصل کا حکم اصل کے ساتھ مخصوص ہوگا' تو اس حکم کو دوسری متعدی نہیں کیا جا سکے گا' پھر اس اصل پر دوسرے کو قیاس بھی نہیں کیا جا سکتا' جس طرح حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا قبول ہونا بطور اعزاز و اکرام ہے' حدیث میں یہ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی خصوصیت بیان ہوئی' خواہ اس کے مقابلے میں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم ہی کیوں نہ ہوں۔

دوسری شرط یہ ہے کہ اصل یعنی مقیس علیہ خلاف قیاس نہ ہو' اس لیے جب اصل (مقیس علیہ) خلاف قیاس ہوگا' تو اس پر دوسرے کو قیاس کرنا درست نہیں ہوگا مثلاً رکوع و سجود والی نماز میں قہقہہ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے' تو قہقہہ سے وضو کا ٹوٹنا خلاف اصل اور خلاف قیاس ہے' اس لیے وضو خروج نجاست سے ٹوٹتا ہے' جبکہ قہقہہ میں کوئی نجاست نہیں ہے۔ دوران نماز قہقہہ سے وضو نہیں ٹوٹنا چاہیے' جس طرح خروج نماز میں قہقہہ سے وضو نہیں ٹوٹتا' مگر حدیث شریف کے سبب قہقہہ کو خلاف قیاس ناقض وضو قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت کو اس پر قیاس کرنا درست نہیں ہے' کیونکہ صلوٰۃ کاملہ میں قہقہہ کا ناقض وضو ہونا' خلاف قیاس ہے۔

قیاس کے لغوی معنیٰ میں اقوال اور مصنف کا ترجیح موقف:

قیاس کے لغوی معنیٰ میں مشہور دو قول ہیں:

(i) علامہ ابن حاجب فرماتے ہیں کہ قیاس کے لغوی معنیٰ مساوات اور برابری کے ہیں' چنانچہ کہا جاتا ہے: **فلان یقاس بفلان** فلاں' فلاں کے مساوی اور برابر ہے۔

(ii) اکثر علماء کی رائے ہے کہ قیاس کے لغوی معنیٰ اندازہ کرنے کے ہیں' کہا جاتا ہے: **قست الارض بالقصبة** (میں نے بانس سے زمین کا اندازہ کیا یعنی اسے ناپا) **قاس الطبیب قعر الجرح** (یعنی طبیب نے زخم کی گہرائی کا اندازہ لگایا یعنی اسے ناپا) **قس النعل بالنعل** (ایک جوتے کا دوسرے جوتے کے ساتھ اندازہ لگا۔ اور ایک جوتے کو دوسرے جوتے کی نظیر اور مثل بنا)

اصطلاح شرع میں قیاس کی چند تعریفیں کی گئی ہیں: چنانچہ بعض علماء نے ان الفاظ سے تعریف کی ہے: **تعدیة الحکم من الاصل الی الفرع** یعنی حکم کو اصل سے فرع کی طرف منتقل اور متعدی کرنا' لیکن یہ تعریف درست نہیں ہے' کیونکہ حکم اصل کے لیے وصف ہے' اور اوصاف کا منتقل ہونا محال ہے۔ اس اعتراض سے بچنے کے لیے بعض علماء نے یہ تعریف کی ہے: "**ھو ابانة مثل حکم احد المذکورین بمثل علة فی الآخر**" اس تعریف میں آخر سے مراد فرع ہے' اور **احد المذکورین** سے مراد اصل ہے یعنی اصل میں علت کے پائے جانے کی وجہ سے فرع میں اصل کے حکم کی مثل حکم کرنے کا نام قیاس ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب فرع میں اصل کی علت کی مانند علت پائی جائے گی' تو اس علت کی وجہ سے فرع

H_M_Hasnain_Asadi

میں اصل حکم کی مانند حکم ظاہر کر دیا جائے گا' اور اسی کا نام قیاس ہوگا۔

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے دونوں تعریفوں سے اعراض کرتے ہوئے' فقہاء کا حوالہ دے کر ایک تیسری تعریف ذکر کی ہے' چنانچہ فرمایا ہے کہ فقہاء نے جب فرع کا حکم اصل سے لیا یعنی فرع کے اندر اصل کے حکم کی مثل حکم کو ظاہر کیا' تو انہوں نے اس کو لینے اور ظاہر کرنے کو قیاس کے نام کے ساتھ موسوم کیا' کیونکہ انہوں نے حکم اور علت میں فرع کا اصل کے ساتھ اندازہ اور موازنہ کیا ہے۔

(ج) عبارت میں قیاس کی عدمی یا وجودی شرائط اور دوسری شرط کی مثال:

صحت قیاس کی کل چار شرائط ہیں' ان میں سے دو عدمی اور دو وجودی۔ مصنف اس عبارت میں دو عدمی شرائط بیان کر رہے ہیں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ اصل (مقیس علیہ) کا حکم کسی نص کے ساتھ مخصوص نہ ہو' اور دوسری شرط یہ ہے اصل (مقیس علیہ) خلاف قیاس نہ ہو۔

دوسری عدمی شرط کی مثال یہ ہے کہ رکوع و سجود والی نماز میں قہقہہ لگانے سے وضو ٹوٹ جائے گا' یہ خلاف قیاس چیز ہے' کیونکہ خروج نجاست سے وضو ٹوٹتا ہے' جو یہاں نہیں پائی گئی' جس طرح خارج نماز میں قہقہہ سے وضو نہیں ٹوٹتا حالت نماز میں بھی نہیں ٹوٹنا چاہیے۔

ایک روایت میں مذکور ہے: ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے' تو اسی دوران ایک شخص جو کمزور نظر تھا' وہ گڑھے میں گر گیا' جس وجہ سے بعض صحابہ کرام حالت نماز میں ہنس پڑے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فراغت نماز پر فرمایا: تم میں سے جس نے قہقہہ لگایا ہے وہ وضو کا اعادہ کرے اور نماز کا بھی اعادہ کرے' چونکہ یہ حکم خلاف قیاس نص سے ثابت ہے' لہٰذا یہ اپنے مورد میں بند رہے گا۔

نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت کے دوران قہقہہ لگانے سے وضو فاسد نہیں ہوگا' مگر نماز ٹوٹ جائے گی۔

سوال نمبر 2: ولما صارت العلة عندنا علة بالاثر قدمنا على القياس الاستحسان الذى هو القياس الخفى اذا قوى اثره وقدمنا القياس لصحة اثره الباطن على الاستحسان الذى ظهر اثره وخفى فساده لان العبرة لقوة الاثر وصحته دون الظهور۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور استحسان کی تعریف تحریر کریں؟

(ب) مذکورہ عبارت ایک اعتراض کا جواب ہے' آپ اعتراض ذکر کر کے جواب کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

اور ہمارے نزدیک علت جب اثر کی وجہ سے ہوتی ہے' تو ہم نے قیاس پر مقدم کیا' اس استحسان کو' جو قیاس خفی ہے' جبکہ استحسان کا اثر قوی ہو' اور ہم نے قیاس کو مقدم کیا اس کے باطنی اثر کی صحت کی وجہ سے اس' استحسان پر جس کا اثر ظاہر ہوا' اور اس کا فساد مخفی ہو' اس لیے کہ اعتبار اثر کی قوت اور اس کی صحت کا ہے نہ کہ

H_M_Hasnain_Asadi

ظہور کا۔

استحسان کی تعریف:

لغوی معنیٰ کسی چیز کو اچھا سمجھنے کا ہے۔ اصطلاح میں استحسان سے مراد قرآن وسنت یا اجماع کی کسی قوی دلیل کی وجہ سے قیاس کو چھوڑ دینا ہے۔

(ب) عبارت کے حوالے سے سوال وجواب:

مذکورہ عبارت ایک سوال مقدر کا جواب ہے، وہ سوال وجواب حسب ذیل ہیں:

سوال: استحسان کہتے ہیں قیاس خفی کو قیاس جلی کے مقابلہ میں ترجیح دینا، امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ استحسان کے قائل ہیں، اسی لیے احناف کبھی قیاس کو چھوڑ دیتے ہیں اور استحسان پر عمل کرتے ہیں۔ کوئی شخص اعتراض کرتا ہے کہ دلائل شرعیہ تو چار ہیں، یہ پانچویں دلیل استحسان آپ کہاں سے لائے؟ دوسری بات یہ ہے کہ آپ استحسان کے مقابلہ میں قیاس کو چھوڑ دیتے ہیں، جس کا مطلب یہ ہوا کہ دلیل شرعی کو چھوڑ کر غیر شرعی دلیل پر عمل کرنا یہ کیسے درست ہوسکتا ہے؟

جواب: استحسان کوئی نئی چیز نہیں، بلکہ قیاس ہی کی ایک قسم ہے، بس اتنا فرق ہے کہ قیاس جلی ہے، اور استحسان قیاس خفی ہے، جب دونوں قیاس ہی کی قسمیں تو رہا یہ سوال کہ کہاں کس کو ترجیح ہوگی؟ تو اس میں ضابطہ یہ ہے کہ جہاں جس کی تاثیر قوی ہوگی، وہاں اس کو ترجیح دیں گے۔ لہٰذا جہاں استحسان کی تاثیر قوی ہوگی وہاں استحسان مقدم ہوگا، اور جہاں قیاس کی تاثیر ہوگی وہاں قیاس مقدم ہوگا، کیونکہ اثر کی قوت وصحت کا اعتبار ہے نہ کہ اس کے ظہور کا، یعنی اثر کے ظاہر اور خفی ہونے کا اعتبار نہیں ہے، بلکہ اثر کے قوی اور مضبوط ہونے کا اعتبار ہے، کیونکہ بعض اوقات ایک چیز ظاہر ہوتی ہے، مگر اس کا اثر ضعیف ہوتا ہے، اور ایک چیز مخفی ہوتی ہے، مگر اس کا اثر قوی ہوتا ہے جیسے دنیا اگرچہ ظاہر ہے مگر اس کا اثر فنا ہونا ہے، جو ضعیف ہے، اور آخرت مخفی ہے باطن ہے، مگر اس کا اثر بقا ہے، جو قوی ہے۔ لہٰذا قوی کو ضعیف پر ترجیح دیں گے، ظاہر اور خفی ہونا نہ دیکھیں گے، کیونکہ علت کا علت ہونا اثر اور تاثیر ہی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

سوال نمبر 3: **واما الممانعة فهي اربعة اقسام ممانعة في نفس الوصف وفي صلاحه للحكم وفي نفس الحكم وفي نسبته الى الوصف.**

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور ممانعت کی مذکورہ چاروں اقسام کا مفہوم بیان کریں؟

(ب) ممانعت کی تعریف کریں نیز اس کی اقسام میں سے کسی ایک کی مثال دے کر تفصیل سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

اور بہر حال ممانعت تو اس کی چار قسمیں ہیں، نفس وصف کا انکار کر دینا، وصف کا حکم کے لیے صالح

H_M_Hasnain_Asadi

ہونے سے انکار کر دینا، نفس حکم کا انکار کر دینا، وصف کی طرف حکم کے منسوب ہونے کا انکار کر دینا۔

ممانعت کی چاروں اقسام کا مفہوم:

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ علت طردیہ کو دفع کرنے کا دوسرا طریقہ بیان کرتے ہیں، دوسرا طریقہ ممانعت ہے، ممانعت یہ ہے کہ معترض کی دلیل کے تمام مقدمات یا بعض مقدمات کو قبول کرنے سے انکار کر دے۔

پھر ممانعت کی کل چار اقسام ہیں، جو حسب ذیل ہیں:

(i) نفس وصف کو قبول کرنے سے انکار کرنا۔ (ii) وصف کا وجود تسلیم کر کے اس کے صالح للحکم ہونے کا انکار کرنا۔ (iii) نفس حکم کا انکار کرنا۔ (iv) وصف کی طرف حکم کی نسبت کا انکار کرنا۔

(ب) ممانعت کی تعریف اور ایک قسم کی مثال سے وضاحت:

تعریف ممانعت: ممانعت یہ ہے کہ معترض معلل کی دلیل کے تمام مقامات یا بعض متعین مقدمات کو قبول کرنے سے انکار کر دے۔

ایک قسم کی مثال سے وضاحت:

ممانعت کی ایک قسم یہ ہے کہ وصف کو بھی تسلیم کرے اور اس میں حکم صلاحیت کو بھی تسلیم کرے، البتہ حکم کا انکار کر دے، اور کہے کہ یہ حکم نہیں، جو آپ نے ثابت کیا، بلکہ دوسرا ہے مثلاً امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وضو میں چہرہ اور ہاتھ کو تین بار دھونا مسنون ہے، کیونکہ چہرہ کا دھونا رکن ہے، اور یہ رکنیت کی علت سر کے مسح میں بھی پائی جاتی ہے، لہٰذا سر کے مسح میں بھی تثلیث مسنون ہے، تو یہاں علت رکنیت اور حکم میں تثلیث ہے۔ ہم احناف کہتے ہیں کہ ہم حکم یعنی تثلیث مسنون ہونے کو تسلیم ہی نہیں کرتے، بلکہ ہم کہتے ہیں کہ فرض ادا ہونے کے بعد محل فرض میں کچھ زیادتی کر کے فرض کو کامل و مکمل کرنا مسنون ہے، چونکہ وضو میں پورا چہرہ دھونا فرض ہے، تو اس میں اکمال کی سنت حاصل کرنے کے لیے تثلیث کا حکم دیا اور سر کے مسح میں پورے سر کا مسح فرض نہیں ہے، اس لیے اس میں اکمال پورے سر کے مسح سے ہو جائے گا، اس لیے مسح ایک بار مسنون ہے۔

سوال نمبر 4: وَاَمَّا الْمُعَارَضَةُ فَهِيَ نَوْعَانِ مُعَارَضَةٌ فِيْهَا مُنَاقَضَةٌ وَمُعَارَضَةٌ خَالِصَةٌ اَمَّا الْمُعَارَضَةُ الَّتِيْ فِيْهَا مُنَاقَضَةٌ فَالْقَلْبُ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور معارضہ کی تعریف کریں؟

(ب) قلب کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟ نیز کسی ایک کی مثال دیکر وضاحت کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور ترجمہ عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

H_M_Hasnain_Asadi

بہر حال معارضہ کی دو اقسام ہیں: (i) وہ معارضہ جس میں مناقضہ ہو۔(ii) وہ معارضہ جو خالصہ' تاہم وہ معارضہ جس میں مناقضہ بھی ہو وہ قلب ہے۔

معارضہ کی تعریف: معلل اپنے دعویٰ پر دلیل قائم کر دے' پھر معترض اس کے خلاف دلیل قائم کر دے اور معلل کی دلیل سے تعرض نہ کرے۔

(ب) قلب کی اقسام اور ایک کی مثال:

قلب کی دو اقسام ہیں' جو درج ذیل ہیں:

(i) علت کو الٹ کر حکم بنا دینا اور حکم الٹ کر علت بنا دینا۔

(ii) علت کو اس طرح الٹا دینا کہ مستدل کے دعویٰ کے لیے مثبت ہونے کی بجائے اس کے خلاف پر دال بن جائے۔

قلب کی قسم کی مثال سے وضاحت:

قلب کی پہلی قسم' قلب الاناء سے ماخوذ ہے۔ اس کی حسی مثال یوں ہے جیسے برتن کے اوپر کے حصہ کو نیچے اور نیچے کے حصہ کو اوپر کر دینا' علت اصل ہونے کی وجہ سے حکم سے اعلیٰ ہے' اور حکم کے تابع ہونے کی وجہ سے علت سے نیچے ہے' جب قلب کر دیا' تو اعلیٰ اسفل اور اسفل اعلیٰ ہو گیا' گویا برتن کو پلٹنے کی مثل ہو گیا۔ قلب کی یہ صورت صرف اسی صورت میں متحقق ہو سکتی ہے' جب کسی ایسے حکم شرعی کو قیاس کی علت قرار دیا جائے' اور اس میں پلٹ کر دوبارہ حکم بننے کی صلاحیت موجود ہو۔

اس کی مثال امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کفار کو زنا کے جرم میں اگر غیر محصن ہو' تو کوڑے مارے جائیں گے اور محصن ہونے کی صورت میں' اسے رجم کیا جائے گا' کیونکہ ان کے نزدیک محصن ہونے کے لیے اسلام (مسلمان ہونا) شرط نہیں ہے۔ احناف کے نزدیک محصن ہونے کے لیے اسلام شرط ہے۔ لہٰذا کافر محصن نہیں ہو سکتا' تو کافر شادی شدہ اور غیر شادی شدہ دونوں کو سو کوڑے مارے جائیں گے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کفار کو مسلمانوں پر قیاس کر کے کہتے ہیں کہ بکر (یعنی غیر محصن) کو سو کوڑے لگتے ہیں' تو ان کے ثیب کو رجم کیا جائے گا۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کوڑوں کو علت قرار دیتے ہیں اور رجم کو حکم بنایا' تو ہم نے ان پر معارضہ کیا' ان کی علت کو حکم اور حکم کو علت بنا دیا' پھر ہم نے کہا: آپ نے مسلمانوں پر قیاس کیا اور مسلمانوں میں ہم کوڑے مارنے کو رجم کی علت نہیں مانتے ہیں' بلکہ الٹا یوں کہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بکر (غیر محصن) کو کوڑے مارے جاتے ہیں' کیونکہ ان کے ثیب کو رجم کیا جاتا ہے' تو اس طرح رجم علت ہے اور کوڑے مارنا حکم ہے' تو ان کی علت کو حکم اور حکم کو ہم نے علت بنا دیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

الاختبار السنوی للشهادة العالية "السنة الأولىٰ"

للبنين الموافق سنة ۱۴۴۱ھ/2020ء

چوتھا پرچہ: فقہ

الوقت المحدد: ثلث ساعات   مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: پہلا سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر1: ولا ينعقد نكاح المسلمين الا بحضور شاهدين حرين عاقلين بالغين مسلمين رجلين أو رجل وامرأتين عدولا كانوا او غير عدول أو محدودين في القذف .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، نیز بتائیں کہ انعقاد نکاح کے لیے شہادت شرط ہے یا نہیں؟ اپنا موقف دلیل دیکر بیان کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) نکاح کے گواہوں کے لیے عدالت شرط ہے یا نہیں؟ احناف وشوافع کا موقف مع الدلائل تحریر کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

سوال نمبر2: واذا خلا الرجل بامرأته وليس هناك مانع من الوطي ثم طلقها فلها كمال المهر وقال الشافعي رحمة الله عليه لها نصف المهر لان المعقود عليه انما يصير مستوفيا بالوطي فلا يتأكد المهر دونه .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور مذکورہ مسئلہ میں احناف کا مذہب دلیل دے کر ثابت کریں؟ ۷+۸=۱۵

(ب) مقطوع الذکر نے اپنی بیوی کو خلوت کے بعد طلاق دی، تو اس کی بیوی کو کل مہر ملے گا یا نصف؟ اختلاف ائمہ مدلل بیان کریں؟ ۱۵

سوال نمبر3: قال قليل الرضاع وكثيره سواء اذا حصل في مدة الرضاع يتعلق به التحريم وقال الشافعي رحمة الله عليه لايثبت التحريم الا بخمس رضعات لقوله عليه السلام لا تحرم المصة ولا المصتان ولا الاملاجة ولا الاملاجتان .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور مذکورہ مسئلہ میں احناف کے دلائل نقلیہ وعقلیہ تحریر کریں؟ ۷+۸=۱۵

H_M_Hasnain_Asadi

(ب) رضاعت کی زیادہ سے زیادہ مدت کے بارے میں اختلاف ائمہ مع الدلائل تحریر کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 4: وطلاق الحامل يجوز عقيب الجماع لانه لا يؤدى الى اشتباه وجه العدة وزمان الحبل زمان الرغبة فى الوطى لكونه غير معلق أو فيها لمكان ولده منها فلايقل الرغبة بالجماع ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں اور اس میں موجود مسئلہ کی وضاحت کریں؟ ۸+۷=۱۵

(ب) شیخین اور امام محمد کے نزدیک حاملہ عورت کو سنت کے مطابق طلاق دینے کا طریقہ مع الدلائل بیان کریں؟ ۱۵

☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2020ء

چوتھا پرچہ: فقہ

سوال نمبر 1: وَلَا يَنْعَقِدُ نِكَاحُ الْمُسْلِمِيْنَ اِلَّا بِحُضُوْرِ شَاهِدَيْنِ حُرَّيْنِ عَاقِلَيْنِ بِالْغَيْنِ مُسْلِمَيْنِ رَجُلَيْنِ اَوْ رَجُلٍ وَامْرَأَتَيْنِ عُدُوْلًا كَانُوْا اَوْ غَيْرَ عُدُوْلٍ اَوْ مَحْدُوْدَيْنِ فِي الْقَذْفِ ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، نیز بتائیں کہ انعقاد نکاح کے لیے شہادت شرط ہے یا نہیں؟ اپنا موقف دلیل دیکر بیان کریں؟

(ب) نکاح کے گواہوں کے لیے عدالت شرط ہے یا نہیں؟ احناف وشوافع کا موقف مع الدلائل تحریر کریں؟

جواب: (الف) اعراب اور ترجمہ عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر لگادیے گئے ہیں اور ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

مسلمانوں کا نکاح دو ایسے گواہوں کی موجودگی میں ہی منعقد ہوگا، جو آزاد ہوں، ذی عقل ہوں، بالغ ہوں، وہ دونوں مسلمان مرد ہوں، یا ایک مرد اور دو عورتیں ہوں، خواہ وہ عادل ہو، یا غیر عادل، یا محدود فی القذف ہوں۔

انعقاد نکاح کے لیے شہادت شرط ہونا:

نکاح کے انعقاد کے لیے شہادت شرط ہے، یہ شہادت ایسے دو مسلمانوں کی ہوگی جو آزاد ہوں، عاقل ہوں، بالغ ہوں، دونوں مرد ہوں، یا ایک مرد اور دو عورتیں ہوں، خواہ وہ عادل ہوں یا عادل نہ ہوں۔ اس پر

H_M_Hasnain_Asadi

دلیل یہ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: ”گواہوں کے بغیر نکاح منعقد ہی نہیں ہوتا“ اس حدیث میں صاف طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انعقادِ نکاح کے لیے گواہوں کی موجودگی کو شرط وضروری قرار دیا ہے۔

(ب) نکاح کے گواہوں کے لیے عدالت شرط ہونے کے حوالے سے مذاہب آئمہ:

انعقادِ نکاح کے وقت گواہوں کا عادل ہونا شرط ہے یا نہیں؟ اس حوالے سے آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔

احناف کے نزدیک انعقادِ نکاح کے لیے گواہوں کا عادل ہونا ضروری نہیں ہے، یعنی اگر غیر عادل گواہوں کی موجودگی میں کوئی عقد ہوا، تو وہ منعقد اور درست ہوگا۔ احناف کی دلیل یہ ہے کہ فاسق کا فسق و فجور صرف اس کی ذات تک محدود ہے، دیگر لوگ اس سے مستثنیٰ ہیں، یہی وجہ ہے کہ فسق کے باوجود شریعت نے اسے اہل ولایت میں سے مانا ہے یعنی وہ خود اپنا بھی نکاح کر سکتا ہے، اور اپنے غلام اور باندی وغیرہ کا بھی نکاح کر سکتا ہے، تو جس طرح فاسق کے لیے ولایت ثابت ہے، اسی طرح شہادت بھی ثابت ہوگی اور اہل ولایت میں ہونے کے ساتھ ساتھ وہ اہل شہادت میں سے بھی ہوگا۔

اس کے برخلاف امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک یہ ہے کہ شاہدین کا عادل ہونا ضروری ہے، اور غیر عادل گواہ کی موجودگی میں نکاح منعقد نہیں ہوگا۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اسی کے قائل ہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل یہ ہے کہ شہادت قابلِ تکریم اور لائقِ تعظیم چیزوں میں سے ہے، چنانچہ اللہ کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ ”اکرمو الشهود فان الله يحيى بهم الحقوق“ یعنی گواہوں کی تعظیم کرو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ انہی کے سبب حقوق کو زندہ اور تابندہ رکھتے ہیں، یہ حدیث صاف اشارہ دے رہی ہے کہ شہادت بابِ کرامت میں سے ہے، لہٰذا شہادت کا اہل بھی وہی ہوگا جو قابلِ تعظیم و تکریم ہوگا، اور فاسق مردود اور ذلیل ہوتا ہے، اسی لیے وہ شہادت کا اہل بھی نہیں ہو سکتا، فاسق کے بارے میں اللہ کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمادیا: ”اذا لقيت الفاسق فالقه بوجه مقهور“ جب فاسق سے سامنا ہو جائے، تو کھا جانے والے چہرے سے اسے دیکھو، دیکھیے جب حدیث شریف میں فاسق کی طرف نظرِ شفقت اور تبسم سے منع کیا گیا ہے، تو شہادت جیسی محترم چیز کا اسے کیونکر محتمل بنایا جا سکتا ہے؟

سوال نمبر 2: واذا خلا الرجل بامراته وليس هناك مانع من الوطى ثم طلقها فلها كمال المهر وقال الشافعي رحمة الله عليه لها نصف المهر لان المعقود عليه انما يصير مستوفيا بالوطى فلا يتأكد المهر دونه.

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور مذکورہ مسئلہ میں احناف کا مذہب دلیل دے کر ثابت کریں؟

(ب) مقطوع الذکر نے اپنی بیوی کو خلوت کے بعد طلاق دی، تو اس کی بیوی کو کل مہر ملے گا یا نصف؟

اختلاف ائمہ مدلل بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

اور جب شوہر نے اپنی بیوی کے ساتھ خلوت کر لی اور وہاں وطی کے مانع کوئی چیز نہیں تھی، پھر اس نے بیوی کو طلاق دے دی، تو اب بیوی کو پورا مہر ملے گا۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نصف مہر ملے گا اس لیے کہ وطی ہی سے کما حقہ معقود علیہ (بضعہ) حاصل ہوگا، لہٰذا بدوں وطی مہر منعقد نہیں ہوگا۔

مسئلہ میں احناف کا مذہب اور دلیل:

اگر کوئی شخص نکاح کے بعد اپنی بیوی کو طلاق دے، جبکہ اس نے خلوت میسر آنے کے باوجود اس سے وطی نہیں کی تھی، تو احناف کے نزدیک شوہر اپنی بیوی کو پورا مہر دے گا۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی یہی مؤقف ہے۔ اس حوالے سے احناف کی دلیل یہ ہے کہ اس بیچاری پر بضعہ کی سپردگی ہی تو واجب ہے، اور اتنا سب مانتے ہیں کہ حتی المقدور ہی واجب کی ادائیگی لازم ہوتی ہے، لہٰذا جب عورت نے خلوت میں شوہر کے ساتھ وقت گزارا، تو اس نے تمام مانع وطی کو زائل کر کے اپنا مبدل یعنی بضعہ اس کے حوالے کر دیا، اور یہی اس کے بس میں تھا، آگے کا مرحلہ تو شوہر کا تھا کہ وہ سگنل دے کر گاڑی چلا دیتا، بہر حال جب عورت نے وہ تمام چیزیں پوری کر دیں، جو اس کے بس میں تھیں، تو اب اسے اس کے حق یعنی کمال مہر سے محروم رکھنا اس کے ساتھ ناانصافی اور تعصب ہوگا، اس لیے ہم تو اس غریب کو پورا مہر دلوائیں گے۔

(ب) مقطوع الذکر کے اپنے بیوی سے خلوت کے بعد طلاق دینے کی صورت میں مہر کے حوالے سے مذاہب آئمہ:

اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے کہ مقطوع الذکر شوہر اپنی زوجہ کو خلوت میں پانے کے بعد اسے طلاق دے دیتا ہے، تو کیا بیوی کو نصف مہر ملے گا یا پورا؟ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ اگر کسی مقطوع الذکر نے اپنی بیوی کے ساتھ خلوت کی (مجبوبیت کے علاوہ) مانع وطی کوئی چیز موجود نہیں تھی، پھر اس نے بیوی کو طلاق دے دی، تو اس مجبوب کی یہ خلوت، خلوت صحیحہ شمار کی جائے گی اور اس پر پورے مہر کی ادائیگی واجب ولازم ہوگی۔ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل یہ ہے کہ مہر عورت کا حق ہے، لہٰذا اگر عورت کی طرف سے کوئی کمی یا کوتاہی پائی جائے گی، تب تو مہر میں کمی ہوگی ورنہ نہیں، اور صورت مسئلہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ عورت کی جانب سے کوئی کمی نہیں ہے، اس لیے کہ شوہر کے مقطوع الذکر ہونے کی وجہ سے عورت پر رگڑنے اور پھیرنے کی صورت میں تسلیم بضعہ واجب ہے، اور وہ اس نے پورا کر دیا، لہٰذا منع وطی میں عورت کے ذاتی عمل کا کوئی دخل نہیں ہے، اسی لیے عنین کی طرح مقطوع الذکر کی خلوت بھی خلوت صحیحہ ہوگی۔

H_M_Hasnain_Asadi

حضرات صاحبین فرماتے ہیں کہ مجبوب کی خلوت فاسدہ ہوگی اور اس پر نصف مہر کی ادائیگی ضروری ہو گی' ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ مرض خلوت صحیحہ سے مانع ہے' اور مجبوب کا جب مریض کے مرض سے بڑھا ہوا ہے (کہ اس صورت میں تو وطی کا امکان ہی معدوم ہے) لہٰذا یہ تو بدرجہ مانع ہوگا' اور اس کی خلوت' خلوت فاسدہ کہلائے گی۔

سوال نمبر 3: قال قليل الرضاع وكثيره سواء اذا حصل في مدة الرضاع يتعلق به التحريم وقال الشافعي رحمة الله عليه لايثبت التحريم الا بخمس رضعات لقوله عليه السلام لا تحرم المصة ولا المصتان ولا الاملاجة ولا الاملاجتان .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور مذکورہ مسئلہ میں احناف کے دلائل نقلیہ وعقلیہ تحریر کریں؟

(ب) رضاعت کی زیادہ سے زیادہ مدت کے بارے میں اختلاف ائمہ مع الدلائل تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

کہا کہ رضاعت میں قلیل و کثیر دونوں برابر ہیں' جب مدت رضاعت میں یہ چیز پائی جائے' تو اس سے حرمت متعلق ہوگی۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: پانچ گھونٹ سے کم پینے کی صورت میں حرمت ثابت نہیں ہوگی' کیونکہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ نہ تو ایک دو مرتبہ چوسنے سے حرمت ثابت ہوگی اور نہ ہی ایک دو مرتبہ چھاتی کو منہ میں لینے سے۔

مسئلہ رضاعت میں امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے دلائل:

مسئلہ رضاعت میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف بالکل واضح ہے کہ محض دودھ پینے سے رضاعت ثابت ہو جائے گی' خواہ دودھ قلیل ہو یا کثیر' بلکہ خواہ ایک قطرہ ہی کیوں نہ ہو۔ آپ کے دلائل درج ذیل ہیں:

(i) قرآن کریم میں مطلقاً "وامهاتكم اللاتي أرضعنكم" فرمایا گیا ہے' اسی طرح حدیث پاک میں بھی "يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب" کا حکم مطلق بغیر کسی تفصیل کے وارد ہوا ہے' جن میں قلیل و کثیر کے مابین کوئی فرق نہیں کیا گیا ہے' لہٰذا جس طرح مقدار کثیر موجب حرمت ہوگی' اسی طرح مقدار قلیل بھی موجب حرمت ہوگی اور اس میں کسی بھی طرح کی زیادتی یا تقیید' کتاب وسنت میں من مانی اور اضافے کی موجب ہوگی۔

(ii) عقلی دلیل یہ ہے کہ جو دراصل ایک سوال مقدر کا جواب ہے' سوال یہ ہے کہ عقلاً بھی مقدار قلیل کا محرم نہ ہونا ہی سمجھ میں آتا ہے' اس لیے کہ رضاعت کے محرم ہونے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اس سے بچے کی نشوونما میں اضافہ ہوتا ہے' اور ایک انسان کی جزئیت وبعضیت کا دوسرے میں شمول اور دخول ہوتا ہے' جو

H_M_Hasnain_Asadi

حقیقی جزئیت کا شبہہ اور شائبہ پیدا کرتا ہے اور ظاہر ہے اگر اس نظریے سے دیکھا جائے تو مقدار قلیل کو محرم نہیں ہونا چاہیے کیونکہ ایک دو مرتبہ دودھ پینے سے نہ تو بچے کی ہڈیاں مضبوط ہوتی ہیں اور نہ ہی بہت زیادہ گوشت پوست چڑھ جاتا ہے۔

(ب) رضاعت کی زیادہ سے زیادہ مدت میں مذاہب آئمہ:

رضاعت کی زیادہ سے زیادہ مدت میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے ان کے مذاہب و دلائل کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ: آپ کے نزدیک مدت رضاعت تیس مہینے ہیں' آپ نے قرآن کریم کی اس آیت سے استدلال کیا ہے: "وَحَمْلُهُ وَفِصٰلُهُ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ط" اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فصال اور حمل دو الگ الگ چیزوں کی ایک ساتھ مدت بیان فرمائی ہے لہٰذا مذکورہ مدت دونوں کے لیے علیحدہ علیحدہ کامل طور پر ثابت ہوگی جیسے اگر دو قرضوں کے لیے ایک ہی مدت بیان کی جائے مثلاً کسی کے کسی پر روپے بھی ہوں اور غلہ بھی ہو اور وہ یوں کہے: میں ایک سال تک تمہیں اپنا قرض ادا کرنے کی مہلت دیتا ہوں' تو یہ مدت ان دونوں میں سے ہر ایک کے لیے کامل طور پر ثابت ہوگی اور ان پر تقسیم نہیں ہوگی' اسی طرح آیت مذکورہ میں بھی ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا والی مدت حمل اور فصال میں سے ہر ایک کے لیے کامل طور پر ثابت ہوگی اور تقسیم نہیں ہوگی۔

۲- آئمہ ثلاثہ اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ: آئمہ ثلاثہ اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ رضاعت کی مدت دو سال یعنی چوبیس مہینے ہیں۔ ان کی دلیل یہ ارشاد خداوندی ہے: "وَحَمْلُهُ وَفِصٰلُهُ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ط" اللہ تعالیٰ نے حمل اور فصال دونوں کے لیے تیس ماہ کی مدت مقرر فرمائی ہے اور حمل کی کم از کم مدت چھ مہینے ہے' لہٰذا جب تیس میں سے چھ کو نکالیں گے' تو لامحالہ چوبیس مہینے باقی بچیں گے اور یہی رضاعت کی مدت بنے گی۔

۳- امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ: آپ کا مؤقف یہ ہے کہ مدت رضاعت تین سال ہے' آپ کی دلیل یہ ہے کہ دو سال پورے ہونے کے بعد ایک ایسی مدت کا وجود ضروری ہے' جس میں بچہ اپنی عادت و فطرت کو تبدیل کرلے اور اس کی وہ نشو و نما جو لبن اور دودھ پر منحصر تھی' خوراک اور دیگر غذا مثلاً طعام وغیرہ میں تبدیل ہو جائے' اور اس تبدیلی کے لیے ایک سال نہایت موزوں مدت ہے' اس لیے ایک سال یہ اور دو سال پہلے کل ملا کر تین سال ہو جائیں گے اور یہی مدت رضاعت ہوگی۔

سوال نمبر 4: وَطَلَاقُ الْحَامِلِ يَجُوْزُ عَقِيْبَ الْجِمَاعِ لِاَنَّهُ لَا يُؤَدِّيْ اِلَى اشْتِبَاهِ وَجْهِ الْعِدَّةِ وَزَمَانُ الْحَبَلِ زَمَانُ الرَّغْبَةِ فِي الْوَطْيِ لِكَوْنِهٖ غَيْرَ مُعَلَّقٍ اَوْ فِيْهَا لِمَكَانِ وَلَدِهٖ مِنْهَا فَلَا يَقِلُّ الرَّغْبَةُ بِالْجِمَاعِ ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں اور اس میں موجود مسئلہ کی وضاحت کریں؟
(ب) شیخین اور امام محمد کے نزدیک حاملہ عورت کو سنت کے مطابق طلاق دینے کا طریقہ مع الدلائل بیان کریں؟

جواب: (الف) اعراب اور مسئلہ کی وضاحت:

نوٹ: اعراب لگادیے گئے ہیں اور مسئلہ کی وضاحت درج ذیل ہے:

حاملہ عورت کی طلاق:

یہاں سے گزشتہ عبارت میں موجود فصار کزمان الحبل والے ٹکڑے کی مزید تشریح وتوضیح فرماتے ہیں کہتے ہیں کہ صغیرہ اور آئسہ کی طرح حاملہ عورت کو بھی جماع کے بعد فوراً بلافرق وفصل طلاق دینا درست ہے' اور اس میں کوئی قباحت یا کراہت نہیں ہے' کیونکہ اس کے حق میں اولاً تو اشتباہ عدت کا کوئی مسئلہ نہیں ہے' اس لیے کہ وضع حمل اس کی عدت متعین ہے۔

دوسرے یہ کہ حمل کا زمانہ وطی سے رغبت اور دلچسپی کا زمانہ ہے' کیونکہ یہ بات طے ہے کہ حمل ٹھہر جانے کے بعد اب وطی کرنے سے شوہر کی رغبت کم ہوگی' اس لیے کہ علوق کے بعد والی وطی بھی معلق نہیں ہوگی کہ حمل پر حمل ٹھہر جائے' لہٰذا فراد عن مزن الولد والا مسئلہ یہاں ختم ہے' اس لیے حمل کے زمانہ میں بھی وطی سے رغبت برقرار رہے گی' نیز یہ بات بھی وطی کو مرغوب کردیتی ہے کہ حمل کی وجہ سے مذکورہ عورت شوہر کے بچے کی ماں بننے والی ہے' اور شوہر نے پہلے ہی جب بچے کی ذمے داری قبول کرلی ہے' تو ظاہر ہے کہ وہ اس کے حصول اور معرض وجود میں آنے کا منتظر ہوگا' اور زمانۂ حمل میں عورت سے ہم بستر ہوکر اس بچے کی نشوونما کا سامان فراہم کرے گا' نہ یہ کہ وطی سے متنفر ہوکر بچے کو لاغر اور کمزور دیکھنا چاہے گا۔

(ب) حاملہ عورت کو سنت طریقہ میں طلاق دینے کے حوالے سے شیخین اور امام محمد کا

اختلاف:

حاملہ عورت کی طلاق میں مذاہب: صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص حاملہ عورت کو تین طلاق دینا چاہے' تو حضرات شیخین رحمۃ اللہ علیہما کے یہاں اس کے لیے سنت طریقہ اور مسنون وقت یہ ہے کہ ہر طلاق کے مابین ایک ایک ماہ کا فصل رکھے اور ایک ایک مہینے کے بعد تین طلاق دے۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حاملہ عورت کو طلاق دینے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ اسے صرف ایک ہی طلاق دے' کیونکہ طلاق میں ممانعت اصل ہے' اور حدیث پاک میں اسے ابغض المباحات قرار دیا گیا ہے' اس لیے حتی الامکان اس سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

دوسری بات یہ ہے کہ قرآن کریم نے "فطلقوھن لعدتھن" کے فرمان سے ایک ضابطہ یہ بھی مقرر

H M Hashim Asadi

فرمادیا ہے کہ طلاق دیتے وقت یہ بات پیشِ نظر رہے کہ وہ تین متفرق طہروں میں ہو یہی مسنون طریقہ ہے' صورت مذکورہ میں حمل کی وجہ سے حاملہ عورت کو حیض ہی نہیں آتا' کہ ایک طلاق دینے کے بعد دوسرے طہر کی توقع ہو بلکہ اس کی تو پوری مدت حمل طہر کے درجے میں ہے' اور یہ عورت حاملہ ہے' آئسہ یا صغیرہ نہیں ہے کہ مہینے کو اس کے حق میں طہر یا فصل عدت کے قائم مقام مانا جائے' اس لیے جس طرح وہ عورت جس کا زمانہ طہر دراز ہو گیا ہو اس کے حق میں مہینے کو فصول عدت کے قائم مقام نہیں مانا جائے گا' اسی طرح حاملہ کے حق میں بھی مہینہ فصول عدت کے قائم مقام نہیں ہوگا' اور پوری مدت حمل میں اسے صرف ایک طلاق دی جاسکے گی۔

حضرات شیخین رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں کہ بھائی ہم بھی تو طلاق کو ممنوع الاصل ہی مانتے ہیں' لیکن ضرورت کے مواقع پر اس کو اختیار کرنے سے گریز بھی نہیں کرتے اور ضرورت طلاق جس طرح دیگر عورتوں میں موجود ہے' اسی طرح حاملہ میں بھی موجود ہے' اس لیے طلاق کو مطلقاً ممنوع الاصل کہنا درست نہیں ہے۔

اب جب حاملہ عورت میں ضرورت طلاق موجود ہے' اور سنت طریقے کے مطابق طلاق دینا بظاہر اس کے حق میں متصور نہیں ہے (حیض نہ آنے کی وجہ سے) تو کوئی ایسی راہ یا مثال تلاش کریں گے جس کو اختیار کر کے اس کی طلاق کو علی وجہ السنۃ بنائیں' ہم نے دیکھا کہ آئسہ اور صغیرہ کو بھی حیض نہیں آتا اور "مہینہ" ان کے حق میں فصول عدت اور تجدد طہر کی نیابت کر رہا ہے' اس لیے کہ صحیح سالم شخص کو ایک مہینے میں عورتوں کی سچی رغبت پیدا ہو ہی جاتی ہے۔ لہٰذا جب مایوس الحیض عورتوں کے حق میں مہینہ حیض اور تجدد طہر کے قائم مقام ہو سکتا ہے' تو اس عورت کے حق میں بھی نیابت کرے گا' کیونکہ حمل کے ہوتے ہوئے وہ بھی حیض اور تجدد طہر سے مایوس ہی سمجھی جاتی ہے' اور چونکہ الحکم یدار علی دلیلھا کا ضابطہ موجود ہے' اس لیے اس مہینہ کو حاملہ کے حق میں تجدد طہر اور فصول عدت کے قائم مقام مان کر تین مہینوں میں تین طلاق دینا سنت کو اپنانا اور اختیار کرنا کہا جائے گا۔

امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے حاملہ عورت کو ممتدۃ الطہر پر قیاس کیا تھا' یہاں سے ان کے اسی قیاس کی تردید کی جارہی ہے' فرماتے ہیں کہ حاملہ کو ممتدۃ الطہر پر قیاس کرنا درست نہیں ہے' کیونکہ ممتدۃ الطہر کے حق میں حاجت کی دلیل صرف طہر ہے' اور اس سے ہر لحظہ اور ہر لحہ تجدد طہر کی توقع رہتی ہے' کہ نہ جانے کب اسے حیض آنے لگے اور پھر وہ پاک ہو جائے' اس کے برخلاف حاملہ عورت ہے کہ وضع حمل سے پہلے تو اس کو حیض آ ہی نہیں سکتا' اور بالفرض اگر کوئی خون آتا بھی ہے' تو اسے حیض کا خون نہیں کہیں گے' اس لیے وہ ایک متعینہ مدت (وضع حمل) تک حیض اور تجدد طہر سے محروم رہے گی' جبکہ ضرورت کسی بھی وقت پیش آسکتی ہے' اس لیے اس کے حق میں مہینہ ہی تجدد طہر کے قائم مقام ہوگا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

الاختبار السنوی للشهادة العالیة "السنة الأولیٰ"

للبنین الموافق سنة ۱۴۴۱ھ/2020ء

پانچواں پرچہ: عربی ادب وبلاغت

الوقت المحدد: ثلث ساعات　　　مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: قسم اوّل کے دونوں سوال جبکہ قسم ثانی سے کوئی دوسوال حل کریں۔

قسم اوّل......عربی ادب

سوال نمبر 1: درج ذیل میں سے کسی پانچ اجزاء کا ترجمہ کریں؟ ۵×۸=۴۰

(ا) فطفقت أجوب طرقاتها مثل الهائم وأجول فی حوماتها جولان الحائم وأرود فی مسارح لمحاتی ومسایح غدواتی وروحاتی.

(ب) أما الحمام فمیعادك فما اعدادك وبالمشیبا نذارك فما أعذارك وفی اللحد مقیلك فما قیلك والی الله مصیرك فمن نصیرك.

(ج) ثم انه لبد عجاجته وغیض مجاجته واعتضد شکوته فتأبط هراوته فلما رنت الجماعة الی تحفزه ورأت تأهبه لمزایلة مرکزة.

(د) ألفیت بها ابا زید السروجی یتقلب فی قوالب الانتساب ویخبط فی أسالیب الاکتساب فیدعی تارة أنه من آل ساسان.

(ﮦ) وسئل لمن هذا البیت وهل حی قائله أومیت فقال أیم الله للحق أحق أن یتبع وللصدق حقیق بأن یستمع انه یا قوم لنجیکم منذ الیوم.

(و) فحار الحاضرون لبداهته واعترفوا بنزاهته فلما آنس استئناسبهم بکلامه وانصبابهم الی شعب اکرامه أطرق کطرفة العین.

(ز) یا اخایر الذخائر وبشائر العشائر عموا صباحا وأنعموا اصطباحا وانظروا الی من کان ذاندی وندی وجدة وجدا وعقار وقری.

سوال نمبر 2: درج ذیل میں پانچ الفاظ کے معانی تحریر کریں؟ ۵×۲=۱۰

(الف) المطاف (ب) رحیب (ج) الأسجاع (د) الجانع (ﮦ) محجة (و) العبر

H_M_Hasnain_Asadi

(ز) صحائف

قسم ثانی...... بلاغت

سوال نمبر 3: مقدمة رتب المختصر علی مقدمة وثلاثة فنون لان المذکور فیه اما ان یکون من قبیل المقاصد فی هذا الفن او لا الثانی المقدمة والاول ان کان الغرض منه الاحتراز عن الخطاء فی تادیة المعنی المراد فهو الفن الاول ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ سپرد قلم کریں؟ ۷+۸=۱۵

(ب) کتاب کو ایک مقدمہ اور تین فنون پر مرتب کرنے کی وجہ حصر لکھیں نیز مقدمہ کو نکرہ اور فنون ثلاثہ کو معرفہ ذکر کرنے کا سبب تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 4: فالتنافر وصف فی الکلمة توجب ثقلها علی اللسان وعسر النطق بها نحو مستشزرات فی قول امرء القیس ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز امرء القیس کا شعر مذکور بیان کریں؟ ۱۰+۵=۱۵

(ب) مختصر المعانی کی روشنی میں شعر کی وضاحت کریں نیز تنافر کے حوالے سے ابن اثیر کا ضابطہ تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 5: الجاحظ أنکر انحصار الخبر فی الصدق والکذب واثبت الواسطة وزعم ان صدق الخبر مطابقته للواقع مع الاعتقاد بانه مطابق و کذب الخبر عدمها ای عدم مطابقته للواقع معه ای مع اعتقاد انه غیر مطابق ۔

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں نیز جمہور اور نظام کے نزدیک صدق خبر اور کذب خبر کی تعریف کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) مصنف نے جاحظ کے مذہب کو مدنظر رکھتے ہوئے مطابقت کی کل کتنی اور کون کون سی صورتیں بیان کی ہیں؟ ۱۰

☆☆☆☆☆☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2020ء

پانچواں پرچہ: عربی ادب و بلاغت

قسم اوّل...... عربی ادب

سوال نمبر 1: درج ذیل اجزاء کا ترجمہ کریں؟

(ا) فطفقت أجوب طرقاتها مثل الهائم وأجول في حوماتها جولان الحائم وأرود في مسارح لمحاتي ومسايح غدواتي وروحاتي ۔

(ب) أما الحمام ميعادك فما اعدادك وبالمشيبا نذارك فما أعذارك وفي اللحد مقيلك فما قيلك والى الله مصيرك فمن نصيرك ۔

(ج) ثم انه لبد عجاجته وغيض مجاجته واعتضد شكوته فتابط هراوته فلما رنت الجماعة الى تحفزه ورات.تاهبه لمزايلة مركزة ۔

(د) ألفيت بها ابا زيد السروجي يتقلب في قوالب الانتساب ويخبط في أساليب الاكتساب فيدعي تارة أنه من آل ساسان ۔

(ھ) وسئل لمن هذا البيت وهل حي قائله أوميت فقال أيم الله للحق أحق أن يتبع وللصدق حقيق بأن يستمع انه يا قوم لنجيكم منذ اليوم ۔

(و) فخار الحاضرون لبداهته واعترفوا بنزاهته فلما آنس استئناسهم بكلامه وانصبابهم الى شعب اكرامه أطرق كطرفة العين ۔

(ز) يا اخاير الذخائر وبشائر العشائر عموا صباحا وأنعموا اصطباحا وانظروا الى من كان ذاندى وندى وجدة وجدا وعقار وقرى ۔

جواب: ترجمہ اجزاء:

(ا) پس میں نے سرگردان عاشق کی طرح اس کے راستوں کو طے کرنا اور پیاسے جانور کی طرح اس کے میدان میں گشت کرنا شروع کیا' اور اپنے پیش نظر چراگاہوں اور اپنے صبح شام چلنے پھرنے کی جگہوں میں کسی سخی دانا کو تلاش کرنے لگا۔

(ب) کیا موت تیرا وعدہ نہیں ہے؟ پس تیرے پاس کون سا توشہ ہے؟ کیا بڑھاپے سے تجھ کو خوف نہیں ہے' پس تیرے پاس کیا عذر ہے۔ کیا تجھے قبر میں سونا نہیں' پس تجھے اس میں کیا پس و پیش ہے' کیا تجھے

H_M_Hasnain_Asadi

خدا کی طرف لوٹ کر جانا نہیں، پس تیرا کون سا مددگار ہے۔

(ج) پھر جب اس نے اپنے غبار کو دور کیا اور اپنے لعاب دہن کو خشک کیا، یا وہ خاموش ہوا، تو اس نے اپنے مشکیزہ کو کاندھے پر لٹکایا اور اپنی لاٹھی کو بغل میں لیا۔ پس جب لوگوں نے اس کے جانے کا ارادہ معلوم کیا اور اپنی جگہ چھوڑنے کا قصد کیا۔

(د) تو میں نے وہاں ابوزید سروجی کو دیکھا، جو اپنے نسب میں مختلف البیانی سے کام لے رہا ہے، اور کمال کے راستہ میں لڑکھڑاتا پھرتا ہے، کبھی وہ کہتا ہے کہ میں ساسان کی اولاد سے ہوں۔

(ھ) پھر اس نے پوچھا: یہ کس کے اشعار ہیں اور ان کا کہنے والا زندہ ہے، یا مر چکا ہے؟ وہ بولا: خدا کی قسم! حق بات پیروی کے لائق ہے، اور البتہ سچ بات کا سننا ہی زیادہ مناسب ہے۔ لوگوں سے کہتے والا آج تم سے سرگوشیاں کر رہا ہے۔

(و) حاضرین اس کی بدیہہ گوئی سے حیران ہو گئے، اور اس کے پاکیزگی کلام کا اقرار کیا، اس نے جب اپنے کلام کی طرف ان کی محبت اور اپنے احترام کی طرف ان کا شوق دیکھا، تو اس نے ایک پل کے لیے اپنی گردن جھکا دی۔

(ز) اس نے کہا: اے بہترین خزانوں اور اپنے خاندان کو خوشخبری دینے والو! خدا تمہاری صبح اچھی کرے اور تم صبح کی شراب سے خوشحال رہو، تم اس شخص کی طرف دیکھو، جو کبھی مجلس و بخشش اور توانگری و عطا زمین و مواضعات اور دستر خوانوں و طعام والا میزبان تھا۔

سوال نمبر 2: درج ذیل الفاظ کے معانی تحریر کریں؟

(الف) المطاف (ب) رحیب (ج) الأسجاع (د) الجانع (ھ) محجة (و) العبر

(ز) صحائف

جواب: الفاظ کے معانی:

(الف) چکر (ب) وسیع (ج) مسجع کلام (د) مائل ہونے والا (ھ) راستہ کا درمیانی حصہ (و) عبرتیں

(ز) رجسٹر/کتابیں۔

قسم ثانی...... بلاغت

سوال نمبر 3: مُقَدِّمَةٌ رَتَّبَ الْمُخْتَصَرَ عَلٰى مُقَدِّمَةٍ وَثَلَاثَةِ فُنُوْنٍ لِاَنَّ الْمَذْكُوْرَ فِيْهِ اِمَّا اَنْ يَّكُوْنَ مِنْ قَبِيْلِ الْمَقَاصِدِ فِيْ هٰذَا الْفَنِّ اَوْ لَا اَلثَّانِيْ اَلْمُقَدِّمَةُ وَالْاَوَّلُ اِنْ كَانَ الْغَرَضُ مِنْهُ الْاِحْتِرَازَ عَنِ الْخَطَاءِ فِيْ تَادِيَةِ الْمَعْنَى الْمُرَادِ فَهُوَ الْفَنُّ الْاَوَّلُ ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ سپرد قلم کریں؟

H_M_Hasnain_Asadi

(ب) کتاب کو ایک مقدمہ اور تین فنون پر مرتب کرنے کی وجہ حصر لکھیں نیز مقدمہ کو نکرہ اور فنون ثلاثہ کو معرفہ ذکر کرنے کا سبب تحریر کریں؟

جواب: (الف) اعراب اور ترجمہ عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

(یہ) مقدمہ ہے (مصنف نے) مختصر کو ایک مقدمہ اور تین فنون پر مرتب کیا ہے اس لیے کہ مختصر میں جو مذکور ہے، یا تو اس فن میں مقاصد کے قبیل سے ہوگا یا نہیں، ثانی تو مقدمہ ہے، اور اول اگر اس کی غرض معانی مرادی کو ادا کرنے میں خطاء سے بچنا ہے، تو وہ فن اول ہے۔

(ب) کتاب مختصر المعانی ایک مقدمہ اور تین فنون پر مرتب ہونے کی وجہ حصر:

یہ کتاب چار چیزوں پر مشتمل ہے: ایک مقدمہ اور تین مقاصد پر، مقصد اول ''علم معانی'' کے بیان میں ہے، مقصد ثانی ''علم بیان'' کے بیان میں ہے، اور مقصد ثالث ''علم بدیع'' کے بیان میں ہے۔ ان کی وجہ حصر یہ ہے کہ اس کتاب میں جو کچھ بھی ہے، وہ دو حال سے خالی نہیں کہ اس کا تعلق مقاصد کے ساتھ ہوگا یا نہیں، بعض لوگوں نے پانچویں خاتمہ کو بھی شمار کیا ہے۔ اگر کتاب میں مذکور چیز کا تعلق مقاصد سے نہ ہو، تو پھر مقاصد اس پر موقوف ہوں گے یا نہیں، اگر مقاصد اس پر موقوف ہوں، تو وہ مقدمہ اور اگر مقاصد اس پر موقوف نہ ہوں، تو خاتمہ ہے۔

''مقدمہ'' کو نکرہ اور ''فنون ثلاثہ'' کو معرفہ ذکر کرنے کی وجہ:

''فنون ثلاثہ'' کو معرفہ اور مقدمہ کو نکرہ اس لیے ذکر کیا گیا ہے کہ ''فنون ثلاثہ'' کا پہلے اجمالاً ذکر ہو چکا تھا، اس لیے انہیں الف لام عہدی کے ساتھ معرفہ ذکر کرنا زیادہ مناسب تھا، پس اس لیے انہیں معرفہ لایا گیا ہے، جبکہ مقدمہ کا ذکر پہلے کہیں ہوا ہی نہیں تھا، اس لیے اسے نکرہ لانا زیادہ مناسب تھا، اس لیے اسے نکرہ لایا گیا۔

سوال نمبر 4: فَالتَّنَافُرُ وَصْفٌ فِي الْكَلِمَةِ تُوْجِبُ ثِقْلَهَا عَلَى اللِّسَانِ وَعُسْرِ النُّطْقِ بِهَا نَحْوُ مُسْتَشْزِرَاتٌ فِيْ قَوْلِ امْرِءِ الْقَيْسِ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، نیز امرء القیس کا شعر مذکور بیان کریں؟

(ب) مختصر المعانی کی روشنی میں شعر کی وضاحت کریں نیز تنافر کے حوالے سے ابن اثیر کا ضابطہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) اعراب اور ترجمہ عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

پس تنافر کلمہ میں ایک ایسا وصف ہے، جو زبان پر کلمہ کے ثقل اور اس کے تلفظ کی دشواری کو ثابت کرتا ہے جیسے امراء القیس کے قول میں لفظ "مستشزرات" ہے۔

امراء القیس کا شعر مذکور:

غَدَائِرُهُ مُسْتَشْزِرَاتٌ اِلَی الْعُلٰی تَضِلُّ الْعُقَاصُ فِیْ مُثَنًّی وَمُرْسَلٖ

(ب) مختصر المعانی کی روشنی میں شعر کی وضاحت:

شاعر اپنی محبوبہ کے بالوں کی کثرت کو بیان کرنا چاہتا ہے کہ محبوبہ کے سر پر اس قدر بال ہیں کہ انہیں تین حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے: (i) عقاص بالوں کا وہ حصہ جنہیں سر پر جوڑا کر کے دھاگے سے باندھ دیا گیا ہو۔ (ii) مثنیٰ یعنی بٹے ہوئے گوندھے ہوئے بال۔ (iii) مرسل یعنی وہ بال جو بٹے ہوئے نہ ہوں، چنانچہ جب مثنیٰ اور مرسل کو کمر میں لایا جاتا ہے تو عقاص، مثنیٰ اور مرسل میں چھپ جاتا ہے۔

تنافر کے حوالے سے ابن اثیر کا ضابطہ:

علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب "مثل السائر" میں بیان کرتے ہیں کہ ضابطہ یہ ہے کہ ذوق سلیم جس کلمہ کے تلفظ کو ثقیل اور دشوار قرار دے، وہ کلمہ متنافر ہوگا، خواہ یہ ثقل ایسے حروف کے جمع ہونے سے ہو، جن کے مخارج قریب قریب ہیں یا بعید المخارج حروف کے جمع ہونے سے ہو یا ان کے علاوہ کسی اور وجہ سے ہو، جبکہ ذوق اس قوت کا نام ہے جس کے ذریعے کلام کے لطائف اور اس کے جوہ تحسین کو پہچانا جاتا ہے جیسا کہ ماقبل میں گزرا۔

سوال نمبر 5: الجاحظ أنكر انحصار الخبر فى الصدق والكذب واثبت الواسطة وزعم ان صدق الخبر مطابقته للواقع مع الاعتقاد بانه مطابق و كذب الخبر عدمها اى عدم مطابقته للواقع معه اى مع اعتقاد انه غير مطابق ـ

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں نیز جمہور اور نظام کے نزدیک صدق خبر اور کذب خبر کی تعریف کریں؟

(ب) مصنف نے جاحظ کے مذہب کو مدنظر رکھتے ہوئے مطابقت کی کل کتنی اور کون کون سی صورتیں بیان کی ہیں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

جاحظ نے صدق اور کذب میں خبر کے منحصر ہونے کا انکار کیا ہے، اور واسطہ ثابت کیا ہے، اور گمان کیا ہے کہ خبر کا صدق خبر کا واقع کے مطابق ہونا ہے، اس اعتقاد کے ساتھ کہ یہ خبر واقع کے مطابق ہے، اور خبر کا کذب خبر کا واقع کے مطابق نہ ہونا ہے، اس کے ساتھ یعنی اس اعتقاد کے ساتھ کہ یہ خبر واقع کے مطابق نہیں

H_M_Hasnain_Asadi

ہے۔

جمہور اور نظام کے نزدیک صدق خبر اور کذب خبر کی تعریفات:

۱- جمہور کا مذہب: خبر صادق وہ خبر ہے، جو واقع کے مطابق ہو اور خبر کاذب وہ خبر ہے، جو واقع کے مطابق نہ ہو۔

۲- نظام کا مذہب: خبر صادق وہ خبر ہے، جو خبر دینے والے کے اعتقاد کے مطابق ہو اور خبر کاذب وہ خبر ہے، جو خبر دینے والے کے اعتقاد کے مطابق نہ ہو۔

(ب) جاحظ کے مذہب کے مطابق ''مطابقت'' کی کل صورتیں:

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جاحظ نے اس بات سے انکار کر دیا ہے کہ خبر صدق و کذب میں منحصر ہے، بلکہ انہوں نے ان دونوں کے درمیان واسطہ ثابت کیا ہے کہ خبر واحد وہ خبر ہے، جو واقع کے مطابق ہونے کے ساتھ ساتھ اعتقاد مخبر کے بھی مطابق ہو۔ خبر کاذب وہ خبر ہے، جو واقع کے مطابق نہ ہونے کے ساتھ ساتھ اعتقاد مخبر کے بھی مطابق نہ ہو۔ اس تعریف کے مطابق کل چھ صورتیں بن جائیں گی، دو صورتیں وہ ہیں، جو مذکور ہوئی ہیں۔ خبر صادق اور خبر کاذب کی چار صورتیں وہ ہوں گی جو خبر صادق اور خبر کاذب کے درمیان واسطہ بنیں گی۔ وہ چار صورتیں درج ذیل ہیں:

۱- خبر واقع کے مطابق ہو، لیکن مخبر کا یہ اعتقاد ہو کہ خبر واقع کے مطابق نہیں ہے۔

۲- خبر واقع کے مطابق ہو اور خبر کو مخبر کے متعلق سرے سے اعتقاد ہی نہ ہو، خبر کے متعلق نہ مطابق ہونے کا اعتقاد ہو اور نہ ہی مطابق نہ ہونے کا اعتقاد ہو۔

۳- خبر واقع کے مطابق نہ ہو، لیکن مخبر کو یہ اعتقاد ہو کہ خبر واقع کے مطابق ہے۔

۴- خبر واقع کے مطابق نہ ہو اور مخبر کا بھی اعتقاد نہ ہو، مطابقت کا اعتقاد ہو اور نہ ہی عدم مطابقت کا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

الاختبار السنوی للشهادة العالية "السنة الأولیٰ"

للبنين الموافق سنة ۱۴۴۱ھ/2020ء

چھٹا پرچہ: عقائد و منطق

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: دونوں قسموں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

قسم اوّل ...... عقائد

سوال نمبر 1: عن أنس أن عمر بن الخطاب رضی الله عنه كان اذا قحطوا استسقى بالعباس بن عبدالمطلب فقال "اللّٰهم انا كنا نتوسل اليك بنبينا صلى الله عليه وسلم فتسقينا وانا نتوسل اليك بعم نبينا فاسقنا" قال فيسقون۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں؟ ۱۰

(ب) کیا مُردوں سے توسل جائز ہے؟ نیز مُردوں سے توسل کی مشروعیت پر کوئی دو دلائل تحریر کریں؟ ۱۵=۱۰+۵

سوال نمبر 2: عن ابن عمر مرفوعا اذا مات أحدكم فلا تحبسوه وأسرعوا به الى قبره وليقرأ عند رأسه بفاتحة الكتاب وعند رجليه بخاتمة الكتاب۔

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگائیں ۱۰

(ب) ایصال ثواب کے عنوان پر ایک مدلل و مفصل مضمون تحریر کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 3: (الف) دفن کے بعد میت کو تلقین کرنے کا طریقہ حدیث شریف کی روشنی میں سپرد قلم کریں؟ ۱۰

(ب) کیا اولیاء اللہ کی زندگی میں اور بعد از وفات کرامات ہوتی ہیں؟ نیز کرامات کے واقع ہونے پر کوئی دو دلائل لکھیں۔ ۱۵=۱۰+۵

قسم ثانی ...... منطق

سوال نمبر 4: فقوله وهو حصول صورة الشیء في العقل اشارة الى تعريف مطلق

H_M_Hasnain_Asadi

التصور دون التصور فقط لانه لما ذكر التصور فقط ذكر امرين .

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ وتشریح قلمبند کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) خط کشیدہ عبارت سے مصنف ایک اعتراض کا جواب دے رہے ہیں آپ اعتراض و جواب دونوں کی وضاحت کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 5: اللفظ الدال على المعنى على المعنى بالمطابقة اما ان يقصد بجزء منه الدلالة على جزء معناه او لا يقصد فان قصد بجزء منه الدلالة على جزء معناه فهو المركب كرامي الحجارة .

(الف) عبارت کا ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟ ۱۰

(ب) مرکب کے پائے جانے کے لیے کتنی اور کون کون سی شرائط ہیں؟ نیز بتائیں کہ مذکورہ مثال میں وہ شرائط کس طرح پائی جارہی ہیں؟ ۸+۷=۱۵

سوال نمبر 6: ورسموه بانه كلي مقول على كثيرين مختلفين في جواب ماهو .

(الف) ترجمہ کریں اور بتائیں کہ مذکورہ عبارت میں کیا بیان کیا جارہا ہے؟ ۵+۵=۱۰

(ب) تعریف میں پائی جانے والی قیود کے فوائد لکھیں اور تمام جزء مشترک کی تعریف سپرد قلم کریں؟ ۱۰+۵=۱۵

☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2020ء

چھٹا پرچہ: عقائد و منطق

قسم اوّل......عقائد

سوال نمبر 1: عن أنس ان عمر بن الخطاب رضى الله عنه كان اذا قحطوا استسقى بالعباس بن عبدالمطلب فقال "اللّٰهم انا كنا نتوسل اليك بنبينا صلى الله عليه وسلم فتسقينا وانا نتوسل اليك بعم نبينا فاسقنا" قال فيسقون .

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں؟

(ب) کیا مُردوں سے توسل جائز ہے؟ نیز مُردوں سے توسل کی مشروعیت پر کوئی دو دلائل تحریر کریں؟

H_M_Hasnain_Asadi

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب قحط واقع ہوتا' تو حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے بارش کی دعا مانگتے اور عرض کرتے: اے اللہ! ہم تیری بارگاہ میں اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کرتے تھے' تو بارش عطا فرماتا تھا' اب ہم اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا وسیلہ پیش کرتے ہیں' تو ہمیں بارش عطا فرما۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو بارش سے سیراب کر دیا جاتا۔

(ب) فوت شدگان سے توسل جائز ہونا:

علماء رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبوب ہستیوں سے توسل جائز ہے خواہ وہ دنیاوی زندگی میں ہوں یا برزخی زندگی کی طرف منتقل ہو چکے ہوں' کیونکہ محبوبین اہل برزخ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہیں اور جو ان کی طرف متوجہ ہو وہ بھی حصول مقصد کے سلسلے میں اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

دلائل: اس کی دلیل وہ حدیث ہے' جو ابن قیم نے زاد المعاد میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے گھر سے نماز کے لیے نکلے اور کہے: اے اللہ! میں تجھ سے اس حق کے وسیلے سے دعا مانگتا ہوں جو سائلوں کا تجھ پر ہے' اور اس حق کے طفیل جو تیری طرف میرے اس چلنے کا ہے' کیونکہ میں فخر اور غرور اور لوگوں کو دکھانے اور سنانے کے لیے نہیں نکلا' میں تیری ناراضگی سے بچنے اور تیری خوشنودی کو حاصل کرنے کے لیے نکلا ہوں' میری تجھ سے درخواست یہ ہے کہ مجھے آگ سے نجات عطا فرما اور میرے گناہ معاف فرما' کیونکہ تو ہی گناہوں کو بخشنے والا ہے' اللہ تعالیٰ (یہ کلمات طیبہ کہنے والے اس شخص پر ستر ہزار فرشتے مقرر فرماتا ہے' جو اس کے لیے مغفرت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے وجہ کریم کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے' یہاں تک کہ وہ شخص نماز پوری کر لے' یہ حدیث امام ابن ماجہ نے بھی روایت کی ہے۔

امام بیہقی' ابن السنی اور حافظ ابو نعیم روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے تشریف لے جاتے' تو یہ دعا کرتے: اَللّٰھم انی اسئلك بحق السائلين عليك...... الخ۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ یہ صراحۃً توسل ہے' ہر بندہ مومن سے چاہے وہ زندہ ہو' یا فوت ہو چکا ہو' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو دعا سکھائی اور اس کے پڑھنے کا حکم دیا' تمام متقدمین اور متاخرین نماز کے لیے جاتے وقت یہ دعا پڑھتے تھے۔

یہ بھی ثابت ہے کہ سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی والدہ ماجدہ (حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا) فوت ہوئیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح دعا فرمائی: اے اللہ! میری ماں فاطمہ

H.M. Hasnain Asadi

بنت اسد کی مغفرت فرما اور ان کی قبر کو ان کے لیے اپنے نبی اور مجھ سے پہلے انبیاء کے حق کے صدقے (وسیلے) سے وسیع فرما۔ اس حدیث کو ابن حبان' حاکم اور طبرانی نے روایت کیا اور اسے صحیح قرار دیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں غور کیجیے کہ مجھ سے پہلے انبیاء کے حق کے طفیل مغفرت فرما' کیونکہ اس سے صراحۃً ثابت ہوتا ہے کہ دنیا سے رحلت فرما جانے والے انبیاء کرام سے توسل جائز ہے' اس نکتے کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیجیے' آپ ہلاکتوں سے محفوظ رہیں گے۔

سوال نمبر 2: عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا اِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ فَلَا تَحْبِسُوْهُ وَأَسْرِعُوْا بِهٖ اِلٰى قَبْرِهٖ وَلْيُقْرَأْ عِنْدَ رَأْسِهٖ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَعِنْدَ رِجْلَيْهِ بِخَاتِمَةِ الْكِتَابِ۔

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگائیں۔

(ب) ایصال ثواب کے عنوان پر ایک مدلل و مفصل مضمون تحریر کریں؟

جواب: (الف) حدیث پر اعراب:

اوپر حدیث پر اعراب لگا دیے گئے ہیں۔

(ب) ایصال ثواب پر مدلل مضمون:

ایصال ثواب کے حوالے سے مدلل مضمون درج ذیل ہے:

یہ بات حدیث صحیحہ سے ثابت ہے' اس سلسلے میں دو حدیثیں ملاحظہ ہوں:

1- امام مسلم' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میرا باپ وصیت کیے بغیر فوت ہو گیا ہے' اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کر دوں' تو کیا اسے فائدہ دے گا' فرمایا: ہاں!

2- حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اے اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میری ماں اچانک فوت ہو گئی ہے' اور میں جانتا ہوں کہ اگر وہ زندہ رہتی' تو صدقہ دیتیں' اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کر دوں' تو ان کو فائدہ دے گا؟ فرمایا: ہاں! انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کون سا صدقہ زیادہ فائدہ دے گا؟ فرمایا: پانی' چنانچہ انہوں نے کنواں کھدوایا اور فرمایا: یہ سعد کی ماں کے لیے ہے۔

اصحاب قبور کے لیے زندوں کے دعا کرنے اور ان کی طرف سے صدقہ کرنے میں ان کا فائدہ ہے۔ (معتزلہ اس حقیقت کو نہیں مانتے اہل سنت و جماعت کہتے ہیں کہ صحیح حدیثوں میں اصحاب قبور کے لیے دعا کا ذکر آیا ہے' خصوصاً نماز جنازہ میں اصحاب قبور کے لیے دعائے مغفرت سلف صالحین کا معمول رہا ہے' اگر دعا کا فائدہ نہ ہوتا' تو دعا کیوں کی جاتی؟ حضرت ابن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم! سعد کی ماں فوت ہوگئی ہے' کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا: پانی! چنانچہ انہوں نے کنواں کھدوایا اور کہا کہ یہ ام سعد کے لیے ہے (یعنی ان کے ایصال ثواب کے لیے ہے) اہل سنت و جماعت کو چاہیے کہ میت کے ایصال ثواب کے طور پر کھانا کھلائیں' تو غرباء وفقراء کو کھلائیں' عموماً دیکھنے میں آیا ہے کہ امراء کھا جاتے ہیں غرباء کو پوچھا بھی نہیں جاتا' نیز! اہلِ سنت و جماعت کا لٹریچر بطور ایصال ثواب تقسیم کریں جب تک لوگ اس کا مطالعہ کریں گے اموات کو ثواب پہنچتا رہے گا) اللہ تعالیٰ دعائیں قبول فرماتا ہے' اور حاجتیں پوری فرماتا ہے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا' یاد رہے کہ دعا میں بنیادی چیز یہ ہے کہ سچائی باطن کے خلوص اور دل کے حضور سے دعا مانگے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: جان لو اللہ تعالیٰ غافل دل سے مانگی ہوئی دعا قبول نہیں فرماتا۔ (ترمذی شریف)

سوال نمبر 3: (الف) دفن کے بعد میت کو تلقین کرنے کا طریقہ حدیث شریف کی روشنی میں سپرد قلم کریں؟

(ب) کیا اولیاء اللہ کی زندگی میں اور بعد از وفات کرامات ظاہر ہوتی ہیں؟ نیز کرامات کے واقع ہونے پر کوئی دو دلائل لکھیں۔

جواب: (الف) دفن کے بعد میت کو تلقین کرنے کا طریقہ حدیث شریف کی روشنی میں:

بالغ میت کو دفن کے بعد تلقین کرنا بہت سے علماء کرام کے نزدیک مستحب ہے' اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم یاد دلایئے کیونکہ یاد دلانا مومنوں کو فائدہ دیتا ہے۔

شافعیہ' اکثر حنبلیوں' محققین احناف اور مالکیہ نے تلقین کو مستحب قرار دیا ہے۔یہی وہ حالت ہے جب بندہ یاد دہانی کا بہت ہی محتاج ہوتا ہے۔ابن تیمیہ نے فتاویٰ میں بیان کیا ہے کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت سے ثابت ہے کہ انہوں نے تلقین کا حکم دیا۔امام احمد نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں' امام شافعی اور امام احمد کے اصحاب میں سے ایک جماعت نے اسے مستحب قرار دیا' ابن تیمیہ نے یہ بھی کہا کہ یہ امر ثابت ہے کہ قبر والے سے سوال کیا جاتا ہے' اور اس کے لیے دعا کا حکم دیا گیا ہے' اسی لیے کہا گیا ہے کہ تلقین اسے فائدہ دیتی ہے' کیونکہ قبر والا آواز سنتا ہے جیسے کہ صحیح حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبر والا رخصت کرنے والوں کے جوتوں کی آہٹ کو سنتا ہے' اور یہ بھی فرمایا: تم ہماری گفتگو کو (جنگ بدر کے) مقتولین سے زیادہ سننے والے ہو۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ ملخصاً)

طبرانی نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد روایت کیا ہے کہ جب تمہارا کوئی بھائی فوت ہو جائے' اور تم اس کی قبر پر مٹی ڈال دو' تو چاہیے کہ تم میں سے ایک شخص قبر کے سرہانے کھڑا ہو جائے' اور (میت اور اس کی والدہ کا نام لے کر) کہے: اے فلاں ابن فلانہ! بے شک قبر والا سب بات سنتا ہے' پھر کہے: اے فلاں ابن فلانہ! قبر والا سیدھا ہو کر بیٹھ جاتا ہے' پھر کہے: اے فلاں ابن فلانہ! قبر والا کہتا ہے:

H_M_Hasnain_Asadi

اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے ہمیں ہدایت دو (یعنی کہو' کیا کہنا چاہتے ہو)' لیکن تم محسوس نہیں کرتے' تو تلقین کرنے والا کہے: اس بات کو یاد کرو جس پر تم دنیا سے رخصت ہوئے یعنی اس بات کی گواہی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے عبد مکرم اور رسول ہیں اور تم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے' اسلام کے دین' حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی اور قرآن کے امام ہونے پر راضی ہو' منکر نکیر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہتے ہیں: چلو اس شخص کے پاس بیٹھنے کی کیا ضرورت ہے؟ جسے حجت سکھائی جا رہی ہے' ایک صحابی نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر اس کی ماں کا نام معلوم نہ ہو؟ فرمایا: اس کی نسبت اس کی ماں حضرت حواء رضی اللہ عنہا کی طرف کرتے ہوئے کہے: اے فلاں ابن حواء!

بعد از وفات اولیاء و صالحین کی کرامات کا جواز:

ہاں! ہم پر لازم ہے کہ یہ عقیدہ رکھیں کہ اولیاء کرام کی کرامتیں برحق ہیں' اور ان کی زندگی میں اور وفات کے بعد جائز ہی نہیں' بلکہ واقع بھی ہیں' ان کا انکار وہی شخص کرے گا جس کی بصیرت اندھی ہو چکی ہو' اور طبیعت میں فساد ہو۔

دلائل:

کرامات کے واقع ہونے کی دو دلیلیں ہیں' ایک تو وہ ہے' جو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک مین بیان فرمایا' مثلاً حضرت زکریا علیہ السلام ان کے پاس محراب (عبادت گاہ) میں جاتے تو ان کے پاس رزق پاتے' انہوں نے کہا: اے مریم! یہ رزق تمہارے پاس کہاں سے آیا ہے؟ مریم نے کہا: یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے' اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے پاس سردیوں کا پھل گرمیوں میں اور گرمیوں کا پھل سردیوں میں موجود ہوتا تھا' اور یہ پھل ان کے پاس خلاف معمول طریقے سے آتا تھا' اور یہی کرامت ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو اعزاز دیا اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ حکم دیا کہ کھجور کے تنے کو اپنی طرف حرکت دو' وہ تم پر تر و تازہ اور پکی کھجوریں گرائے گا۔

اسی سلسلے کی کڑی اصحاب کہف کا واقعہ ہے' جو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمایا ہے: وہ لوگ تین سو نو سال کھائے پیے بغیر (غار میں) سوئے رہے' اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی ظاہری ذریعے کے ان کی دائیں اور بائیں جانب تبدیلی کو اپنے ذمہ کرم پر لے لیا' تاکہ ان کے پہلوؤں کو تکلیف نہ پہنچے' نیز انہیں سورج کی تپش سے محفوظ رکھنے کا یہ انتظام فرمایا کہ سورج طلوع ہوتا یا غروب ہوتا' تو اس کی دھوپ اس جگہ نہیں پہنچتی تھی' جہاں اصحاب کہف لیٹے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں حضرت خضر اور سکندر ذوالقرنین کا ذکر فرمایا اور حضرت آصف ابن برخیا

H_M_Hasnain_Asadi

کا بھی ذکر فرمایا جن کے پاس کتاب کا علم تھا۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ صحابہ کرام' تابعین اور ان کے بعد ہمارے زمانے تک کے اولیاء کرام کی کرامات تواتر معنوی کے ساتھ منقول' شہرہ آفاق اور زبان زد عوام وخواص ہیں۔

امام بخاری اپنی صحیح میں روایت کرتے ہیں کہ سیّدنا حبیب رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں لوہے کی بیڑیوں میں قید کی حالت میں بے موسم پھل کھایا کرتے تھے' حالانکہ مکہ مکرمہ میں اس وقت وہ پھل دستیاب نہیں ہوتا تھا' یہ رزق تھا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمایا اور یہ ان کی کرامت تھی۔

یہ بھی امام بخاری کی روایت ہے کہ جب سیّدنا عاصم رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے' تو مشرکین نے ارادہ کیا کہ ان کے جسم کا ایک ٹکڑا کاٹ لیں' اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں یا بھڑوں کا ایک جھنڈ ان کی حفاظت کے لیے بھیج دیا' چنانچہ مشرکین ان کے جسم کا کوئی حصہ حاصل نہ کر سکے۔ یہ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد واضح کرامت تھی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما ایک اندھیری رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے اور آپ کے ساتھ گفتگو کرتے رہے' جب رخصت ہوئے' تو ان میں سے ایک کی لاٹھی (ٹارچ کی طرح) روشن ہوگئی' اس کی روشنی میں وہ چلتے رہے' جب ان کے راستے الگ الگ ہوئے' تو ہر ایک کی لاٹھی روشن ہوگئی' اور وہ اس کی روشنی میں روانہ ہو گئے' اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

اولیاء کرام کی کرامات تو حد شمار سے باہر ہیں' اور یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ ہیں' جو چیز کسی نبی کا معجزہ ہو۔ وہ ولی کی کرامت ہو سکتی ہے' (سوائے ان معجزات کے جو انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ مختص ہیں مثلاً قرآن کریم۔

بعض اولیاء کرام آگ میں داخل ہوئے' اور آگ نے انہیں کوئی تکلیف نہ دی' بعض نے تھوڑے وقت میں طویل مسافت طے کر لی' بعض ہواؤں میں پرواز کرتے تھے' بعض کے جنات فرمانبردار تھے' وغیر ذلک۔

قسم ثانی ...... منطق

سوال نمبر 4: فَقَوْلُهٗ وَهُوَ حُصُوْلُ صُوْرَةِ الشَّیْءِ فِی الْعَقْلِ اِشَارَةٌ اِلٰی تَعْرِیْفِ مُطْلَقِ التَّصَوُّرِ دُوْنَ التَّصَوُّرِ فَقَطْ لِاَنَّهٗ لَمَّا ذَکَرَ التَّصَوُّرَ فَقَطْ ذَکَرَ اَمْرَیْنِ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ وتشریح قلمبند کریں؟

(ب) خط کشیدہ عبارت سے مصنف ایک اعتراض کا جواب دے رہے ہیں آپ اعتراض وجواب دونوں کی وضاحت کریں؟

H_M_Hasnain_Asadi

جواب: (الف) اعراب، ترجمہ عبارت اور تشریح وتوضیح:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

پس مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول "وَهُوَ حُصُوْلُ صُوْرَةِ الشَّيْءِ فِي الْعَقْلِ" اشارہ ہے مطلق تصور کی تعریف کی طرف نہ کہ تصور فقط کی تعریف کی طرف، اس لیے کہ جب اس نے تصور فقط کو ذکر کیا ہے، تو دو چیزیں ذکر کی ہیں۔

تشریح وتوضیح:

انسان کی عقل ایک آئینہ کی طرح ہے کہ جس طرح آئینہ میں صورت منقش ہو جاتی ہے اسی طرح عقل میں بھی صورت منقش ہوتی ہے، لیکن ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ آئینہ میں صرف ان اشیاء کی صورتیں منقش ہوتی ہیں، جو آنکھوں سے دکھائی دینے والی ہوں اور ہوں بھی آئینہ کے سامنے بخلاف عقل کے کہ اس میں معقولات اور محسوسات دونوں کی صورتیں منقش ہوتی ہیں یعنی سنی جانے والی، چکھی جانے والی، دیکھی جانے والی، سونگھی جانے والی تمام اشیاء کی صورتیں منقش ہوتی ہیں پھر وہ اشیاء خواہ عقل کے سامنے ہوں یا نہ ہوں۔ وَهُوَ حُصُوْلُ صُوْرَةِ الخ سے غرض شارح رحمہ اللہ تعالیٰ مراد ماتن کو متعین کرنا ہے کہ: "هُوَ حُصُوْلُ صُوْرَةِ الشَّيْءِ فِي الْعَقْلِ" یہ مطلق تصور کی تعریف ہے نہ کہ تصور فقط کی۔

(ب) خط کشیدہ عبارت کے حوالے سے سوال اور اس کا جواب:

سوال: سوال یہ ہے کہ "حُصُوْلُ صُوْرَةِ الشَّيْءِ فِي الْعَقْلِ" کو مطلق تصور کی تعریف بنانا صحیح نہیں ہے، کیونکہ اس کا معرف وہ بن سکتا ہے، جو "هُوَ" ضمیر کا مرجع بن سکے اور "هُوَ" ضمیر کا مرجع وہ بن سکتا ہے، جو ماقبل میں مذکور ہو اور تصور مطلق، چونکہ ماقبل میں مذکور نہیں ہے، اس کا "هُوَ" ضمیر کا مرجع بنا بھی صحیح نہیں، جب "هُوَ" ضمیر کا مرجع بنا صحی نہیں، تو لہٰذا اس کا معرف بنا بھی صحیح نہیں، جب تصور مطلق کا معرف بنا صحیح نہیں ہے، تو "حصول صورة الشیء فی العقل" اس کی تعریف کیسے بن سکتی ہے؟

جواب: جب مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے تصور فقط کو ذکر کیا، تو اس نے گویا دو چیزوں کو ذکر کیا: (i) تصور فقط (ii) مطلق تصور۔ وہ اس لیے کہ مطلق تصور مطلق ہے، اور تصور فقط مقید ہے، تصور فقط خاص ہے، اور مطلق تصور عام ہے، اور وجود خاص وجود عام کو مستلزم ہوتا ہے، اور مطلق مقید کے ضمن میں پایا جاتا ہے۔ لہٰذا جب مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے تصور فقط کو ذکر کیا، تو اس کے ضمن تصور مطلق کا ذکر بھی ہو گیا، جب وہ مذکور ہے، تو "هُوَ" ضمیر کا مرجع بھی بن سکتا ہے۔ جب اس کا "هُوَ" ضمیر کا مرجع بنا صحیح ہے، تو اس کا معرف بنا بھی صحیح ہے۔ لہٰذا "حصول صورة الشیء فی العقل" تصور مطلق کی تعریف ہے۔

سوال نمبر 5: اللفظ الدال علی المعنی علی المعنی بالمطابقة اما ان یقصد بجزء منه

الدلالة على جزء معناه او لا يقصد.فان قصد بجزء منه الدلالة على جزء معناه فهو المركب كرامى الحجارة ۔

(الف) عبارت کا ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟

(ب) مرکب کے پائے جانے کے لیے کتنی اور کون کون سی شرائط ہیں؟ نیز بتائیں کہ مذکورہ مثال میں شرائط کس طرح پائی جارہی ہیں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

وہ لفظ جو معنیٰ پر مطابقۃً دلالت کرتا ہو، یا تو اس کی جزء سے اس کے معنیٰ کی جزء پر دلالت کا ارادہ کیا جائے یا ارادہ نہیں کیا جائے گا' پس اگر اس کی جزء سے اس کے معنیٰ کی جزء پر دلالت کا قصد کیا جائے گا' تو وہ مرکب ہے جیسے "رامی الحجارۃ" (پتھر پھینکنے والا)

تشریح وتوضیح:

فاضل شارح رحمہ اللہ تعالیٰ "اقول اللفظ الدال الخ" متن کی وضاحت کررہے ہیں اگر لفظ کی جزء سے اس کے معنیٰ کی جزء پر دلالت کا ارادہ کیا جائے' تو اس کو مرکب کہتے ہیں مثلاً رامی الحجارۃ ۔ اس میں لفظ کی جزء سے اس کے معنیٰ کی جزء پر دلالت کا ارادہ کیا گیا ہے' اس لیے کہ "رامی" سے مقصود اس ذات پر دلالت کرنا ہے' جس کے ساتھ "رمی" قائم اور "حجارۃ" سے مقصود جسم معین پر دلالت کرنا ہے' اور اس کے معنوں کا مجموعہ "رامی الحجارۃ" کا معنیٰ ہے۔

(ب) مرکب کے پائے جانے کے لیے شرائط اور مثال میں ان کی وضاحت:

مرکب کے پائے جانے کے لیے چار شرائط ہیں:

(۱) لفظ کی جزء ہو اور معنیٰ کی بھی جزء ہو۔ (۲) لفظ کی جزء معنیٰ کی جزء پر دلالت کرے۔ (۳) وہ جزء لفظ جس معنیٰ پر دلالت کرے' وہ معنیٰ مقصودی کا جزء ہو۔ (۴) دلالت کرانا مقصود بھی ہو۔

مثال:

"رامی الحجارۃ" میں لفظ کی جزء سے اس کے معنیٰ کی جزء پر دلالت کا ارادہ کیا گیا ہے' اس لیے کہ رامی سے مقصود اس ذات پر دلالت کرنا ہے' جس کے ساتھ رمی قائم ہے' اور الحجارۃ سے مقصود جسم معین پر دلالت کرنا ہے' اور ان کے معنوں کا مجموعہ "رامی الحجارۃ" کا معنیٰ ہے۔

سوال نمبر6: ورسموه بانه كلى مقول على كثيرين مختلفين فى جواب ماهو ۔

(الف) ترجمہ کریں اور بتائیں کہ مذکورہ عبارت میں کیا بیان کیا جارہا ہے؟

(ب) تعریف میں پائی جانے والی قیود کے فوائد لکھیں اور تمام جزء مشترک کی تعریف سپرد قلم کریں؟

H_M_Hasnain_Asadi

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

جنس کی تعریف مناطقہ نے اس طرح کی ہے کہ جنس وہ کلی ہے، جو کثیرین مختلفین بالحقائق پر "مَـا هُوَ" کے جواب میں بولی جائے۔

عبارت کا مقصد:

کلی کی کل پانچ اقسام ہیں۔ (i) جنس (ii) نوع (iii) فصل (iv) خاصہ (v) عام۔ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ اس عبارت میں اول الذکر کلی یعنی جنس کی تعریف کرر ہے ہیں کہ جنس وہ کلی ہے، جو "مَـا هُوَ" کے جواب میں ایسے کثیر افراد پر بولی جائے جن کی حقیقتیں مختلف ہوں۔

جنس کی تعریف میں قیود کے فوائد:

اس عبارت میں کلی معرف ہے اور مقول علی کثیرین الخ معرف ہے۔ کثیرین جنس قریب ہے، جس میں تمام کلیاں شامل تھیں۔ مختلفین یہ فصل اول ہے، جس کی قید سے نوع خارج ہوگئی۔ فی جواب ماھو یہ فصل ثانی ہے، جس کی قید سے فصل، خاصہ اور عرض عام تینوں کلیاں خارج ہوگئیں۔ اب تعریف مکمل ہوگئی اور تقریب تام ہوگئی۔

جزء مشترک:

وہ چیز ہے، جو متعدد امور کا حصہ بنے جیسے جنس کی تعریف میں لفظ "کثیرین" ہے، کیونکہ اس میں تمام کلیاں شامل ہیں اور یہ سب کلیوں کی تعریف کا حصہ بن رہا ہے۔ اس کو "مـابـه الاشـتـراك" بھی کہا جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Dars e Nizami All Board Books

تنظیم المدارس اہلِ سنت، پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق

سوالیہ پرچہ کے ساتھ

برائے طلباء

نورانی گائیڈ

حل شدہ پرچہ جات

درجہ عالیہ

1

مفتی محمد احمد نورانی دامت برکاتہم عالیہ

شبیر برادرز
اردو بازار ○ لاہور

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الاختبار السنوی للشهادة العالية (بی اے)

”السنة الأولٰى“ للطلاب السنة ۱۴۴۲ھ/2021ء

الورقة الاولٰى: التفسير واصوله

الوقت المحدد: ثلاث ساعات　　　مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: کوئی سے تین سوالات حل کریں۔

سوال نمبر۱: (حٰمٓ عٓسٓقٓ) الله اعلم بمراده به (كذٰلك) ای مثل ذٰلك الايحاء (يوحى اليك و) اوحى (الى الذين من قبلك الله) فاعل الايحاء (العزيز) في ملكه (الحكيم) في صنعه.

(الف) ترجمہ کریں نیز ”بمراده به“ میں دونوں ضمیروں کا مرجع بیان کریں؟ (۱۵=۵+۵+۵)

(ب) ”يُوْحِيْ اِلَيْكَ وَ“ کے بعد ”اَوْحٰى“ نکالنے کی غرض کیا ہے؟ نیز ”في ملكه وفي صنعه“ کی کیا اغراض ہیں؟ (۹)

(ج) منکرین رسالت کے رد پر کوئی سی دو آیات قرآنی بیان کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر۲: (ويعلم) بالرفع مستانف وبالنصب معطوف على تعليل مقدر ای يغرقهم لينتقم منهم ويعلم (اَلَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْ اٰيٰتِنَا مَالَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ) مهرب من العذاب وجملة النفي سدت مسد مفعولی يعلم او النفي معلق عن العمل.

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ (۱۰=۵+۵)

(ب) بالرفع وبالنصب کی وضاحت کریں؟ (۱۰=۵+۵)

(ج) ”جملة النفي سدت مفعولی يعلم“ کی وضاحت کریں؟ (۸)

(د) علماء متقدمین ومتاخرین کے نزدیک منسوخ آیات کی تعداد لکھیں؟ (۵)

سوال نمبر۳: (فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْ بَعْدِ اللهِ) ای بعد اضلاله اياه ای لايهتدى (اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ) تتعظون فيه ادغام احدى التائين فی الذال.

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ (۱۰=۵+۵)

(ب) ”فيه ادغام احدى التائين فی الذال“ کی وضاحت کریں؟ (۱۳)

(ج) ”اسباب صعوبة فهم المراد من الكلام“ کوئی سے پانچ اسباب لکھیں؟ (۱۰)

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

سوال نمبر۴: (قل) لهم (اتعلمون الله بدينكم) مضعف علم بمعنى شعر اى اتشعرونه بـمـا انتـم عـليه فى قولكم اٰمنا والله يعلم مافى السمٰوٰت ومافى الارض والله بكل شئى عليم .

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ (۱۰=۵+۵)

(ب) مفسر کی بیان کردہ عبارت کی وضاحت کریں؟ (۱۳)

(ج) متقدمین کے نزدیک "نزلت فى كذا" کا معنی بیان کریں؟ (۱۰)

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2021ء

پہلا پرچہ: تفسیر واصول تفسیر

سوال نمبر۱: (حم ـ عسق) الله اعلم بمراده به (كذٰلك) اى مثل ذٰلك الايحاء (يوحى اليك و) اوحى (الى الذين من قبلك الله) فاعل الايحاء (العزيز) فى ملكه (الحكيم) فى صنعه .

(الف) ترجمہ کریں، نیز "بمراده به" میں دونوں ضمیروں کا مرجع بیان کریں؟

(ب) "يُوْحِيْ اِلَيْكَ وَ" کے بعد "اَوْحٰی" نکالنے کی غرض کیا ہے؟ نیز "فى ملكه وفى صنعة" کی کیا اغراض ہیں؟

(ج) منکرین رسالت کے رد پر کوئی سی دو آیات قرآنی بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

حٰمٓ، عٓسٓقٓ: اس سے اپنی مراد کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے، اسی طرح یعنی اس وحی بھیجنے کی مثل، اللہ تعالیٰ جو زبردست اپنے ملک میں حکمت والا ہے، اپنی صنعت میں تیری اور تجھ سے اگلوں کی طرف وحی بھیجتا رہا ہے۔

بمراده به میں دونوں ضمیروں کا مرجع:

لفظ "بـمـراده" کی ضمیر کا مرجع ذات باری تعالیٰ ہے، اور "بـه" کی ضمیر کا مرجع دونوں حروف مقطعات ہیں اور دونوں کو بمنزل واحد کے قرار دے کر اس کی طرف ضمیر واحد لوٹائی گئی ہے۔

(ب) "يُوْحِيْ اِلَيْكَ وَ" کے بعد "اَوْحٰی" نکالنے کی وجہ:

مفسر نے "يُـوْحِـىْ اِلَيْكَ و" کے بعد "اَوْحٰـى" نکال کر بتا دیا کہ مضارع فعل ماضی کے معنی کے

Madaris News Official
H_M_Hasnain_Asadi

Dars e Nizami All Board Books

ساتھ ہے یعنی نزول وحی کا سلسلہ پہلے انبیاء کی طرف بذریعہ فرشتہ جاری رہا ہے اب آپ کی طرف بھی اس کا نزول یقینی ہے اور جاری رہے گا۔

"في ملكه وفي صنعه" کی اغراض:

اس عبارت میں لفظ "ملكه" سے مراد زمین ہے اور "صنع" سے مراد مخلوق ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے کمال سے زمین کو پیدا کیا اور پھر کمال فضل سے اس میں مخلوق پیدا کی اور اس کے ذریعے اسے آباد و شاد کیا۔

(ج) منکرین رسالت کے ردّ میں دو آیات مبارکہ:

۱۔ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ تم اللہ اور رسول کی اطاعت کرو۔

۲۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ج جو رسول محترم کی اطاعت کرتا ہے در حقیقت اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

سوال نمبر۲: (وَيَعْلَمَ) بِالرَّفْعِ مُسْتَاْنِفٌ وَبِالنَّصْبِ مَعْطُوْفٌ عَلٰى تَعْلِيْلٍ مُّقَدَّرٍ اَىْ يُغْرِقُهُمْ لِيَنْتَقِمَ مِنْهُمْ وَيَعْلَمَ (الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْ اٰيٰتِنَا مَالَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ) مُهَرَّبٌ مِّنَ الْعَذَابِ وَجُمْلَةُ النَّفْىِ سَدَّتْ مُسَدَّ مَفْعُوْلَىْ يَعْلَمُ وَالنَّفْىُ مُعَلِّقٌ عَنِ الْعَمَلِ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) بالرفع وبالنصب کی وضاحت کریں؟

(ج) "جملة النفي سدت مفعولي يعلم" کی وضاحت کریں؟

(د) علماء متقدمین ومتاخرین کے نزدیک منسوخ آیات کی تعداد لکھیں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور ترجمہ عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

یہاں پر لفظ "يَعْلَمَ" حالت رفعی میں ہے جملہ مستانفہ ہے اور تعلیل مقدر کے سبب منصوب ہے یعنی وہ ان کو غرق کرے گا تا کہ وہ ان سے انتقام لے۔ اور تا کہ وہ لوگ جو ہماری آیات میں جھگڑتے ہیں جان لیں کہ ان کے لیے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں۔ اور جملہ نفی دو مفاعیل کے قائم مقام ہے اور نفی عمل سے متعلق ہے۔

(ب) "بالرفع وبالنصب" کی وضاحت:

مفسر یہاں سے "يعلم" میں دو ترکیبی احتمال بیان کر رہے ہیں: (۱) حالت رفع میں یہ جملہ مستانفہ ہے۔ (۲) منصوب کی صورت میں اس کا علت مقدر پر عطف مقدر ہوگا اصل عبارت یوں تھی: لـيـغـرقـهـم

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

ينتقم منهم ويعلم یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات کے حوالے سے جھگڑتے ہیں' وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔

(ج) "جملة النفی سدت مفعولی یعلم" کی وضاحت:

اس کا مطلب یہ ہے کہ جملہ کی نفی دو مفاعیل اور نفی عمل سے متعلق ہے' یعنی اللہ تعالیٰ کی آیات میں جھگڑا کرنے والے منکرین کو اس دنیا میں بھی ایسا حادثہ پیش آ سکتا ہے کہ کوئی جائے پناہ کہیں نہ مل سکے جیسے مثلاً سمندری سفر میں۔ آخر میں تو یہ لوگ مزید بے بس اور لاچار ہوں گے۔

(د) علماء متقدمین اور متاخرین کے ہاں منسوخ آیات کی تعداد:

متقدمین مفسرین کے مطابق منسوخ آیات کی تعداد پانچ سو ہے۔ بلکہ اس سے بھی زائد ہے۔ متاخرین کے ہاں منسوخ آیات کی تعداد بیس ہے' یا اس سے بھی کم ہے۔

سوال نمبر ۲: فمن يهديه من بعد الله) ای بعد اضلاله اياه ای لايهتدی (افلا تذكرون) تتعظون فيه ادغام احدى التائين فی الذال .

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) "فيه ادغام احدى التائين فی الذال" کی وضاحت کریں؟

(ج) "اسباب صعوبة فهم المراد من الكلام" کوئی سے پانچ اسباب لکھیں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور ترجمہ:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

پھر اسے اللہ کے بعد کون ہدایت کر سکتا ہے' یعنی اس کے گمراہ ہو جانے کے بعد وہ کیسے ہدایت پائے گا؟ پس کیا تم نصیحت قبول نہیں کرتے۔ "تتعظون" میں ایک تاء کا ذال میں ادغام ہے۔

(ب) "فيه ادغام احدى التائين فی الذال" کی وضاحت:

یہاں یہ مشہور قانون صرفی استعمال ہوا ہے' جس کی وجہ سے تاء کو ذال کر کے ذال میں ادغام کیا گیا ہے۔ وہ قانون صرفی یہ ہے: ہر دال' ذال' زاء جیکر یک اونہاں تھیں واقع ہوئے مقابلہ فاء کلمہ دے وچہ باب افتعال دے' تاء افتعال دی نوں دال کریندے ہین وجوبا' جیکر دال واقعہ ہوئے ادغام کریندے ہین وجوبا' جیکر ذال واقع ہووے ادغام اتے اظہار ہر دو جائز ہین' ادغام نال اس طور دے جیکر دال نو ذال کرنا اتے ذال نو دال کرنا جائز ہووے۔

(ج) "اسباب صعوبة فهم المراد من الكلام" سے پانچ اسباب:

کلام کو سمجھنے پیش آنے والی دشواریوں کے کل اسباب تیرہ (۱۳) ہیں' جن میں سے پانچ درج ذیل

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

ہیں:

۱-کلام میں غریب لفظ کا استعمال ہونا۔

۲-حکم کے ناسخ و منسوخ کا علم نہ ہونا۔

۳-سبب نزول سے عدم واقفیت۔

۴-مضاف یا موصوف میں سے کسی ایک کا حذف ہونا۔

۵-جمع اور مفرد کا ایک دوسرے کی جگہ میں استعمال ہونا۔

سوال نمبر۴:(قُلْ) لَّهُمْ (اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ) مُضَعَّفُ عَلْمٍ بِمَعْنٰى شَعُرِ اَیْ اَتُشْعِرُوْنَهٗ بِمَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ فِیْ قَوْلِكُمْ اٰمَنَّا وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) مفسر کی بیان کردہ عبارت کی وضاحت کریں؟

(ج) متقدمین کے نزدیک "نزلت فی کذا" کا معنی بیان کریں؟

(الف) اعراب اور ترجمہ عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

(اے محبوب!) آپ فرما دیں! کیا تم اللہ تعالیٰ کو اپنے دین قبول کرنے کی خبر دیتے ہو؟ علم بالتضعیف معنی میں شعر یعنی کیا تم اللہ کو باخبر کرتے ہو اس چیز سے جس زبانی قول "آمنا" پر تم ہو۔ اللہ کو حقیقت حال کی کوئی خبر نہیں ہے۔ تم لوگوں کی خبر سے ہی معلوم ہوگا؟ حالانکہ اللہ کو تو آسمان اور زمین کی سب چیزوں کی پوری خبر ہے اور اللہ تعالیٰ سب چیزوں کو جانتا ہے۔

(ب) مفسر کی عبارت کی وضاحت:

اس عبارت میں تکبر وغرور کی وجہ سے اپنی دینداری کو جتلانے کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ بعض لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ ہم اسلام لائے اور ان کا اسلام لانا چڑھتے سورج کو سلام کرنے کے مترادف تھا۔ وہ اسلام لا کر اپنے جان و مال کی حفاظت اور اموال غنائم سے اپنا حصہ طلب کرنا چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں فرمایا: جیسا تم اسلام لا رہے ہو اللہ تعالیٰ کو اس کا ٹھیک علم ہے اور جن اغراض کے تحت ایمان لا رہے ہو وہ بھی معلوم ہیں۔

(ج) متقدمین کے نزدیک "نزلت فی کذا" کا مفہوم:

کلام صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ عنہم کے استقرار سے جس قدر ثابت ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ان کا یہ کہنا

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

"نزلت فی کذا" (یہ آیت فلاں پارہ میں نازل ہوئی ہے) کسی ایسے قصہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہوتا' جو زمانہ نبوی میں یا اس کے بعد ہوا ہو' ذکر کر کے "نزلت فی کذا" کہہ دیا کرتے ہیں۔ ایسے موقع پر تمام قیود کے ساتھ منطبق ہونا کچھ ضروری نہیں ہے' ہاں اصل حکم میں انطباق چاہیے اور بس' کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں کوئی سوال کیا' یا آپ کے زمانہ مبارک میں کوئی حادثہ واقع ہوا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم کسی ایک سے استنباط فرمایا اور اس آیت کو اس موقع پر تلاوت کیا ہو' تو ایسے واقعات کو بھی بیان کرتے ہوئے وہ کہہ دیا کرتے ہیں: "نزلت فی کذا"

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الاختبار السنوی للشهادة العالیة (بی اے)

"السنة الأولی" للطلاب السنة ۱۴۴۲ھ/2021ء

الورقة الثانية: الحديث و اصوله

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: سوال نمبر 1 اور 5 لازمی ہے باقی میں سے کوئی سے دو سوال حل کریں۔

حصہ اوّل: حدیث

سوال نمبر 1: قال ثُمّ انطلق فلبثت مليا ثم قال لي يا عمر أتدری من السائل قلت الله ورسوله اعلم قال فانه جبرائيل اتاكم يعلمكم دينكم.

(الف) عبارت بالا پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ (۱۰)

(ب) حدیث جبرائیل اردو میں مکمل تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 2: عن عبدالله ابن مسعود رضی الله عنه قال قال رجل یا رسول الله ای الذنب اکبر عند الله قال.

(الف) ترجمہ کریں اور بتائیں سائل کو اللہ کے رسول نے کیا کیا گناہ کبیرہ گنوائے؟ (۵+۱۰=۱۵)

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اجتنبوا السبع الموبقات قالوا یا رسول الله صلی الله علیه وسلم ماهن قال.

(ب) عبارت بالا پر اعراب لگائیں اور السبع الموبقات میں سے پانچ تحریر کریں؟ (۵+۱۰=۱۵)

سوال نمبر 3: حتّٰی اذا لم یبق عالما اتخذ الناس رؤسا جهالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا.

(الف) ترجمہ کریں اور حدیث مذکور مکمل کریں نیز عبداللہ ابن مسعود ہر روز وعظ کیوں نہیں فرماتے تھے؟ وجہ لکھیں؟ (۱۵)

(ب) علم، طالب علم اور عالم کے حوالے سے کتاب مشکوٰۃ المصابیح سے ایک ایک حدیث عربی یا اردو میں نقل کریں؟ (۵+۵+۵=۱۵)

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

سوال نمبر 4: اذا اشتكى منا انسان مسحه بيمينه ثم قال اذهب الباس رب الناس واشف انت الشافى لاشفاء الاشفاء ك شفاء لايغادر سقما ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور عیادت مریض کا مسنون طریقہ لکھیں؟ (۲۰)

(ب) "امرنا النبى صلى الله عليه وسلم بسبع ونهانا عن سبع" سات اوامر اور سات منہیات میں سے کوئی سی پانچ پانچ احاطہ تحریر میں لائیں؟ (۱۰)

حصہ دوم: اصول حدیث

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے کوئی سے دو اجزاء حل کریں۔

(الف) حدیث مرفوع، موقوف اور مقطوع کی تعریفات لکھیں؟ (۱۰)

(ب) خبر و حدیث میں تعریف کے ذریعے فرق لکھیں؟ (۱۰)

(ج) حدیث صحیح، حسن اور ضعیف کی تعریفات لکھیں؟ (۱۰)

(د) عزیز، مشہور اور متواتر کی تعریفات لکھیں؟ (۱۰)

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2021ء

دوسرا پرچہ: حدیث و اصول حدیث

حصہ اوّل: حدیث

سوال نمبر 1: قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا ثُمَّ قَالَ لِى يَا عُمَرُ أَتَدْرِى مَنِ السَّائِلُ قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهٗ جِبْرَائِيْلُ اَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ .

(الف) عبارت بالا پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(ب) حدیث جبرائیل اردو میں مکمل تحریر کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور اس کا ترجمہ:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

پھر سائل روانہ ہو گیا، میں کچھ دیر ٹھہرا رہا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: اے عمر! کیا تم سائل کو جانتے ہو؟ میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں، آپ نے فرمایا: وہ جبرائیل تھے، جو

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

تمہارے پاس تمہارا دین سکھانے کے لیے آئے تھے۔

(ب) حدیث جبرائیل مکمل اردو میں:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: ایک دن ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے ایک ایسا شخص ہمارے سامنے آیا جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال خوب سیاہ تھے اس پر آثار سفر معلوم نہیں ہوتے تھے ہم میں سے کوئی آدمی اسے جانتا نہیں تھا حتیٰ کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گیا اس نے اپنے گھٹنے آپ کے گھٹنوں سے ملا دیے اور اپنے ہاتھ اپنے زانو پر رکھ لیے پھر اس نے عرض کیا: اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم)! آپ مجھے اسلام کے بارے میں بتائیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم گواہی دو اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تم نماز قائم کرو زکوٰۃ ادا کرو رمضان کے روزے رکھو بیت اللہ کا حج کرو اگر وہاں پہنچ سکو اس نے عرض کیا: آپ نے سچ فرمایا ہے۔ ہم کو اس بات پر تعجب ہوا کہ وہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتا ہے اور خود ہی تصدیق بھی کرتا ہے۔ اس نے پھر عرض کیا: آپ مجھے ایمان کے بارے میں بتائیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: تم اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اس کے رسولوں اور آخری دن (قیامت) کو مانو اس نے عرض کیا: آپ نے درست فرمایا ہے۔ اس نے پھر عرض کیا: آپ مجھے احسان کے بارے میں بتائیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: تم اس طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اگر ایسا نہ ہو سکے تو تم یہ خیال کرو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ اس نے پھر عرض کیا: قیامت کب قائم ہوگی؟ آپ نے جواب میں فرمایا: تم جس سے پوچھ رہے ہو وہ قیامت کے بارے میں سائل سے زیادہ خبردار نہیں ہے۔ اس نے عرض کیا: آپ قیامت کی نشانیاں بتائیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: لونڈی اپنے مالک کو جنم دے گی ننگے پاؤں ننگے جسم والے فقیروں بکریوں کے چرواہوں کو محلات پر فخر کرتے ہوئے دیکھو گے۔

راوی کا بیان ہے: پھر سائل واپس چلا گیا کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: اے عمر! جانتے ہو کہ یہ سائل کون ہے؟ میں نے جواب میں عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور رسول بہتر جانتے ہیں آپ نے جواب میں فرمایا: یہ (حضرت) جبرائیل (علیہ السلام) تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے کے لیے آئے تھے۔ (مسلم) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے تھوڑے اختلاف سے یہ روایت بیان کی ہے: جب تم ننگے پاؤں ننگے جسم والے بہروں اور گونگوں کو زمین کا بادشاہ دیکھو قیامت ان پانچ چیزوں میں سے ہے جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی: قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے پھر وہ بارش کب برساتا ہے۔ (مسلم و بخاری)

سوال نمبر 2: عن عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رجل یا رسول اللہ ای الذنب اکبر عند اللہ قال ۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(الف) ترجمہ کریں اور بتائیں سائل کو اللہ کے رسول نے کیا کیا گناہ کبیرہ گنوائے؟

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِجْتَنِبُوا السَّبعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ وَسَلَّمَ مَا هُنَّ قَالَ ۔

(ب) عبارت بالا پر اعراب لگائیں اور السبع الموبقات میں سے پانچ تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث اور گنوائے گئے گناہ کبیرہ:

ترجمہ حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: ایک آدمی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا:

بڑے گناہ جو زبان نبوت سے بیان کیے گئے:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین کبیرہ گناہ گنوائے جو درج ذیل ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا۔ (۲) اولاد کو اس ارادہ سے قتل کرنا کہ وہ اس کے ساتھ کھانا کھائے گی۔ (۳) پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا۔

(ب) حدیث پر اعراب اور "اَلسَّبعُ الْمُوْبِقَاتُ" میں سے پانچ:

نوٹ: حدیث پر اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور پانچ ہلاک کن اشیاء درج ذیل ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا۔ (۲) کسی کو ناحق قتل کرنا۔ (۳) سود کھانا۔ (۴) یتیم کا مال کھانا۔ (۵) جہاد کے دن پیٹھ پھیرنا۔

سوال نمبر 3: حتّٰی اذالم یبق عالما اتخذ الناس رؤسا جهالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا ۔

(الف) ترجمہ کریں اور حدیث مذکور مکمل کریں نیز عبداللہ ابن مسعود ہر روز وعظ کیوں نہیں فرماتے تھے؟ وجہ لکھیں؟

(ب) علم، طالب علم اور عالم کے حوالے سے کتاب مشکوٰۃ المصابیح سے ایک ایک حدیث عربی یا اردو میں نقل کریں؟

جواب: (الف) حدیث کا مکمل ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے منقول ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ علم کھینچ کر نہیں اٹھائے گا کہ وہ اسے بندوں سے کھینچ لے گا، بلکہ علماء کی وفات کے ذریعے علم کو اٹھائے گا، حتیٰ کہ جب کوئی عالم نہ رہے گا، تو لوگ جاہلوں کو اپنے پیشوا بنالیں گے، وہ بغیر علم کے فتویٰ جاری

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

کریں گے وہ خود گمراہ ہوں گے اور (دوسروں کو) گمراہ کریں گے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہر روز وعظ نہ کرنے کی وجہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وعظ و تبلیغ کے لیے صرف جمعرات کا دن مقرر کیا ہوا تھا' اس دن کی تخصیص جمعۃ المبارک کا پڑوسی ہونا اور اس سے متصل ہونا ہے۔ آپ روزانہ وعظ اس لیے نہیں کرتے تھے کہ لوگ اکتا جائیں گے اور ذوق میں کمی آ جائے گی۔ اس بات کو بھی ملحوظ خاطر رکھا جائے کہ خطاب نہایت مختصر' بامقصد اور جامع ہونا چاہیے۔

(ب) علم' طالب علم اور عالم کے حوالے سے ایک ایک حدیث:

۱- علم کی فضیلت: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ اِنْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهٗ مِنَ الْعِبَادِ یعنی بے شک اللہ تعالیٰ علم کو کھینچ کر نہیں اٹھائے گا کہ اسے بندوں سے کھینچ لے' بلکہ علم کو علماء کی وفات کے ذریعے اٹھائے گا۔

۲- طالب علم کی فضیلت: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ یعنی اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے' اسے دین کی سوجھ بوجھ (علم) عطا کرتا ہے۔

۳- عالم کی فضیلت: جب آدمی مر جاتا ہے' تو اس کے اعمال ختم ہو جاتے ہیں' سوا تین اعمال کے: (۱) صدقہ جاریہ' (۲) علم نافع' (۳) وہ لڑکا جو اس کے لیے دعا کرے گا۔

سوال نمبر 4: اِذَا اشْتَكٰى مِنَّا اِنْسَانٌ مَسَحَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ قَالَ اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور عیادت مریض کا مسنون طریقہ لکھیں؟

(ب) "امرنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم بسبع ونہانا عن سبع"

سات اوامر اور سات منہیات میں سے کوئی سی پانچ پانچ احاطہ تحریر میں لائیں؟

جواب: (الف) حدیث پر اعراب' ترجمہ حدیث اور عیادت کرنے کا مسنون طریقہ:

نوٹ: اعراب اوپر حدیث پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

(حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے:) جب ہم میں سے کوئی آدمی بیمار ہوتا' تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر اپنا دست اقدس پھیرتے اور یوں فرماتے: اے لوگوں کے پروردگار! تو بیماری دور کر دے' تو اسے شفاء عطا کر' تو شافی ہے' شفاء صرف تیرے پاس ہے' اور تو ایسی شفاء عطا کر جو بیماری نہ چھوڑے۔

عیادت کا مسنون طریقہ:

بیمار سے عیادت کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ خود چل کر مریض کے پاس جانا چاہیے' اسے تسلی و تشفی

Madaris News Official

H_M_Hasnain_Asadi

Dars e Nizami All Board Books

دینے کے علاوہ اس پر ہاتھ پھیر کر دفاع مرض کے حوالے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے' پھر زیادہ دیر وہاں بیٹھے بغیر واپس آ جائے۔

(ب) پانچ اوامر اور پانچ منہیات:

پانچ اوامر امور درج ذیل ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا' (۲) جادو کرنا' (۳) کسی کو ناحق قتل کرنا' (۴) سود کھانا' (۵) یتیم کا مال کھانا۔

پانچ منہیات درج ذیل ہیں:

(۱) زنا کرنا' (۲) چوری کرنا' (۳) شراب نوشی کرنا' (۴) ڈاکہ زنی کرنا' (۵) خیانت کرنا۔

حصہ دوم: اصول حدیث

سوال نمبر 5: درج ذیل اجزاء حل کریں۔

(الف) حدیث مرفوع' موقوف اور مقطوع تعریفات لکھیں؟

(ب) خبر و حدیث میں تعریف کے ذریعے فرق لکھیں؟

(ج) حدیث صحیح' حسن اور ضعیف کی تعریفات لکھیں؟

(د) عزیز' مشہور اور متواتر کی تعریفات لکھیں؟

جواب: (الف) حدیث مرفوع' موقوف اور مقطوع کی تعریفات:

۱- حدیث مرفوع: وہ حدیث ہے' جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال' افعال اور تقریرات کا بیان ہو۔

۲- حدیث موقوف: وہ حدیث ہے' جس میں صحابہ کرام کے اقوال' افعال اور تقریرات کا بیان ہو۔

۳- حدیث مقطوع: وہ حدیث ہے' جس میں تابعین کے اقوال' افعال اور تقریرات کا بیان ہو۔

(ب) خبر و حدیث میں تعریف کے اعتبار سے فرق:

۱- خبر: خبر کا لغوی معنیٰ خبر دینا ہے' اور اس کی جمع اخبار آتی ہے۔ اس کی اصطلاحی تعریف میں تین اقوال ہیں:

۱- خبر' حدیث کے مترادف ہے' یعنی دونوں کا اصطلاحی معنیٰ ایک ہی ہے۔

۲- حدیث کا غیر ہے' لہٰذا حدیث وہ ہے' جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول' اور خبر وہ ہے' جو آپ کے غیر سے منقول ہو۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

۳- خبر: حدیث سے عام ہے یعنی حدیث وہ ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو اور خبر وہ ہے جو آپ سے یا آپ کے غیر سے منقول ہو دونوں پر خبر کا اطلاق ہوتا ہے۔

(ج) حدیث صحیح، حسن اور ضعیف کی تعریفات:

۱- حدیث صحیح: وہ حدیث ہے، جسے عادل ضابط اپنے مثل راوی سے نقل کرے اور سند کے آخر تک اسی طرح ہو اور اس کی سند متصل ہو نیز اس میں کوئی شاذ بھی نہ ہو اور علت بھی نہ ہو۔

۲- حدیث حسن: وہ حدیث ہے، جس کے راوی میں ضبط کم ہو (حسن کی تمام تعریف میں سے یہ تعریف سب سے بہتر ہے)

۳- حدیث ضعیف: وہ ہے جس میں حدیث حسن کی صفات جمع نہ ہوں، کیونکہ اس میں شرائط حسن میں سے کوئی شرط مفقود ہوتی ہے۔

(د) عزیز، مشہور اور متواتر کی تعریفات:

۱- حدیث عزیز: جس حدیث کے دو راوی ہوں، پھر سلسلہ سند کے ہر راوی سے کم از کم دو شخص روایت کرتے ہوں۔

۲- حدیث مشہور: وہ ہے جو دو سے زیادہ طرق سے مروی ہو اور یہ زیادتی حد تواتر سے کم ہو۔

۳- حدیث متواتر: جو حدیث ہر دور میں اتنے طرق سے مروی ہو کہ ان روایات کا توافق علی الکذب عادۃً محال ہو۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الاختبار السنوی للشهادة العالية (بی اے)

"السنة الأولى" للطلاب السنة ۱۴۴۲ھ/2021ء

الورقة الثالثة: اصول الفقه

الوقت المحدد: ثلاث ساعات　　　مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: صرف تین سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: واما شرطه فان لايكون الاصل مخصوصا بحكمه بنص آخر .

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں اور مذکورہ شرط کی مثال کے ساتھ تشریح کریں؟ (۲×۷=۱۴)

(ب) قیاس کی شرائط مع مثال بالتفصیل لکھیں؟ (۱۰)

(ج) قیاس کا لغوی واصطلاحی معنی لکھیں؟ (۱۰)

سوال نمبر 2: ثم المستحسن بالقياس الخفي يصح تعديته بخلاف المستحسن بالاثر او الاجماع او الضرورة كالسلم والاستصناع

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ (۵+۵=۱۰)

(ب) مذکورہ قاعدہ کی تشریح امثلہ کے ساتھ کریں؟ (۱۳)

(ج) ثم الاستحسان ليس من باب خصوص العلل لان الوصف لم يجعل علة في مقابلة النص .

مذکورہ عبارت کا ترجمہ کرکے وضاحت کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 3: العلل نوعان طردية ومؤثرة وعلى كل واحد من القسمين ضروب من الدفع .

(الف) علت طردیہ اور مؤثرہ میں سے ہر ایک کی تعریف کریں؟ (۵+۵=۱۰)

(ب) علل طردیہ کے دفع کے کل کتنے طریقے ہیں؟ تمام طریقوں کے صرف نام لکھیں۔ (۸)

(ج) ممانعت کی اقسام اربعہ کی وضاحت کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 4: فصل في الترجيح واذا قامت المعارضة كان السبيل فيه الترجيح .

(الف) ترجیح کی تعریف کریں نیز یہ بتائیں کہ اگر دلائل میں تعارض واقع ہوجائے تو ترجیح کس طرح ہوگی؟

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

صرف دو طریقوں کی امثلہ سے وضاحت کریں؟ (۱۵=۵+۵+۵)

(ب) اما الاحکام فانواع اربعة...... وحقوق الله تعالیٰ ثمانية انواع۔

احکام اربعہ اور حقوق ثمانیہ کے صرف نام لکھیں؟ (۱۲)

(ج) سبب، علت، علامت میں سے ہر ایک کی تعریف لکھیں؟ (۶)

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2021ء

تیسرا پرچہ: اصول فقہ

سوال نمبر 1: وَاَمَّا شُرطُهٗ فَاَنْ لَّا يَكُوْنَ الْاَصلُ مَخْصُوْصًا بِحُكْمِهٖ بِنَصِّ آخَرَ.

(الف) عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں اور مذکورہ شرط کی مثال کے ساتھ تشریح کریں؟

(ب) قیاس کی شرط رابع مع مثال بالتفصیل لکھیں؟

(ج) قیاس کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ لکھیں؟

جواب: (الف) اعراب، ترجمہ عبارت اور مذکور شرط کی مثال سے وضاحت:

نوٹ: اوپر عبارت پر اعراب لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

اور بہر حال قیاس کی شرط یہ ہے کہ اصل (مقیس علیہ) اپنے حکم کے ساتھ کسی دوسری نص کے ساتھ سبب سے مخصوص نہ ہو۔

مذکورہ شرط کی مثال سے وضاحت:

صحت قیاس کی کل چار شرائط ہیں، اس عبارت میں مصنف پہلی شرط بیان کر رہے ہیں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ اصل یعنی مقیس علیہ کا جو حکم ہے، وہ کسی نص سے اصل کے ساتھ مخصوص نہ ہو، کیونکہ جب اصل کا حکم اسی کے ساتھ مخصوص ہوگا، تو اس حکم کو دوسری جگہ متعدی نہیں کیا جا سکتا، اور پھر اس اصل پر دوسرے کو قیاس بھی نہیں کیا جا سکتا جیسے تنہا حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا قبول ہونا یہ بطور اعزاز کے حدیث سے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے۔ لہٰذا اس پر کسی دوسرے کو خواہ وہ خلفاء راشدین میں سے ہی کیوں نہ ہوں، قیاس نہیں کر سکتے۔

(ب) قیاس کی شرط رابع کی مثال سے وضاحت:

قیاس کی چوتھی شرط یہ ہے کہ اصل کا حکم تعلیل کے بعد اسی صفت پر باقی رہے جس صفت پر تعلیل سے

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

پہلے تھا' اس لیے کہ فی ذاتہ نص کے حکم کو رائے سے بدلنا باطل ہے' جیسا کہ ہم نے اسے فروع میں باطل کیا ہے' اور ہم نے قلیل کی تخصیص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول: لا تبیعوا الطعام بالطعام اِلاسواء بسواء کے ذریعے کی ہے' اس لیے کہ حالت تساوی کا استثناء اس کے صدر (مستثنیٰ منہ) کے احوال کے عموم پر دلالت کرتا ہے۔ چنانچہ پہلے مذکور ہو چکا ہے کہ قیاس کے صحیح ہونے کے لیے ضرورت ہے کہ فرع میں نہ ہو' کیونکہ فرع میں نص ہوگی' تو قیاس سے اس نص میں تغیر ہو جائے گا' مثلاً کفارہ قتل و یمین وظہار کی مثال ہے۔ الغرض قیاس سے اگر اصل کے حکم میں تغیر ہوتا ہے' تو یہ قیاس صحیح نہیں ہوگا۔

(ج) قیاس کا لغوی واصطلاحی معنیٰ:

قیاس کا لغوی معنیٰ ہے: ناپنا' اندازہ لگانا۔ جیسے کہا جاتا ہے: قس النعل بالنعل یعنی ایک جوتے کو دوسرے جوتے کے ساتھ اندازہ کر...... یعنی اس جوتے کو دوسرے جوتے جیسا بنا۔

اصطلاحاً یہ مفہوم ہے کہ فقہاء جب اصل یعنی مقیس علیہ کا حکم فرع یعنی مقیس کے لیے ثابت کرتے ہیں' دونوں کے درمیان مشترک علت کی وجہ سے' تو اس طرح اصل سے فرع کے لیے حکم لینے اور ثابت کرنے کو قیاس کہتے ہیں' کیونکہ انہوں نے حکم اور علت میں فرع کا اصل کے ساتھ اندازہ کیا...... گویا انہوں نے حکم و علت میں فرع کو اصل سے ناپا ہے' تو اس سے قیاس کے لغوی اور اصطلاحی معنیٰ میں مناسبت بھی واضح ہوگئی۔

سوال نمبر 2: ثُمَّ الْمُسْتَحْسَنُ بِالْقِيَاسِ الْخَفِيِّ يَصِحُّ تَعْدِيَتُهُ بِخِلَافِ الْمُسْتَحْسَنِ بِالْأَثَرِ أَوِ الْإِجْمَاعِ أَوِ الضَّرُوْرَةِ كَالسَّلَمِ وَالْإِسْتِصْنَاعِ.

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) مذکورہ قاعدہ کی تشریح امثلہ کے ساتھ کریں؟

(ج) ثم الاستحسان ليس من باب خصوص العلل لان الوصف لم يجعل علة في مقابلة النص .

مذکورہ عبارت کا ترجمہ کر کے وضاحت کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور ترجمہ عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر عبارت میں لگا دیے گئے ہیں' ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

پھر جو حکم قیاس خفی کی وجہ سے مستحسن ہے' اس کا تعدیہ درست ہے' اس کے برخلاف وہ حکم ہے' جو نص یا اجماع یا ضرورت کی وجہ سے ہے' مثلاً بیع سلم اور استصناع ہے۔

(ب) مذکورہ قاعدہ کی مثالوں سے وضاحت:

مصنف نے اس عبارت میں دو باتیں بیان کی ہیں:

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(i) استحسان کی اقسام اور ان کے احکام۔ (ii) حکم متعدی اور غیر متعدی کا بیان یعنی کون سا حکم اپنے علاوہ کی طرف متعدی ہوتا ہے، اور کون سا حکم متعدی نہیں ہوتا۔ پہلی بات کا خلاصہ یہ ہے کہ استحسان ایسی دلیل کا نام ہے، جو قیاس جلی سے معارض ہوتی ہے۔ قیاسِ جلی کے معارض چار قسم کی دلیلیں ہوتی ہیں:

۱- قیاس جلی کے معارض کبھی نص ہوتی ہے، جس کو مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اثر سے تعبیر کیا ہے، جب نص معارض ہو، تو اس سے جو حکم ثابت ہوگا، اس کو کہیں گے یہ حکم استحسان بالنص سے ثابت ہے۔

۲- کبھی قیاس جلی کے معارض اجماع ہوتا ہے، تو اس کو استحسان بالاجماع کہتے ہیں۔

۳- کبھی قیاس جلی کے معارض ضرورت ہوتی ہے، اور اس کو استحسان بالضرورۃ کہتے ہیں۔

۴- اور کبھی قیاس جلی کے معارض قیاس خفی ہوتا ہے، تو اس کو استحسان بالقیاس کہتے ہیں۔

الحاصل! حکم شرعی کا ثبوت جیسے قیاس جلی سے ہوتا ہے، اسی طرح مذکورہ اقسام اربعہ کی ہر قسم سے ثابت ہوتا ہے۔

(ج) ترجمہ عبارت اور اس کی وضاحت:

پھر استحسان تخصیصِ علل کے قبیل سے نہیں ہے، اس لیے کہ وصف علت نہیں قرار دیا گیا ہے نص کے مقابلہ میں۔

عبارت کی وضاحت:

اس عبارت میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ ایک اختلافی مسئلہ بیان کر رہے ہیں۔ آئمہ فقہ کا اس بات میں اختلاف ہے کہ تخصیص علت جائز ہے یا نہیں؟ تخصیص علت ایک اصطلاح ہے، اور اسی کو "تخلف الحکم عن العلة" بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ علت موجود ہو کسی مانع کی وجہ سے اس کا حکم موجود نہ ہو۔ بعض فقہاء احناف، عام معتزلہ، امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ اس کے قائل ہیں۔ ان حضرات کا کہنا ہے کہ علل شرعیہ احکام کے لیے علامات ہوتی ہیں جیسے بادل بارش کی علامت ہے، تو جیسے یہ ہو سکتا ہے کہ بادل ہو اور بارش نہ ہو، ایسے ہی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی جگہ علت موجود ہو مگر کسی مانع کی وجہ سے حکم نہ ہو پایا جائے۔ عام احناف تخصیص علت کے جواز کے قائل نہیں ہیں، ان کا کہنا ہے کہ حکم تخلف بغیر مانع کے تو ظاہر البطلان ہے، مانع کی وجہ سے بھی حکم کا علت تخلف باطل ہے، کیونکہ علل شرعیہ احکام شرع کی دلیلیں اور علامت ہوتی ہے۔ لہٰذا جہاں بھی علت ہوگی، وہ حکم ثابت کرے گی اور حکم کی دلیل ہوگی، اگر حکم کا علت سے تخلف ہوا تو مناقضہ ہوگا۔ یعنی علت چاہے گی کہ حکم ثابت ہو، اور تخلف چاہے گا کہ حکم ثابت نہ ہو حالانکہ ایک ساتھ دونوں باتیں ناممکن ہیں، اس کا نام مناقضہ ہے، تو معلوم ہوا کہ مانع کی وجہ سے بھی تخلف باطل ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

سوال نمبر3: العلل نوعان طردية ومؤثرة وعلى كل واحد من القسمين ضروب من الدفع .

(الف) علت طردیہ اور مؤثرہ میں سے ہر ایک کی تعریف کریں؟

(ب) علل طردیہ کے دفع کے کل کتنے طریقے ہیں؟ تمام طریقوں کے صرف نام لکھیں۔

(ج) ممانعت کی اقسام اربعہ کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) علت طردیہ اور مؤثرہ میں سے ہر ایک کی تعریف:

۱- علت طردیہ: اس علت کو کہتے ہیں کہ حکم اس علت کے وجود اور عدم کے ساتھ دائر ہو......اور بعض کے نزدیک صرف وجود کے ساتھ دائر ہو' یعنی علت ہو تو حکم ہوا اور علت نہ ہو تو حکم بھی نہ ہو......اور بعض کے نزدیک علت ہو تو حکم کا وجود ہو اور علت نہ ہو تو وہ حکم کے وجود و عدم کا کوئی فیصلہ نہیں کرتے۔ علت طردیہ میں تاثیر کو نہیں دیکھا جاتا' شوافع اس سے استدلال کرتے ہیں' اور ہمارے نزدیک اس سے استدلال درست نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک علت مؤثرہ سے استدلال درست نہیں ہے۔

۲- علت مؤثرہ: ایسی علت جس کی تاثیر نص یا اجماع سے دوسری جگہ ظاہر ہو چکی ہو' جس کی تفصیل اقسام اربعہ میں مذکور ہو چکی ہے۔ احناف کے نزدیک فقط علت مؤثرہ سے استدلال صحیح ہو سکتا ہے۔

(ب) علل طردیہ کے دفاع کی چار اقسام کے نام:

علل طردیہ کی چار اقسام کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) قول بموجب العلت' (۲) ممانعت' (۳) فساد وضع' (۴) مناقضہ

(ج) ممانعت کی اقسام اربعہ کی وضاحت:

ممانعت کی چار اقسام ہیں' جن کی وضاحت درج ذیل ہے:

۱- نفس وصف کو قبول کرنے سے انکار:

ممانعت فی نفس الوصف یہ ہے کہ معلل نے جس وصف کو علت قرار دیا ہے' معترض اس وصف کو علت ماننے سے انکار کر دے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ رمضان کا روزہ اگر جماع سے توڑا ہے' تو کفارہ واجب ہے' اور اگر کھانے پینے سے توڑا ہے تو کفارہ واجب نہیں۔ اس طرح روزے کے کفارے کا سبب انہوں نے جماع قرار دیا ہے۔ اس حوالے سے آئمہ احناف کا مؤقف ہے کہ جماع کو کفارہ کی علت ہم تسلیم نہیں کرتے' بلکہ عمداً افطار (نقض روزہ) کفارہ کی علت ہے۔ عمداً افطار کھانے پینے سے بھی ہوتا ہے' لہٰذا کھانے پینے سے بھی کفارہ واجب ہوگا۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

۲-وصف کا وجود تسلیم کر کے اس کے "صالح للحکم" ہونے کا انکار کرنا:

اس کی صورت یہ ہے کہ معترض معلل کے وصف کو تسلیم کرے مگر یہ تسلیم نہ کرے کہ اس وصف میں حکم کو ثابت کرنے کی صلاحیت ہے، جس طرح امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے باکرہ پر ولایت کو ثابت کرنے کی علت بکارت کو قرار دیا ہے، پھر انہوں نے دلیل یہ پیش کی ہے کہ باکرہ مردوں کے ساتھ زندگی گزارنے کا تجربہ نہ رکھنے کی وجہ سے نکاح کے مصالح سے ناواقف ہے، اس لیے باکرہ پر ولایت ثابت ہوگی، اس بارے میں ہم کہتے ہیں کہ وصف بکارت تو تسلیم کرتی ہے، مگر اس میں حکم کی علت بننے کی صلاحیت نہیں ہے، کیونکہ بکارت کی تاثیر کسی دوسری جگہ ظاہر نہیں ہوئی ہے، بلکہ جو وصف ولایت کی صلاحیت رکھتا ہے، وہ صغر سنی ہے کیونکہ وصف صغر کا اثر دوسری جگہ یعنی ولایت مال میں ظاہر ہو چکا ہے۔ لہٰذا وصف صغر حکم کی علت ہوگا۔

۳-نفس حکم کا انکار:

وہ یہ ہے کہ معترض وصف کو بھی تسلیم کرے پھر حکم کی صلاحیت کو بھی تسلیم کرے۔ البتہ حکم کا انکار کر دے اور یوں کہے کہ یہ حکم نہیں ہے جو آپ نے ثابت کیا، بلکہ دوسرا ہے۔ جس طرح امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: وضو میں چہرہ اور ہاتھوں کا دھونا تین بار مسنون ہے، اس لیے چہرہ کا دھونا رکن ہے، اور یہ رکنیت کی علت سر کے مسح میں بھی پائی جاتی ہے۔ لہٰذا سر کے مسح میں بھی تثلیث مسنون ہے، تو یہاں علت رکنیت اور حکم تثلیث ہے۔ احناف کہتے ہیں کہ ہم حکم یعنی تثلیث کے مسنون ہونے کو تسلیم نہیں کرتے، بلکہ ہم تو فرض ادا ہونے کے بعد محل فرض میں کچھ زیادتی کر کے فرض کو کامل و مکمل بنانا مسنون ہے، چونکہ وضو کے وقت پورا چہرہ دھونا فرض ہے، تو اس میں اکمال کی سنت حاصل کر کے تثلیث کا حکم جاری کر دیا اور سر کے مسح میں تمام سر کا مسح فرض نہیں ہے، اس لیے اس میں اکمال پورے سر کے مسح سے ہو جائے گا، لہٰذا مسح ایک بار ہوگا۔

۴-وصف کی طرف حکم کی نسبت کا انکار کرنا:

وہ یہ ہے کہ معترض حکم کے اس وصف کی طرف منسوب ہونے کو تسلیم نہ کرے، بلکہ وہ یوں کہے کہ حکم اس وصف کی طرف منسوب نہیں، بلکہ دوسرے وصف کی طرف منسوب ہے، لہٰذا ماقبل مسئلہ کے حوالے سے ہم کہتے ہیں کہ آپ نے حکم یعنی تثلیث کو وصف رکنیت کی طرف منسوب کیا ہے، جس طرح نماز میں قیام، رکوع، قراءت، سجدہ سب امور رکن ہیں۔ ان میں بھی تثلیث ہونی چاہیے جبکہ کوئی بھی اس کا قائل نہیں ہے۔ اسی طرح مضمضہ اور استنشاق میں بھی رکن ہونے کی تثلیث کی صورت مسنون ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ تثلیث کے مسنون ہونے کی علت رکنیت نہیں ہے۔

سوال نمبر 4: فصل في الترجيح واذا قامت المعارضة كان السبيل فيه الترجيح ۔

(الف) ترجیح کی تعریف کریں نیز یہ بتائیں کہ اگر دلائل میں تعارض واقع ہو جائے تو ترجیح کس طرح

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

ہوگی؟

صرف دوطریقوں کی امثلہ سے وضاحت کریں؟

(ب) اما الاحکام فانواع اربعة...... وحقوق الله تعالىٰ ثمانية انواع ۔

احکام اربعہ اور حقوق ثمانیہ کے صرف نام لکھیں؟

(ج) سبب، علت، علامت میں سے ہر ایک کی تعریف لکھیں؟

جواب: (الف) ترجیح کی تعریف اور دلائل میں تعارض ہونے سے ترجیح کی صورت:

ترجیح کی تعریف: دو برابر دلیلوں میں سے ایک کو دوسرے پر کسی خاص وصف کی وجہ سے فضیلت دینا۔

دلائل میں تعارض آنے کی صورت میں ترجیح کی کیفیت:

جب ادلہ میں تعارض کی صورت پیدا ہو جائے، تو ترجیح کی ضرورت پیش آتی ہے تاکہ معارضہ ختم ہو سکے، اگر مستدل وجہ ترجیح پیش کر دے، تو معترض کا معارضہ ختم ہو جاتا ہے، اور مستدل کا دعویٰ بھی ثابت ہو جاتا ہے، اگر مستدل وجہ ترجیح نہ بیان کر سکے، تو منقطع الدلیل اور عاجز آ جاتا ہے، معترض کو یہ حق حاصل ہوگا کہ دوسری ترجیح بیان کر کے اس کا معارضہ کرے۔

دو طریقوں کی مثال سے وضاحت:

۱- قوت اثر کی وجہ سے ترجیح دینا، اس لیے کہ اثر ایک وصف ہے حجت میں، پس جب اثر قوی ہوگا، تو قیاس اولیٰ ہوگا، وصف حجت میں زیادتی کی وجہ سے جیسے استحسان کی مثال ہے قیاس کے معارضہ میں۔

۲- وصف کی قوت کی وجہ سے ترجیح حاصل ہو، اس حکم پر جس پر اثر کو وصف بنایا گیا ہے جیسے ہمارا قول سر کے مسح میں کہ یہ مسح ہے، اس لیے کہ یہ زیادہ اثبت ہے تخفیف کی دلالت میں شوافع کے اس قول سے کہ مسح رکن ہے تکرار کی دلالت میں، کیونکہ ارکان صلوٰۃ، ان کی تمامیت اکمال سے ہوتی ہے نہ کہ تکرار سے۔

(ب) احکام اربعہ اور حقوق ثمانیہ کے نام:

۱- احکام اربعہ: ان کے نام درج ذیل ہیں:

(i) خالص حقوق اللہ، (ii) خالص حقوق العباد، (iii) جس میں دونوں حقوق جمع ہوں مگر اللہ تعالیٰ کا حق غالب ہو، (iv) جس میں دونوں حقوق جمع ہوں، مگر بندوں کا حق غالب ہو۔

۲- حقوق ثمانیہ کے نام:

اللہ تعالیٰ کے حقوق ثمانیہ کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) عبادات خالصہ، (۲) عقوبات خالصہ، (۳) عقوبات قاصرہ، (۴) عبادات اور عقوبات دونوں کا

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

مجموعہ‘ (۵) ایسی عبادات جو مؤنث کے مفہوم میں ہوں‘ (۶) ایسی مؤنث جس میں عبادت کے معنیٰ موجود ہوں‘ (۷) ایسی مؤنث جس میں عقوبت کے معنیٰ موجود ہوں‘ (۸) ایسا حق جو بذات خود قائم ہو۔

(ج) سبب‘ علت اور علامت کی تعریفات:

۱- سبب کی تعریف: وہ ہے جو حکم تک پہنچنے کا ذریعہ ہو‘ بغیر اس کے کہ حکم کا وجوب یا وجود منسوب ہو‘ اور اس میں علیت کے معنیٰ مفہوم نہ ہوں‘ مگر سبب اور حکم کے درمیان ایک ایسی علت ہو‘ جو سبب کی طرف مضاف نہ ہو‘ اور اس کی مثال چور کی راہنمائی کرنا ہے کسی کے مال کی جانب تاکہ وہ اس کی چوری کرے۔

۲- علت: وہ ہے کہ جس کی طرف حکم کا وجوب مضاف ہو بلا واسطہ اور اس کی مثال جیسا کہ بیع ملک کے لیے‘ نکاح حلت کے لیے اور قتل قصاص کے لیے۔ اس میں کمال تین امور سے پیدا ہوتا ہے‘ یعنی وہ اسما‘ معنیً اور حکماً علت ہو۔

۳- علامت: وہ ہے کہ جو حکم کے وجود کی پہچان کرا دے بغیر اس کے کہ اس سے حکم کا وجوب یا وجود متعلق ہو۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الاختبار السنوى للشهادة العالية (بی اے)

"السنة الأولى" للطلاب السنة ۱۴۴۲ھ/2021ء

الورقة الرابعة: الفقه

الوقت المحدد: ثلاث ساعات   مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: کوئی سے تین سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1:- وينعقد نكاح الحرة العاقلة البالغة برضائها وان لم يعقد عليها ولى بكرا كانت او ثيبا .

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کرکے مسئلے کو خوب واضح کریں؟ (۱۶=۸+۸)

(ب) بغیر اذن ولی بالغہ عورت کے نکاح کے بارے میں اختلاف ائمہ مع دلائل بیان کریں؟ (۱۸)

سوال نمبر 2:- ويصح النكاح وان لم يسم فيه مهرا و كذا اذا تزوجها بشرط ان لامهرلها واقل المهر عشرة دراهم .

(الف) مذکورہ عبارت پر حرکات وسکنات لگائیں اور سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟ (۱۶=۸+۸)

(ب) مذکورہ عبارت کی ہدایہ کی روشنی میں تشریح کریں اور مقدار مہر میں اختلاف تحریر کریں؟ (۱۷=۸+۹)

سوال نمبر 3:- قليل الرضاع و كثيره سواء اذا حصل فى مدة الرضاع يتعلق به التحريم ثم مدة الرضاع ثلثون شهرا عند ابى حنيفة .

(الف) ترجمہ کریں اور مسئلہ مذکورہ میں اختلاف ائمہ مع دلائل بیان کریں؟ (۱۸=۱۰+۸)

الا ام اخته من الرضاعة فانه يجوز ان يتزوجها ولا يجوزان يتزوج ام اخته من النسب .

(ب) ترجمہ کریں اور مسئلہ مذکورہ کی توضیح کریں؟ (۱۵=۷+۸)

سوال نمبر 4:- الطلاق على ثلثة اوجه حسن واحسن وبدعى .

(الف) طلاق حسن، احسن اور بدعی کی تفصیل ہدایہ کی روشنی میں بیان کریں؟ (۱۵)

(ب) رجعی، بائن اور مغلظ طلاقوں کی جامع تعریفات واحکام لکھیں؟ (۱۵)

(ج) ہدایہ کے مصنف کا نام لکھیں؟ (۳)

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2021ء

...

چوتھا پرچہ: فقہ

سوال نمبر 1:- وينعقد نكاح الحرة العاقلة البالغة برضائها وان لم يعقد عليها ولي بكرا كانت او ثيبا .

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کر کے مسئلے کو خوب واضح کریں؟

(ب) بغیر اذن ولی بالغہ عورت کے نکاح کے بارے میں اختلاف ائمہ مع دلائل بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

(اور ظاہر الروایہ میں شیخین کے ہاں) عاقلہ، بالغہ اور آزاد عورت کا نکاح اس کی رضامندی سے منعقد ہو جائے گا، اگرچہ ولی نے اس کا عقد نہ کیا ہو، خواہ وہ باکرہ ہو یا ثیبہ ہو۔

عبارت میں مذکور مسئلہ کی وضاحت:

اس عبارت میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ ظاہر الروایہ میں حضرات شیخین (امام اعظم ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف) کے ہاں جو عورت عاقلہ، بالغہ اور آزاد خواہ باکرہ ہو یا ثیبہ ہو، اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرتی ہے، تو اس کا نکاح منعقد ہو جائے گا، کیونکہ ایسی خاتون اپنے حقوق اختیاری میں تصرف کرنے والی ہوگی۔ لہٰذا اس کے جواز میں کوئی خلل نہیں ہے۔

(ب) ولی کی اجازت کے بغیر خاتون کے نکاح منعقد ہونے یا نہ ہونے میں مذاہب آئمہ:

سوال یہ ہے کہ کوئی خاتون اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرتی ہے، تو کیا اس کا نکاح منعقد ہوگا یا نہیں؟

اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱- حضرات شیخین رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ اس مسئلہ میں خاتون کا نکاح منعقد ہو جائے گا۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ جب عورت آزاد، عاقل اور بالغ ہے، وہ نکاح کی صورت میں اپنے حق میں تصرف کرتی ہے، تو اسے اس کا حق حاصل ہے، اور اسی حق کے تصرف میں وہ نکاح کرتی ہے، تو بلاشبہ اس کا نکاح ہو جائے گا۔ جس طرح وہ عورت تصرف فی المال اور اختیار ازواج کا حق رکھتی ہے۔

۲- امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ ایسا نکاح منعقد تو ہو جائے گا، مگر وہ ولی کی اجازت پر موقوف رہے گا، اگر ولی اجازت فراہم کرے گا تو منعقد ہو جائے گا ورنہ نہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ جب خاتون کو

H_M_Hashain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

تصرف کا حق حاصل ہے تو وہ اسی تصرف کو استعمال میں لاتے ہوئے نکاح کر لیتی ہے تو اس کا نکاح منعقد ہو جائے گا' مگر اس کے ولی کی اجازت پر موقوف رہے گا۔

۳- امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ خواتین کی عبارت اور ان کے الفاظ سے نکاح منعقد نہیں ہوتا' ان کی دلیل یہ ہے کہ نکاح سے صرف نکاح مراد نہیں ہوتا بلکہ نکاح کے مقاصد مراد ہوتے ہیں مثلاً نان ونفقہ اور سکونت وغیرہ' خواتین چونکہ ناقص العقل اور ناقص الدین ہونے کے علاوہ بظاہر حریص اور جلد باز بھی ہوتی ہیں' اس لیے اگر ان کے الفاظ سے اور ان کی مرضی سے نکاح کو درست مان لیں' تو مقاصد نکاح میں خلل واقع ہوگا۔ لہٰذا خواتین از خود ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں کر سکتیں۔

سوال نمبر 2:- وَيَصِحُّ النِّكَاحُ وَاِنْ لَّمْ يُسَمِّ فِيهِ مَهْرًا وَ كَذَا اِذَا تَزَوَّجَهَا بِشَرْطِ اَنْ لَّا مَهْرَ لَهَا وَاَقَلُّ الْمَهْرِ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ .

(الف) مذکورہ عبارت پر حرکات وسکنات لگائیں اور سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) مذکورہ عبارت کی ہدایہ کی روشنی میں تشریح کریں اور مقدار مہر میں اختلاف تحریر کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور ترجمہ:

نوٹ: اعراب اوپر عبارت پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

اور نکاح صحیح ہے ہر چند کہ اس میں مہر مذکور نہ ہو' اس لیے کہ از روئے لغت عقد انضمام و ازدواج کا نام ہے' لہٰذا زوجین سے وہ تام ہو جائے گا' صحت نکاح کے لیے مہر کے ذکر کی ضرورت نہیں ہے' اور کم از کم مہر دس درہم ہے۔

(ب) ہدایہ کی روشنی میں عبارت کی وضاحت اور مقدار مہر میں مذاہب آئمہ:

(i) عبارت کی وضاحت: نکاح خوانی کے دوران اگر مہر کا تذکرہ نہ بھی کیا گیا تو نکاح منعقد ہو جائے گا' اس لیے مہر کا تذکرہ ارکان نکاح میں شامل نہیں ہے' مہر کی ادائیگی اس لیے واجب قرار دی گئی ہے کہ آدمی کی نفس عزت کو پیش رکھا گیا ہے' اگر عدم مہر کی شرط پر نکاح کیا' تب بھی نکاح منعقد ہو جائے گا' اور اس کی وجہ بھی عزت انسان ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف اس کے برعکس ہے' یعنی مہر کے تذکرہ کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوتا۔

کم از مقدار مہر میں مذاہب آئمہ:

اس بات میں تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ زیادہ سے زیادہ مقدار مہر کا کوئی تعین نہیں ہے' ہر آدمی اپنی ہمت واستطاعت کے مطابق مہر دے سکتا ہے' مگر کم از کم مقدار مہر میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے' جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

۱- امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ کم از کم مہر کی مقدار دس درہم ہے، آپ کی دلیل حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، جس میں صراحت ہے کہ کم از کم مہر دس درہم ہے۔ اس حوالے سے عقلی دلیل یہ ہے کہ وجوب مہر کا مقصد محل یعنی بضعہ کی شرافت و کرامت کا اظہار ہے، اور بضعہ شریعت کا حق ہے، کیونکہ مہر کی تعیین بھی شریعت کی طرف سے ہے۔ نیز قطع کے سلسلہ میں نصاب سرقہ متعین کیا گیا ہے، وہ دس درہم ہیں۔ لہٰذا بضعہ کا تحفظ و وقار کے لیے بھی دس درہم مقرر ہیں۔

۲- امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ کم از کم مہر تین درہم یا ربع دینار ہے۔

۳- امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ جس طرح اکثر مہر کی حد مقرر نہیں ہے اسی طرح اقل کی بھی حد مقرر نہیں ہے، ان کی دلیل یہ ہے کہ مہر عورت کے ملک بضعہ کا مقابل ہے، اور یہ خالص اسی کا حق ہے، لہٰذا اس کی تقدیر و تعیین کا حق بھی اسے حاصل ہے۔ لہٰذا اس کے غیر کو تعیین و تقدیر کا حق حاصل نہیں ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف قوی ہے، کیونکہ ان کا موقف اور دلائل قوی ہیں۔

سوال نمبر 3: قليل الرضاع وكثيره سواء اذا حصل في مدة الرضاع يتعلق به التحريم ثم مدة الرضاع ثلثون شهرا عند ابي حنيفة .

(الف) ترجمہ کریں اور مسئلہ مذکورہ میں اختلاف ائمہ مع دلائل بیان کریں؟

الا ام اخته من الرضاعة فانه يجوز ان يتزوجها ولا يجوزان يتزوج ام اخته من النسب .

(ب) ترجمہ کریں اور مسئلہ مذکورہ کی توضیح کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

(امام قدوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) رضاعت میں قلیل و کثیر دونوں برابر ہیں جب مدت رضاعت میں یہ چیز پائی جائے، تو اس سے حرمت متعلق ہوگی، پھر امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مدت رضاعت تیس مہینے ہے۔

مدت رضاعت محرمہ میں مذاہب آئمہ:

مدت رضاعت محرمہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ مدت رضاعت محرمہ تیس (اڑھائی سال) مہینے ہے، اس دوران جو بچہ کسی عورت کا دودھ پیے گا حرمت ثابت ہوگی، خواہ اس نے دودھ ایک بار پیا یا متعدد بار، اس نے دودھ ایک قطرہ پیا یا پیٹ بھر کر۔ آپ کی دلیل یہ ارشاد ربانی ہے: وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ (یعنی تمہاری مائیں وہ ہیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا) نیز ایک حدیث میں ہے: "يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب" کا حکم بھی مطلق اور بغیر کسی تفصیل کے ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

۲- امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ قلیل وکثیر دودھ میں فرق کیا جائے گا' رضاعت حرم کے لیے پانچ بار پیٹ بھر دودھ پینا ضروری ہے' اگر کسی بچے نے پانچ بار سے کم مرتبہ دودھ نوش کیا' تو نہ حرمت ثابت ہوگی اور نہ رضاعت ثابت ہوگی۔ انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا تحرم المصة الخ یعنی ایک یا دو بار دودھ پینے سے کسی بچے کی نہ رضاعت ثابت ہوگی اور نہ حرمت ثابت ہوگی۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے دلائل قوی اور مؤقف مضبوط ہے۔

(ب) ترجمہ عبارت اور مسئلہ مذکور کی وضاحت:

ترجمہ عبارت: مگر اس کی رضاعی بہن کی ماں' چنانچہ انسان کے لیے اس سے (اپنی رضاعی بہن کی ماں سے) نکاح کرنا درست ہے' لیکن اپنی نسبی بہن کی ماں سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ مذکورہ کی وضاحت:

کوئی شخص اپنی رضاعی بہن کی ماں سے نکاح کرنا تو درست ہے' مگر اپنی نسبی بہن کی ماں سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے' اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ خاتون یا تو اس کی ماں ہوگی' یا اس کے باپ کی موطوءہ ہوگی' برخلاف رضاعت کے مسئلہ میں۔ یعنی پہلی دونوں صورتوں میں ماں حرام ہوگی جبکہ تیسری صورت کا حکم اس کے برخلاف ہوگا۔

سوال نمبر 4:- الطلاق علی ثلثة اوجه حسن واحسن وبدعی۔

(الف) طلاق حسن' احسن اور بدعی کی تفصیل ہدایہ کی روشنی میں بیان کریں؟

(ب) رجعی' بائن اور مغلظ طلاقوں کی جامع تعریفات واحکام لکھیں؟

(ج) ہدایہ کے مصنف کا نام لکھیں؟

جواب: (الف) طلاق ثلاثہ کی تعریفات:

۱- طلاق احسن: یہ وہ ہے کہ شوہر بیوی کا حیض بند ہونے کے بعد آنے والے طہر میں جماع کرنے سے پہلے اسے ایک طلاق رجعی دے۔ (صحابہ کرام میں طلاق دینے کا یہی طریقہ جاری تھا)

۲- طلاق حسن: شوہر اپنی زوجہ کو تین متفرق طہر میں تین طلاق دے۔

۳- طلاق بدعی: ایک کلمہ سے تین طلاق دینا یا ایک ہی طہر میں تین طلاق دینے کا نام طلاق بدعی (احناف کے نزدیک یہ حرام ہے)

(ب) طلاق کی اقسام ثلاثہ کی تعریفات:

۱- طلاق رجعی: اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک طلاق رجعی یا دو طلاق رجعی دیتا ہے' اور پھر وہ عدت کے

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

دوران اس سے رجوع کرنا چاہتا ہے تو اسے رجوع کرنے اور اپنی مطلقہ بیوی کو اپنی زوجیت میں واپس لینے کا پورا پورا حق حاصل ہے خواہ وہ بیوی رجعت کے لیے تیار ہو یا نہ ہو اور خواہ وہ رجعت پر راضی ہو یا نہ ہو بہر صورت شوہر کو رجعت کا حق اور اختیار ہے۔ چونکہ قرآن کریم نے عورتوں کی رضا یا عدم رضا سے کوئی بحث نہیں کی اس لیے یہ حکم مطلق ہوگا اور شوہروں کو علی الاطلاق رجعت کا اختیار ہوگا۔

۲- طلاق بائن: اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو ایک طلاق بائن یا دو طلاق بائن دے دیں تو اسے اختیار ہے چاہے تو وہ عدت پوری کے دوران ان سے نکاح کرے اور چاہے تو عدت کے بعد کرے کیونکہ ابھی بیوی کو صرف دو ہی طلاقیں دی گئی ہیں اور وہ مغلظہ بائنہ نہیں ہے۔ اس لیے کہ بیوی تیسری طلاق سے مغلظہ ہوگی لہٰذا جب تک تیسری طلاق نہیں دی جائے گی اس وقت تک حلیت باقی رہے گی اور شوہر کے لیے اس سے نکاح کرنا درست اور جائز ہوگا۔

۳- طلاق مغلظ: اگر کوئی شخص اپنی آزاد عورت کو تین طلاقیں دے یا اپنی منکوحہ باندی کو دو طلاقیں دے تو جب تک یہ عورت دوسرے آدمی سے نکاح نہ کرلے اور نکاح کے بعد دخول کر کے وہ اسے چھوڑ نہ دے تو اس وقت تک پہلے شوہر کے لیے یہ حلال نہیں ہوسکتی کیونکہ قرآن کریم نے صاف لفظوں میں یہ اعلان کیا ہے: "فان طلقھا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ" اس ارشاد ربانی سے وجہ استدلال بایں معنیٰ ہے کہ اکثر مفسرین کے یہاں: "فان طلقھا" سے طلاق ثالث مراد ہے اور آیت مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر دو طلاق کے بعد شوہر نے اپنی بیوی کو تیسری طلاق بھی دے دی تو وہ بیوی اس کے لیے حرام ہوجائے گی اور جب تک وہ دوسرے آدمی سے نکاح نہیں کرلیتی اور وہ اسے طلاق نہیں دے دیتا اس وقت تک وہ عورت پہلے شوہر کے لیے حلال نہیں ہوگی۔

(ب) ہدایہ کے مصنف کا نام:

فقہ حنفی کی متداول و معتبر کتاب "الھدایۃ" کے مصنف کا پورا نام ہے: "شیخ الاسلام برہان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر فرغانی مرغینانی رحمہ اللہ تعالیٰ"

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الاختبار السنوی للشهادة العالية (بی اے)

”السنة الأولٰی“ للطلاب السنة ۱۴۴۲ھ/2021ء

الورقة الخامسة: الادب العربی و البلاغة

الوقت المحدد: ثلاث ساعات   مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: قسم اول کے دونوں سوال جبکہ قسم ثانی سے کوئی دوسوال حل کریں۔

قسم اوّل: عربی ادب

سوال نمبر ۱:- درج ذیل میں سے پانچ اجزا کا ترجمہ کریں؟ (۵×۸=۴۰)

(الف) تم بالتوسل بمحمد سید البشر والشفیع المشفع فی المحشر الذی ختمت به النبیین واعلیت درجته فی علیین ۔

(ب) فطفقت اجوب موقاتها مثل الهائم واجول فی حوماتها جولان الحائم اورد فی مسارح لمحاتی ومسایح غدواتی وروحاتی ۔

(ج) فکنت به اجلوهمومی واجتلی زمانی طلق الوجه ملتمع الضیا اری قربه قربی ومغناه غنیة ورؤیته ریا ومحیاه لی حیا ۔

(د) یتحلی برواء وروایة ومداراة ودرایة وبلاغة رائعة وبدیهة مطاوعة وآداب بارعة وقدم لاعلام العلوم فارعة ۔

(ھ) تامر بالعرف وتنتهك حماه وتحمی عن النکر ولا تتحاماه وتزحزح عن الظلم ثم تغشاه وتخشی الناس والله احق إن تخشاه ۔

(و) نفسی الفداء لثغرراق مبسمه وزانه شنب ناهیك من شنب یفترعن لؤلؤ رطب وعن برد وعن اقاح وعن طلع وعن حبب ۔

(ز) ان خلاصته الجوهر تظهر بالسبك وید الحق تصدع رداء الشك وقد قیل فیما غبر من الزمان عند الامتحان یکرم الرجل اویهان ۔

سوال نمبر 2:- درج ذیل میں سے پانچ الفاظ کے معانی ومادہ اشتقاق تحریر کریں؟ (۵×۲=۱۰)

(۱) حصحص (۲) مصعة (۳) المفزع (۴) ملتمع (۵) یتحلی (۶) مبسم (۷) تصدع

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

قسم ثانی: بلاغت

سوال نمبر3:-الفن الاول علم المعانی قدمه علی علم البیان لکونه منه بمنزلة المفرد من المرکب لان رعایة المطابقة لمقتضی الحال .

(الف) اعراب لگائیں، ترجمہ کریں اور تفصیلی وضاحت تحریر کریں؟ (۱۵=۷+۴+۴)

(ب) علم معانی کی تعریف فوائد قیود کے ساتھ بیان کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر4:-صدق الخبر مطابقته للواقع و کذبه عدمها وقیل مطابقته لاعتقاد المخبر ولو خطأ .

(الف) عبارت کا ترجمہ وتشریح مختصر المعانی کی روشنی میں تحریر کریں؟ (۱۵=۱۰+۵)

(ب) فائدہ خبر، لازم فائدہ خبر، ابتدائی، طلبی، انکاری میں سے ہر ایک کی تعریف تحریر کریں؟ (۱۰=۵×۲)

سوال نمبر5:-(الف) حذف مسندالیہ کی پانچ وجوہ مع امثلہ تحریر کریں؟ (۱۵=۵×۳)

(ب) فصاحت فی المفرد کی تعریف لکھیں، تنافر حروف، غرابت اور مخالفت قیاس کی مثالیں لکھیں؟ (۱۰=۶+۴)

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2021ء

پانچواں پرچہ: الادب العربی و البلاغة

قسم اوّل: عربی ادب

سوال نمبر1:-درج ذیل اجزا کا ترجمہ کریں؟

(الف) ثم بالتوسل بمحمد سید البشر والشفیع المشفع فی المحشر الذی ختمت به النبیین واعلیت درجته فی علیین .

(ب) فطفقت اجوب طوقاتها مثل الهائم واجول فی حوماتها جولان الحائم اورد فی مسارح لمحاتی ومسایح غدواتی وروحاتی .

(ج) فکنت به اجلو همومی واجتلی زمانی طلق الوجه ملتمع الضیا اری قربه قربی ومغناه غنیة ورؤیته ریا ومحیاه لی حیا .

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(د) يتحلى برواء ورواية ومداراة ودراية وبلاغة رائعة وبديهة مطاوعة وآداب بارعة وقدم لاعلام العلوم فارعة ۔

(ھ) تامر بالعرف وتنتهك حماه وتحمى عن النكر ولا تتحاماه وتزحزح عن الظلم ثم تغشاه وتخشى الناس والله احق ان تخشاه ۔

(و) نفسي الفداء لثغر راق مبسمه وزانه شنب ناهيك من شنب يفترعن لؤلؤ رطب وعن برد وعن اقاح وعن طلع وعن حبب ۔

(ز) ان خلاصته الجوهر تظهر بالسبك ويد الحق تصدع رداء الشك وقد قيل فيما غبر من الزمان عند الامتحان يكرم الرجل اويهان ۔

جواب: ترجمہ اجزاء:

(الف) پھر انسانوں کے سردار، قیامت کے دن کے شافع و مشفع حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے میں توسل کرتا ہوں، کیونکہ آپ ہی وہ ہستی ہیں، جن پر نبوت کا سلسلہ اختتام پذیر ہوا اور آپ کو جنت میں اعلیٰ منصب پر فائز کیا جائے گا۔

(ب) چنانچہ میں نے چکر لگانے شروع کر دیے اس کے راستوں میں حیران آدمی کی طرح اور گھومتا رہا اس کے اطراف میں پیاسے کی طرح، میں تلاش کر رہا تھا اپنی نگاہوں کی چراگاہوں اور اپنی صبح و شام کی سیاحت کی جگہوں میں۔

(ج) کیا تیری قوم تیرے ساتھ مہربانی سے پیش آئے گی تو اس ہدایت کے راستہ کو کیوں نہیں اختیار کرتا، اور اپنے ظلم کی تیزی کو کس لیے ہلکا نہیں کرتا اور تو اپنے نفس سے کیوں نہیں لڑتا، کیونکہ وہ تیرا بڑا دشمن ہے۔

(د) باوجود وہ آراستہ تھا حسین منظر اور روایت کے ساتھ، خاطر و تواضع اور دانائی کے ساتھ، خوشنما بلاغت کے ساتھ، موافقت اور فرمانبرداری کرنے والے برجستہ گفتگو کے ساتھ، بلند ترین آداب کے ساتھ اور علوم کے پہاڑوں پر چڑھنے والے قدم کے ساتھ۔

(ھ) تو دوسروں کو نیکی کا حکم دیتا ہے، مگر بھائی بندوں کے ساتھ تجھے ہنسی مذاق کرنا زیادہ پسند ہے، اور ان کے معزز جگہ کو بے آبرو کرتا ہے، تو دوسروں کو برائی سے روکتا ہے مگر خود اس سے نہیں رکتا، دوسروں کو ظلم نہ کرنے کی نصیحت کرتا ہے، تو خود اس کا ارتکاب کرتا ہے، تو لوگوں سے ڈرتا ہے جبکہ ذات باری تعالیٰ سے ڈرنا تیرے لیے زیادہ بہتر تھا۔

(و) میرا نفس فدا ہوا ایسے دانت پر جس کا منہ اچھا ہے، اور مزین کیا ہے اسے ایسی چمک نے کہ وہ آپ کے لیے چمک سے کافی ہے۔ وہ تر موتی سے، اولے سے، گل بابونہ سے، کلی سے اور (پانی کے) بلبلہ سے

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

ہنستا ہے۔

(ز) بے شک سونے کی عمدگی پگھلانے سے ضرور ظاہر ہوتی ہے' حق بات شک کی چادر کو یقیناً پھاڑ ڈالتی ہے۔ایک پرانا مقولہ ہے کہ آزمائش کے وقت انسان سرخ ہو جاتا ہے' یا ذلیل وخوار ہو جاتا ہے۔

سوال نمبر 2:- درج ذیل الفاظ کے معانی وماده اشتقاق تحریر کریں؟

(۱) حصحص (۲) مصغة (۳) المفزع (۴) ملتمع (۵) يتحلى (۶) مبسم (۷) تصدع

جواب: الفاظ کے معانی اور مادہ اشتقاق:

(۱) مادہ: حصحص' واضح ہونا۔(۲) مادہ: ضغة' گوشت کا ٹکڑا۔(۳) مادہ: فزح' پریشانی کے وقت پکارنا۔(۴) مادہ: لمع' روشن کرنا۔(۵) مادہ: حلی' آراستہ کرنا۔(۶) مادہ: بسم' مسکرانا۔(۷) مادہ: صدع' پھاڑنا۔

قسم ثانی: بلاغت

سوال نمبر 3:- اَلْفَنُّ الْاَوَّلُ عِلْمُ الْمَعَانِیْ قَدَّمَهٗ عَلٰی عِلْمِ الْبَیَانِ لِکَوْنِهٖ مِنْهُ بِمَنْزِلَةِ الْمُفْرَدِ مِنَ الْمُرَکَّبِ لِاَنَّ رِعَایَةَ الْمُطَابَقَةِ لِمُقْتَضَی الْحَالِ ۔

(الف) اعراب لگائیں' ترجمہ کریں اور تفصیلی وضاحت تحریر کریں؟

(ب) علم معانی کی تعریف فوائد قیود کے ساتھ بیان کریں؟

جواب: (الف) اعراب' ترجمہ عبارت اور توضیح عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

فن اوّل علم معانی کے بیان میں ہے' علم معانی کو علم بیان پر مقدم کیا ہے' اس لیے کہ علم معانی' علم بیان کے مقابلہ میں مرکب کے مقابلہ میں مفرد کے مرتبہ میں ہے' اس لیے کہ مطابقت مقتضی الحال کی رعایت میں ہے۔

توضیح عبارت:

یہ عبارت دراصل ایک سوال مقدر کا جواب ہے' وہ سوال اور جواب حسب ذیل ہے:

سوال: علم معانی کو علم بیان پر مقدم کیوں کیا گیا ہے؟

جواب: علم معانی کو علم بیان پر مقدم اس لیے کیا گیا ہے کہ علم بیان دو امور کا نام ہے: کلام کا مقتضائے حال کے مطابق ہونا اور دوسرا مفہوم واحد کو متعدد طریقوں سے ادا کرنے کا جبکہ علم معانی صرف ایک چیز کا

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

نام ہے کہ کلام مقتضائے حال کے مطابق ہونا۔اس طرح علم معانی ان دو چیزوں میں سے اوّل کا نام ہے تو یہ مفرد ہوا اور علم بیان مرکب ہوا' مفرد! مرکب پر طبعاً مقدم ہوتا ہے' تو مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے وضعاً بھی مقدم کر دیا تا کہ وضع طبع کے مطابق ہو جائے۔

(ب)علم معانی کی تعریف اور قیود کے فوائد:

علم معانی کی تعریف: وہ علم ہے کہ جس کے ساتھ الفاظ عربیہ کے ایسے احوال پہچانے جائیں جن کے ذریعہ لفظ مقتضائے حال کے مطابق ہو۔

فوائد قیود: (i) "هو علم" جنس ہے' جسے مابه الاشتراك بھی کہا جاتا ہے۔

(ii) "يعرف احوال اللفظ" یہ فصل اوّل ہے' اور اس سے تین امور سے احتراز کیا گیا ہے:

(الف) علم حکمت سے' کیونکہ علم حکمت میں موجودات کے احوال سے بحث کی جاتی ہے' الفاظ کے احوال سے بحث نہیں کی جاتی۔

(ب) علم منطق سے احتراز کیا ہے' کیونکہ علم منطق میں معانی کے احوال سے بحث کی جاتی ہے۔

(ج) علم فقہ سے احتراز کیا ہے' کیونکہ علم فقہ میں احوال مکلفین سے بحث کی جاتی ہے۔

(iii) عبارت "التی بها يطابق اللفظ" دوسری فصل ہے' اس قید سے احوال وصفات سے احتراز کیا گیا ہے' جو احوال اس وصف پر نہیں ہوتے بلکہ وہ صرف کلمہ کی ذات کے لیے ہوتے ہیں جیسے اعلال' ادغام' رفع' نصب اور جر وغیرہ۔اسی طرح وہ احوال جو کلمہ کو حسن وخوبصورت بنانے کے لیے ہوتے ہیں مثلاً تجنیس اور ترصیع وغیرہ۔

سوال نمبر 4:-صدق الخبر مطابقته للواقع و كذبه عدمها وقيل مطابقته لاعتقاد المخبر ولو خطأ .

(الف) عبارت کا ترجمہ وتشریح مختصر المعانی کی روشنی میں تحریر کریں؟

(ب) فائدہ خبر' لازم فائدہ خبر' ابتدائی' طلبی' انکار میں سے ہر ایک کی تعریف تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت اور اس کی توضیح:

ترجمہ عبارت: خبر کا صادق ہونا اس کے حکم کا واقع کے مطابق ہونا ہے' اور خبر کا ذب ہونا اس کے حکم کا واقع کے مطابق نہ ہونا ہے۔کہا گیا ہے کہ خبر کا صادق ہونا خبر کے حکم کا مخبر کے اعتقاد کے مطابق ہونا' اگر چہ یہ اعتقاد غلط ہو اور واقع کے مطابق نہ ہو۔

عبارت کی مختصر المعانی کی روشنی میں وضاحت:

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس عبارت میں صدق خبر اور کذب خبر کی تعریف میں جمہور اور نظام معتزلی

Madaris News Official

H_M_Hasnain_Asadi

Dars e Nizami All Board Books

کے درمیان مشہور اختلاف بیان کیا ہے۔ جمہور کے نزدیک خبر صادق وہ خبر ہے جو واقع کے مطابق ہو اور خبر کاذب وہ خبر ہے جو واقع کے مطابق نہ ہو۔

نظام معتزلی کے نزدیک خبر صادق وہ خبر ہے جو خبر دینے والے کے اعتقاد کے مطابق ہو، خبر کاذب وہ خبر ہے جو خبر دینے والے کے اعتقاد کے مطابق نہ ہو۔ چنانچہ نظام معتزلی کے نزدیک اگر کوئی آدمی کہے "السماء تحتنا" (آسمان ہمارے نیچے ہے) اور اس کا اعتقاد بھی یہی ہو کہ آسمان نیچے ہے، تو یہ شخص اس خبر کے دینے میں سچا ہوگا، اگر کوئی شخص کہے: "السماء فوقنا" اور اس کا اعتقاد ہو کہ آسمان ہمارے اوپر نہیں ہے، تو یہ شخص اس خبر کے دینے میں جھوٹا ہوگا۔

(ب) اصطلاحات بلاغت کی تعریفات:

۱-کلام فائدہ خبر: مخبر کا مقصود اگر حکم کا فائدہ پہنچانا ہو، تو اس کو افادۃ الحکم اور فائدہ خبر کہا جاتا ہے۔

۲-کلام لازم فائدہ خبر: اگر مخبر کا مقصود عالم بالحکم کو بتلانا ہو، تو اس کو لازم فائدہ خبر کہتے ہیں۔

۳-کلام ابتدائی: ہر اس شخص کے سامنے پیش کیا جائے گا، جو حکم سے اور حکم میں تردد سے خالی الذہن ہو اور اس کلام کو ابتدائی اس وجہ سے کہتے ہیں کیونکہ یہ کلام انکار اور تردد سے پہلے ہوتی ہے۔

۴-کلام طلبی: ہر اس شخص کے سامنے پیش کیا جائے گا، جس کو حکم میں تردد ہو اور وہ حکم کا طالب ہو، اس کا نام طلبی اس لیے رکھا جاتا ہے کہ چونکہ یہ کلام طلب کے بعد ہوتی ہے۔

۵-کلام انکاری: ہر اس شخص کے سامنے پیش کیا جائے گا، جو حکم کا منکر ہو اور اس کلام کو انکاری اس وجہ سے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ کلام انکار کے بعد لایا جاتا ہے۔

سوال نمبر 5:- (الف) حذف مسندالیہ کی پانچ وجوہ مع امثلہ تحریر کریں؟

(ب) فصاحت فی المفرد کی تعریف لکھیں، تنافر حروف، غرابت اور مخالفت قیاس کی مثالیں لکھیں؟

جواب: (الف) حذف مسندالیہ کی پانچ وجوہ مع امثلہ:

وہ اسباب جن کی وجہ سے مسندالیہ یا مسند یا ان دونوں کے متعلقات کو حذف کر دیتے ہیں۔

(۱) غیر مخاطب سے حکم کو چھپانا: کبھی مخاطب کے غیر سے حکم کو چھپانے کے لیے حذف کیا جاتا ہے تا کہ صرف مخاطب تک حکم رہے باقیوں سے بات پوشیدہ رہے، اور یہ حذف اس وقت درست ہوگا جب کہ محذوف پر مخاطب کے لیے کوئی قرینہ موجود ہو جیسے "اقبل" "وہ آ گیا" مراد اس سے علی ہے۔

(۲) بوقت ضرورت انکار کرنا: کبھی اس وجہ سے حذف کر دیا جاتا ہے تا کہ ضرورت کے وقت انکار کیا جا سکے جیسے کسی خاص شخص کا ذکر کرنے کے بعد تم کہو "لئیم" (کمینہ) خسیس (نالائق کنجوس)

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(یہاں دوبارہ اس شخص کا نام ذکر نہیں کیا جاتا تا کہ بوقت ضرورت انکار ہو سکے)

(۳) محذوف کے معین ہونے پر تنبیہ کرنا: کبھی اس لیے حذف کیا جاتا ہے کہ مخاطب پر یہ تنبیہ ہو جائے کہ محذوف اس قدر معین ہے اور اس کو ہر شخص جانتا ہے کہ اس کے ذکر کی ضرورت ہی نہیں خواہ یہ تعیین حقیقی ہو خواہ ادعائی ہو۔

تعیین حقیقی کی مثال جیسے "خالق كل شيء" ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے"

(اصل میں "اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ" ہے لیکن ہر شخص جانتا ہے کہ اللہ ہی ہر شئے کو پیدا کرنے والا ہے اس لیے اسم جلالت "اللہ" کو حذف کیا ہے)

تعیین ادعائی کی مثال جیسے "وهاب الالوف" ہزاروں کا دینے والا"

(اصل میں "السلطان وهاب الالوف" تھا تو دعویٰ کے مطابق "السلطان" کو حذف کر دیا)

(۴) سامع کی دانش مندی کی آزمائش کرنا: کبھی سامع کی دانش مندی اور ہوشیاری کا امتحان لینے یا اس کی دانش مندی کی حد و مقدار جاننے کے لیے حذف کیا جاتا ہے۔ امتحان لینے کی مثال جیسے "نـــوره مستفاد من نور الشمس" کہ اس کا نور سورج کے نور سے حاصل شدہ ہے"

(یہاں "نـور القمر" کے بجائے "نوره" کہا تا کہ معلوم ہو کہ سامع کو اس کا علم ہے یا نہیں) سطح و مقدار جاننے کی مثال جیسے "وَاسِطَةُ عِقْدِ الْكَوَاكِبِ" ستاروں کے ہار کے درمیان کا بڑا ستارہ ہے یا "ستاروں کے ہار کا امام ہے" یعنی بہترین جوہر ہے"

(یہاں سے بھی "القمر" کو حذف کیا گیا ہے)

(۵) مقام کی تنگی: کبھی وقت کی تنگی کی وجہ سے حذف کیا جاتا ہے چاہے یہ درد کے اظہار کی وجہ سے ہو چاہے موقع و محل کے ہاتھ سے چلے جانے کے خطرہ سے ہو۔ درد و تکلیف کی مثال: جیسے شاعر کے اس شعر میں

قَالَ لِیْ کَیْفَ اَنْتَ قُلْتُ عَلِیْلٌ سَهَرٌ دَائِمٌ وَ حُزْنٌ طَوِیْلٌ

"اس نے مجھے کہا تم کیسے ہو؟ میں نے کہا بیمار ہوں لمبی بیداری ہے اور طویل غم ہے"

(یہاں "انا علیل" تھا تو "انا" حذف کر دیا)

موقع و محل کے فوت ہونے کی مثال جیسے شکاری کا قول "غزال" "ہرن"

(یہاں "ذالك غزال" تھا تو "ذالك" کو حذف کر دیا)

(ب) فصاحت فی المفرد کی تعریف اور دیگر اصطلاحات کی مثالیں:

فصاحت فی المفرد کی تعریف: مفرد کا تنافر حروف، غرابت اور مخالفت قیاس سے خالی ہونا۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

تینوں کی مثالیں:

۱-تنافرِ حروف کی مثالیں: اَلظَّشُّ، خَشِنٌ، اَلْھِعْخَع اور اَلنُّقَاخُ ۔

۲-غرابت کی مثالیں: تَکَأْکَأَ بمعنی اِجْتَمَعَ، اِفْرِنْقَعَ بمعنی اِنْصَرَفَ ۔

۳-مخالفت قیاس کی مثالیں: جیسے متنبّی کے قول میں "بوق" کی جمع بوقات استعمال کرنا جبکہ قیاس کے مطابق اس کی جمع "اَبْوَاقٌ" ہے۔

اسی طرح متنبّی کے شعر میں لفظ "مَوْدَدَۃٌ" خلاف قاعدہ ہے جبکہ قیاس کے مطابق "مُوَدَّۃٌ" ہوگا۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الاختبار السنوی للشهادة العالية (بی اے)

"السنة الأولى" للطلاب السنة ۱۴۴۲ھ/2021ء

الورقة السادسة: العقائد والمنطق

الوقت المحدد: ثلاث ساعات　　　مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: دونوں قسموں سے کوئی دو دو سوال حل کریں۔

قسم اوّل......عقائد

سوال نمبر1:-زيارة قبورهم قربة مستحبة و كذا الرحلة إليها قال العلماء رحمهم الله كانت زيارة القبور منهيا عنها فی صدر الإسلام ثم نسخ ذلك بقوله وفعله صلى الله عليه وسلم ۔

(الف) مذکورہ عبارت کی تشکیل اور ترجمہ کریں؟ ۱۰

(ب) انبیاء اور صالحین نیز عامۃ المسلمین کی قبور کی زیارت کا حکم تحریر کریں؟ ۱۰

(ج) قبر کو برکت کے لیے ہاتھ لگانے اور چومنے کا حکم لکھیں؟ ۵

سوال نمبر2:-(الف) توسل کے عنوان پر مدلل اور مفصل مضمون لکھیں نیز بتائیں توسل اور استغاثہ میں کیا فرق ہے؟ ۱۵

(ب) غیر اللہ سے استغاثہ کا جواز دلائل سے واضح کریں؟ ۱۰

سوال نمبر3:-درج ذیل میں سے کوئی سے پانچ عنوانات پر مختصر نوٹ لکھیں؟ ۲۵=۵×۵

کرامت ولی، زیارت قبور کا سنت طریقہ، محبت اہل بیت، اذان علی القبر، اثبات عذاب القبر، تلقین میت

قسم ثانی......منطق

سوال نمبر4:-الرسالة مرتبة على مقدمة وثلث مقالات و خاتمة ۔

(الف) رسالہ کے ان امور پر مرتب ہونے کی وجہ حصر لکھیں نیز رسالہ سے کون سا رسالہ مراد ہے؟ مصنف کا نام بھی لکھیں؟ ۱۵

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ب) فن کی تعریف، موضوع، غرض وغایت اور اہمیت تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 5:- وهو حصول صورة الشئى فى العقل إشارة إلى تعريف مطلق التصور دون تصور فقط .

(الف) مذکورہ عبارت کی تشکیل وترجمہ اور تشریح سپردِ قلم کریں؟ ۱۰

(ب) هو ضمیر کا مرجع بتائیں نیز تصور فقط کی تعریف کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 6:- درج ذیل اصطلاحات کی تعریفات لکھیں؟ ۲۵

فکر، دور، تسلسل، ترتیب، لابشرط شئی

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2021ء

چھٹا پرچہ: عقائد ومنطق

قسم اوّل ...... عقائد

سوال نمبر 1:- زِيَارَةُ قُبُوْرِهِمْ قُرْبَةٌ مُسْتَحَبَّةٌ وَكَذَا الرِّحْلَةُ إِلَيْهَا قَالَ الْعُلَمَاءُ رَحِمَهُمُ اللهُ كَانَتْ زِيَارَةُ الْقُبُوْرِ مَنْهِيًّا عَنْهَا فِيْ صَدْرِ الْاِسْلَامِ ثُمَّ نُسِخَ ذٰلِكَ بِقَوْلِهٖ وَفِعْلِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

(الف) مذکورہ عبارت کی تشکیل اور ترجمہ کریں؟

(ب) انبیاء اور صالحین نیز عامۃ المسلمین کی قبور کی زیارت کا حکم تحریر کریں؟

(ج) قبر کو برکت کے لیے ہاتھ لگانے اور چومنے کا حکم لکھیں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور ترجمہ عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر عبارت پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

ان کی قبور کی زیارت اور ان کی طرف سفر کر کے جانا مستحب ہے، علماء کرام فرماتے ہیں: ابتداء اسلام میں قبروں کی زیارت ممنوع تھی، پھر یہ ممانعت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اور عمل سے منسوخ ہو گئی۔

(ب) انبیاء، صالحین اور عامۃ الناس کی قبور کی زیارت کا شرعی حکم:

بلاشبہ انبیاء کرام، صالحین اور عام لوگوں کی زیارت قبور کے لیے جانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، بلکہ یہ

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

مسنون ہے۔ صحیح مسلم میں مذکور ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم نے تمہیں زیارت قبور سے منع کیا تھا' اب تم ان کی زیارت کیا کرو۔

امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت میں اتنا اضافہ ہے: زیارت قبور دلوں کو نرم' آنکھوں کو اشکبار کرتی ہے' اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رات کے آخری حصہ میں جنۃ البقیع (قبرستان مدینہ طیبہ) کی طرف تشریف لے جاتے اور فرماتے: اے مومن قوم کے گھر والو! تم پر سلام ہو' کل تمہارے پاس وہ (اجر و ثواب) آجائے گا' جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا اور ہم تمہارے پاس پہنچنے والے ہیں' اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ اے اللہ! بقیع الغرقد (جنۃ البقیع) والوں کی مغفرت فرما۔ (مسلم)

(ج) حصول برکت کے لیے قبور کو چھونے اور چومنے کا شرعی حکم:

زیارت قبور کی طرح حصول برکت کے لیے قبور کو چھونے اور چومنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس کی ممانعت نہیں فرمائی گئی اور نہ ہی ممانعت کے حوالے سے کوئی دلیل موجود ہے۔ روایت میں مذکور ہے کہ جب حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے' تو وہ رونے لگے اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے رخسار ملنے لگے۔

روایات میں مذکور ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنا دایاں دست اقدس مزار پر انوار پر رکھا کرتے تھے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے: جب ان سے روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دینے کے بارے میں پوچھا گیا' تو انہوں نے جواب میں فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال نمبر 2:- (الف) توسل کے عنوان پر مدلل اور مفصل مضمون لکھیں نیز بتائیں توسل اور استغاثہ میں کیا فرق ہے؟

(ب) غیر اللہ سے استغاثہ کا جواز دلائل سے واضح کریں؟

جواب: (الف) ''توسل'' پر مفصل مضمون' نیز ''توسل'' اور ''استغاثہ'' میں فرق:

''توسل'' پر مفصل مضمون:

1: امام ترمذی' امام نسائی' امام بیہقی اور امام طبرانی رحمہم اللہ تعالیٰ سند صحیح سے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک نابینا صحابی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

عرض کیا: یارسول اللہ! دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری بینائی پر پڑے ہوئے پردے کو دور فرما دے؟ آپ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو ہم دعا کریں اور اگر چاہو تو صبر کرو اور صبر تمہارے لیے بہتر ہے' انہوں نے عرض کیا کہ آپ دعا فرمائیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ اچھی طرح وضو کرو اور یہ دعا مانگو: اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ إِلٰى رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰى لِیْ اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِیَّ ۔

''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف تیرے نبی محمد مصطفیٰ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے متوجہ ہوتا ہوں' یارسول اللہ! میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس حاجت کے سلسلے میں متوجہ ہوں تاکہ برائی جائے' اے اللہ! اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت میرے بارے میں قبول فرما۔''

وہ صحابی چلے گئے پھر وہ اس حال میں واپس آئے کہ ان کی بینائی بحال ہو چکی تھی۔

امام بیہقی کی روایت میں ہے: فقام وقد ابصر وہ صحابی اٹھ کھڑے ہوئے تو ان کی بینائی بحال ہو چکی تھی۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل بھی ہے' اور آپ کو ندا بھی ہے' اپنی حاجتوں کے پورا کرنے کے لیے صحابہ کرام' تابعین اور سلف وخلف نے اس دعا کو اپنا معمول بنایا ہے۔

2: امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب قحط واقع ہوتا' تو حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے بارش کی دعا مانگتے اور عرض کرتے: اے اللہ! ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کرتے تھے اور تو بارش عطا فرماتا تھا' اب ہم اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا وسیلہ پیش کرتے ہیں' ہمیں بارش عطا فرما! حضرت انس فرماتے ہیں کہ لوگوں کو بارش سے سیراب کر دیا جاتا۔

توسل اور استغاثہ میں فرق:

توسل کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبوب ہستیوں کے ذکر سے برکت حاصل کی جائے' کیونکہ یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بندوں پر رحم فرماتا ہے' ان سے توسل کا مطلب یہ ہے کہ حاجتوں کے بر آنے اور مطالب کے حاصل ہونے کے لیے انہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ اور واسطہ بنایا جائے' کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہماری نسبت زیادہ قرب حاصل ہے' اللہ تعالیٰ ان کی دعا پوری فرماتا ہے' اور ان کی شفاعت قبول فرماتا ہے۔ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: میرے بندے نے فرائض سے بڑھ کر کسی محبوب شے کے ذریعے میرا قرب حاصل نہیں کیا' میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل

Madaris News Official

H_M_Hasnain_Asadi

Dars e Nizami All Board Books

کرتے کرتے اس مقام کو پہنچ جاتا ہے میں اسے محبوب بنالیتا ہوں' اور جب اسے محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کی قوت سمع بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ سنتا ہے' اور اس کی قوت بصر بن جاتا ہوں۔ جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے' اس کا ہاتھ ہوتا ہوں جس کے ساتھ وہ پکڑتا ہے' اور اس کا رجل (قوت) ہوتا ہوں جس کے ساتھ وہ چلتا ہے اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اسے ضرور دیتا ہوں اور اگر میری پناہ مانگے تو اسے ضرور پناہ دیتا ہوں۔

استغاثہ کا مطلب ہے بندے کا کسی مصیبت اور مشکل میں واقع ہونے کے وقت کسی ایسی ہستی سے امداد اور دستگیری طلب کرنا' جو اس کی حاجت پوری کرے اور مشکل آسان کرے۔

(ب) غیراللہ سے استغاثہ کا جواز مع دلائل:

ہاں! اللہ تعالیٰ مخلوق سے سبب اور واسطہ ہونے کی حیثیت سے امداد طلب کرنا جائز ہے' کیونکہ امداد حقیقتاً تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے' لیکن اس کا مطلب نہیں ہے کہ اس نے امداد کے اسباب اور واسطے بھی پیدا نہیں فرمائے' اس کی دلیل حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی امداد فرماتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی امداد میں مصروف رہے' اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا۔ دوسری حدیث میں راستے کے حقوق بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''مصیبت زدہ کی امداد کرو اور گم کردہ راہ کی رہنمائی کرو۔'' اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمہ اللہ تعالیٰ نے روایت کیا۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امداد کی نسبت بندے کی طرف فرمائی اور ایک دوسرے کی امداد کرنے کی تلقین فرمائی۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ ''کتاب الزکوٰۃ'' میں روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سورج قریب ہو جائے گا' یہاں تک کہ پسینہ آدھے کان تک پہنچ جائے گا' لوگ اس حالت میں حضرت آدم علیہ السلام' پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر سید العالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب کریں گے۔ (الحدیث) تمام اہل محشر انبیاء کرام علیہم السلام سے مدد طلب کرنے کے جواز پر متفق ہوں گے یہ اتفاق اس بنا پر ہوگا کہ اللہ تعالیٰ انہیں الہام فرمائے گا' یہ حدیث انبیاء کرام علیہم السلام سے دنیا اور آخرت میں توسل اور استعانت کے مستحب ہونے کی قوی دلیل ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی راستے سے بھٹک جائے' یا امداد کا طلب گار ہو اور وہ ایسی زمین میں ہو جہاں کوئی غمگسار نہ ہو' تو کہے: یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَغِیْثُوْنِیْ اور ایک روایت میں ہے اَعِیْنُوْنِیْ اے اللہ کے بندو! میری امداد کرو' کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں جنہیں تم نہیں دیکھتے۔

اس حدیث میں صراحت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایسے بندوں سے مدد طلب کرنا اور انہیں ندا کرنا جائز ہے

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

جو غائب ہوں۔

سوال نمبر 3:- درج ذیل عنوانات پر مختصر نوٹ لکھیں؟

کرامت ولی، زیارت قبور کا سنت طریقہ، محبت اہل بیت، اذان علی القبر، اثبات عذاب القبر، تلقین میت

جواب: (ا) کرامت ولی:

اولیاء کرام کی کرامت حق ہے، پس ولی کے لیے کرامت عادت ظاہر ہوتی ہے، مثلاً تھوڑے وقت میں طویل فاصلے کا طے کرنا، بوقت حاجت کھانے، پانی اور لباس کا ظاہر ہونا، پانی پر چلنا، ہوا میں اڑنا، پتھروں اور بے زبان جانوروں کا گفتگو کرنا وغیرہ ذٰلک اور یہ اس رسول کا معجزہ ہے، جس کے ایک امتی کے ہاتھ پر کرامت ظاہر ہوئی ہے، کیونکہ کرامت سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ولی ہے، اور ولی ہرگز نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنی دینداری میں سچا نہ ہو اور اس کی دینداری یہ ہے کہ وہ دل اور زبان سے اپنے رسول کی رسالت کا اقرار کرے۔

(۲) زیارت قبور کا سنت طریقہ:

اس کی دلیل وہ حدیث ہے جو امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صحیح میں روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، اب ان کی زیارت کیا کرو۔

امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت میں اس پر اضافہ ہے کہ زیارت قبور، دلوں کو نرم اور آنکھوں کو اشکبار کرتی ہے، اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے آخری حصے میں جنت البقیع شریف (مدینہ منورہ کے قبرستان) کی طرف تشریف لے جاتے اور فرماتے: اے مومن قوم کے گھر والو! تم پر سلام ہو، کل تمہارے پاس وہ (اجر ثواب) آجائے گا جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا اور ہم ان شاء اللہ تعالیٰ تمہارے پاس پہنچنے والے ہیں۔ اے اللہ! بقیع الغرقد (جنت البقیع شریف) والوں کی مغفرت فرما، اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو زیارت قبور کی دعا سکھائی، جب انہوں نے عرض کیا کہ میں اہل قبور کو کیا کہوں؟ تو آپ نے فرمایا: یوں کہو: تم پر سلام ہو گھروں والے مومنو مسلمانو! اللہ تعالیٰ ہمارے پہلوں اور پچھلوں پر رحم فرمائے، اور ہم ان شاء اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔

س: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: اللہ تعالیٰ قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

لعنت فرمائے۔اس کا کیا مطلب ہے؟

ج: علماء فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس صورت پر محمول ہے جب عورتیں میت کی خوبیاں گنوانے، رونے اور نوحہ کرنے کے لیے قبروں کی زیارت کریں، جیسے کہ ان کی عادت ہے، ایسی زیارت حرام ہے، اور اگر ان مقاصد کے لیے نہ ہو تو حرج نہیں۔

(۳) محبت اہل بیت:

یہ امر آپ کے ذہن میں رہے کہ عوام وخواص میں مشہور ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اور اولاد کی محبت تمام مسلمانوں پر فرض ہے، آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ میں ان کی محبت اور مودت کی ترغیب اور اس کا حکم دیا گیا ہے، اکابر صحابہ کرام، تابعین اور ائمہ سلف صالحین اسی پر عمل پیرا رہے ہیں۔

اہل بیت کرام کی محبت کے واجب ہونے پر دلالت کرنے والی وہ آیت جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا:

اے حبیب! آپ فرما دیجئے کہ اس (تبلیغ دین) پر میں تم سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا سوائے قرابت کی محبت کے۔امام احمد، طبرانی اور حاکم روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کے قریبی رشتہ دار کون ہیں؟ جن کی محبت ہم پر واجب ہے، فرمایا: علی مرتضیٰ، فاطمہ اور ان کے دو بیٹے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

حضرت سعید بن جبیر، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں فرماتے ہیں: مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ داروں کی محبت۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اور جو شخص نیکی کرے ہم اس کے لیے اس میں حسن کا اضافہ کریں گے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں: حسنہ سے مراد آل محمد کی محبت ہے۔

امام ابن ماجہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان لوگوں کا کیا حال ہے کہ جب ان کے پاس ہمارے اہل بیت کا کوئی فرد بیٹھتا ہے تو وہ اپنی گفتگو ختم کر دیتے ہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، کسی شخص کے دل میں اسی وقت ایمان داخل ہو سکتا ہے جب اللہ تعالیٰ کے لیے اور ہماری رشتہ داری کی بنا پر ان سے محبت رکھے۔

(۴) اذان علی القبر:

جائز ہے، کیونکہ اذان ذکر ہے، اور ذکر عبادت ہے، اللہ تعالیٰ اس مقام پر رحمت و برکت نازل فرماتا ہے جہاں اس کا ذکر کیا جاتا ہے، قبر والا رحمت و برکت کا زیادہ مستحق ہے۔

اس پر دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤذن کی مغفرت فرماتا ہے، جہاں

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

تک مؤذن کی آواز پہنچتی ہے (یعنی جتنی دور تک اس کی آواز جائے گی اتنی ہی مغفرت وسیع ہوگی) اور اس کی آواز سننے والی ہر تر اور خشک چیز اس کی مغفرت کی دعا مانگتی ہے۔ (مسند امام احمد بن حنبل: ۲/۱۳۶)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اذان سبب مغفرت ہے اور قبر والا مغفرت کا محتاج ہے علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نماز کے علاوہ بھی اذان سنت ہے جیسے نومولود بچے غم رسیدہ مرگی کے مریض سخت غصے میں مبتلا شخص بد اخلاق انسان یا چار پائے کے مکان میں اذان دینا اسی طرح لشکر کے ہجوم آگ لگنے کے موقع پر اور میت کو قبر میں اتارتے وقت دنیا میں پہلی مرتبہ آمد پر قیاس کرتے ہوئے (یعنی جب بچہ اس دنیا میں آتا ہے اس کے کان میں اذان دی جاتی ہے اسی طرح جب وہ اس دنیا سے رخصت ہو کر قبر میں پہنچا تو اذان دی جائے۔ (در المختار باب الاذان: ۱/۲۵۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث بھی دلیل ہے جسے امام احمد طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا کہ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ دفن کیے گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تسبیح پڑھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی دیر تک آپ کے ساتھ تسبیح پڑھی (یعنی سبحان اللہ سبحان اللہ کہتے رہے) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی تو صحابہ کرام بھی تکبیر کہتے رہے (یعنی اللہ اکبر کہتے رہے) پھر صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے پہلے تسبیح پھر تکبیر کیوں پڑھی؟ آپ نے فرمایا: اس مرد صالح پر اس کی قبر تنگ ہوگئی تھی (ہم نے تسبیح اور تکبیر پڑھی) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی قبر کو وسیع فرما دیا۔

(مسند احمد بن حنبل: ۳/۳۶۰/۳۷۷)

علامہ طیبی ''شرح مشکوٰۃ'' میں اس حدیث کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہم تکبیر کہتے رہے اور تم تکبیر کہتے رہے ہم تسبیح کرتے رہے اور تم تسبیح کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی قبر کشادہ فرما دی۔ (شرح الطیبی: ۱/۲۹۱)

(مطلب یہ کہ اذان بھی تکبیر اور شہادت پر مشتمل ہے صاحب قبر اس کی برکتوں سے مستفید ہوگا)

حضرت سعید بن میسب رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک جنازے میں حاضر ہوئے آپ نے جب جنازے کو لحد میں رکھا تو کہا: بسم اللہ وفی سبیل اللہ (اللہ کے نام سے اور اللہ کی راہ میں) جب لحد برابر کی تو دعا فرمائی: اے اللہ! اس کو شیطان اور عذاب قبر سے محفوظ فرما پھر فرمایا: میں نے یہ دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی۔ (سنن ابن ماجہ: ص/۱۱۲)

کیونکہ سبزہ تسبیح پڑھتا ہے جب ایسا ہے تو اذان بطریق اولیٰ میت کو نفع دے گی جو تکبیر و تہلیل اور دو شہادتوں پر مشتمل ہے نیز اذان شیطان سے پناہ دینے والی ہے اور اس کی پیٹھ پھیرنے والی ہے جیسے حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ جب مؤذن اذان دیتا ہے تو شیطان گوز مارتا ہوا (یعنی ہوا خارج کرتا ہوا) پشت پھیر جاتا ہے۔ (صحیح مسلم: ۱/۱۶۷)

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

نیز حدیث شریف میں ہے: جب کسی بستی میں اذان دی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس دن بستی کو اپنے عذاب سے محفوظ فرما دیتا ہے۔ (الطبرانی الکبیر: ۱/ ۲۵۷، ۲۴۶ ۷)

نیز قبر پر اذان دینے میں میت کا فائدہ ہے، یعنی قبر میں منکر نکیر کے حاضر ہونے کے وقت اسے تلقین کی جارہی ہے، اور اسے نئے ماحول سے مانوس کیا جارہا ہے، اور یہ طریقہ نئے ماحول سے مانوس کیا جارہا ہے، اور یہ امر شرعاً مطلوب ہے حدیث پاک میں ہے کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ جب مجھے دفن کرو تو میری قبر پر مٹی کی کوہان بنانا پھر میری قبر کے پاس اتنی دیر ٹھہرنا جتنی دیر میں اونٹ نحر کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جا سکے یہاں تک کہ میں تمہارے ذریعے انس حاصل کروں اور دیکھوں کہ میں اپنے رب کے بھیجے ہوئے فرشتوں کا کیا جواب دیتا ہوں؟ (مسلم شریف: ۱/ ۷۶)

جب قبر پر مسلمانوں کے صرف کھڑے ہونے کا فائدہ ہے اگر اس کے ساتھ اذان کے کلمات ادا کیے جائیں تو کیا حال ہوگا؟ (یعنی فائدہ کیوں نہ ہوگا؟)

(۵) اثبات عذاب القبر:

اثبات عذاب قبر پر آیات سے دلائل درج ذیل ہیں:

۱- فرعونیوں کو قبر میں صبح و شام آگ کا عذاب دیا جاتا ہے، اور قیامت کے دن ان کے متعلق فرشتوں سے کہا جائے گا کہ انہیں سخت عذاب سے دوچار کیا جائے۔ (القرآن)

۲- قوم نوح پانی میں غرق کیے جانے کے بعد فوراً آگ میں داخل کر دی گئی، کیونکہ ابھی وہ عالم برزخ میں ہیں۔ لہٰذا عالم برزخ کا عذاب ثابت ہوا۔ (القرآن)

اسی طرح احادیث سے بھی عذاب قبر ثابت ہوتا ہے، ان میں سے چند احادیث درج ذیل ہیں:

۱- تم پیشاب کے قطروں سے بچو، کیونکہ اکثر عذاب قبر اس وجہ سے ہوتا ہے۔

۲- قبر، جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

(۶) تلقین میت:

بالغ میت کو دفن کے بعد تلقین کرنا بہت سے علماء کرام کے نزدیک مستحب ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

آپ یاد دلائیے کیونکہ یاد دلانا مومنوں کو فائدہ دیتا ہے۔

شافعیہ، اکثر حنبلیوں، محققین احناف اور مالکیہ نے تلقین کو مستحب قرار دیا ہے یہی وہ حالت ہے جب بندہ یاد دہانی کا بہت ہی محتاج ہوتا ہے۔ ابن تیمیہ نے فتاویٰ میں بیان کیا ہے کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت سے ثابت ہے کہ انہوں نے تلقین کا حکم دیا۔ امام احمد نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں، امام شافعی اور امام احمد کے اصحاب میں سے ایک جماعت نے اسے مستحب قرار دیا، ابن تیمیہ نے یہ بھی کہا کہ یہ امر ثابت ہے

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

کہ قبر والے سے سوال کیا جاتا ہے اور اس کے لیے دعا کا حکم دیا گیا ہے' اسی لیے کہا گیا ہے' کہ تلقین اسے فائدہ دیتی ہے' کیونکہ قبر والا آواز سنتا ہے' جیسے کہ صحیح حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبر والا رخصت کرنے والوں کے جوتوں کی آہٹ کو سنتا ہے' اور یہ بھی فرمایا: تم ہماری گفتگو کو (جنگ بدر کے) مقتولین سے زیادہ سننے والے ہو۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ ملخصاً)

قسم ثانی ...... منطق

سوال نمبر 4:-الرسالة مرتبة على مقدمة وثلث مقالات و خاتمة ۔

(الف) رسالہ کے ان امور پر مرتب ہونے کی وجہ حصر لکھیں نیز رسالہ سے کون سا رسالہ مراد ہے؟ مصنف کا نام بھی لکھیں؟

(ب) فن کی تعریف' موضوع' غرض وغایت اور اہمیت تحریر کریں؟

جواب: (الف) رسالہ کو اجزاء خمسہ پر ترتیب دینے کی وجہ حصر:

ماتن نے اپنے رسالہ کو اجزاء خمسہ مذکورہ پر ترتیب اس لیے دیا ہے کہ جس چیز کا منطق میں جاننا ضروری ہے وہ دو حال سے خالی نہیں یا تو اس میں شروع فی المنطق موقوف ہوگا یا نہ ہوگا' اگر اوّل ہو تو یہ مقدمہ ہے' اور اگر ثانی ہے تو اس میں بحث یا تو مفردات سے ہوگی' یہ مقالہ اوّل ہے' یا بحث مرکبات سے ہوگی' یہ بھی دو حال سے خالی نہیں' یا تو اس میں بحث مرکبات غیر مقصود بالذات ہوگی' یہ مقالہ ثانیہ ہے' یا ان مرکبات سے بحث ہوگی' جو مقصود بالذات ہیں' پھر یہ بھی دو حال سے خالی نہیں' یا تو ان میں بحث باعتبار صورت ہوگی' یہ مقالہ ثالثہ ہے' اور یا بحث باعتبار مادہ ہوگی' اور یہ خاتمہ ہے۔

''رسالہ'' سے مراد اور اس کے مصنف کا نام:

یہاں رسالہ سے مراد ''القطبی فی المنطق'' کا متن ہے' اور اس کا نام ''رسالہ شمسیہ'' ہے' جس کے مصنف کا نام علامہ علی بن عمر بن علی کاتبی رحمہ اللہ تعالیٰ ہے۔ یاد رہے کتاب ''القطبی فی المنطق'' اس کی شرح ہے۔

(ب) فن کی تعریف' موضوع اور غرض وغایت:

۱- تعریف منطق: ایسے قوانین کا جاننا ہے' جن کا لحاظ ذہن کو غور وفکر میں غلطی سے بچائے۔

۲- موضوع: معرف وقول شارح اور دلیل وحجت ہے۔

۳- غرض وغایت: کسی چیز میں غور وفکر کرتے وقت ذہن کو غلطی سے بچانا۔

سوال نمبر 5:- وَهُوَ حُصُولُ صُورَةِ الشَّيْءِ فِي الْعَقْلِ إِشَارَةٌ إِلَى تَعْرِيفِ مُطْلَقِ التَّصَوُّرِ

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

دُوْنَ تَصَوُّرٍ فَقَطْ۔

(الف) مذکورہ عبارت کی تشکیل وترجمہ اورتشریح سپرد قلم کریں؟

(ب) ھُوَ ضمیر کا مرجع بتائیں نیز تصور فقط کی تعریف کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب' ترجمہ اور وضاحت عبارت:

نوٹ: اعراب عبارت پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

اور وہ (علم) کسی چیز کی تصویر کا عقل میں حاصل ہونا ہے' مطلق تصور کی طرف اشارہ ہے' سوائے تصور فقط کے۔

وضاحت: مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ علم کے پانچ معانی میں سے ایک معنیٰ بیان کر رہے ہیں کہ وہ کسی چیز کی صورت کا ذہن میں حاصل ہونا ہے۔ ان الفاظ میں مطلق تصور کی تعریف کی گئی ہے' کیونکہ یہ کسی قید سے آزاد ہوتا ہے۔ یہ تعریف تصور فقط کی نہیں ہو سکتی' کیونکہ وہ قید سے آزاد نہیں ہوتا۔ الغرض مصنف علم کی تعریف اور اس کی تقسیم بیان کرنا چاہتے ہیں۔

(ب) "ھُوَ" ضمیر کا مرجع:

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ عبارت "ھو حصول صورۃ الشیء فی العقل" میں علم کی تعریف بیان کر رہے ہے۔ شارح رحمہ اللہ تعالیٰ اس عبارت میں مذکور "ھُوَ" ضمیر کے مرجع کے حوالے سے بحث کر رہے ہیں کہ اس ضمیر کے مرجع میں دو احتمال ہیں: (i) اس کا مرجع مطلق تصور ہو' (ii) اس کا مرجع تصور فقط ہے۔

"ھُوَ" ضمیر کا مرجع تصور فقط بنانا درست نہیں ہے' اس لیے کہ اگر "ھُوَ" ضمیر کا مرجع تصور فقط بنانے کی صورت میں عبارت "حُصُوْلُ صُوْرَۃِ الشَّیْءِ فِی الْعَقْلِ" سے تصور فقط کی تعریف ہو جائے گی کہ "تصور فقط کسی شیء کی صورت کا عقل میں آنا ہے" تو اس صورت میں یہ تعریف تصور فقط کے مقابل اور قسیم یعنی تصدیق پر بھی صادق آئے گی' اس لیے کہ اس میں بھی "حُصُوْلُ صُوْرَۃِ الشَّیْءِ فِی الْعَقْلِ" ہوتا ہے۔ الغرض! اگر "ھُوَ" ضمیر کا مرجع تصور فقط کو بنائیں تو اس صورت میں یہ تعریف دخول غیر سے مانع نہیں ہوگی اور تعریف کا دخول غیر سے مانع نہ ہونا محال ہے' تو ھُوَ ضمیر کا مرجع تصور فقط کو بنانا بھی محال ہوگا۔ جب "ھُوَ" ضمیر کا مرجع تصور فقط کو بنانا محال ہے تو "ھُوَ" ضمیر کا مرجع مطلق تصور ہی متعین ہوا۔

سوال نمبر 6:- درج ذیل اصطلاحات کی تعریفات لکھیں؟

فکر' دور' تسلسل' ترتیب' لابشرط شیء

جواب: اصطلاحات کی تعریفات:

(۱) فکر: امور معلومہ کو اس طرح ترتیب دینا کہ ذہن امر مجہول تک پہنچ جائے مثلاً جب انسان کی

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

معرفت حاصل کرنے کا ارادہ کریں اور ہمیں حیوان کا علم ہو اور ناطق کا بھی علم ہو، پھر ہم حیوان کو مقدم اور ناطق کو مؤخر کر کے یوں کہیں "حیوان ناطق" اس لیے کہ جنس، فصل پر مقدم ہوا کرتی ہے، تو اس سے ہمیں ایک امر مجہول یعنی انسان کا علم حاصل ہو جائے گا۔

۲-دور: ایک چیز کا موقوف ہونا ہے دوسری ایسی چیز پر کہ وہ دوسری چیز پہلی چیز پر موقوف ہو بشرطیکہ جہت توقف ایک ہو۔

اس کی دو اقسام ہیں:

(i) دور بلا واسطہ، اس کو دور مصرح بھی کہتے ہیں۔

(ii) دور بالواسطہ، اس کو دور مضمر بھی کہتے ہیں۔

۳-تسلسل: امور غیر متناہیہ کا مرتب ہونا۔

۴-ترتیب: متعدد اشیاء کو اس طرح کر دینا کہ ان اشیاء پر ایک نام کا اطلاق کیا جا سکے، اور ان میں سے بعض کی نسبت دوسرے بعض کی طرف تقدم اور تأخر کے ساتھ ہو۔

۵-لابشرط شیء: اس سے مراد مطلق تصور ہے۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) پاکستان

سالانہ امتحان شهادة الثانوية العالية (بی اے-سال اوّل)

(برائے طلباء) الموافق سنة 1443ھ 2022ء

الورقة الأولىٰ: التفسير وأصوله

الوقت المحدد: ثلاث ساعات   مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: آخری سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دوسوال حل کریں۔

قسم اول......تفسیر

سوال نمبر 1:-وإذ كر إذ قال إبراهيم لأبيه وقومه إننى براء   أى برىء مما تعبدون إلا الذى فطرنى خلقنى فإنه سيهدين يرشدنى لدينه ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟۵+۱۰+۵=۲۰

(ب) "إذ قال" سے پہلے "اذکر" کیوں لایا اور "اذکر" کا مخاطب کون ہے نیز بتائیں لأبيه سے کیا مراد ہے والد یا چچا؟۱۰

(ج) "براء" کون سا صیغہ ہے نیز بتائیں إلا الذى میں استثنا کیسا ہے؟۱۰

سوال نمبر 2:-فأقبلت امرأته سارة فى صرة صيحة حال أى جاءت صائحة فصكت وجهها لطمته وقالت عجوز عقيم لم تلد قط ۔

(الف) عبارت کی تشکیل، ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟۵+۱۰+۵=۲۰

(ب) عجوز عقيم ترکیب میں کیا بنتا ہے؟ آپ نے طمانچہ کیوں مارا؟ سارہ کون تھیں؟۱۰

(ج) بغلم عليم کا مفہوم بیان کریں اور اس سے کون مراد ہیں؟۱۰

سوال نمبر 3:-يأيها الذين اٰمنوا لاترفعوا أصواتكم   إذا نطقتم فوق صوت النبى إذا نطق ولا تجهروا له بالقول إذا ناجيتموه كجهر بعضكم لبعض بل دون ذلك إجلالًا أن تحبط أعمالكم وأنتم لاتشعرون   أى خشية ذلك بالرفع والجهر المذكورين ۔

(الف) تفسیری عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز آیت کا شان نزول بیان کریں؟ ۵+۱۰+۵=۲۰

(ب) بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ آداب تحریر کریں نیز آداب حضور علیہ السلام کے

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

ظاہری وصال کے بعد بھی ہیں یا نہیں اور کیوں؟ وجہ بیان کریں؟ ۱۰

(ج) حجرات کی تعریف کریں نیز بتائیں کہ یہ کس کی جمع ہے؟ ۱۰

قسم ثانی ...... اصول تفسیر

سوال نمبر 4:- کوئی سے دو اجزاء کا جواب دیں؟

(الف) قرآن پاک کا اسلوب اور انداز کیسا ہے؟ بیان کریں؟ ۱۰

(ب) قرآن پاک نے جن علوم پنجگانہ کو صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے ان کے نام اور تعارف لکھیں؟ ۱۰

(ج) قرآنی آیات اور اشعار میں فرق تحریر کریں؟ ۱۰

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2022

پہلا پرچہ: تفسیر واصول تفسیر

قسم اول ...... تفسیر

سوال نمبر 1:- وَاذْكُرْ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِينِ يَرْشُدُنِي لِدِينِهِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ و تشریح سپرد قلم کریں؟

(ب) "إذ قال" سے پہلے "اذکر" کیوں نکالا؟ اور "اذکر" کا مخاطب کون ہے نیز بتائیں لأبیہ سے کیا مراد ہے والد یا چچا؟

(ج) "براء" کون سا صیغہ ہے نیز بتائیں إلا الذی میں استثنا کون سا ہے؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ: اور یاد کرو جب حضرت ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے فرمایا: بے شک میں بری ہوں اس سے جس کی تم عبادت کرتے ہو، مگر وہ ذات جس نے مجھے پیدا کیا۔ پس بیشک وہ جلد ہی اپنے دین کی طرف میری راہنمائی کرے گا۔

تشریح العبارۃ: اس آیت مبارکہ میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عرفی باپ یعنی ان کے چچا آزر شرک کرتے تھے۔ اگر عقائد میں تقلید کرنا برحق ہوتا تو یقیناً حضرت ابراہیم ان کی پیروی

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

کرتے۔لیکن آپ نے عقائد میں ان کی تقلید نہیں کی۔ان کے شرک اور بت پرستی سے اعراض کیا اور بیزاری کا اظہار کرنے سے یہ واضح ہو گیا کہ عقائد میں باپ دادا کی تقلید کرنا جائز نہیں ہے۔آپ نے اپنے خالق کا استثناء فرمایا۔سواللہ کے یہ استثناء منقطع ہے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام پہلے ہی ہدایت یافتہ تھے لیکن معرفت الٰہی کے مراتب غیر متناہی ہیں۔یعنی اللہ تعالیٰ ان کو ایک کے بعد دوسرے مرتبہ کی طرف ہدایت کرے گا۔

(ب)"اُذْكُرْ" مقدر کی وجہ:

اُذْكُرْ مقدر نکال کر اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ اِذْ قَالَ الخ کا عامل مقدر ہے اور وہ اُذْكُرْ ہے۔

اُذْكُرْ کا مخاطب: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ہے۔

لابیہ سے مراد: اس سے مراد آپ کے چچا ہیں کہ وہ بت پرست تھے، آپ کے والد نہیں، کیونکہ تمام انبیاء کے والدین کریمین موحد ہوئے ہیں۔

(ج) براء صیغہ:

یہ مصدر کا صیغہ ہے۔

اِلَّا الَّذِیْ میں استثناء: اس استثناء میں دو احتمال ہو سکتے ہیں:

i-اگر اِنَّهُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْاَصْنَامَ پر محمول کریں، تو یہ استثناء منقطع ہوگا۔

ii-اگر اِنَّهُمْ كَانُوْا يُشْرِكُوْنَ مَعَ اللّٰهِ الْاَصْنَامَ پر محمول کریں تو یہ استثناء متصل ہوگا۔

سوال نمبر 2:-فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ سَارَةٌ فِیْ صَرَّةٍ صَيْحَةٍ حَالٌ أَيْ جَاءَتْ صَائِحَةً فَصَكَّتْ وَجْهَهَا لَطَمَتْهُ وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ لَمْ تَلِدْ قَطُّ.

(الف) عبارت کی تشکیل، ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟

(ب) عُجُوْزٌ عقِيمٌ ترکیب میں کیا بنتا ہے؟ آپ نے طمانچہ کیوں مارا؟ سارہ کون تھیں؟

(ج) بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ کا مفہوم بیان کریں اور اس سے کون مراد ہیں؟

جواب: (الف) تشکیل العبارۃ: حرکات وسکنات اوپر لگا دی گئی ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ: آپ کی بیوی یعنی سارہ چیخ و پکار کی حالت میں آئی۔پس اپنے چہرے پر طمانچہ مارا اور کہا: میں بوڑھی ہوں، کبھی اولاد کو جنم نہیں دے سکتی۔

تشریح العبارۃ: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم پر بہت سے انعام فرمائے۔بذریعہ وحی آپ کو حضرت اسحٰق کی پیدائش کی بھی خوشخبری دی۔اور یہ بہت بڑا فضل وانعام ہے۔یہ خوشخبری لانے والے فرشتے تھے، جو حضرت لوط کی قوم کو حکم الٰہی سے عذاب دینے آئے تھے۔جب آپ کو یہ خوشخبری ملی تو حضرت سارہ یہ سن کر

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

حیران ہو گئیں اور اظہارِ تعجب میں اپنے چہرے پر ہاتھ مارا اور کہا کہ میں تو بوڑھی ہو چکی ہوں۔ تو اس حالت میں میں کیونکر بچہ پیدا کر سکتی ہوں؟ مگر اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی چیز محال نہیں۔ وہ ہر شئی پر قادر ہے۔ چنانچہ حسب وعدہ آپ کو بیٹا عطا فرمایا۔

(ب) عُجُوْزٌ عَقِيْمٌ کی ترکیب:

موصوف اور صفت مل کر خبر ہیں مبتداء محذوف کا، جو کہ "انا" ہے۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

طمانچہ مارنے کی وجہ: اظہارِ تعجب کے لیے۔

سارہ کون تھیں؟: آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی اور حضرت اسحٰق کی والدہ تھیں۔

(ج) بغُلٰمٍ عَلِيْمٍ کا مفہوم:

بغلٰم علیم سے مراد ہے کثیر علم والا بڑا عالم۔

بغلٰم علیم سے مراد: اس سے مراد حضرت اسحٰق ہیں۔

سوال نمبر 3: يايها الذين آمنوا لاترفعوا أصواتكم إِذَا انْطَقْتُمْ فوق صوت النبى إِذَا نَطَقَ ولا تجهروا له بالقول إِذَا نَاطَقْتُمُوْهُ كجهر بعضكم لبعض بَلْ دُوْنَ ذٰلِكَ إِجْلَالًا لَهٗ أن تحبط أعمالكم وأنتم لاتشعرون أَىْ خَشْيَةَ ذٰلِكَ بِالرَّفْعِ وَالْجَهْرِ الْمَذْكُوْرَيْنِ ۔

(الف) تفسیری عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز آیت کا شانِ نزول بیان کریں؟

(ب) بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ آداب تحریر کریں نیز آداب حضور علیہ السلام کے ظاہری وصال کے بعد بھی ہیں یا نہیں اور کیوں؟ وجہ بیان کریں؟

(ج) حجرات کی تعریف کریں نیز بتائیں کہ یہ کس کی جمع ہے؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ: (اے ایمان والو! اپنی آوازیں بلند نہ کرو) جب تم نطق کرو (نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز مبارک پر) جب وہ نطق فرمائیں (اور ان سے اونچی آواز میں بات نہ کرو) جب تم ان سے ہم کلام ہو (جیسے کہ آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو) بلکہ آپ کی جلالت و بزرگی کی وجہ سے آپ سے کم مقدار میں بولو (ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو اس کی خبر بھی نہ ہو) یعنی آواز بلند کرنے سے تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں گے۔

آیتِ مبارکہ کا شانِ نزول:

یہ آیت اس شخص سے متعلق نازل ہوئی، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اپنی آوازوں کو بلند

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

کرتا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بیان کردہ روایت کے مطابق یہ آیت ثابت بن قیس بن شماس کے حق میں نازل ہوئی کہ وہ ثقل سماعت کا شکار تھے اور ان کی آواز بات کرنے کے دوران بلند ہو جاتی تھی۔

(ب) بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ آداب:

بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ آداب یہ ہیں:

i- اپنی آواز کو آپ کی آواز پر بلند نہ کیا جائے۔

ii- آپ کے قول وفعل پر اپنے قول وفعل کو مقدم نہ کیا جائے۔

iii- آپ کی بارگاہ میں نہایت نیازمندی اور عاجزی وانکساری کا مظاہرہ کیا جائے۔

iv- آپ کی ندا کی جائے تو نہایت ادب واحترام اور تعظیم واکرام والے القاب استعمال کیے جائیں۔

v- آپ کے سامنے پست آواز میں کلام کیا جائے۔

آداب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری وصال کے بعد بھی ہیں یا نہیں؟

جی ہاں! حضور کا ادب واحترام جس طرح آپ کی حیات طیبہ میں کرنا مقصود ہے بالکل ویسے ہی ظاہری وصال کے بعد بھی لازم ہے۔ آپ اپنی قبر انور میں موجود ہیں۔ ہر چیز آپ کے سامنے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کے جسموں کو کھانا مٹی پر حرام کر دیا ہے۔ اس کی دلیل یوں ہے کہ جب آپ سفر معراج پر گئے تو آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر انور میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

(ج) حجرات کی تعریف:

زمین کا وہ حصہ جس پر دیوار یا اس کی مثل گھیراؤ کیا جائے' حجرات کہلاتا ہے۔

حجرات کا مفرد: اس کا مفرد "حجرۃ" ہے یعنی یہ حجرۃ کی جمع ہے۔

حصہ دوم......اصول تفسیر

سوال نمبر 4:- کوئی سے دو اجزاء کا جواب دیں؟

(الف) قرآن پاک کا اسلوب اور انداز کیسا ہے؟ بیان کریں؟

(ب) قرآن پاک نے جن علوم پنجگانہ کو صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے ان کے نام اور تعارف لکھیں؟

(ج) قرآنی آیات اور اشعار میں فرق تحریر کریں؟

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

جواب: (الف) اسلوب قرآن:

قرآن کریم آخری الہامی کتاب ہے، جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ یہ تمام آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے۔ تمام آسمانی کتب کا احاطہ کیے ہوئے ہے، اس کے تمام مضامین اور حقائق مقتضیٰ محال کے مطابق ہیں۔ اس کا اسلوب اور انداز نہایت دلنشین اور حکیمانہ ہے۔ اس میں اصول دین کو یوں بیان کیا گیا ہے کہ پڑھنے والے کا دل اثر انداز ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس میں احکام اور معاملات کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ بخاری شریف میں ہے "ہر نبی کو ایسی نشانیاں معجزات عطا ہوئے جنہیں دیکھ کر بہت سے لوگ مسلمان ہوئے۔ بے شک جو مجھے عطاء کیا گیا ہے مجھے یقین ہے کہ قیامت کے دن مجھے جاننے والے کثیر تعداد میں ہوں گے"۔

اس کے علاوہ قرآن کریم میں انسان کی سہولت و آسانی کو مدنظر رکھا گیا ہے جس کی وجہ سے اس کی طرف لوگوں کی کشش و میلان اور عملی و قلبی رجحان زیادہ پایا جاتا ہے۔

(ب) علوم پنجگانہ کے نام:

i- علم احکام، ii- علم مناظرہ، iii- علم تذکیر بآلاء، iv- علم تذکیر بایام اللہ

v- علم تذکیر موت اور اس کے بعد ہونے والے واقعات کا بیان۔

علوم پنجگانہ کا تعارف:

اول: علم احکام از قسم واجب مستحب، مکروہ اور حرام احکام خواہ عبادات میں سے ہوں یا معاملات میں سے، تدبیر منزل سے متعلق ہوں یا سیاست مدن سے اس علم کی تفصیل فقہاء کی ذمہ داری ہے۔

دوم: علم مناظرہ چاروں گمراہ فرقوں مثلاً یہود، نصاریٰ، مشرکین اور منافقین کے ساتھ اس علم کی تفریع متکلمین کا کام ہے۔

سوم: علم تذکیر بآلاء اللہ مثلاً زمین و آسمان کے تخلیق کرنے، بندوں کو ان کی ضروریات کا الہام کرنے اور نیز اللہ تعالیٰ کی صفات کاملہ کا بیان۔

چہارم: علم تذکیر بِاَیَّامِ اللہِ یعنی ان واقعات کا بیان جن کو اللہ عز و جل نے ایجاد فرمایا ہے مثلاً اطاعت کرنے والوں کے لیے انعام و جزا اور مجرموں کے لیے تعذیب و سزا۔

پنجم: علم تذکیر موت اور اس کے بعد ہونے والے واقعات کا بیان مثلاً حشر و نشر، حساب میزان، دوزخ و جنت۔ ان علوم کی تفصیل کو محفوظ رکھنا اور ان کے ساتھ مناسب احادیث اور آثار ملحق کرنا واعظوں کا کام ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ج) آیات اور اشعار میں فرق:

اشعار	قرآنی آیات
اشعار علم عروض اور قافیہ کے ساتھ مقید ہوتے ہیں، جن کو خلیل بن احمد نے مدون کیا پھر اس سے شعراء لیتے آئے ہیں۔	قرآنی آیات کا دارومدار مجمل قافیہ اور وزن پر ہوتا ہے یہ دونوں امر طبعی کے مشابہہ ہوتے ہیں۔ علم عروض کی طرح افاعیل اور تفاعیل پر بناء نہیں اور نہ ان قافیوں پر جو معین ہیں جو امر مصنوعی ہیں اور امر اصطلاحی سے تعلق رکھتے ہیں۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باكستان

سالانہ امتحان شهادة الثانوية العالية (بی اے-سال اوّل)
(برائے طلباء) الموافق سنة 1443ھ 2022ء

الورقة الثانية: الحديث وأصوله

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: پہلا اور آخری سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

حصہ اول......حدیث

سوال نمبر1:-عن معاوية قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من يرد الله به خيرا يفقه فی الدين وإنما أنا قاسم والله يعطی .

(الف) حدیث مذکور کا ترجمہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا تعارف تفصیل کے ساتھ لکھیں؟ ۱۵

(ب) توقف فی الدین کے فضائل پر نوٹ لکھیں؟ ۸

(ج) حضور صلی اللہ علیہ وسلم قاسم نعم ہیں قرآن وسنت کے دلائل سے واضح کریں؟ ۷

سوال نمبر2:-عن أنس قال قلما خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم إلا قال لا إيمان لمن لا أمانة له ولا دين لمن لا عهد له .

(الف) حدیث مذکور کا با محاورہ ترجمہ اور خط کشیدہ عبارت پر اعراب لگائیں؟ ۱۰

(ب) پاسداری امانت اور ایفائے عہد پر جامع نوٹ لکھیں؟ ۱۵

سوال نمبر3:-عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حق المسلم على المسلم خمس رد السلام وعيادة المريض واتباع الجنائز وإجابة الدعوة وتشميت العاطس .

(الف) حدیث مذکور کا ترجمہ تحریر کریں؟ ۵

(ب) حق المسلم على المسلم کے آداب تحریر کریں؟ ۲۰

سوال نمبر4:-عن ابن عمر رضی الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لايبيع الرجل على بيع أخيه ولايخطب على خطبة أخيه إلا أن يأذن له

(الف) حدیث کا با محاورہ ترجمہ اور خط کشیدہ عبارت کی نحوی ترکیب لکھیں؟ ۱۵

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ب) مسلمان بھائی کی بیع پر بیع سے کیوں منع کیا گیا؟ دو حکمتیں تحریر کریں؟ ۱۰

حصہ ثانی......اصول حدیث

سوال نمبر 5:- درج ذیل میں سے کوئی سے دو اجزاء حل کریں؟

(الف) حدیث عزیز اور مشہور سے کیا مراد ہے؟ ۱۰

(ب) صحاح ستہ سے کیا مراد ہے؟ ۱۰

(ج) حدیث کا لغوی اور اصطلاحی معنی نیز حدیث حسن سے کیا مراد ہے؟ ۱۰

(د) متواتر، صحیح، معنعن سے کیا مراد ہے؟ ۱۰

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2022

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

حصہ اول: حدیث

سوال نمبر 1:- عن معاوية قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من يرد الله به خيرا يفقه في الدين وإنما أنا قاسم والله يعطى.

(الف) حدیث مذکور کا ترجمہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا تعارف تفصیل کے ساتھ لکھیں؟

(ب) توقف في الدين کے فضائل پر نوٹ لکھیں؟

(ج) حضور صلی اللہ علیہ وسلم قاسم نعم ہیں قرآن وسنت کے دلائل سے واضح کریں؟

جواب: (الف) ترجمۃ الحدیث: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ بوجھ عطا فرما دیتا ہے اور بیشک میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ (مجھے) عطا فرماتا ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا تفصیلی تعارف:

حسب ونسب: معاویہ بن ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی الاموی ابو عبدالرحمٰن (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ)

قبول اسلام: آپ خود اور آپ کے والد ماجد حضرت ابوسفیان فتح مکہ کے موقع پر ایمان لائے اور جنگ حنین میں شرکت فرمائی۔ آپ شروع میں مؤلفۃ القلوب میں سے تھے مگر بعد میں پکے اور سچے مسلمان

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

ہو گئے۔

کاتبین رسول اللہ: آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبین میں سے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے ایک سو تریسٹھ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روایت کی ہیں۔

خلافت: آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر خروج کیا اور اپنا نام خلیفہ رکھا۔ اسی طرح حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ پر خروج کیا اور امام حسن رضی اللہ عنہ نے ان سے علیحدگی اختیار کی۔ اس اعتبار سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ربیع الثانی یا جمادی الاول 41 ہجری تخت خلافت پر متمکن ہوئے۔

مروان حاکم مدینہ مقرر: اسی سال یعنی ۴۱ ہجری کو آپ نے مروان کو حاکم مدینہ مقرر کیا۔ ۴۳ ہجری میں رُخج وغیرہ بلاد بحستان سے وَدان برقہ سے اور کوذی بلاد سوڈان سے فتح ہوئے۔ اسی سال میں انہوں نے اپنے بھائی زیاد بن سفیان کو اپنا خلیفہ بنایا۔ یہ سب سے پہلا قضیہ تھا، جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم میں تغیر پیدا ہوا۔

یزید کے لیے بیعت: اسی سال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے یزید کے لیے اس کے ولی عہد ہونے پر اہل شام سے بیعت لی۔ یہ وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے اپنی زندگی میں اپنے بیٹے کے لیے بیعت کروائی۔ پھر مروان کو حکم دیا کہ اہل مدینہ سے بھی یزید کی بیعت لے۔

وصال: آپ نے ستتر سال کی عمر میں سن 60 ہجری میں وفات پائی۔ باب جابیہ اور باب صغیر کے درمیان مدفون ہیں۔

(ب) تو قف فی الدین کے فضائل:

دین میں فقاہت، دین کی سمجھ بوجھ ایک لامثل نعمت ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے:

ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ جس کسی کو ہدایت دینے کا ارادہ فرماتا ہے، اس کا سینہ اسلام کے لیے کشادہ کر دیتا ہے۔ (الانعام)

پھر ارشاد فرمایا:

ترجمہ: بھلا جس شخص کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لیے کھول دیا تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہو جاتا ہے۔ افسوس! ان لوگوں کے لیے ہلاکت ہے جن کے دل ذکر الٰہی سے (محروم ہو کر) سخت ہو گئے۔ یہی لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔ (الزمر)

دین میں سمجھ بوجھ کے فضائل سے متعلق بہت سی احادیث بھی وارد ہیں :

i- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطاء فرما دیتا ہے اور اسے اپنی ہدایات الہام فرما دیتا ہے۔ اسے امام بزار نے روایت کیا ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

ii- حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اے لوگو! علم سیکھنے سے ہی آتا ہے اور دین کا فہم غور وفکر کے ذریعے۔ اللہ تعالیٰ جس بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی گہری سمجھ عطا فرما دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں سے جو ڈرتے ہیں وہ علماء ہی ہیں (اسے امام طبرانی نے روایت کیا ہے)

iii- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تدبر کے بغیر تلاوت میں کوئی بھلائی نہیں اور نہ ہی دین میں سمجھ بوجھ کے بغیر کوئی عبادت ہے اور فقہ کی ایک مجلس ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے (اسے خطیب بغدادی نے روایت کیا ہے)

iv- حضرت سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ اللہ کی عبادت محض نماز، روزے سے نہیں ہوتی بلکہ اصل عبادت دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنا ہے۔ اسے خطیب بغدادی نے روایت کیا ہے۔

v- حضرت مکحول فرماتے ہیں: فقہ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی کوئی عبادت نہیں۔ یہاں فقہ سے مراد دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنا ہے۔ اسے علامہ ابن القیم نے بیان کیا ہے۔

(ج) حضور صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت قاسم نعم قرآن وسنت سے دلائل:

قرآن وسنت میں بے شمار ایسے دلائل موجود ہیں، جو یہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس سے ہی انعامات الٰہی تقسیم ہوتے ہیں۔

جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

ترجمہ: ''کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے روکیں رک جاؤ''۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

ترجمہ: ''کیا ہی اچھا ہوتا کہ اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور اس کے رسول نے انہیں دیا ہے''۔

یہ آیات مبارکہ اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ ہمیں جو کچھ بھی ملتا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی ملتا ہے۔

اس کا ثبوت حدیث مبارکہ میں بھی بہت زیادہ وارد ہوا ہے۔ چند احادیث بطور دلائل یہ ہیں:

i- حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔ پس بے شک میں ہی قاسم بنایا گیا ہوں۔ میں ہی تم میں (اللہ کی نعمتیں) بانٹتا ہوں۔

ii- حضرت حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: مجھے قاسم بنا کر مبعوث کیا گیا ہے میں ہی تمہارے درمیان (اللہ کی نعمتیں) بانٹتا ہوں۔ (یہ حدیث متفق علیہ ہے)

iii- ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک میں ہی تو قاسم ہوں اور

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

تمہارے درمیان (نعمتیں) بانٹتا ہوں۔

iv- حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے، آپ نے فرمایا: بے شک میں ہی تو خزانچی ہوں۔ پس جس کو میں اپنی خوشی سے عطا کروں، تو اس کے لیے اس میں برکت ڈال دی جاتی ہے۔ جسے اس کے سوال کرنے اور طمع ولالچ کرنے کی وجہ سے دوں، تو وہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص کھانا کھاتا ہو لیکن اس کی بھوک نہ مٹتی ہو۔

(راوی امام مسلم، ابن حبان اور ابویعلیٰ)

v- حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپ سے بہت کچھ سنتا ہوں لیکن بھول جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اپنی چادر پھیلاؤ۔ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی چادر پھیلا دی آپ نے چلو بھر کر اس میں ڈال دیے اور فرمایا: اسے سینے سے لگا لو۔ پس میں نے اسے سینے سے لگا لیا۔ پس اس کے بعد میں کبھی کچھ نہیں بھولا۔ (متفق علیہ)

سوال نمبر 2:- عن انس قال قلما خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم إلا قال لا إيمان لمن لا أمانة له ولا دين لمن لا عهد له.

(الف) حدیث مذکور کا با محاورہ ترجمہ اور خط کشیدہ عبارت پر اعراب لگائیں؟

(ب) پاسداری، امانت اور ایفائے عہد پر جامع نوٹ لکھیں؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبات میں ہمیں یہ تعلیم ارشاد فرماتے: جس میں امانتداری نہیں اس کا کوئی ایمان نہیں اور جو عہد پورا نہ کرے اس کا کوئی دین نہیں۔

(ب) امانت اور ایفائے عہد پر جامع نوٹ:

قرآن وحدیث میں امانت اور ایفائے عہد کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ”اور عہد کو پورا کرو بے شک اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا“۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ”جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدوں کا پاس رکھنے والے ہیں“۔ (المعارج)

ایک اور جگہ نہایت واضح الفاظ میں ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ”جب تم اللہ کا نام لے کر باہم عہد باندھ لو تو اسے پورا کرو اور قسموں کو پکی کرنے کے بعد توڑا نہ کرو“۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

پس ایفائے عہد کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہوگا کہ رب تعالیٰ نے خود اپنے بارے میں قرآن میں ارشاد فرمایا ہے: ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا''۔ اور حدیث مبارکہ میں ہے کہ ''جو وعدے کی پاسداری نہیں کرتا وہ دین کے اعتبار سے کمزور ہے''۔

خلاصہ کلام یہ کہ قرآن اور حدیث مبارکہ سے پاسداری، امانتداری اور ایفائے عہد کی اہمیت وفضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ اور ان کو پورا کرنے پر خاص زور دیا گیا ہے۔

سوال نمبر 3:- عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حق المسلم على المسلم خمس ردالسلام وعبادة المريض واتباع الجنائز وإجابة الدعوة وتشميت العاطس .

(الف) حدیث مذکور کا ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) حق المسلم على المسلم کے آداب تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمۃ الحدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان پر مسلمان کے پانچ حق ہیں: سلام کا جواب دینا، مریض کی بیمار پرسی کرنا، جنازوں کے ساتھ جانا، دعوت قبول کرنا اور چھینک کا جواب دینا۔

(ب) حق المسلم على المسلم کے آداب

i- سلام کا جواب دینا: یعنی جب دو مسلمان آپس میں ملیں تو ایک دوسرے کو سلام کریں، تو دونوں پر لازم ہے کہ وہ ایک دوسرے کے سلام کا جواب دیں؟

ii- بیمار پرسی کرنا: اگر کوئی مسلمان بھائی بیمار ہو، تو اس کی عیادت کے لیے جایا جائے اس کے پاس زیادہ دیر نہ ٹھہرا جائے تاکہ مریض کو مزید تکلیف نہ ہو اور اس کے حق میں شفاء کاملہ کی دعا کی جائے۔

iii- جنازوں کی پیروی کرنا: ایک مسلمان کا حق ہے کہ جب وہ وفات پا جائے تو اس کے جنازے کی پیروی کی جائے اور اس کے پیچھے چلا جائے۔ سنت طریقہ یہ ہے کہ چار آدمی جنازہ اُٹھائیں اور یکے بعد دیگرے چاروں پاؤں کو کندھا دیں اور ہر ایک دس قدم چلے۔

iv- دعوت قبول کرنا: اگر کوئی مسلمان بھائی کسی مسلمان بھائی کو دعوت دے تو اسے چاہیے کہ اس کی دعوت قبول کرے، کیونکہ ایسا کرنے سے آپس کی رنجشیں دور ہو جاتی ہیں۔ پھر داعی کی دلجوئی کا سبب بھی ہے۔

v- چھینک کا جواب دینا: اگر کوئی چھینک مارے تو سننے والے پر واجب ہے کہ اگر چھینک مارنے والا ''الحمد لله'' کہے تو اس کے جواب میں ''يرحمك الله'' کہے۔ لیکن اگر چھینک مارنے والا ''الحمد لله'' نہ کہے تو اس کو جواب نہیں دیا جائے گا۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

سوال نمبر 4:- عن ابن عمر رضى الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لايبيع الرجل على بيع أخيه ولايخطب على خطبة أخيه إلا أن يأذن له .

(الف) حدیث کا با محاورہ ترجمہ اور خط کشیدہ عبارت کی نحوی ترکیب لکھیں؟

(ب) مسلمان بھائی کی بیع پر بیع سے کیوں منع کیا گیا؟ دو حکمتیں تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمۃ الحدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے اور نہ ہی اپنے بھائی کے نکاح کے پیغام پر پیغام بھیجے۔ مگر اس کی اجازت سے (ایسا کر سکتا ہے)

خط کشیدہ عبارت کی نحوی ترکیب:

لا یبیع فعل الرجل فاعل۔ علی جار بیع مضاف۔ اخیہ مضاف اور مضاف الیہ مل کر پھر مضاف الیہ۔ بیع مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور۔ جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو۔ فعل، فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

لایخطب فعل۔ اس میں ھو ضمیر فاعل۔ علی جار خطبة مضاف۔ اخیہ مضاف مضاف الیہ مل کر پھر مضاف الیہ۔ خطبة مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا۔ جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو۔

فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

الا حرف استثناء۔ ان یاذن فعل وفاعل لہ ظرف لغو۔ فعل فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ استثنائیہ ہوا۔

(ب) بیع پر بیع نہ کرنے کی حکمتیں:

مسلمان بھائی کی بیع پر بیع نہ کرنے کی دو حکمتیں یہ ہیں:

i- یہ کہ ایسا کرنے سے فتنہ وفساد اور لڑائی جھگڑے سے بچا جا سکتا ہے۔

ii- ایسا کرنے سے حقوق العباد کی پاسداری بھی ہو جاتی ہے۔

حصہ دوم: اصول حدیث

سوال نمبر 5:- درج ذیل اجزاء حل کریں؟

(الف) حدیث عزیز اور مشہور سے کیا مراد ہے؟

(ب) صحاح ستہ سے کیا مراد ہے؟

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ج) حدیث کا لغوی اور اصطلاحی معنی نیز حدیث حسن سے کیا مراد ہے؟

(د) متواتر، صحیح، معنعن سے کیا مراد ہے؟

جواب: (الف) حدیث عزیز: جس حدیث کے دو راوی ہوں اور پھر سلسلہ سند کے ہر راوی سے کم از کم دو شخص روایت کرتے ہوں۔

حدیث مشہور: وہ حدیث جو دو سے زیادہ طرق سے مروی ہو اور یہ زیادتی حد تواتر سے کم ہو۔

(ب) صحاح ستہ: صحاح ستہ سے مراد چھ مشہور کتب حدیث ہیں جن کے نام یہ ہیں صحیح بخاری شریف، صحیح مسلم شریف، جامع ترمذی، سنن ابوداؤد، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ۔

(ج) حدیث کا لغوی معنی: حدیث کا لغوی معنی ہے "جدید"۔

حدیث کا اصطلاحی معنی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر کو حدیث کہتے ہیں۔

حدیث حسن: وہ حدیث جس کے راوی میں ضبط کم ہو۔

(د) حدیث متواتر: جو حدیث ہر دور میں اتنے کثیر طرق سے مروی ہو کہ ان روایات کا توافق علی الکذب عادۃً محال ہو۔

حدیث صحیح: وہ حدیث ہے جسے عادل، ضابط ایسے ہی راوی سے نقل کرے اور سند کے آخر تک اسی طرح ہو اور اس کی سند متصل ہو۔ نیز اس میں کوئی شاذ بھی نہ ہو اور علت بھی نہ ہو۔

حدیث معنعن: وہ حدیث جس میں راوی عن فلاں عن فلاں کہے۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

سالانہ امتحان شهادة الثانوية العالية (بی اے-سال اوّل)
(برائے طلباء) الموافق سنة 1443ھ 2022ء

الورقة الثالثة: أصول الفقه

الوقت المحدد: ثلاث ساعات — مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: صرف تین سوالات کا حل مطلوب ہے۔

سوال نمبر 1:-وكذلك جواز الإبدال في باب الزكوة ثبت بالنص لا بالتعليل لأن الأمر بإنجاز ما وعد للفقراء......

(الف) قیاس کی لغوی واصطلاحی تعریف لکھیں نیز اس کی شرائط اربعہ میں سے کوئی دو شرطیں مع امثلہ لکھیں؟ ۷+۷+۷=۲۱

(ب) مذکورہ عبارت شوافع کی طرف سے احناف پر ایک اعتراض کا جواب ہے۔ آپ اعتراض و جواب وضاحت کے ساتھ لکھیں؟ ۶+۷=۱۳

سوال نمبر 2:-ثم المستحسن بالقياس الخفي يصح تعديته بخلاف المستحسن بالأثر أو الإجماع أو الضرورة ۔

(الف) مذکورہ عبارت پر حرکات وسکنات لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں نیز استحسان کی تعریف سپردِ قلم کریں؟ ۷+۷+۷=۲۱

(ب) قیاس جلی کے مقابل استحسان بالنص اور استحسان بالضرورت کی امثلہ وضاحت کے ساتھ لکھیں؟ ۶+۶=۱۲

سوال نمبر 3:-وأما حكمه فتعدية حكم النص إلى مالانص فيه ليثبت فيه بغالب الرأي على احتمال الخطاء فالتعدية حكم لازم للتعليل عندنا وعند الشافعي هو صحيح بدون التعدية حتى جوز التعليل بالثمنية ۔

(الف) مذکورہ عبارت پر حرکات وسکنات لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟ ۸+۱۰=۱۸

(ب) تعدیہ حکم سے کیا مراد ہے؟ احناف وشوافع کے اختلاف کی روشنی میں مثال کے ذریعے تعدیہ حکم کی وضاحت فرمائیں؟ ۵+۱۰=۱۵

سوال نمبر 4:-وأما فساد الوضع فمثل تعليلهم لإيجاب الفرقة بإسلام أحد الزوجين

H_M_Hashain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

ولإبقاء النكاح مع ارتداد أحدهما فإنه فاسد في الوضع .

(الف) مذکورہ عبارت پر حرکات وسکنات لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں نیز فسادِ وضع کی تعریف سپردِ قلم کریں؟ ۷+۷+۷=۲۱

(ب) ممانعت في نفس الوصف اور ممانعت في نفس الحكم کی وضاحت کریں؟

۶+۶=۱۲

سوال نمبر 5:- وأما ركنه فما جعل علما على حكم النص مما اشتمل عليه النص وجعل الفرع نظيرا له في حكمه بوجوده فيه وهو الوصف الصالح المعدل بظهور أثره في جنس الحكم المعلل به ونعني بصلاح الوصف ملائمته .

(الف) مذکورہ عبارت پر حرکات وسکنات لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟ ۸+۱۰=۱۸

(ب) ملائمتِ وصف سے کیا مراد ہے؟ مثال سے وضاحت کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

☆☆☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2022

الورقة الثالثة: اصول فقه

سوال نمبر 1:- وكذلك جواز الإبدال في باب الزكوة ثبت بالنص لا بالتعليل لأن الأمر بإنجاز ما وعد للفقراء......

(الف) قیاس کی لغوی واصطلاحی تعریف لکھیں نیز اس کی شرائط اربعہ میں سے کوئی دو شرطیں مع امثلہ لکھیں؟

(ب) مذکورہ عبارت شوافع کی طرف سے احناف پر ایک اعتراض کا جواب ہے۔ آپ اعتراض و جواب وضاحت کے ساتھ لکھیں؟

جواب: (الف) قیاس کا لغوی واصطلاحی معنیٰ:

لغت میں قیاس کا معنی ہے "اندازہ کرنا" جبکہ اصطلاح میں اس کا معنیٰ یہ ہے کہ کسی حکم شرعی کو اصل سے فرع کے لیے ثابت کرنا، کیونکہ فرع میں وہی علت پائی جاتی ہے جو اصل میں پائی جاتی ہے۔ اس لیے اصل والا حکم فرع کی طرف منتقل کر دیا جاتا ہے۔

دو شرطوں کا بیان:

قیاس کی شرائط اربعہ سے دو شرطیں درج ذیل ہیں:

۱- کہ اصل کسی دوسری نص سے اپنے حکم کے ساتھ مختص نہ ہو۔

مثلاً حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کو شہادت کا دو شہادتوں کے قائم مقام ہونا نص سے ثابت ہے اور یہ حکم آپ کے ساتھ ہی مختص ہے۔

۲- یہ کہ منصوص علیہ یعنی اصل خلاف قیاس نہ ہو جیسے بالغ آدمی جب رکوع و سجود والی نماز میں قہقہہ لگائے، تو اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

اب یہ حکم خلافِ قیاس واصل ہے، کیونکہ نقضِ وضو کے لیے بدل سے نجاست کا نکلنا شرط ہے جبکہ قہقہہ نجس نہیں۔

(ب) اعتراض و جواب کی وضاحت:

اعتراض کی تقریر یہ ہے کہ شارع علیہ السلام نے پانچ اونٹوں میں زکوٰۃ ایک بکری متعین فرمائی۔ حدیث پاک میں ہے کہ "پانچ اونٹوں میں ایک بکری ہے" احناف نے علت یہ بیان کی نبی علیہ السلام کا

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

مقصود ومنشاءغرباء کی مدد اور حاجت روائی کرنا ہے پس ضرورت کا پورا ہونا جس طرح بکری سے ہوسکتا کسی دوسری چیز سے بھی ہوسکتا ہے۔لہٰذا بکری کے علاوہ اگر اور چیز ادا کر دی جس سے ضرورت پوری ہو سکے تو یہ جائز ہے۔لہٰذا بکری کی قیمت ادا کرنا بھی جائز ہے۔چونکہ نص میں بکری کا ذکر ہے اس لیے اس تعلیل سے مقیس علیہ کا حکم متغیر ہو جائے گا۔پس بعد از تعلیل بکری کی بجائے اس کی قیمت ادا کرنا بھی جائز ہے۔

اس کا جواب یوں دیا جائے گا کہ بکری کی بجائے اس کی قیمت اداء کرنے کا جواز نص سے ثابت ہے تعلیل سے نہیں' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق سے رزق کا وعدہ فرمایا ہے۔اور ہر ایک کو رزق دینے کے مختلف طریقے متعین فرمائے۔غنی لوگوں کے لیے تجارت کا طریقہ اور غرباء کے لیے امراء کے مال سے ان کا حصہ مقرر فرما کر۔مثلاً پانچ اونٹوں میں ایک بکری متعین کر کے۔اب بکری تمام ضروریات کو پورا نہیں کر سکتی' کیونکہ کھانے پینے کے ساتھ ساتھ مسکن و ملبس بھی ضروریات سے ہیں۔اپنی بکری کی بجائے اس کی قیمت کا حکم بھی اللہ تعالیٰ نے ہی دیا ہے۔معلوم ہوا کہ یہ تبدیلی تعلیل سے نہیں بلکہ نص سے ثابت ہے۔پس اعتراض نہ ہوگا۔

سوال نمبر 2:-ثُمَّ الْمُسْتَحْسَنُ بِالْقِيَاسِ الْخَفِيِّ يَصِحُّ تَعْدِيَتُهُ بِخِلَافِ الْمُسْتَحْسِنِ بِالْأَثَرِ أَوِ الْإِجْمَاعِ أَوِ الضَّرُوْرَةِ

(الف) مذکورہ عبارت پر حرکات وسکنات لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں نیز استحسان کی تعریف سپردِ قلم کریں؟

(ب) قیاس جلی کے مقابل استحسان بالنص اور استحسان بالضرورت کی امثلہ وضاحت کے ساتھ لکھیں؟

جواب:(الف) حرکات وسکنات: اوپر لگا دیے گئے۔

ترجمۃ العبارۃ: پھر وہ حکم جو قیاس خفی کے ذریعے مستحسن ہوا اس کا تعدیہ درست ہے بخلاف اس حکم مستحسن کے کہ حدیث' یا اجماع یا ضرورت سے ثابت ہو (اس کا تعدیہ درست نہیں)

استحسان کی تعریف: قیاس خفی کو استحسان کہتے ہیں۔

(ب) استحسان بالنص کی مثال:

قیاس جلی کے مقابل استحسان بالنص کی مثال یہ ہے کہ اگر ایک جماعت کسی جگہ چوری کرنے کے لیے داخل ہوئی۔اب ان میں ایک فرد مال چوری کر کے باہر آ جاتا ہے۔اب قیاس جلی کا یہی تقاضا ہے کہ ہاتھ صرف اسی شخص کا کاٹا جائے جس نے مال چوری کیا پوری جماعت کا نہیں' کیونکہ پوری جماعت تو اخراجِ مال میں شریک نہیں۔لیکن استحسان کا تقاضا یہ ہے کہ پوری جماعت کا ہاتھ کاٹا جائے' کیونکہ ساری جماعت نے مال نکالنے میں اس کی مدد کی۔پس مال کا نکالنا سب کی طرف منسوب ہے صرف اسی ایک شخص کی طرف

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

سے نہیں۔

استحسان بالضرورت کی مثال:

قیاس جلی کے مقابلہ میں استحسان بالضرورت کی مثال یہ ہے کہ جنگلی کنوؤں میں اگر تھوڑی مقدار میں مینگنیاں گر جائیں تو قیاس جلی کا تقاضا یہ ہے کنواں ناپاک ہو جائے' کیونکہ قلیل پانی میں اگر تھوڑی سی نجاست بھی گر جائے تو ناپاک ہو جاتا ہے۔لیکن استحسان اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ناپاک نہ ہو' کیونکہ ضرورت ہے۔اگر ناپاکی کا حکم لگایا جائے تو جنگل میں کوئی کنواں بھی پاک نہ ملے۔جنگلی جانور وہاں آتے جاتے ہیں۔ہوائیں چلتی رہتی ہیں' مینگنیاں خشک ہو کر کنوؤں میں گرتی رہتی ہیں۔پاک کر بھی لیا جائے تو فوراً دوبارہ مینگنیاں گر جائیں گی۔اس لیے ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہی حکم لگایا جائے گا کہ کنواں ناپاک نہ ہو۔پس علمائے احناف نے اثر باطنی کے قوی ہونے کی وجہ سے استحسان کو ترجیح دیتے ہوئے یہ حکم صادر فرمایا کہ کنواں ناپاک نہ ہوگا۔

قال المصنف: وَأَمَّا حُكْمُهُ فَتَعْدِيَةُ حُكْمِ النَّصِّ إِلَى مَا لَا نَصَّ فِيهِ لِيَثْبُتَ فِيهِ بِغَالِبِ الرَّأْيِ عَلَى احْتِمَالِ الْخَطَاءِ فَالتَّعْدِيَةُ حُكْمٌ لَازِمٌ لِلتَّعْلِيلِ عِنْدَنَا وَعِنْدَ الشَّافِعِي هُوَ صَحِيحٌ بِدُونِ التَّعْدِيَةِ حَتّٰى جَوَّزَ التَّعْلِيلَ بِالثَّمَنِيَّةِ.

(الف) مذکورہ عبارت پر حرکات وسکنات لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) تعدیہ حکم سے کیا مراد ہے؟ احناف و شوافع کے اختلاف کی روشنی میں مثال کے ذریعے تعدیہ حکم کی وضاحت فرمائیں۔

جواب: (الف) **حرکات وسکنات:** اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ: اور اے پر حکم قیاس پس وہ نص کے حکم کا تعدیہ کرنا ہے۔اس کی طرف جس میں نص نہیں' تا کہ حکم ثابت ہو جائے اس فرع میں غالب رائے سے احتمالِ خطاء کے ساتھ۔پس تعدیہ ہمارے نزدیک تعلیل کے لیے حکم لازم ہے۔امام شافعی کے نزدیک بغیر تعدیہ کے بھی تعلیل درست ہے۔اسی لیے امام شافعی نے حرمتِ ربوٰا میں ثمنیت کو علت قرار دیا ہے۔

(ب) تعدیہ حکم کا مطلب:

دراصل یہاں سے مصنف قیاس کا حکم بیان فرما رہے ہیں کہ قیاس کا حکم لازم یہ ہے کہ نص کا حکم یا اس حکم کی مثل اس شئی کی طرف متعدی کرنا کہ جس میں نص نہ ہو۔یہی تعدیہ حکم سے مراد ہے کہ حکم نص کو دوسرے کی طرف متعدی کرنا۔

امام شافعی کا مؤقف: امام شافعی کے نزدیک تعلیل بغیر تعدیہ کے بھی درست ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

احناف کا موقف: احناف کے نزدیک تعدیہ تعلیل کے لیے ضروری ہے۔ تعلیل وقیاس بغیر تعدیہ کے صحیح نہیں۔

اگر علت منصوصہ ہو یا مجمع علیہا ہو تو فریقین کے نزدیک وہ علت درست ہے کوئی اختلاف نہیں۔ لیکن علتِ مستنبطہ میں فریقین کا اختلاف ہے۔ امام شافعی کے نزدیک حرمتِ ربوٰا کی علت ثمنیت ہے اسی لیے سونا چاندی کے علاوہ میں امام شافعی کے نزدیک زیادتی جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک حرمتِ ربوٰا کی علت ثمنیت نہیں بلکہ قدر وجنس ہے۔ اس لیے سونا چاندی کے علاوہ ہر چیز میں تفاضل جائز نہیں جس میں قدر وجنس متحد ہو۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک وہی وصف علت بن سکتا ہے جو متعدی ہو۔ اب ثمنیت چونکہ متعدی نہیں، کیونکہ یہ علت صرف سونا چاندی میں ہی پائی جاتی ہے اس کے علاوہ میں نہیں، پس ثمنیت علت قاصرہ کہلائے گی متعدی نہیں کہلائے گی حالانکہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک علت کا متعدی ہونا ضروری ہے۔

امام شافعی کے نزدیک علت کا متعدی ہونا کوئی ضروری نہیں بلکہ علت قاصرہ بھی علت بن سکتی ہے۔ اس لیے ان کے نزدیک ثمنیت کو علت قرار دینا درست ہے۔ اور انہوں نے ثمنیت کو حرمت ربوٰا کی علت قرار دے دیا۔ جبکہ امام صاحب نے فرمایا: جنس وقدر کا متحد ہونا حرمتِ ربوٰا کی علت ہے۔

سوال نمبر 4:- وَأَمَّا فَسَادُ الْوَضْعِ فَمِثْلُ تَعْلِيلِهِمْ لِإِيْجَابِ الْفُرْقَةِ بِإِسْلَامِ أَحَدِ الزَّوْجَيْنِ وَلِإِبْقَاءِ النِّكَاحِ مَعَ اِرْتِدَادِ أَحَدِهِمَا فَإِنَّهُ فَاسِدٌ فِي الْوَضْعِ .

(الف) مذکورہ عبارت پر حرکات وسکنات لگا کر سلیس اردو میں ترجمہ کریں نیز فسادِ وضع کی تعریف سپردِ قلم کریں؟

(ب) ممانعت فی نفس الوصف اور ممانعت فی نفس الحکم کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) حرکات وسکنات: اوپر لگا دیے گئے۔

ترجمۃ العبارۃ: ''اور اے پر فسادِ وضع' (یہ ایسے ہے جیسا کہ) شوافع کا زوجین میں سے ایک اسلام کو وجوب فرقت کی علت قرار دینا اور ان دونوں میں سے ایک کے ارتداد کو نکاح کے باقی رہنے کی علت قرار دینا یہ اس لیے درست نہیں کہ تعلیل باعتبار وضع کے فاسد ہے''۔

فسادِ وضع کی تعریف:

اصل اور بنیاد میں فساد کا واقع ہونا اس کا لغوی معنیٰ ہے۔ اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ علت اس کے تقاضا کے خلاف حکم کا مرتب ہونا فسادِ وضع کہلاتا ہے۔

(ب) ممانعت فی نفس الوصف کی وضاحت:

ممانعت فی نفس الوصف کا مفہوم یہ ہے کہ متدل نے حکم کی جو وصف اور علت بیان کی اس کا انکار کر

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

دے اور یوں کہے کہ اس حکم کی کوئی دوسری شئی ہے وہ نہیں جو آپ نے بیان کی۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ امام شافعی فرماتے ہیں کہ روزہ کا کفارہ تب لازم ہوگا جب روزہ جماع کے ذریعے ٹوٹے۔ کھانے پینے کی وجہ سے نہیں۔ احناف کا یہ موقف ہے کہ کفارہ کا سبب وہ نہیں جو آپ نے بیان کیا ہے ورنہ تو بھول کر جماع کرنے سے بھی کفارہ لازم ہونا چاہیے حالانکہ بھول کر جماع کرنے سے شوافع کے نزدیک بھی کفارہ لازم نہیں۔ پس ثابت و معلوم ہوا کہ علتِ کفارہ جماع نہیں بلکہ جان بوجھ کر وہ بھی بغیر عذر کے روزہ توڑنا ہے۔ خواہ جماع سے توڑے یا کسی اور وجہ سے۔

ممانعت فی نفس الحکم کی وضاحت:

ممانعت فی نفس الحکم کا مفہوم یہ ہے کہ معترض متدل سے یوں ہے کہ ہم یہ تو مانتے ہیں کہ وصف موجود ہے اور اس میں حکم کو ثابت کرنے کی صلاحیت بھی ہے لیکن اس وصف سے وہ حکم ثابت نہیں ہوتا جو آپ نے کیا ہے بلکہ اس وصف سے کوئی دوسرا حکم ثابت ہوتا ہے۔

اس کی مثال یوں سمجھیں کہ امام شافعی کے نزدیک سر کے مسح میں تثلیث سنت ہے کیونکہ سر کا مسح وضو کا رکن ہے۔ تو جس طرح وضو کے باقی ارکان یعنی غسل الید، غسل الوجہ اور غسل الرجل تین تین بار سنت ہے اسی طرح سر کا مسح بھی تین بار کرنا سنت ہے تو امام شافعی نے تثلیثِ مسح رأس کے لیے اعضاءِ مغسولہ کو تین بار دھونے کو علت قرار دیا ہے۔ اب معترض نے اس بات کا انکار کر دیا کہ مسح رأس میں تثلیث سنت ہے۔ اعتراض کیا کہ مسح ایک بار ہی سنت ہے تین بار نہیں۔ رہا کہ اعضاءِ مغسولہ کو تین بار دھونا اس لیے ہوتا ہے تاکہ فرض کی تکمیل ہو جائے نہ کہ مسنون و سنت کے لیے۔ اب چہرہ دھونا ضروری فرض ہے۔ اس لیے اس کی تکمیل تین بار دھونے سے ہی ہوگی۔ بخلاف مسح رأس کے کہ سارے سر کا مسح فرض نہیں یعنی ایک بار بھی مسح کر لیا تو اس کی تکمیل ہو جائے گی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جن اعضاء میں استیعاب فرض ہے ان کی تکمیل تین بار دھونے سے ہوگی اور جہاں استیعاب فرض نہیں وہاں ایک بار کرنے سے اس کی تکمیل ہو جائے گی تین بار ضروری نہیں۔

سوال نمبر 5:- وَأَمَّا رُكْنُهُ فَمَا جَعَلَ عَلَمًا عَلٰى حُكْمِ النَّصِّ مِمَّا اشْتَمَلَ عَلَيْهِ النَّصُّ وَجُعِلَ الْفَرْعُ نَظِيرًا لَّهُ فِي حُكْمِهِ بِوُجُوْدِهٖ فِيْهِ وَهُوَ الْوَصْفُ الصَّالِحُ الْمُعَدِّلُ بِظُهُوْرِ أَثَرِهٖ فِي جِنْسِ الْحُكْمِ الْمُعَلَّلِ بِهٖ وَنَعْنِيْ بِصَلَاحِ الْوَصْفِ مَلَائِمَتُهٗ۔

(الف) مذکورہ عبارت پر حرکات و سکنات لگا کر سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) ملایمت وصف سے کیا مراد ہے؟ مثال سے وضاحت کریں؟

جواب: (الف) حرکات و سکنات: اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ: ''اور اے پر اس کا رکن تو وہ وہ وصف ہے جسے حکمِ نص پر علامت قرار دیا گیا ہو۔ اس

Madaris News Official

H_M_Hasnain_Asadi

Dars e Nizami All Board Books

حال میں کہ وہ وصف ان اوصاف میں ہو جن پر نص مشتمل ہے۔ فرع کو اصل کی نظیر بنایا گیا ہو اصل کے حکم میں اس وصف اصلی کے فرع میں پائے جانے کی وجہ سے اور یہ وصف وہ وصف ہے صالح اور معدل ہو حکم معلل بہ کی ہم جنس میں وصف کا اثر ظاہر ہونے کی وجہ سے۔ ہماری مراد صلاح وصف سے وصف کی موافقت ومناسبت ہے“۔

(ب) ملایمتِ وصف کا مطلب:

ملایمتِ وصف سے مراد یہ ہے کہ وصف ان علتوں کے موافق ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحابِ رسول سے ثابت ہیں اور منقول ہیں جیسا کہ ہم کہتے ہیں ثیبہ صغیرہ کے متعلق کہ اس کا جبراً نکاح اس کی رضامندی کے بغیر درست ہے، چونکہ وہ صغیرہ ہے اس لیے باکرہ کے مشابہہ ہوگئی، پس صغر کو ولایت کی علت قرار دینا وصفِ موافق کے ساتھ تعلیل ہے، کیونکہ صغر ولایتِ نکاح میں مؤثر ہے کہ صغر کے ساتھ عجز وابستہ ہے جیسا کہ (بلی کے جھوٹا) میں طواف حکم کی تاثیر ہے، کیونکہ اسی طواف میں ضرورت وابستہ ہے کہ بار بار گھروں میں آتی جاتی ہے۔ لہٰذا اسی طواف کو حکم کی علت قرار دیا گیا۔ اس پر فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم شاہد ہے۔ آپ نے فرمایا بلی نجس نہیں (یعنی اس کا جھوٹا نجس نہیں)، کیونکہ وہ طوافین میں سے ہے“۔ موافقت کے بغیر وصف پر عمل درست نہیں، کیونکہ وصف امر شرعی ہے اس لیے اس کی موافقت بھی ضروری ہے۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

سالانہ امتحان شهادة الثانوية العالية (بی اے-سال اوّل)
(برائے طلباء) الموافق سنة 1443ھ 2022ء

الورقة الرابعة: الفقه

الوقت المحدد: ثلاث ساعات　　　　　　مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: کوئی سے تین سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1:-وإذا طلق امرأته طلاقا بائنا أو رجعيالم يجزله أن يتزوج بأختها حتى تنقضي عدتها

(الف) مذکورہ عبارت پراعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) مذکورہ مسئلہ میں اختلاف ائمہ مع دلائل بیان کریں؟ ۱۲

(ج) حالت احرام میں نکاح کے بارے اختلاف ائمہ بالتفصیل لکھیں؟ ۱۲

سوال نمبر 2:-وتعتبر الكفاءة أيضا في الدين وتعتبر في المال .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں؟ کفاءت کا لغوی اور اصطلاحی معنی لکھیں؟ ۱۰

(ب) کفاءت فی الدین میں امام صاحب اور امام محمد کا اختلاف دلائل کے ساتھ بیان کریں؟ ۱۰

(ج) کتنے مال میں کفاءت معتبر ہے؟ مقدار بیان کریں؟ کیا فقیر عورت غنی کا کفو ہوسکتی ہے؟ ۷+۶=۱۳

سوال نمبر 3:- الطلاق على ضربين صريح و كناية فالصريح قوله أنت طالق ومطلقة وطلقتك فهذا يقع به الطلاق الرجعي لأن هذه الألفاظ تستعمل فى الطلاق ولا تستعمل فى غيره فكان صريحا وإنه يعقب الرجعة بالنص .

(الف) عبارت پراعراب لگا کر نفس مسئلہ کی وضاحت کریں؟ ۱۰

(ب) طلاق حسن، احسن اور بدعی میں سے ہر ایک کی تعریف اور حکم بیان کریں؟ ۶×۳=۱۸

(ج) نکاح متعہ کی تعریف وحکم سپرد قرطاس کریں؟ ۵

سوال نمبر 4:-(الف) درج ذیل اصطلاحات میں سے صرف چھ کی تعریفات کریں؟ ۵×۶=۳۰

خلوت صحیحة، خلوت فاسده، یمین لغو، عدت، متوفی عنها زوجها، خلع، ایلاء، ظهار

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ب) اکثر مدت حمل کتنی ہے؟ ۳

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2022

چوتھا پرچہ: فقہ

سوال نمبر 1:- وَإِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ طَلَاقًا بَائِنًا أَوْ رَجْعِيًا لَمْ يَجُزْ لَهُ أَنْ يَتَزَوَّجَ بِأُخْتِهَا حَتّٰى تَنْقَضِي عِدَّتِهَا ۔

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) مذکورہ مسئلہ میں اختلاف ائمہ مع دلائل بیان کریں؟

(ج) حالت احرام میں نکاح کے بارے اختلاف ائمہ بالتفصیل لکھیں؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

ترجمہ: اور جب طلاق دے کوئی شخص اپنی عورت کو بائنہ یا رجعی' تو اس کی بہن سے نکاح کرنا جائز نہیں تاوقتیکہ اس کی عدت پوری نہ ہو جائے۔

(ب) اختلاف آئمہ مع دلائل:

مذکورہ مسئلہ میں اختلاف آئمہ مع دلائل یہ ہیں:

احناف کا مؤقف: احناف کے نزدیک اگر کوئی شخص اپنی عورت کو طلاق بائنہ یا طلاق رجعی دے دے' تو جب اس عورت کی عدت پوری نہ ہو تب تک اس کی بہن سے نکاح کرنا حرام ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ پہلا نکاح احکام باقی رہنے کی وجہ سے نکاح ہے۔ بلکہ اس کے احکام مثلاً عورت کو نان ونفقہ دینا' رہائش وغیرہ باقی ہے۔

شوافع کا مؤقف: امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: اگر اس عورت کی عدت طلاق بائنہ یا تین طلاقوں والی ہو' تو مرد کے لیے اس کی بہن سے شادی کرنا جائز ہے' کیونکہ ان صورتوں میں نکاح باطل ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ حرمت کا علم رکھتے ہوئے' اس سے وطی کرنے پر حد واجب ہو جاتی ہے۔

احناف اس کا جواب یوں دیتے ہیں کہ حد کے مسئلہ کو تو ہم اوّلاً مانتے ہی نہیں اور اگر فرض کیا کہ مان بھی لیں تو حلیت کے حق میں مرد کی ملکیت ختم ہو چکی ہے۔ اس لیے اگر وطی کرے گا تو وہ زنا شمار ہوگا۔ مذکورہ مسئلہ میں چونکہ ملکیت ابھی باقی ہے' اس لیے دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا لازم آئے گا' جو کہ جائز نہیں ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ج) حالت احرام میں نکاح:

عندالاحناف حالت احرام میں محرم اور محرمہ کا نکاح جائز ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے حالت احرام میں نکاح کیا۔

امام شافعی کے نزدیک ناجائز ہے۔ ان کی دلیل یہ حدیث مبارکہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا ینکح المحرم ولا ینکح ۔ احناف کہتے ہیں کہ امام شافعی کی یہ بیان کردہ روایت وطی پر محمول ہے۔

سوال نمبر 2:-وتعتبر الكفاءة أيضا في الدين وتعتبر في المال .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں؟ کفاءت کا لغوی اور اصطلاحی معنی لکھیں؟

(ب) کفاء ت فی الدین میں امام صاحب اور امام محمد کا اختلاف دلائل کے ساتھ بیان کریں؟

(ج) کتنے مال میں کفاءت معتبر ہے؟ مقدار بیان کریں؟ کیا فقیر عورت غنی کا کفو ہو سکتی ہے؟

جواب: (الف) عبارت کا ترجمہ: کفاءت کا دین میں بھی اعتبار کیا جاتا ہے اور مال میں کفاءت معتبر ہے۔

کفاءت کا لغوی معنی: برابری، ہمسری۔

کفاءت کا اصطلاحی معنی: عقد نکاح میں میاں بیوی کا حسب ونسب، حسن و جمال، دین و مال اور عمر میں ایک دوسرے کے ہم سر ہونا۔

(ب) کفاء ت فی الدین میں امام صاحب کا مؤقف:

امام صاحب کے نزدیک کفاء ت فی الدین معتبر ہے اور یہی قول صحیح ہے کیونکہ دین و دیانت اعلیٰ مفاخر سے ہے۔ عورت کو فسق زوج کے سبب بھی شرمندگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، پس یہ معتبر ہے۔

امام محمد کا مؤقف: امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کفاء ت فی الدین معتبر نہیں ہے، کیونکہ یہ امور آخرت سے ہے۔ لہٰذا دنیا کے احکام اس پر لاگو نہیں ہوں گے۔

(ج) کفاء ت فی المال کی مقدار:

مال کی مقدار یہ ہے کہ شوہر مہر اور نفقہ کا مالک ہو۔ اگر ان میں سے ایک چیز کا مالک نہیں تو کفو نہ ہوگا، کیونکہ مہر بدل ہے بضع کا جس کا ادا کرنا ضروری ہے اور نفقہ کی وجہ سے رشتہ ازدواج قائم و باقی رہتا ہے۔

فقیر عورت کا غنی کا کفو ہونا:

امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کفاء ت فی الغنی معتبر ہے، کیونکہ لوگ غنی ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے پر فخر کرتے ہیں اور فقر کی وجہ سے عار دلاتے ہیں۔ جبکہ امام ابو

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کفاءت فی الغنی معتبر نہیں۔ ان کی دلیل ہے: لانه لاثبات له اذا المال غاد ورائع ۔ لہٰذا آپ کے نزدیک فقیر عورت غنی کا کفو ہو سکتی ہے۔

سوال نمبر3:- اَلطَّلَاقُ عَلٰی ضَرْبَیْنِ صَرِیْحٌ وَکِنَایَةٌ فَالصَّرِیْحُ قَوْلَهٗ أَنْتِ طَالِقٌ وَمُطَلَّقَةٌ وَطَلَّقْتُكِ فَهٰذَا یَقَعُ بِهِ الطَّلَاقُ الرَّجْعِیُّ لِأَنَّ هٰذِهِ الْأَلْفَاظَ تُسْتَعْمَلُ فِی الطَّلَاقِ وَلَا تُسْتَعْمَلُ فِیْ غَیْرِهٖ فَکَانَ صَرِیْحًا وَإِنَّهٗ یُعْقِبُ الرَّجْعَةَ بِالنَّصِّ ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر نفس مسئلہ کی وضاحت کریں؟

(ب) طلاق حسن، احسن اور بدعی میں سے ہر ایک کی تعریف اور حکم بیان کریں؟

(ج) نکاح متعہ کی تعریف و حکم سپرد قرطاس کریں؟

جواب: (الف) اعراب اور مسئلہ کی وضاحت:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں جبکہ مسئلہ کی وضاحت حسب ذیل ہے:

طلاق کی دو قسمیں ہیں: (۱) طلاق صریح، (۲) طلاق کنایہ۔ اس عبارت میں طلاق صریح کے الفاظ اور اس کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ طلاق صریح وہ ہے جس کے عائد کرنے کے لیے شوہر الفاظ صریحہ استعمال کرے مثلاً وہ اپنی زوجہ سے کہے: اَنْتِ طَالِقٌ، اَنْتِ مُطَلَّقَةٌ، طَلَّقْتُكِ۔ ان الفاظ سے بیوی کو ایک طلاق رجعی واقع ہو گی، اس میں نیت کی بھی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ ان الفاظ کا استعمال ہی صراحتاً ہوتا ہے جس میں نیت اور قرینہ کی ضرورت نہیں ہے۔ تاہم ان الفاظ کے علاوہ شوہر نے غیر صالح الفاظ کہے تو نیت کے بغیر طلاق واقع نہیں ہو گی مثلاً اس نے اپنی زوجہ سے مخاطب ہو کر کہا: اَنْتِ مُطَلَّقَةٌ، تو اس صورت میں نیت طلاق ضروری ہے اور نیت کے بغیر طلاق واقع نہیں ہو گی۔

(ب) طلاق حسن، طلاق احسن اور طلاق بدعی کی تعریف:

طلاق کی تین اقسام ہیں: (۱) احسن، (۲) حسن، (۳) بدعی۔ ان میں سے ہر ایک کی تعریف حسب ذیل ہے:

۱- طلاق احسن: وہ یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو حیض بند ہونے کے بعد آئندہ طہر میں جماع کرنے سے قبل ایک طلاق رجعی دے، تاکہ رجوع کرنے کی صورت میں اسے کوئی دقت و پریشانی نہ ہو۔ صحابہ کرام، تابعین اور فقہاء کرام نے اس طریقہ کو اپنایا، یہ طریقہ بہتر ہونے کی وجہ سے اس طلاق کو "طلاق احسن" کہا جاتا ہے۔ اس کو احسن کہنے کی ایک عقلی دلیل یہ بھی ہے کہ اس طلاق میں دوران عدت رجوع کی گنجائش رہتی ہے اور انقضائے عدت کے بعد بھی بدون حلالہ نکاح ثانی کی اجازت ہوتی ہے۔

۲- طلاق حسن: یہ ایسی طلاق ہے جو طلاق سنت بھی کہلاتی ہے، یہاں مسنون امر مراد نہیں ہے جس کے

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

کرنے پر ثواب ملتا ہے بلکہ سنت سے مراد مباح و جواز کے معنیٰ میں ہے۔اس کی صورت یہ ہے کہ شوہر اپنی زوجہ کو تین متفرق طہر میں تین طلاقیں دے۔اس پر دلیل حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا واقعہ ہے کہ جب انہوں نے حالت حیض میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی'اس بارے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپ نے فرمایا: **قد اخطأت السنة** یعنی ''اے ابن عمر! تم نے سنت طریقہ کی خلاف ورزی کی ہے'یاد رکھو! سنت طریقہ یہ ہے کہ طہر کا انتظار کرو اور ہر طہر میں بیوی کو ایک طلاق دو''۔

۳-طلاق بدعی: یہ وہ طلاق ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو ایک کلمہ سے تین طلاقیں یا ایک ہی طہر میں تین طلاقیں دے۔اس کو بدعی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس طرح طلاق دینا سنت طریقہ کے خلاف یا ہمارے عام رواج کے خلاف ہے۔یہ طلاق بھی واقع ہو جاتی ہے خواہ شوہر گناہگار ہو گا اور بیوی اس پر حرام قرار پائے گی۔اسی طرح حیض کے ایام میں بیوی کو طلاق دینا اور اس کی عدت کو دراز کرنا بھی گناہ ہے'اور اس سے رجوع درست نہ ہوگا۔

(ج) نکاح متعہ کی تعریف وحکم:

اور نکاح متعہ باطل ہے'اور وہ یہ ہے کہ کوئی مرد کسی عورت سے کہے کہ میں اتنا مال دے کر اتنی مدت تک تم سے نفع اٹھاؤں گا۔امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ متعہ جائز ہے'اس لیے کہ (ابتدائے اسلام میں) وہ مباح تھا۔لہٰذا اس وقت تک باقی رہے گا جب تک کہ اس کا ناسخ نہ ظاہر ہو جائے۔ہم کہتے ہیں کہ اجماع صحابہ سے نسخ ثابت ہو چکا ہے'اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا حضرات صحابہ کے قول کی طرف رجوع کرنا صحیح ہے۔لہٰذا اجماع درست ہے۔

سوال نمبر 4:-(الف) درج ذیل اصطلاحات کی تعریفات کریں؟

خلوت صحیحة' خلوت فاسده' یمین لغو' عدت' متوفی عنها زوجها

خلع' ایلاء' ظهار

(ب) اکثر مدت حمل کتنی ہے؟

جواب: (الف) خلوت صحیحہ کی تعریف: خلوت صحیحہ سے مراد زوجین ایک مکان میں اکٹھے موجود ہوں اور کوئی بھی چیز صحبت میں رکاوٹ نہ بنے'ایسی خلوت جماع کے حکم میں ہے۔رکاوٹ یہ تین چیزیں ہیں: i-حسی' ii-شرعی' iii-طبعی۔

خلوت فاسدہ کی تعریف: اگر زوجین ایک جگہ تنہائی میں جمع ہوں اور کوئی چیز مانع صحبت پائی جائے' تو اسے خلوت فاسدہ کہتے ہیں۔

یمین لغو کی تعریف: کسی امر ماضی پر یہ گمان کرتے ہوئے قسم اُٹھانا کہ جس طرح میں نے کہا ویسا ہی ہے حالانکہ معاملہ اس کے خلاف ہوتا ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

عدت کی تعریف: نکاح کے زائل ہونے یا شبہ نکاح کے بعد عورت کا نکاح ممنوع ہونا یا بعد از وفات شوہر کے اگلے نکاح تک ایک زمانہ انتظار کو عدت کہتے ہیں۔

متوفی عنھا زوجھا کی تعریف: جس عورت کا شوہر مر جائے اسے بیوہ یا متوفی عنھا زوجھا کہتے ہیں۔

خلع کی تعریف: مال کے عوض کو زائل نکاح کرنے کے عمل کو خلع کہتے ہیں۔

ایلاء کی تعریف: شوہر قسم کھائے کہ چار ماہ تک بیوی سے صحبت نہ کرے گا' اسے ایلاء کہتے ہیں۔

ظہار کی تعریف: شوہر کا اپنی بیوی یا اس کے جزو شائع یا ایسے جزو کو جو کل سے تعبیر کیا جاتا ہو' ایسی عورت کے مشابہ قرار دینا جو اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو۔ یا اس کے کسی عضو کو اس عورت کے ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس کی طرف مرد کا دیکھنا بھی حرام ہو' اسے ظہار کہتے ہیں۔

(ب) حمل کی اکثر مدت:

امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اکثر مدت حمل دو سال ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک چار سال' لیث بن اسد کے نزدیک تین سال اور امام زہری کے نزدیک سات سال ہے۔

☆☆☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) پاکستان

سالانہ امتحان شهادة الثانوية العالية (بی اے-سال اوّل)
(برائے طلباء) الموافق سنة 1443ھ 2022ء

الورقة الخامسة: الأدب العربی و البلاغة

الوقت المحدد: ثلاث ساعات — مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: ہر حصہ سے دو دو سوال حل کریں۔

القسم الأول...... عربی ادب

سوال نمبر 1: فرأيت في بهرة الحلقة شخصاشخت الخلقة عليه أهبة السياحة وله رنة النياحة وهو يطبع الأسجاع بجواهر لفظه ويقرع الأسماع بزواجر وعظه وقد أحاطت به أخلاط الزمر إحاطة الهالة بالقمر والأكمام بالثمر فدلفت إليه لأقتبس من فوائده وألتقط بعض فرائده فسمعته يقول حين خب في مجاله .

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟ (۷+۸=۱۵)

(ب) خط کشیدہ مفردات کی جموع اور جموع کے مفردات لکھیں؟ (۵×۲=۱۰)

سوال نمبر 2: -فقال أتقلب في الحالين بؤس ورخاء وأتقلب مع الريحين زعزع ورخاء فقلت كيف إدعيت القزل وما مثلك من هزل فاستسر بشره الذی كان تجلی ثم أنشد حين ولی تعارجت لأرغبة فی العرج ولكن لأقرع باب الفرج وألقی حبلی علی غاربی وأسلك مسلك من قدمرج فإن لامنی القوم قلت اعذر وافليس علی أعرج من حرج .

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟ (۷+۸=۱۵)

(ب) خط کشیدہ الفاظ میں سے پانچ کے باب اور صیغے بتائیں؟ (۵×۲=۱۰)

سوال نمبر 3: - درج ذیل پر اعراب لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں نیز خط کشیدہ کی نحوی وضاحت کریں؟ (۲۰+۵=۲۵)

(۱) ونهضت لأحداج راحلتی وأتحمل لرحلتی .

(۲) وأنزل سميری منزلة أميری وأحل أنيسی محل رئيسی .

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(۳) ومترف لولاه دامت حسرته وجيش هم هزمته كرته .

(۴) فحينئذ استسنى القوم قيمته واستغزروا ديمته .

(۵) تباله من خادع ممازق اصفر ذى الوجهين كالمنافق .

القسم الثانی ...... بلاغت

سوال نمبر 4:-(ثم قال) السكاكى (وشرطه) أى وشرط جعل المنكر من هذا لباب واعتبار التقديم والتأخير فيه (أن لايمنع من التخصيص مانع كقولك رجل جاء نى على ما مر) إن معناه رجل جاء نى لا امرأة أولا رجلان دون قولهم شر أهر ذاناب .

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟ (۷+۸=۱۵)

(ب) خط کشیدہ عبارت سے شارح کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں؟ مفصل لکھیں؟ (۱۰)

سوال نمبر 5:- درج ذیل میں سے پانچ کی تعریفات وامثلہ لکھیں؟ (۵×۵=۲۵)

تنافر کلمات، تعقید لفظی، حشو، حال، تتابع اضافات، مخالفة قیاس

سوال نمبر 6:-ثم الإسناد مطلقا منه حقيقة عقلية...... فأقسام الحقيقة العقلية على مايشمله التعريف أربعة .

(الف) حقیقت عقلیہ کی تعریف لکھیں نیز اس کی اقسام اربعہ میں سے دو کی امثلہ کے ساتھ وضاحت کریں؟ (۵+۵+۵=۱۵)

(ب) مجاز عقلی کی تعریف لکھیں نیز بتائیں کہ مجاز عقلی قرآن مجید میں ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اس کی دو مثالیں وضاحت کے ساتھ لکھیں؟ (۲+۴+۴=۱۰)

☆☆☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2022

پانچواں پرچہ: عربی ادب وبلاغت

قسم اوّل: عربی ادب

سوال نمبر 1:-فَرَأَيْتُ فِي بُهْرَةِ الْحَلْقَةِ شَخْصًا شَخْتَ الْخِلْقَةِ عَلَيْهِ أَهْبَةُ السِّيَاحَةِ وَلَهُ رُنَّةَ النِّيَاحَةِ وَهُوَ يَطْبَعُ الْأَسْجَاعَ بِجَوَاهِرِ لَفْظِهِ وَيَقْرَعُ الْأَسْمَاعَ بِزَوَاجِرِ وَعْظِهِ وَقَدْ أَحَاطَتْ بِهِ أَخْلَاطُ الزُّمَرِ إِحَاطَةَ الْهَالَةِ بِالْقَمَرِ وَالْأَكْمَامِ بِالثَّمَرِ فَدَلَفْتُ إِلَيْهِ لِأَقْتَبِسَ مِنْ فَوَائِدِهِ وَأَلْتَقِطَ بَعْضَ فَرَائِدِهِ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ حِيْنَ خَبَّ فِي مَجَالِهِ .

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) خط کشیدہ مفردات کی جموع اور جموع کے مفردات لکھیں؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمة العبارة: پس میں نے آدمیوں کے درمیان ایک کمزور الخلقت شخص کو دیکھا جو سفر کے آثار لیے زاروقطار رو رہا ہے اور اپنے لفظوں کے جوہروں سے مقفیٰ کلام کو آراستہ کر رہا ہے، کانوں کو اپنے مدلل وعظ و نصیحت سے کھٹکھٹا رہا ہے۔ پس مختلف لوگوں نے اس کا گھیراؤ کیا ہوا ہے جس طرح ہالہ چاند کو گھیرتا ہے اور چھلکا پھل کو۔ پس میں بھی آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس کے پاس پہنچ گیا تاکہ میں اس کے فوائد سے فائدہ حاصل کر سکوں اور اس کے موتیوں سے کچھ چن سکوں۔ پس میں نے سنا کہ وہ اپنی جگہ گھومتے ہوئے فی البدیہہ یہ فصیح کلام میں گفتگو کر رہا ہے۔

(ب) خط کشیدہ کے مفردات/جموع:

i- سجع/جوہر، ii- کم، iii- فائدہ، iv- فریدة

سوال نمبر 2:-فَقَالَ أَتَقَلَّبُ فِي الْحَالَيْنِ بُؤْسٍ وَرَخَاءٍ وَأَنْقَلِبُ مَعَ الرِّيْحَيْنِ زَعْزَعٍ وَرِخَاءٍ فَقُلْتُ كَيْفَ إِدَّعَيْتَ الْقَزَلَ وَمَا مِثْلُكَ مِنْ هَزَلَ فَاسْتَسَرَّ بِشْرُهُ الَّذِيْ كَانَ تَجَلَّى ثُمَّ أَنْشَدَ حِيْنَ وَلَّى تَعَارَجْتُ لَا رَغْبَةً فِي الْعَرَجِ وَلٰكِنْ لِأَقْرَعَ بَابَ الْفَرَجِ وَأُلْقِيَ حَبْلِيْ عَلٰى غَارِبِيْ وَأَسْلُكَ مَسْلَكَ مَنْ قَدْ مَرَجَ فَإِنْ لَامَنِي الْقَوْمُ قُلْتُ اعْذِرُوْا فَلَيْسَ عَلٰى أَعْرَجٍ مِنْ حَرَجٍ .

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ب) خط کشیدہ الفاظ میں سے پانچ کے باب اور صیغے بتائیں۔

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ: ’’پس اس نے کہا کہ میں دو حالتوں میں رہتا ہوں۔ کبھی سختی اور کبھی نرمی میں۔ اور میں دو طرح کی ہواؤں میں پلٹتا ہوں کبھی تیز ہوا میں اور کبھی سست ہوا میں۔ پس میں نے اس سے دریافت کیا کہ تم لنگڑے کیوں بنے ہوئے ہو حالانکہ تیرے جیسا کوئی نہیں، جو مذاق اُڑائے؟ پس اس کا کھلا ہوا چہرہ مرجھا گیا، پھر اس نے جاتے وقت دو شعر پڑھے۔ کہ میں لنگڑے پن کو اچھا جان کر لنگڑا نہیں بنا بلکہ اس لیے بنا ہوں تاکہ میں اپنے لیے خوشحالی اور وسعتِ رزق کے دروازہ کو کھول سکوں۔ میں اپنی رسی کندھے پر ڈال کر بے پہرے بیل کی مانند چل دیتا ہوں تاکہ اگر قوم مجھے ملامت کرے تو کہہ سکوں کہ لنگڑے کے لیے ایسا کرنا کوئی بری بات نہیں ہے/لنگڑے کے لیے ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے‘‘۔

(ب) خط کشیدہ کے باب وصیغہ:

الفاظ	باب وصیغہ
أتقلب:	صیغہ واحد متکلم مذکر ومؤنث فعل مضارع معلوم از باب تفعل
أنقلب:	صیغہ واحد متکلم مذکر ومؤنث مضارع معلوم از باب انفعال
فأستسر:	صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معلوم از باب استفعال
تعارجت:	صیغہ واحد متکلم مذکر ومؤنث فعل ماضی معلوم از باب تفاعل
لأقرع:	صیغہ واحد متکلم مذکر ومؤنث فعل مضارع معلوم از باب فَتَحَ يَفْتَحُ
ألقي:	صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مجہول از باب افعال
أسلك:	واحد متکلم مذکر ومؤنث فعل مضارع معلوم از باب نَصَرَ يَنْصُرُ

سوال نمبر 3:- درج ذیل پر اعراب لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں نیز خط کشیدہ کی نحوی وضاحت کریں؟

(۱) وَنَهَضْتُ لِأَحْدِاجِ رَاحِلَتِيْ وَأَتَحَمَّلَ لِرِحْلَتِيْ۔

(۲) وَأُنْزِلُ سَمِيْرِيْ مَنْزِلَةَ أَمِيْرِيْ وَأُحِلُّ أَنِيْسِيْ مَحَلَّ رَئِيْسِيْ۔

(۳) وَمُتْرَفٍ لَوْلَاهُ دَامَتْ حَسْرَتُهُ وَجَيْشٌ هُمْ هَزَمَتْهُ كَرَّتُهُ۔

(۴) فَحِيْنَئِذٍ اسْتَسْنَى الْقَوْمُ قِيْمَتَهُ وَاسْتَغْزَرُوْا دِيْمَتَهُ۔

(۵) تَبًّا لَهُ مِنْ خَادِعٍ مُمَازِقٍ أَصْفَرَ ذِي الْوَجْهَيْنِ كَالْمُنَافِقِ۔

جواب: (الف) اعراب: اعراب تمام اجزاء پر اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

ترجمۃ العبارات:

۱- اور میں اٹھاتا کہ اپنی اونٹنی پر کجاوہ کس کر اسے کوچ کرنے کیے لیے اٹھاؤں۔

۲- میں اتارتا ہوں اپنے قصہ کو کو حاکم کی جگہ اور اپنے دوست کو رکھتا ہوں سردار کی جگہ۔

۳- اگر یہ اشرفی نہ ہوتی تو ان کو ہمیشہ حسرت وافسوس رہتا۔ اور بہت سے غم کے لشکر کو اس کے حملے سے شکست ہوئی۔

۴- اب تو لوگ اس کو بہت قیمتی سمجھنے لگے اور اس کی بارش کو بہت زیادہ خیال کرنے لگے۔

۵- اشرفی ہلاک ہو منافق' مکار' زرد دورخی۔

(ب) خط کشیدہ کی نحوی وضاحت:

۱- سمیری غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم منصوب تقدیراً مفعول اوّل' منزلۃ اسم مفرد منصرف صحیح منصوب لفظاً مضاف امیری مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا۔

۲- القوم مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً فاعل' قیمت مضاف ہ مضاف الیہ اور مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ ہوا۔

قسم ثانی: بلاغت

سوال نمبر 4:-(ثُمَّ قَالَ السَّكَاكِيُّ (وَشَرْطُهُ) أَيْ وَشُرْطُ جَعْلِ الْمُنْكَرِ مِنْ هٰذَا الْبَابِ وَاعْتِبَارِ التَّقْدِيْمِ وَالتَّأْخِيْرِ فِيْهِ (أَنْ لَّا يَمْنَعَ مِنَ التَّخْصِيْصِ مَانِعٌ كَقَوْلِكَ رَجُلٌ جَاءَنِيْ عَلٰى مَامَرَّ) إِنَّ مَعْنَاهُ رَجُلٌ جَاءَنِيْ لَا اِمْرَأَةٌ أَوْلَا رَجُلَانِ دُوْنَ قَوْلِهِمْ شَرٌّ أَهَرَّ ذَانَابٍ . .

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اُردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) خط کشیدہ عبارت سے شارح کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں؟ مفصل لکھیں؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ: پھر کہا سکا کی نے! اور اس کی شرط یعنی نکرہ کو اس باب سے بنانے کی اور اس میں تقدیم و تاخیر کا اعتبار کرنے کی شرط یہ ہے کہ تخصیص سے کوئی مانع موجود نہ ہو جیسے تیرا قول "رَجُلٌ جَاءَنِيْ" جیسا کہ گزرا۔ بے شک اس کا معنیٰ یہ ہے کہ میرے پاس مرد آیا عورت نہیں یا دو مرد نہیں۔ علاوہ ان کے قول کے "شَرٌّ اَهَرَّ ذَانَابٍ"

(ب) خط کشیدہ عبارت کی تشریح:

خط کشیدہ عبارت سے شارح یہ ثابت کرنا چاہتے کہ عربوں کے قول "شَرٌّ اَهَرَّ ذَانَابٍ" میں نہ ہی

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

تخصیص جنس ہے کیونکہ اس طرح کہنا منع ہے کہ کتے کو شر نے بھونکایا خیر نے نہیں۔ اور نہ تخصیص فرد ہے کیونکہ ایسا بھی نہیں کہا جاتا کہ ''کتے کو ایک شر نے بھونکایا دو شروں نے نہیں۔ لہٰذا اس میں تخصیص نہیں لیکن رَجُلٌ جَاءَنِیْ میں تخصیصِ جنس اور تخصیص فرد دونوں مراد لے سکتے ہیں۔

سوال نمبر 5:- درج ذیل کی تعریفات و امثلہ لکھیں؟

تنافر کلمات، تعقید لفظی، حشو، حال، تتابع اضافات، مخالفة قیاس

جواب: اصطلاحات کی تعریفات:

تنافرِ کلمات کی تعریف: اگرچہ الگ الگ ہر کلمہ فصیح ہو مگر کلمات کا اجتماع زبان پر ثقیل ہو جائے جیسے شاعر کا قول ''پس قُرْبَ قَبْرِ حَرْبٍ قَبْرٌ''۔

تعقید لفظی کی تعریف: کلام کا معنیٰ مرادی پر ظاہر الدلالۃ نہ ہونا اس خلل کی وجہ سے جو نظم میں واقع ہو مثلاً تقدیم، تاخیر و فصل وغیرہ جیسے فرزدق کا قول: ''وَمَا مِثْلُهُ فِي النَّاسِ اِلَّا مُمَلِكًا ابو امه حَيٌّ اَبُوْهُ يُقَارِبُهُ''۔

حشو کی تعریف: کلام میں ایسی زیادتی جس کے بغیر بھی معنیٰ ادا ہو سکے جیسے وَاَعْلَمُ عِلْمَ الْيَوْمِ وَالْاَمْسِ قَبْلَهُ میں لفظ قَبْلَهُ زائد ہے۔

حال کی تعریف: کسی خصوصیت کا تقاضا کرنے والا امر حال کہلاتا ہے جیسے انکار ایک حال ہے، جو تاکید کا تقاضا کرتا ہے۔

تتابع اضافات کی تعریف: کلام متعدد اضافتوں کا استعمال کرنا جیسے حَمَامَةَ جَرْعٰی حومةِ الْجندل اِسْجَعِي میں یکے بعد دیگرا اضافتوں کا استعمال ہے۔

مخالفتِ قیاس کی تعریف: جب کسی کلمہ میں صرفی قانون کی مخالفت پائی جائے تو مخالفتِ قیاس ہوگا جیسے اجلل۔

سوال نمبر 6:- ثم الإسناد مطلقا منه حقيقة عقلية...... فأقسام الحقيقة العقلية على مايشمله التعريف أربعة۔

(الف) حقیقت عقلیہ کی تعریف لکھیں نیز اس کی اقسام اربعہ میں سے دو کی امثلہ کے ساتھ وضاحت کریں؟

(ب) مجاز عقلی کی تعریف لکھیں نیز بتائیں کہ مجاز عقلی قرآن مجید میں ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اس کی دو مثالیں وضاحت کے ساتھ لکھیں؟

جواب: (الف) حقیقت عقلیہ کی تعریف:

متکلم کے نزدیک فعل یا شبہ فعل کا اسناد ما ھو له کی طرف کرنا ظاہر حال میں۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

دو اقسام کا بیان: حقیقت عقلیہ کی چار اقسام ہیں جن میں سے دو درج ذیل ہیں:

پہلی قسم: اسناد واقع اور اعتقاد دونوں کے مطابق ہو جیسے مومن قول اَنْبَتَ اللّٰہُ الْبَقْلَ ۔

دوسری قسم: اسناد صرف اعتقاد کے مطابق ہو واقع کے مطابق نہ ہو جیسے جاہل کا قول وَاَنْبَتَ الرَّبِیْعُ الْبَقْلَ ۔

(ب) مجاز عقلی کی تعریف:

قرینہ کے ساتھ فعل یا شبہ فعل کا اسناد ایسے ملابس اور متعلق کی طرف کرنا جو مَا هُوَلَهٗ کا غیر ہو۔

مجاز عقلی: قرآن کریم میں کثیر واقع ہے جن میں چند مثالیں درج ذیل ہیں:

(۱) اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ' (۲) یُذَبِّحُ اَبْنَاءَ هُمْ ' (۳) یَا هَامَانُ ابْنِ لِیْ صَرْحًا ۔

تشریح: پہلی مثال میں اخراج کی نسبت زمین کی طرف کی گئی حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ دوسری مثال میں ذبح کی نسبت فرعون کی طرف ہے حالانکہ وہ اس کے عملے کا فعل ہے۔ تیسری مثال میں بناء کی نسبت ہامان کی طرف کی گئی حالانکہ وہ اس کے عملے کا فعل ہے۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

سالانہ امتحان شهادة الثانوية العالية (بی اے۔سال اوّل) (برائے طلباء) الموافق سنة 1443ھ 2022ء

الورقة السادسة: العقائد والمنطق

الوقت المحدد: ثلاث ساعات　　　　مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: ہر حصہ سے دو دو سوال حل کریں۔

پہلا حصہ.....عقائد

سوال نمبر 1: قال اهل الحق حقائق الاشياء ثابتة والعلم بها متحقق خلافا للسوفسطائية واسباب العلم للخلق ثلاثة .

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ لکھیں اور سوفسطائیہ کا مؤقف بھی تحریر کریں؟ (۵+۵+۵=۱۵)

(ب) اللہ تعالیٰ کی صفات ازلیہ قائم بذاتہ میں سے کوئی سی پانچ صفات تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 2:۔ (الف) آثار صالحین سے برکت حاصل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اپنے مؤقف پر دو دلیلیں تحریر کریں؟ (۵+۵=۱۰)

(ب) کرامت کی تعریف کریں نیز بتائیں کہ اولیاء اللہ کے لیے کرامات ثابت ہیں یا نہیں؟ اپنے مؤقف پر قرآن وحدیث سے ایک ایک دلیل لکھیں؟ (۵+۵+۵=۱۵)

سوال نمبر 3:۔ درج ذیل عنوانات پر اپنے مؤقف کے مطابق ایک ایک دلیل تحریر کریں؟ (۵×۵=۲۵)

البدعة الحسنة، التوسل، الاستشفاء بالقرآن، الذبح بأبواب الأولیا، تقبیل القبور

دوسرا حصہ.....منطق

سوال نمبر 4:۔ (الف) دلالات ثلثہ مطابقی، تضمنی، التزامی کی تعریفات قطبی کے مطابق لکھیں اور امثلہ بھی تحریر کریں؟ (۵+۵+۵=۱۵)

(ب) معرف وقول شارح اور دلیل وحجت کی تعریفات اور وجہ تسمیہ لکھیں؟ (۵+۵=۱۰)

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

سوال نمبر 5:-الكليان متساويان ان صدق كل واحد منهما على كل مايصدق عليه الاخر وبينهما عموم وخصوص مطلقا ان صدق احدهما على كل مايصدق عليه الاخر من غير عكس وبينهما عموم وخصوص من وجه ان صدق كل منهما على بعض ماصدق عليه الاخر فقط .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز بیان کی گئی اقسام میں سے کوئی سی تین کی امثلہ تحریر کریں؟ (۵+۶+۴=۱۵)

(ب) متساویین اور متباینین کی نقیضوں کے درمیان کونسی نسبت ہوگی؟ امثلہ سے وضاحت کریں؟ (۵+۵=۱۰)

سوال نمبر 6:-واعلم ان المشهور فيما بين القوم ان العلم اما تصور او تصديق والمصنف عدل عنه الى التصور الساذج والتصديق وسبب العدول ورود الاعتراض على التقسيم المشهور من وجهين الاول ان التقسيم فاسد .

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ (۷+۸=۱۵)

(ب) علم کی مشہور تقسیم پر دو وجہ سے اعتراض وارد ہوتا ہے آپ وہ دونوں وجہیں تحریر کریں؟ (۵+۵=۱۰)

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2022ء

چھٹا پرچہ: عقائد و منطق

پہلا حصہ......عقائد

سوال نمبر 1:-قَالَ اَهْلُ الْحَقِّ حَقَائِقُ الْاَشْيَاءِ ثَابِتَةٌ وَالْعِلْمُ بِهَا مُتَحَقِّقٌ خِلَافًا لِلسُّوفُسْطَائِيَّةِ وَاَسْبَابُ الْعِلْمِ لِلْخَلْقِ ثَلَاثَةٌ .

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ لکھیں اور سوفسطائیہ کا مؤقف بھی تحریر کریں؟

(ب) اللہ تعالیٰ کی صفات ازلیہ قائم بذاتہ میں سے کوئی سی پانچ صفات تحریر کریں؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ: اہل حق فرماتے ہیں: اشیاء کی حقیقتیں ثابت ہیں۔ اور ان کا علم بھی موجود ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

سوفسطائیہ کا اس میں اختلاف ہے اور مخلوق کے علم (یقین) کے تین اسباب ہیں۔

سوفسطائیہ کا مؤقف:

سوفسطائیہ احمقوں کا ایک گروہ تھا' جو مغالطہ آفرینی کے ذریعے اپنے نظریات کو فروغ دیتا تھا۔ اس کے تین گروہ تھے:

i- عنادیہ: یہ اشیاء کی حقیقتوں کا انکار کرتے ہیں۔

ii- عندیہ: ان کے نزدیک اشیاء کے حقائق ان کے اعتقاد کے تابع ہیں۔

iii- لاادریہ: یہ کہتے ہیں کہ ہمیں کسی چیز کے موجود ہونے کا علم ہے اور نہ معدوم ہونے کا۔

خلاصہ کلام یہ کہ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ عبارت میں ان تمام فرقوں کا رد کیا ہے۔

(ب) اللہ تعالیٰ کی صفات ازلیہ قائم بذاتہ:

وہ پانچ صفات یہ ہیں:

i- حیات ii- سمع iii- بصر iv- علم قدرت v- مشیت

سوال نمبر 2:- (الف) آثار صالحین سے برکت حاصل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اپنے مؤقف پر دو دلیلیں تحریر کریں؟

(ب) کرامت کی تعریف کریں نیز بتائیں کہ اولیاء اللہ کے لیے کرامات ثابت ہیں یا نہیں؟ اپنے مؤقف پر قرآن وحدیث سے ایک ایک دلیل لکھیں؟

جواب: (الف) آثار صالحین سے برکت کا جواز و دلائل

ہاں! آثار صالحین سے برکت حاصل کرنا جائز ہے اور مستحب ہے اور تمام علماء اسلام اس پر متفق ہیں۔

اس کے دلائل یہ ہیں:

دلیل نمبر 1: حضرت جعفر بن امام محمد سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب آپ کو غسل دیا گیا' تو آپ کی آنکھوں کے پپوٹوں میں پانی جمع ہو جاتا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اسے منہ لگا کر پانی پیتے تھے یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت حاصل کرنے کے لیے۔

دلیل نمبر 2: حضرت ابوحجیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ اس وقت چمڑے کے سرخ خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کے پاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی تھا' جسے حاصل کرنے کے لیے صحابہ کرام جھپٹ رہے تھے' جسے پانی کا کچھ حصہ مل جاتا وہ اپنے جسم پر مل لیتا اور جسے نہ ملتا وہ اپنے ساتھی کے ہاتھ کی تری ہی حاصل کر لیتا یعنی برکت اور شفاء کے لیے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ب) کرامت کی تعریف، ثبوت اور دلائل:

اولیاء وصالحین سے جو خلاف عادت عمل صادر ہو اُسے کرامت کہا جاتا ہے۔ کرامات اولیاء حق ہیں، ان کا جواز قرآن وسنت سے ثابت ہے۔ اس سلسلہ میں دلائل حسب ذیل ہیں:

i- حضرت زکریا علیہ السلام حجرہ میں حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے پاس جاتے، ان کے ہاں انواع و اقسام کے بے موسے پھل پا کر تعجب سے دریافت کرتے کہ یہ پھل کہاں سے ہیں؟ انہیں جواب دیا جاتا: یہ پھل اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہیں۔ (القرآن)

ii- مفسرین کی تصریح کے مطابق حضرت مائی مریم رضی اللہ عنہا کے پاس گرمیوں کے پھل سردیوں میں اور سردیوں کے پھل گرمیوں میں موجود ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں حکم ہوتا کہ خشک کھجور کے تنے کو اپنی طرف حرکت دو، تو ان کے حرکت دینے سے وہ تروتازہ کھجوریں گراتا۔ (القرآن)

(iii) اصحاب کہف کا واقعہ قرآن کریم میں بالتفصیل مذکور ہے، وہ تین سونو سال کوئی چیز کھائے بغیر سوئے رہے، ان کی کروٹیں بدلی جاتی تھیں، وہ صحیح وسالم رہے، سورج کی گرمی اور موسم کی سردی بھی ان پر اثر انداز نہ ہوئی۔

iv- حضرت خبیب رضی اللہ عنہ اپنی قید کے زمانہ میں قید میں ہی پھل تناول کیا کرتے تھے اور اس زمانہ میں مدینہ طیبہ میں پھل کا نام ونشان نہیں ہوتا تھا۔

v- جب حضرت عاصم رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے تو کفار نے ان کے جسم کا ایک حصہ کاٹنے کا ارادہ کیا، اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں یا بھڑوں کو ان کی حفاظت کے لیے روانہ کر دیا، چنانچہ کفار اپنے مذموم مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔

سوال نمبر 3:- درج ذیل عنوانات پر اپنے مؤقف کے مطابق ایک ایک دلیل تحریر کریں؟

البدعة الحسنة، التوسل، الاستشفاء بالقرآن، الذبح بأبواب الأولیا، تقبیل القبور

جواب: البدعة الحسنة سے متعلق دلیل:

بدعت حسنہ: بدعت حسنہ وہ نیا کام ہے جو قرآن وسنت کے موافق ہو اور آئمہ ہدایت اس کے قائل ہوں جیسے قرآن کریم کو مصحف میں جمع کرنا، اس پر اعراب لگوانا، رمضان میں نماز تراویح باجماعت ادا کرنا، مسافر خانے بنوانا، دینی مدارس کا قیام اور جدید انداز میں مساجد کی تعمیر اور ان کے مینار ومحراب وغیرہ وغیرہ۔ اس لیے یہ تمام چیزیں زمانہ رسالت میں نہیں تھیں بلکہ بعد میں وجود میں آئیں اور ان کے عدم جواز پر کوئی بھی عالم فتویٰ نہیں دیتا۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

التوسل سے متعلق دلیل:

انبیاء اور اللہ کے نیک بندوں کو وسیلہ بنانا جائز ہے۔
امام بخاری حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب قحط واقع ہوتا' تو حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے بارش کی دعا مانگتے اور عرض کرتے: اے اللہ! ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کرتے تھے اور تو بارش عطا فرماتا تھا' اب ہم اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا وسیلہ پیش کرتے ہیں' ہمیں بارش عطا فرما' حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو بارش سے سیراب کر دیا جاتا۔

الاستشفاء بالقرآن سے متعلق دلیل:

قرآن پاک بیماری کے لیے شفاء اور دلوں کے زنگ کو دور کرنے والا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے: ترجمہ: ''اور ہم قرآن سے وہ چیز نازل کرتے جو شفاء ہے اور مومنوں کے لیے رحمت''۔

الذبح بأبواب الأولياء سے متعلق دلیل:

اولیاء کے مزارات پر ان کے ایصال ثواب کے لیے ذبح کرنا نہ صرف جائز بلکہ آئمہ کے نزدیک مستحب ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میری والدہ اچانک فوت ہو گئی ہیں۔ اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو ان کو فائدہ دے گا؟ فرمایا: ہاں! انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کونسا صدقہ زیادہ فائدہ دے گا؟ فرمایا: پانی۔ چنانچہ انہوں نے کنواں کھدوایا اور فرمایا: یہ سعد کی ماں کے لیے ہے۔

تقبيل القبور سے متعلق دلیل:

اکثر علماء نے اسے صرف مکروہ قرار دیا اور بعض نے جائز اور مباح قرار دیا۔ حرام تو کسی نے بھی نہیں کہا۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ سے ثابت ہے کہ جب ان سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرقد انور کو بوسہ دینے کے بارے پوچھا گیا تو فرمایا: اس میں کچھ حرج نہیں۔

حصہ دوم: منطق

سوال نمبر 4:- (الف) دلالات ثلثہ مطابقی' تضمنی' التزامی کی تعریفات قطبی کے مطابق لکھیں اور امثلہ بھی تحریر کریں؟

(ب) معرف و قول شارح اور دلیل و حجت کی تعریفات اور وجہ تسمیہ لکھیں؟

جواب: (الف) دلالت مطابقی کی تعریف: وہ دلالت جو لفظ اپنے پورے معنی موضوع لہ پر دلالت

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

کرے جیسے انسان کی دلالت حیوان ناطق پر۔

دلالت تضمنی کی تعریف: وہ دلالت جو لفظ اپنے معنی موضوع کی جز پر دلالت کرے جیسے انسان کی دلالت فقط حیوان یا فقط ناطق پر۔

دلالت التزامی کی تعریف: وہ دلالت جو لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے لازم خارج پر دلالت کرے جیسے انسان کی دلالت قابلِ علم ہونے پر۔

(ب) معرف وقول شارح کی تعریف: وہ معلوماتِ تصوریہ کہ جنہیں ترتیب دینے سے کوئی مجہول تصور حاصل ہو۔

دلیل و حجت کی تعریف: وہ معلوماتِ تصدیقیہ کہ جنہیں ترتیب دینے سے کوئی مجہول تصدیق حاصل ہو۔

معرف وقول شارح کی وجہ تسمیہ: وہ شئی جو مجہول تصور تک پہنچائے، منطقی اسے معرف وقول شارح کہتے ہیں۔ شارح تو اس لیے کہتے ہیں کہ وہ اشیاء کی حقیقتوں کی شرح کرتا ہے اور قول اس لئے کہتے ہیں کہ وہ غالباً مرکب ہوتا ہے کہ حد تام یقیناً مرکب ہوتی ہے۔ لفظ قول مرکب کے ہم معنیٰ لفظ ہے۔

دلیل و حجت کی وجہ تسمیہ: جو شئی مجہول تصدیق تک پہنچائے، منطقی اسے حجت کہتے ہیں۔ اسے حجت اس لیے کہتے ہیں کہ حجت کا معنیٰ ہے "غلبہ" تو جو شخص اس سے استدلال کر کے اور اپنے مطلوب تک پہنچتا ہے وہ خصم پر غالب آ جاتا ہے اس لیے اس کو حجت کہتے ہیں۔

سوال نمبر5:- اَلْكُلِّيَانِ مُتَسَاوِيَانِ اِنْ صَدَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلٰى كُلِّ مَا يَصْدُقُ عَلَيْهِ الْاٰخَرُ وَبَيْنَهُمَا عُمُوْمٌ وَخُصُوْصٌ مُطْلَقًا اِنْ صَدَقَ اَحَدُهُمَا عَلٰى كُلِّ مَا يَصْدُقُ عَلَيْهِ الْاٰخَرُ مِنْ غَيْرِ عَكْسٍ وَبَيْنَهُمَا عُمُوْمٌ وَخُصُوْصٌ مِنْ وَجْهٍ اِنْ صَدَقَ كُلٌّ مِنْهُمَا عَلٰى بَعْضِ مَا صَدَقَ عَلَيْهِ الْاٰخَرُ فَقَطْ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز بیان کی گئی اقسام میں سے کوئی سی تین کی امثلہ تحریر کریں؟

(ب) متساوین اور متباینین کی نقیضوں کے درمیان کونسی نسبت ہوگی؟ امثلہ سے وضاحت کریں؟

جواب: (الف) اعراب اور ترجمہ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔ ترجمہ درج ذیل ملاحظہ کریں:

"دو کلیوں میں ایک اگر اس پر صادق آئے جس پر دوسری صادق آتی ہے تو یہ متساوی ہوں گی۔ اگر ان میں ایک صادق آئے اس پر جس پر دوسری صادق آئے لیکن دوسری صادق نہ اس پر جس پر پہلی صادق آئے تو ان کے درمیان عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہوگی۔ اگر ان میں ہر ایک ہر اس کے بعض پر صادق آئے جس پر دوسری صادق آئی تو ان کے درمیان عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہوگی"۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ب) متساوی کلیوں کی نقیضوں کے درمیان نسبت کا بیان:

جن دو کلیوں کے درمیان تساوی کی نسبت ہو جیسے انسان اور ناطق۔ ان کی نقیضوں کے درمیان بھی تساوی کی نسبت ہوگی جیسے لا انسان و لا ناطق کے درمیان تساوی کی نسبت ہے' کیونکہ جس پر لا انسان صادق آئے گا اس پر لا ناطق بھی صادق آئے اور جس پر لا ناطق صادق آئے اس پر لا انسان بھی صادق آتا ہے' کیونکہ اگر لا انسان کسی پر صادق آئے اور لا ناطق صادق نہ آئے تو پھر اس کا عین یعنی ناطق صادق آئے گا اب اس جگہ ایک کا عین ہے یعنی ناطق اور دوسرے کی نقیض یعنی لا انسان۔ تو اس پر یہ لازم آئے گا کہ ایک عین دوسرے عین کے بغیر پایا جائے حالانکہ عینوں کے درمیان نسبت تساوی تھی۔ لہٰذا جاننا ہوگا کہ جن کلیوں میں تساوی کی نسبت ہو ان کی نقیضوں کے درمیان بھی تساوی کی نسبت ہوگی۔

متباین کلیوں کی نقیضوں کے درمیان نسبت کا بیان:

جن دو کلیوں کے درمیان تبائن کی نسبت ہو (جیسے وجود اور معدوم کے درمیان تباین کی نسبت ہے) تو ان کی نقیضوں کے درمیان تباین جزئی کی نسبت ہوگی (جیسے لا وجود اور لا معدوم کے درمیان تباین جزئی ہے) کیونکہ اگر دو عینوں (یعنی وجود اور معدوم) میں ہر ایک دوسرے کی نقیض (یعنی لا وجود یا لا معدوم) کے ساتھ پایا جائے تو پھر دو نقیضوں (یعنی لا وجود اور لا معدوم) میں ہر ایک بھی دوسرے کے عین (وجود یا معدوم) کے ساتھ پائی جائے گی۔ پس اس وقت دو نقیضوں میں ہر ایک دوسری کے بغیر فی الجملہ صادق آئے گی اور یہی تباین جزئی ہے۔ ان کی نقیضوں کے درمیان تباین جزئی اس لیے کہا کہ وہ کبھی تباین کلی کے ضمن میں متحقق ہوتی ہے جیسے موجود اور معدوم کی نقیضوں یعنی لا موجود اور لا معدوم کے درمیان تباین کلی ہے۔ کبھی وہ عموم وخصوص من وجہ کے ضمن میں متحقق ہوگی جیسے انسان اور حجر کی نقیضوں یعنی لا انسان اور لا حجر کے درمیان عموم من وجہ کی نسبت ہے۔ اسی لیے کہا کہ متبائنین کی نقیضوں میں تبائن جزئی ہے۔

سوال نمبر 6:- وَاعْلَمْ اَنَّ الْمَشْهُوْرَ فِيْمَا بَيْنَ الْقَوْمِ اَنَّ الْعِلْمَ اِمَّا تَصَوُّرٌ اَوْ تَصْدِيْقٌ وَالْمُصَنِّفُ عَدَلَ عَنْهُ اِلَى التَّصَوُّرِ السَّاذِجِ وَالتَّصْدِيْقِ وَسَبَبُ الْعُدُوْلِ وُرُوْدُ الْاِعْتِرَاضِ عَلَى التَّقْسِيْمِ الْمَشْهُوْرِ مِنْ وَّجْهَيْنِ الْاَوَّلُ اَنَّ التَّقْسِيْمَ فَاسِدٌ ۔

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) علم کی مشہور تقسیم پر دو وجہ سے اعتراض وارد ہوتا ہے آپ وہ دونوں وجہیں تحریر کریں؟

جواب: (الف) اعراب اور ترجمۃ العبارۃ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

"اور جان لو کہ وہ (تعریف) جو قوم کے درمیان مشہور ہے وہ یہ کہ یا تصور ہوگا یا تصدیق۔ مصنف نے اس سے عدول کیا تصور ساذج اور تصدیق کی طرف۔ اور عدول کا سبب مشہور تقسیم پر دو وجہ سے اعتراض

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

وارد ہوتا ہے۔ اوّل یہ کہ تقسیم فاسد ہے"۔

(ب) علم کی مشہور تقسیم پر وارد اعتراض کی دو وجہیں:

مصنف نے علم کی مشہور تقسیم سے اعراض کیا، اس اعراض کی وجہ یہ ہے کہ اس تعریف پر دو اعتراض ہوتے تھے، ان سے بچنے کے لیے نئی تقسیم کی ہے۔ سوال یہ ہے کہ آخر وہ اعتراضات کون سے ہیں جو مشہور تعریف پر وارد ہوتے ہیں اور مصنف نے ان سے بچتے ہوئے جدید تقسیم اختیار کی ہے؟ وہ اعتراضات حسب ذیل ہیں:

۱- پہلا اعتراض: تصدیق سے آپ کی کیا مراد ہے؟ اگر تصدیق سے مراد تصور مع الحکم ہے جیسا کہ امام رازی کا مذہب ہے تو اس صورت میں قسم الشیء کا قسیم الشیء لازم آتا ہے، اس لیے کہ تصور مع الحکم علم کی قسم ہے چونکہ علم اور تصور میں ترادف ہے تو تصور مع الحکم علم کی قسم ہے، بالکل اسی طرح تصور کی بھی قسم ہوئی حالانکہ مشہور تقسیم میں تصور مع الحکم یعنی تصدیق کو تصور کا قسیم بنایا گیا ہے، تو یہ تصدیق تصور کی بھی قسم ہے اور قسیم بھی ہے جو کہ ناجائز ہے۔

۲- دوسرا اعتراض: اگر تصدیق سے مراد حکم ہے جیسا کہ حکماء کا مذہب ہے، تو اس صورت میں قسیم الشیء کا قسم الشیء ہونا لازم آئے گا، اس لیے کہ حکم کو تقسیم مشہور کا قسیم بنایا گیا حالانکہ واقع نفس الامر میں حکم تصور کی قسم ہے۔ چونکہ علم اور تصور میں ترادف ہے تو جس طرح حکم علم کی قسم ہے تو اس تصور کی بھی قسم بنی، تو اس قسیم الشیء کا قسم الشیء ہونا لازم آیا جو بالکل ناجائز ہے۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

ترجمہ: ''قیامت کا علم اسی طرف لوٹایا جاتا ہے جب قیامت واقع ہوا اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا اور پھلوں میں سے کوئی پھل غلافوں سے باہر نہیں آتا'' ایک قرأت میں ثمرات بھی پڑھا گیا ہے۔ اکمام کم کی جمع ہے۔ کم کو کاف کے کسرہ کے ساتھ پڑھنا ہے۔'' کوئی مادہ حاملہ نہیں ہوتی اور نہ کوئی مادہ بچہ جنتی ہے مگر سب اس کے علم میں ہے۔ جب اللہ ان کو ندا فرمائے گا کہ میرے شریک کہاں ہیں وہ کہیں گے (اے میرے رب) ہم تیری بارگاہ میں عرض کر چکے ہیں یعنی اب ہم درخواست گزار ہیں کہ ہم میں سے کوئی گواہی دینے والا نہیں (کہ وہ تیرے شریک ہیں)

13

(ب) اغراض مفسر:

متی تکون والی عبارت نکال کر مفسر رحمہ اللہ تعالیٰ نے یرد فعل کا ظرف بتا دیا۔ مطلب ہوا کہ جب لوگ آپ سے وقوع قیامت کے بارے سوال کریں تو آپ فرمانا کہ جب قیامت قائم ہوگی اس وقت کو اللہ ہی جانتا ہے۔ لا یعلم غیرہ اس حصر کی طرف اشارہ کر دیا جو اللہ یرد کی تقدیم سے حاصل ہو رہا ہے۔ اگر حصر مقصود نہ ہوتا تو یرد الیہ کہا جاتا۔ مفسر رحمہ اللہ تعالیٰ لفظ ثمرہ میں دو قرأتوں کی طرف اشارہ کر دیا کہ اسے مفرد بھی پڑھ سکتے یعنی ثمرۃ تب جنس ثمرہ مراد ہوگی اور جمع بھی پڑھ سکتے ہیں یعنی ثمرات تب انواع مراد ہوں گے۔ پھر اکمام کا معنی بیان کرنے کے بعد اس کی صرفی تحقیق بیان کر دی کہ اکمام کم کی جمع ہے۔ اعلمناک نکال کر اٰذنك کا آسان معنی بیان کر دیا۔ الان سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مراد انشاء ہے ماسبق کی خبر دینا نہیں یعنی اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ یہ جملہ لفظاً خبریہ ہے اور معنیً انشائیہ ہے۔

(ج) شھید کی صرفی و معنوی تحقیق:

شھید صفت مشبہ کا صیغہ ہے اور شاھد کے معنی میں یہاں مستعمل ہے۔

سوال نمبر 2:- لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ بِالْحُدَيْبِيَةِ تَحْتَ الشَّجَرَةِ هِيَ سَمُرَةٌ وَهُمْ اَلْفٌ وَثَلٰثُ مِائَةٍ اَوْ اَكْثَرُ ثُمَّ بَايَعَهُمْ عَلٰى اَنْ يُّنَاجِزُوْا قُرَيْشًا وَاَنْ لَّا يَفِرُّوْا عَلَى الْمَوْتِ فَعَلِمَ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ مِنَ الْوَفَاءِ وَالصِّدْقِ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ و تشریح کریں؟

(ب) ''فتحا قریبا'' ترکیب میں کیا بنتا ہے؟ اور فتح سے کون سی فتح مراد ہے؟ نیز یہ فتح کس موقع پر حاصل ہوئی؟

(ج) ''السکینۃ'' کا لفظی معنی لکھنے کے بعد اس کا مفہوم قلمبند کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

ترجمہ: ”بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے (حدیبیہ میں) تمہاری بیعت کرتے تھے (اس پیڑ کا نام کیکر ہے) اور وہ ایک ہزار تین سو یا اس سے زیادہ تھے۔ ان سے اس بات پر بیعت کی کہ قریش سے مقابلہ کریں گے اور موت سے بھاگیں گے نہیں۔ تو اللہ نے جانا جو ان کے دلوں میں ہے یعنی وفاداری اور سچائی، تو ان پر اطمینان اتارا اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا۔“

تشریح:

اس بیعت کو بیعت رضوان بھی کہتے ہیں، کیونکہ اس بیعت کرنے والوں کو رضائے الٰہی کی بشارت دی گئی۔ اس بیعت کا سبب یہ بنا کہ مقام حدیبیہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اشراف قریش کے پاس مکہ بھیجا تا کہ انہیں خبر دیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کی زیارت کے لیے بقصد عمرہ تشریف لائے ہیں، جنگ کے ارادے سے نہیں آئے۔ کمزور مسلمانوں کو یہ خوشخبری دینے کے لیے بھی بھیجا کہ عنقریب مکہ فتح کرلیں گے۔ قریش اس بات پر متفق ہوئے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس سال تشریف نہ لائیں۔ لیکن انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو طواف کی اجازت دے دی مگر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر طواف کرنے سے انکار کردیا۔ قریش نے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو روک لیا، تو یہاں یہ خبر مشہور ہوئی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کردیا گیا ہے۔ اس پر مسلمانوں کو بہت جوش آیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے کفار کے مقابل جہاد میں ثابت رہنے پر ایک خاردار درخت کے نیچے بیعت لی۔ مشرکین اس بیعت سے خوف زدہ ہوئے اور انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا۔

(ب) فتحًا قریبًا کی ترکیب نحوی: فتحًا قریبًا موصوف صفت مل کر مفعول ثانی واقع ہو رہا ہے۔

کون سی فتح مراد ہے: فتح سے خیبر کی فتح مراد ہے۔

فتح کا موقعہ: حدیبیہ سے واپسی کے چھ ماہ بعد حاصل ہوئی یعنی ہجرت کے ساتویں سال میں۔

(ج) سکینہ کا لفظی معنی:

سکینہ کا لفظی معنی سکون ہے۔ چونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سن کر صحابہ کرام پر جوش ہوئے اور نبی علیہ السلام نے بدلہ لینے کے لیے صحابہ سے بیعت لی۔ تو شہادت کی خبر نے مؤمنین کے دلوں کو کچھ بے چین سا کردیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کو بذریعہ نور نبوت علم دے دیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت نہیں ہوئی، تبھی تو نبی علیہ السلام نے ان کی بیعت لی اور اپنا بایاں دست مبارک دائیں دست مبارک میں لیا اور فرمایا: یہ عثمان کی بیعت ہے۔

سوال نمبر3:-(والنجم) الثریا (اذا ھوی) غاب (ماضل صاحبکم) محمد علیه الصلاۃ والسلام عن طریق الھدایۃ (وماغوی) مالابس الغی وھو جھل من اعتقاد فاسد

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(وما ينطق) بما يأتيكم به (عن الهوى) هوى نفسه (ان) ما (هو الا وحى يوحى) اليه (علمه) اياه ملك (شديد القوى) .

(الف) ترجمہ کریں اور خط کشیدہ صیغے حل کریں؟

(ب) وحی کا لغوی و شرعی معنی بیان کریں؟

(ج) "ضل اور غوی" کا معنی تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: اور قسم ہے نجم ستارے یعنی ثریا ستارے کی جب وہ غائب (غروب) ہوا تمہارے صاحب نہ بہکے (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم راہِ ہدایت سے) اور نہ بے راہ چلے (یعنی کج روی کے ساتھ بھی ملابس نہ ہوئے اور غــوية کا معنی جہالت یعنی عقیدہ فاسد رکھنا ہے) اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے (یعنی جو وحی تمہارے پاس لاتے ہیں وہ نفسانی خواہش نہیں) وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔ انہیں سکھایا سخت قوتوں والے طاقتور نے۔"

خط کشیدہ صیغے:

هوىٰ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف ثلاثی مجرد اجوف واوی لفیف مقرون از باب ضَرَبَ يَضْرِبُ۔

ضَلَّ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف ثلاثی مجرد مضاعف ثلاثی از باب ضرب یضرب۔

يُوْحٰى: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع مجہول ثلاثی مزید ناقص یائی از باب افعال۔

(ب) وحی کا لغوی معنیٰ: اشارہ کرنا، ڈالنا، کلام خفی۔

اصطلاحی معنی: ان کلمات الٰہیہ کو کہتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء اور اولیاء کی طرف القاء فرماتا ہے بذریعہ فرشتہ جو دکھائی بھی دے اور اس کا کلام بھی سنائی دے، یا بغیر مشاہدہ کے کلام الٰہی سنائی دے، یا نبی کے دل میں کوئی بات ڈال دی جائے۔

(ج) ضل اور غوی کا معنی:

ضـل کا معنی مخالفت کرنا یعنی فعل معصیت کا ارتکاب کرنا، طریق حق سے عدول کرنا۔ غـوی کا معنی جہل مرکب ہے۔ مراد یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ رشد و ہدایت کی اعلیٰ منزل پر متمکن رہے اعتقاد فاسد کا کبھی آپ کے حاشیہ بساط تک نہ پہنچ سکا۔ کبھی طریق حق سے اور راہ ہدایت سے عدول نہ کیا۔ ہمیشہ اپنے رب کی توحید و عبادت میں رہے۔ (سُبْحَانَ اللهِ)

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

قسم ثانی: اصول تفسیر

سوال نمبر 4:- درج ذیل اجزاء کا جواب دیں۔

(الف) مشرکین، یہود، نصاریٰ اور منافقین میں سے ہر ایک کا عصرِ حاضر میں شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے نمونہ پیش کیا ہے' کوئی سے دو کا نمونہ تحریر کریں؟

(ب) نصاریٰ کا عقیدہ تثلیث اور اس پر قرآن مجید کا رد مفصلاً بیان کریں؟

(ج) متقدمین اور متاخرین کے نزدیک منسوخ آیات کی تعداد بیان کر کے بتائیں کہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا اس بارے کیا مؤقف ہے؟

جواب: (الف) دو نمونے:

نصاریٰ کا نمونہ:

نصاریٰ وہ لوگ تھے جو محض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مانتے تھے لیکن اس ماننے میں بھی غلو سے کام لیتے تھے۔ انہوں نے ذات باری تعالیٰ کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا، وہ بعض وجوہ سے متغائر تھے اور بعض وجوہ سے متحد بھی تھے اور ان کے ہاں ان حصوں کو اقانیم ثلاثہ کہا جاتا تھا۔ ایک اقنوم باپ جو مبدایت عالم کے ہم معنیٰ تھا۔ ایک اقنوم بیٹا جو بمعنیٰ صادر اول تھا جو ایک امر عام اور تمام موجودات میں شامل تھا اور ایک اقنوم روح القدس تھا جو عقول مجرد کے ہم معنیٰ تھا۔ ان کا یہ پختہ نظریہ تھا کہ اقنوم ابن حضرت مسیح کی روح کا لباس اختیار کر لیا تھا یعنی جیسا کہ جبرائیل علیہ السلام آدمی کی شکل میں آتے تھے، ایسے ابن نے عیسیٰ علیہ السلام کی صورت میں ظہور کیا تھا۔ اس لیے عیسیٰ علیہ السلام اللہ بھی ہیں، ابن اللہ اور بشر بھی ہیں۔ احکام خداوندی ان کے واسطہ سے جاری ہوتے ہیں۔ یہ عقیدہ تا آخر گمراہی پر مشتمل تھا۔

اگر اس کا نمونہ اپنی قوم میں دیکھنا ہو چاہو تو آج اولیاء اللہ اور مشائخ کی اولاد کو دیکھ لو کہ وہ اپنے آباء کے حق میں کسی قسم کے خیالات رکھتے ہیں اور ان کو کہاں تک طول دیا جائے: وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ ۝ (اور عنقریب بہت جانیں گے وہ لوگ جو کہ ظلم کرتے ہیں کہ کون سی پھرنے کی پھر جائیں گے)

نیز ان کی ایک گمراہی یہ تھی کہ ان کا یقین تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مقتول ہو گئے ہیں حالانکہ فی الواقع ان کے قتل کے واقعہ میں اشتباہ ہو گیا ہے جس سے انہوں نے آسمان پر اٹھائے جانے کو قتل قرار دے دیا اور نسلاً بعد نسلاً اس غلط نظریہ کو مسلسل نقل کرتے آ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس شبہ کا ازالہ یوں فرمایا ہے: وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ ۚ مگر انہوں نے اپنی گمراہی کے سبب اس اعلان کو تسلیم کرنے سے صاف انکار کر دیا۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

منافقین کا نمونہ:

دورِ رسالت میں منافقین وہ لوگ تھے جن کے عقائد وافکار کفار جیسے تھے مگر مسلمانوں کے پاس اپنے اقوال وافعال اور اعمال کے ذریعے مسلمان ظاہر کرتے تھے۔ وہ بظاہر نماز، روزہ، حج اور زکوۃ تک کا فریضہ نبھاتے تھے لیکن دلوں کی کڑیاں کفر کے ساتھ ملی ہوئی تھیں۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ خواہ خاص قسم منافق موجود نہیں ہیں لیکن ان کے وجود سے انکار بھی نہیں کیا جا سکتا۔ قرآن کریم نے ایسے منافقوں کی علامات خوب بیان کر دی ہیں۔ اگر ان منافقین کا نمونہ عصر حاضر میں دیکھنا ہو تو امراء کی مجالس میں جا کر ان کے مصاحبین کو دیکھ لیں جو امراء کی مرضی کو شارع کی مرضی پر ترجیح دیتے ہیں۔ انصاف کی رو سے ایسے منافقین ہیں جنہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ باتیں بن کر نفاق اختیار کیا اور ان میں سے جواب پیدا ہوئے مگر انہوں نے یقینی ذرائع سے احکام شارع کی اطلاع پا کر مخالفت اختیار کی، کوئی فرق نہیں ہے۔ لہٰذا معقولیوں کی وہ جماعت بھی ہے جن کے دلوں میں بہت سے شکوک وشبہات پیدا ہو چکے ہیں اور جنہوں نے معاد کو نسیاً منسیاً کر دیا ہے، یہ گروہ منافقین میں شامل ہے۔

(ب) نصاریٰ کا عقیدہ تثلیث اور قرآن کی طرف سے اس کا رد:

نصاریٰ کا عقیدہ تثلیث حیران کن ہے اور عقل ودانش کے منافی بھی، ان کا کہنا ہے کہ ایک نہیں بلکہ خدا تین ہیں: (i) خالق ومالک، (ii) عیسیٰ علیہ السلام، (iii) حضرت مائی مریم۔ یہ عقیدہ اٹل ہے جس میں کوئی لچک نہیں ہے۔ قرآن کریم نے انسان کو ہر برائی سے روکنے اور نیکی کا راستہ اختیار کرنے کی ہدایت کا بیڑا اٹھایا ہے۔ قرآن کی اس مخلصانہ اصلاح وتبلیغ سے اربوں لوگوں کو ہدایت نصیب ہوئی لیکن نصاریٰ کے اس عقیدہ باطلہ میں ہرگز فرق نہیں آیا، وہ مسلسل نہر کی طرح اس عقیدہ پر ڈٹے ہوئے ہیں اور اس پر نظر ثانی کرنے کی ہرگز کوشش نہیں کرتے۔ چنانچہ قرآن نے ان کی اصلاح کے لیے صاف صاف اعلان کیا: "وانتھوا خیراً لکم" اصل میں تھا: وانتھوا عن التثلیث واقصدوا خیراً لکم. اس کے علاوہ بہت سی جگہوں پر قرآن کریم میں انہیں عقیدہ تثلیث ترک کرنے کی تلقین کی گئی۔

(ج) متقدمین کا موقف:

متقدمین کے نزدیک منسوخ آیات کی تعداد پانچ سو تک ہے، بلکہ گہری نظر سے دیکھا جائے تو اس سے بھی زیادہ ہیں۔

متاخرین کا موقف: متاخرین کے نزدیک منسوخ آیات کی تعداد بہت کم ہے یعنی تقریباً بیس 20۔

شاہ ولی اللہ کا موقف: ان کی رائے یہ ہے کہ ان کے نزدیک منسوخ آیات کی تعداد صرف پانچ ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة الثانية: الحديث وأصوله

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: آخری سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں؟

حصہ اوّل......حدیث

سوال نمبر1: عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَۃٌ لَھُمْ اَجْرَانِ رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ الْکِتَابِ اٰمَنَ بِنَبِیِّہٖ وَاٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوْکُ اِذَا اَدّٰی حَقَّ اللّٰہِ وَحَقَّ مَوَالِیْہِ وَرَجُلٌ کَانَتْ عِنْدَہٗ اَمَۃٌ یَّطَاُھَا فَاَدَّبَھَا فَاَحْسَنَ تَاْدِیْبَھَا وَعَلَّمَھَا فَاَحْسَنَ تَعْلِیْمَھَا ثُمَّ اَعْتَقَھَا فَتَزَوَّجَھَا فَلَہٗ اَجْرَانِ۔

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۲۰=۱۰+۱۰

(ب) حدیث میں مذکور تین شخصوں کو دگنا اجر ملنے کی وجہ بیان کریں؟ ۱۰

(ج) ”العبد المملوك“ میں ”العبد“ کے ساتھ ”المملوك“ کی صفت لگانے کی وجہ تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر2:۔عن عائشة رضی الله عنها أن يهودية دخلت عليها فذكرت عذاب القبر فقالت لها أعاذك الله من عذاب القبر فسألت عائشة رسول الله صلى الله عليه وسلم عن عذاب القبر فقال نعم عذاب القبر حق قالت عائشة رضى الله عنها فما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد صلى صلوٰة الا تعوذ بالله من عذاب القبر۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کرنے کے بعد حدیث میں مذکور فقالت لها میں قالت کی ضمیر فاعل اور لها میں ضمیر مجرور کا مرجع بیان کریں؟ ۲۰=۱۰+۱۰

(ب) عذاب قبر کے متعلق تین احادیث بیان کریں؟ ۱۵

(ج) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مختصر تعارف سپرد قلم کریں؟ ۵

سوال نمبر3:۔عن أبی هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حق المسلم على المسلم ست قيل ماهن يارسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا لقيته

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

فسلم عليه و اذا دعاك فأجبه و اذا استنصحك فانصح له و اذا عطس فحمد الله فشمته و اذا مرض فعده و اذا مات فاتبعه .

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف تفصیلاً تحریر کریں؟ ۲۰=۱۰+۱۰

(ب) "حق المسلم على المسلم" کے آداب تحریر کریں؟ ۱۰

(ج) "فعده" میں "عد" کی صرفی تحقیق زینتِ قرطاس کریں؟ ۱۰

حصہ دوم......اصول حدیث

سوال نمبر 4:-کوئی سے دو اجزاء کا جواب دیں؟ ۲۰=۲x۱۰

(الف) صحیح لذاتہ اور صحیح لغیرہ سے کیا مراد ہے؟

(ب) حدیث کا لغوی و اصطلاحی معنی بیان کرنے کے بعد حدیث اور خبر میں فرق تحریر کریں؟

(ج) فرد مطلق اور فرد نسبی کی تعریف کریں؟

(د) حدیث عزیز اور غریب سے کیا مراد ہے؟

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طالبات 2023ء

دوسرا پرچہ: حدیث و اصول حدیث

حصہ اوّل: حدیث

سوال نمبر 1:-عَنْ اَبِىْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَهُمْ اَجْرَانِ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اٰمَنَ بِنَبِيِّهٖ وَاٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوْكُ اِذَا اَدّٰى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيْهِ وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهٗ اَمَةٌ يَطَاُهَا فَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَاْدِيْبَهَا وَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ .

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) حدیث میں مذکور تین شخصوں کو دگنا اجر ملنے کی وجہ بیان کریں؟

(ج) "العبد المملوك" میں "العبد" کے ساتھ "المملوك" کی صفت لگانے کی وجہ تحریر

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

کریں؟

جوابات: (الف) اعراب: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: روایت ہے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین اشخاص وہ ہیں، جنہیں دگنا اجر ملتا ہے۔ وہ کتابی جو اپنے نبی پر بھی ایمان لائے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی۔ وہ غلام مملوک جب اللہ کا حق بھی ادا کرے اور اپنے مولاؤں کا بھی۔ وہ شخص جس کے پاس لونڈی تھی جس سے صحبت کرتا تھا، اسے اچھا ادب سکھلایا، اچھی طرح علم سکھایا پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا۔ اس کے لیے دوہرا اجر ہے۔

(ب) اہل کتاب کو دگنا اجر ملنے کی وجہ:

اہل کتاب اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئیں، اولاً اہل کتاب ہونے پر بھی ثواب/اجر ملے گا اگرچہ اس حالت میں وہ اپنے نبیوں پر غلط طریقے سے ایمان لائے تھے کہ عیسائی حضرت مسیح کو اور یہود حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا کہتے تھے مگر چونکہ ان نبیوں کو سچا اور ان کی کتابوں کو برحق مانتے تھے اس لیے اس کا ثواب پا لیں گے اور دوسرا نبی آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا اجر پا لیں گے اور یہ حکم تا قیامت ہے۔

غلام کو دو گنا اجر ملنے کی وجہ:

غلام کے اگر متفرق آقا ہوں، پھر وہ ان سب کی خدمت کرتا رہے اور ان کا حق ادا کرتا رہے۔ ساتھ ہی ساتھ فرائض اسلام بھی بجا لاتا رہے۔ غرض کہ جس قدر دنیا میں زیادہ پھنسے اسی قدر عبادت پر زیادہ اجر ملتا ہے۔

ایک شخص کو دگنا اجر ملنے کی وجہ:

ایک تو لونڈی کو ادب و تعلیم دینے اور آزاد کرنے کا اجر دوسرا اس سے نکاح کرنے کا اجر ملے گا۔

(ج) "العبد" کے ساتھ "المملوك" کی صفت لگانے کی وجہ:

"عبد" کی صفت مملوک اس بات کی طرف اشارہ کرنے کے لیے لائی گئی کہ اس جگہ مطلق "عبد" مراد نہیں ہے بلکہ خاص "عبد" ہے جو کسی آدمی کا غلام ہو۔

سوال نمبر 2:- عن عائشة رضي الله عنها أن يهودية دخلت عليها فذكرت عذاب القبر فقالت لها أعاذك الله من عذاب القبر فسألت عائشة رسول الله صلى الله عليه وسلم عن عذاب القبر فقال نعم عذاب القبر حق قالت عائشة رضي الله عنها فما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد صلى صلوة الا تعوذ بالله من عذاب القبر.

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کرنے کے بعد حدیث میں مذکور فقالت لھا میں قالت کی ضمیر فاعل اور لھا میں ضمیر مجرور کا مرجع بیان کریں؟

(ب) عذاب قبر کے متعلق تین احادیث بیان کریں؟

(ج) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مختصر تعارف سپردِ قلم کریں؟

جوابات: (الف) ترجمۃ الحدیث: روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ایک یہودی عورت ان کے پاس حاضر ہوئی، پس اس نے عذاب قبر کا ذکر کیا، تو آپ نے فرمایا: اللہ تمہیں عذاب قبر سے بچائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عذاب قبر کے متعلق پوچھا: آپ نے فرمایا: ہاں! عذاب قبر برحق ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اس کے بعد میں نے کبھی نہ دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نماز پڑھی ہو اور عذاب قبر سے رب کی پناہ نہ مانگی ہو۔

قالت کی ضمیر کا مرجع: قالت کی ضمیر کا مرجع یہودیہ ہے۔

لھا کی ضمیر کا مرجع: لھا کی ضمیر کا مرجع حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

(ب) عذاب قبر سے متعلق تین احادیث:

۱۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کافر پر اس کی قبر میں ننانوے سانپ مسلط کیے جاتے ہیں، جو اسے قیامت تک نوچتے اور ڈستے رہیں گے۔ اگر ان میں سے ایک سانپ زمین پر پھونک مار دے تو کبھی سبزہ نہ اگے۔

۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میت قبر میں داخل کی جاتی ہے، تو اسے سورج ڈوبتا ہوا معلوم ہوتا ہے، تو وہ آنکھیں ملتا ہوا بیٹھتا ہے اور کہتا ہے: مجھے چھوڑو میں نماز پڑھ لوں۔

۳۔ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وعظ کے لیے کھڑے ہوئے، تو آپ نے فتنہ قبر کا ذکر فرمایا جس میں انسان مبتلا ہوتا ہے، تو جب یہ ذکر کیا تو مسلمانوں نے چیخ ماری۔

(ج) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا تعارف:

ان کا نسب مرہ بن کعب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے ملتا ہے۔ بعثت کے چار برس بعد پیدا ہوئیں۔ اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیر کے تعلق سے ام عبداللہ کنیت رکھتی تھیں۔ چھ برس کی تھیں کہ آنحضرت کے عقد نکاح میں آئیں اور ہجرت کے پہلے سال ماہ شوال میں مدینہ منورہ میں نو سال کی عمر میں آپ کی رسم عروسی ادا کی گئی۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

آپ کثیرۃ الحدیث تھیں۔ دو ہزار دو سو دس حدیثیں آپ سے مروی ہیں۔ جن میں 174 پر صحیحین کا اتفاق ہے۔ 54 میں امام بخاری اور 28 میں امام مسلم منفرد ہیں۔

آپ وقائع و اشعار عرب سے خوب واقف تھیں۔ حضرت عروہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو قرآن وفرائض، حلال وحرام، فقہ وشعر وحدیث اور غریب ونسب کا عالم نہیں پایا۔ آپ بہت زیادہ سخی اور پرہیز گار تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک اٹھارہ سال تھی۔ انہوں نے چھیاسٹھ برس کی عمر میں ۵۷ھ میں وفات پائی۔ آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

سوال نمبر 3:- عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حق المسلم على المسلم ست قيل ماهن يارسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا لقيته فسلم عليه واذا دعاك فأجبه واذا استنصحك فانصح له واذا عطس فحمد الله فشمته واذا مرض فعده واذا مات فاتبعه۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف تفصیلاً تحریر کریں؟

(ب) "حق المسلم على المسلم" کے آداب تحریر کریں؟

(ج) "فعده" میں "عد" کی صرفی تحقیق مع تعیین باب اس کریں؟

جوابات: (الف) ترجمة الحديث: روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں: فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں، پوچھا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کیا ہیں؟ فرمایا: جب تم اس سے ملو تو اسے سلام کرو، جب تمہیں دعوت کے لیے بلائے تو قبول کرو۔ جب تم سے خیر خواہی چاہے تو کرو۔ جب چھینکنے والا اللہ کی حمد کرے تو اس کا جواب دو۔ جب بیمار ہو تو عیادت کرو۔ جب مر جائے تو ساتھ جاؤ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف:

حدیث کے راوی مشہور صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، قبول اسلام سے پہلے عبد الشمس اور قبول اسلام کے بعد عبد الرحمٰن نام تھا، بلیوں پر شفقت کی وجہ سے "ابو ہریرہ" کی کنیت سے مشہور ہوئے، فتح خیبر کے سال قبول اسلام کیا، چار سال تک محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر وحضر کے رفیق رہے، چار ہزار تین سو چونسٹھ (4364) احادیث مبارکہ یاد تھیں، ستاسی (۸۷) سال کی عمر میں ۳۵ھ کو وفات پائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

آپ ان صحابہ میں سے ہیں جو علم حدیث کے اساطین سمجھے جاتے ہیں۔ آپ بالاتفاق صحابہ کی جماعت میں سب سے بڑے حافظ حدیث تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: "ابو ہریرہ علم

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

کاظرف ہیں۔'' آپ کو علم کی بڑی جستجو تھی۔ان کا ذوق علم حرص کے درجہ تک پہنچ چکا تھا۔آپ احادیث کے معاملہ میں بہت احتیاط سے کام لیتے۔ چنانچہ بھولنے یا ردو بدل کے ڈر سے جو کچھ سنتے، اسے قلمبند کر لیتے۔خشیت الٰہی اور خوف قیامت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خاص وصف تھا۔آپ اس سے لرزہ براندام رہتے تھے۔خوف خدا اور قیامت کے احتساب کے ذکر سے چیخ کر بیہوش ہو جاتے تھے۔عبادت سے خاص ذوق تھا۔خود بھی شب بیداری کرتے تھے اور گھر والوں سے بھی کرواتے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر محبت تھی کہ ان سے کبھی جدا نہ ہوتے۔

(ب) آداب حقوق:

مسلمان کے مسلمان پر جو حق ہیں اس کے آداب یہ ہیں:

سلام کا حق ادب: آنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے۔ جب راستہ چلتے ہوئے کسی سے سلام ۔ یں اور اگر ان میں کوئی فرق نہ ہو تو جو چاہے سلام کرے۔ جماعت میں ایک کا سلام یا جواب سب کی طرف سے ہوگا۔سلام کا جواب دینا واجب ہے۔

دعوت کا حق ادب: اگر شرعاً کوئی مجبوری یا معذوری نہ ہو، تو مدد کے لیے یا کھانے یا عام دعوت کے انتظام میں ضرور جانا چاہیے۔

خیر خواہی کا حق ادب: اگر کوئی مشورہ کرے تو اچھا مشورہ دے۔ اگر کوئی دینی مسئلہ پوچھے، تو معلوم ہونے کی صورت میں ضرور بتائے۔

چھینک کا حق ادب: اگر کوئی چھینک مارے اور پھر ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' کہے، تو سننے والے پر واجب ہے کہ ''یَرْحَمُكَ اللّٰہُ'' کہے۔

عیادت کرنے کا حق ادب: اگر کوئی بیمار ہو جائے' تو اس کی عیادت کے لیے جائے۔اس کے لیے دعائے خیر کرے۔

جنازہ کا حق ادب: اگر کوئی فوت ہو جائے' تو اس کے جنازہ میں شرکت کرے۔اس کے لیے دعائے مغفرت کرے، کیونکہ نمازِ جنازہ کے لیے جانا بھی سنت ہے اور دفن کے لیے بھی۔

(ج) صرفی تحقیق:

''عِدْ'': صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر حاضر معروف اجوف واوی ثلاثی مجرد از باب نَصَرَ یَنْصُرُ۔

حصہ دوم......اصول حدیث

سوال نمبر 4:-درج ذیل اجزاء کا جواب دیں۔

(الف) صحیح لذاتہ اور صحیح لغیرہ سے کیا مراد ہے؟

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ب) حدیث کا لغوی و اصطلاحی معنی بیان کرنے کے بعد حدیث اور خبر میں فرق تحریر کریں؟

(ج) فرد مطلق اور فرد نسبی کی تعریف کریں؟

(د) حدیث عزیز اور غریب سے کیا مراد ہے؟

جواب: (الف) صحیح لذاتہ کی تعریف: وہ حدیث ہے جس کی سند متصل ہو اور اس کے راوی عادل، تام الضبط ہوں اور وہ شاذ اور معلل بھی نہ ہو۔

صحیح لغیرہ کی تعریف: وہ حدیث جس میں "صحیح لذاتہ" کی تمام صفات پائی جائیں سوائے تام الضبط کے اور ضبط کی یہ کمی کثرت طرق سے پوری ہو جائے۔

(ب) حدیث کا لغوی معنی: حدیث کا لغوی معنی ہے: نئی چیز۔

اصطلاحی معنی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل، تقریر اور صفت کو حدیث کہتے ہیں۔

حدیث و خبر میں فرق: حدیث وہ ہے جو صرف اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو جبکہ خبر وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ کے غیر سے منقول ہو۔

(ج) فرد مطلق کی تعریف: وہ حدیث ہے جس کی سند کے شروع میں غرابت ہو۔

فرد نسبی کی تعریف: وہ حدیث ہے جس کی سند کے درمیان میں غرابت پائی جائے۔

(د) حدیث عزیز کی تعریف: وہ حدیث ہے جس کے راوی سند کے تمام طبقات میں دو سے کم نہ ہوں۔

حدیث غریب کی تعریف: وہ حدیث ہے جس کی سند میں صرف ایک ہی راوی ہو۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة الثالثة: أصول الفقه

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: صرف تین سوالات کا حل مطلوب ہے۔

سوال نمبر 1:- فَالْقِيَاسُ هُوَ التَّقْدِيْرُ لُغَةً يُقَالُ قِسِ النَّعَلَ بِالنَّعْلِ اَىْ قَدِّرْهُ بِهٖ وَاجْعَلْهُ نَظِيْرًا لِلْاٰخَرِ وَالْفُقَهَاءُ اِذَا اَخَذُوْا حُكْمَ الْفَرْعِ مِنَ الْاَصْلِ سَمُّوْا ذٰلِكَ قِيَاسًا لِتَقْدِيْرِهِمُ الْفَرْعَ بِالْاَصْلِ فِى الْحُكْمِ وَالْعِلَّةِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) اصل اور فرع سے کیا مراد ہے؟ ۱۰

(ج) قیاس کے لغوی و اصطلاحی معنی میں مناسبت بیان کریں؟ ۴

سوال نمبر 2:- وَالشَّرْطُ الرَّابِعُ اَنْ يَّبْقٰى حُكْمُ الْاَصْلِ بَعْدَ التَّعْلِيْلِ عَلٰى مَا كَانَ قَبْلَهٗ لِاَنَّ تَغْيِيْرَ حُكْمِ النَّصِّ فِىْ نَفْسِهٖ بِالرَّاْىِ بَاطِلٌ كَمَا اَبْطَلْنَاهُ فِى الْفَرْعِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) عبارت کی تشریح اس انداز سے کریں کہ مطلب واضح ہو جائے؟ ۱۰

(ج) قیاس کی شروط اربعہ میں سے کسی ایک کی مثال بیان کریں؟ ۸

سوال نمبر 3:- أما المعارضة فهي نوعان معارضة فيها مناقضة ومعارضة خالصة أما المعارضة التي فيها مناقضة فالقلب.

(الف) عبارت کا ترجمہ کرنے کے بعد معارضہ اور قلب کی تعریف کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) معارضہ خالصہ کی کون سی قسم صحیح ہے اور کون سی باطل؟ ۸

(ج) مناقضہ کی تعریف کریں؟ ۵

سوال نمبر 4:- أما الأحكام فأنواع أربعة حقوق الله تعالىٰ خالصة وحقوق العباد خالصة وما اجتمع فيه حقان وحق الله تعالىٰ فيه غالب كحد القذف وما اجتمعا فيه وحق العبد فيه غالب كالقصاص.

(الف) عبارت کا ترجمہ [illegible]

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ب) حقوق اللہ کی اقسام تحریر کریں؟ ۸

(ج) درج ذیل اصطلاحات میں سے دو کا مفہوم واضح کریں؟ ۱۰

سبب، علت، شرط، علامت

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2023ء

تیسرا پرچہ: اصول فقہ

سوال نمبر ۱: فَالْقِيَاسُ هُوَ التَّقْدِيْرُ لُغَةً يُقَالُ قِسِ النَّعْلَ بِالنَّعْلِ اَىْ قَدِّرْهُ بِهٖ وَاجْعَلْهُ نَظِيْرًا لِّلْاٰخَرِ وَالْفُقَهَاءُ اِذَا اَخَذُوْا حُكْمَ الْفَرْعِ مِنَ الْاَصْلِ سَمُّوْا ذٰلِكَ قِيَاسًا لِتَقْدِيْرِهِمُ الْفَرْعَ بِالْاَصْلِ فِى الْحُكْمِ وَالْعِلَّةِ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) اصل اور فرع سے کیا مراد ہے؟

(ج) قیاس کے لغوی واصطلاحی معنیٰ میں مناسبت بیان کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمہ: ''پس قیاس کا لغوی معنیٰ ''اندازہ کرنا'' ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس جوتے کو اس جوتے پر قیاس کر۔'' یعنی اس کو اس کے مطابق بنا دے اور اس کی مثل بنا دے۔ فقہاء نے جب فرع کا حکم اصل سے لیا تو اس کا نام قیاس رکھا، کیونکہ انہوں نے حکم اور علت میں فرع کو اصل کے ساتھ ملا دیا۔

(ب) اصل اور فرع سے مراد:

اصل سے مراد ادلہ شرعیہ قطعیہ ہیں یعنی کتاب، سنت اور اجماع۔ ان کو مقیس علیہ بھی کہتے ہیں اور فرع سے مراد مقیس ہے۔ یا یوں کہ اصل سے مراد وہ جس کا حکم شرع میں ثابت ہو ہماری کوشش کے بغیر اور فرع سے مراد وہ کہ جس کے حکم کا اظہار مقصود ہو۔

(ج) لغوی اور اصطلاحی معنیٰ میں مناسبت:

لغوی اور اصطلاحی معنیٰ کے درمیان مناسبت ظاہر ہے، وہ اس طرح کہ قیاس کا لغوی معنیٰ چونکہ اندازہ کرنا ہے، تو چونکہ فقہاء بھی حکم وعلت میں فرع یعنی مقیس کا اصل یعنی مقیس علیہ کے ساتھ اندازہ کرتے ہیں اور فرع کو اصل سے ناپتے ہیں، اس لیے فرع کو قیاس کا نام دیتے ہیں۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

سوال نمبر 2:- وَالشُّرطُ الرَّابِعُ اَنْ يَّبْقٰى حُكْمُ الْاَصْلِ بَعْدَ التَّعْلِيْلِ عَلٰى مَا كَانَ قَبْلَهٗ لِاَنَّ تَغْيِيْرَ حُكْمِ النَّصِّ فِيْ نَفْسِهٖ بِالرَّاْيِ بَاطِلٌ كَمَا اَبْطَلْنَاهُ فِي الْفُرُوْعِ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) عبارت کی تشریح اس انداز سے کریں کہ مطلب واضح ہو جائے؟

(ج) قیاس کی شروط اربعہ میں سے کسی ایک کی مثال بیان کریں؟

(الف) عبارت پر اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

عبارت کا ترجمہ: ''اور قیاس کی چوتھی شرط یہ ہے کہ اصل کا حکم تعلیل کے بعد اس پر باقی رہے جو پہلے تھا تعلیل سے، کیونکہ فی نفسہ رائے کے ساتھ نص کے حکم کو بدلنا باطل ہے جیسا کہ ہم نے اس تغیر کو فروع میں باطل کر دیا ہے۔''

تشریح: یہاں سے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ قیاس کی چوتھی شرط بیان کر رہے ہیں۔ اس شرط کے ساتھ ماتن نے لفظ رابع کا اضافہ کیا اور رابع کی قید سے اس کی تصریح کی تاکہ یہ وہم نہ ہو کہ شرط ثالث شروط اربعہ کو متضمن ہے اور اس سے پہلے دو شرطوں کا بیان ہوا تو یہ ساتویں شرط ہے۔ اس وہم کو دور کرنے کے لیے لفظ رابع کہا گیا تاکہ اس بات پر تنبیہ ہو جائے کہ تیسری شرط اگرچہ چار شرطوں پر مشتمل ہے اس کے باوجود وہ ایک ہی شرط ہے۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ تعلیل کے بعد اصل کا حکم ویسا ہی رہے جیسا کہ تعلیل سے پہلے تھا۔ اس میں کوئی تغیر واقع نہ ہو۔ تغیر سے مراد اس کے مفہوم لغوی کا تغیر ہے باقی خصوص سے عموم کی طرف تغیر تو قیاس کی ضروریات سے ہے، کیونکہ قیاس تعدیہ کے سبب تعمیم کا فائدہ دیتا ہے۔

(ج) شروطِ قیاس میں سے ایک کی مثال:

شرطِ رابع کی مثال: قیاس کی چوتھی شرط یہ ہے کہ اصل کا حکم تعلیل کے بعد اسی صفت پر باقی رہے جس صفت پر تعلیل سے پہلے تھا، اس لیے کہ فی ذاتہ نص کے حکم کو رائے سے بدلنا باطل ہے، جیسا کہ ہم نے اسے فروع میں باطل کیا ہے اور ہم نے قلیل کی تخصیص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول: لا تبيعوا الطعام بالطعام الاسواء بسواء کے ذریعے کی ہے، اس لیے کہ حالت تساوی کا استثناء اس کے صدر (مستثنیٰ منہ) کے احوال کے عموم پر دلالت کرتا ہے۔ چنانچہ پہلے مذکور ہو چکا ہے کہ قیاس کے صحیح ہونے کے لیے ضرورت ہے کہ فرع میں نہ ہو، کیونکہ فرع میں نص ہوگی، تو قیاس سے اس نص میں تغیر ہو جائے گا مثلاً کفارہ قتل و یمین و ظہار کی مثال ہے۔ الغرض قیاس سے اگر اصل کے حکم میں تغیر ہوتا ہے، تو یہ قیاس صحیح نہیں ہوگا۔

سوال نمبر 3:- أما المعارضة فهي نوعان معارضة فيها مناقضة و معارضة خالصة أما المعارضة التي فيها مناقضة فالقلب

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(الف) عبارت کا ترجمہ کرنے کے بعد معارضہ اور قلب کی تعریف کریں؟

(ب) معارضہ خالصہ کی کون سی قسم صحیح ہے اور کون سی باطل؟

(ج) مناقضہ کی تعریف کریں؟

(الفؑ) عبارت کا ترجمہ: ''بہر حال معارضہ پس اس کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم ایسا معارضہ جس میں مناقضہ بھی ہو اور دوسری قسم خالص معارضہ ہے۔ بہر حال وہ معارضہ جس میں مناقضہ ہو پس وہ قلب ہے۔''

معارضہ کی تعریفؑ: معلل اپنے دعویٰ پر دلیل قائم کردے پھر معترض اس کے خلاف دلیل قائم کر دے اور معلل کی دلیل سے تعارض نہ کرے۔

قلب کی تعریف: تعلیل کو ایسی ہیئت کی طرف بدلنا جو سابقہ ہیئت کے خلاف ہو بایں طور کہ معلول کو علت بنانا اور علت کو معلول بنانا۔

(ب) معارضہ خالصہ کی اقسام:

معارضہ خالصہ کی دو قسمیں ہیں:

(۱) معارضہ فی حکم الفرع، (۲) معارضہ فی علۃ الاصل ان میں سے پہلی قسم صحیح ہے اور دوسری باطل ہے۔

(ج) مناقضہ کی تعریف: جس پر مقابل نے دلیل قائم کی ہے اس کے خلاف پر دلیل قائم کرنا۔

سوالِ نمبر 4:- أما الأحكام فأنواع أربعة حقوق الله تعالىٰ خالصة وحقوق العباد خالصة وما اجتمع فيه حقان وحق الله تعالىٰ فيه غالب كحد القذف وما اجتمعا فيه وحق العبد فيه غالب كالقصاص .

(الف) عبارت کا ترجمہ وتشریح کریں؟

(ب) حقوق اللہ کی اقسام تحریر کریں؟

(ج) درج ذیل اصطلاحات میں سے دو کا مفہوم واضح کریں؟

سبب، علت، شرط، علامت

جواب: (الفؑ) عبارت کا ترجمہ: ''بہر حال احکام تو وہ چار قسم پر ہیں۔ خالص حقوق اللہ، خالص حقوق العباد، جس میں دونوں جمع ہوں لیکن اللہ کا حق اس میں غالب ہو جیسے حد قذف' جس میں دونوں حق جمع ہوں اور حق العبد اس میں غالب ہو جیسے قصاص۔''

تشریح: احکام حکم کی جمع ہے اور حکم سے مراد اس جگہ محکوم بہ ہے یعنی فعل مکلف' اور فعل مکلف کی تقسیم ہے۔ پس احکام کی چار قسمیں ہیں: نمبر ۱- خالص حقوق اللہ یعنی حق تعالیٰ کی جانب کی رعایت کا مطالبہ کیا

Madaris News Official

H_M_Hasnain_Asadi

Dars e Nizami All Board Books

جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جانب عبد کی رعایت کے بغیر اس کو بجالانے کا حکم دیا ہے۔ نمبر ۲- خالص حقوق العباد یعنی جس کے ساتھ کوئی خاص مصلحت متعلق ہو جیسے غیر کے مال کا حرام ہونا۔ نمبر ۳- جس میں دونوں حق جمع ہوں لیکن اللہ کا حق غالب ہو جیسے حد قذف کہ اس میں اللہ کا حق ہے اس حیثیت سے ہے کہ وہ حد اس کی جزاء ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے روکا تھا یعنی عبد صالح ضعیف کی عزت کو پامال کرنے سے اور اس میں بندے کا بھی حق اس حیثیت سے ہے کہ اس کے سبب مقذوف کی عار زائل ہو جاتی ہے۔ لیکن اللہ کا حق غالب ہے کہ اس میں ارث اور عفو (درگزر کرنا) جاری نہیں ہوتا۔ 14

یعنی مقذوف کا اگر انتقال ہو جائے تو ورثاء کو قذف کا دعویٰ کرنے کا حق نہیں۔ نمبر ۴- وہ قسم جس میں دونوں حق جمع ہوں لیکن اس میں حقِ عبد غالب ہو جیسا کہ قصاص کہ اللہ کا حق بھی ہے کہ قصاص کے ڈر سے قتل و فساد سے عالم محفوظ رہتا ہے اور بندے کا حق بھی ہے کہ قتل کے ذریعے قاتل نے اپنے نفس پر جنایت واقع کی ہے۔ پھر قصاص میں مقتول کے وارثین کے لیے تسلی بھی ہے، لیکن بندے کا حق غالب ہے، وہ اس طرح کہ قصاص میں ارث اور عفو جاری ہوتے ہیں اور مقتول کے ورثاء کو قصاص لینے اور درگزر کرنے دونوں حق حاصل ہیں خواہ مال لے کر کریں یا بغیر کچھ لیے۔

(ب) حقوق اللہ کی اقسام و امثلہ:

حقوق اللہ کی درج ذیل آٹھ قسمیں ہیں:

۱- خالص عبادات جیسے ایمان، نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج۔

۲- کامل عقوبات جیسے حد قذف اور حد سرقہ وغیرہ۔

۳- قاصرہ عقوبات جیسے قتل کی وجہ سے وراثت سے محروم ہونا۔

۴- وہ احکام جن میں عبادات و عقوبات دونوں ہی پائی جاتی ہیں جیسے کفارہ قتل، کفارہ ظہار اور کفارہ یمین وغیرہ۔

۵- ایسی عبادت جس میں صرف نفس اور وجود کے لحاظ سے مشقت ہو قربت کے لحاظ سے نہ ہو جیسے صدقہ فطر، کیونکہ اس میں اہلیت شرط نہیں بلکہ چھوٹے بچوں، کافر غلاموں اور لونڈیوں کی طرف سے بھی صدقہ واجب ہے۔

۶- ایسی مشقت جس میں قربت الٰہی کی جہت بھی ہو جیسے عشرہ وغیرہ

۷- ایسی مشقت جس میں عقوبت کا مفہوم بھی ہو جیسے خراج، اس میں عقوبت کے مفہوم کی وجہ سے ابتدائی طور پر مسلمان پر لازم نہیں ہے۔ البتہ خراج والی زمین خرید لینے کے بعد مسلمان پر بھی لازم ہوگا۔

۸- ایسا حق جو بنفسہ قائم ہو بندوں کے قائم کرنے سے قائم نہ ہو بلکہ اللہ کی طرف سے قائم ہو۔ اس کے انتظام کا ذمہ حاکم وقت پر ہوتا ہے جو اللہ کا خلیفہ ہوتا ہے۔ اس کی دو بڑی قسمیں ہیں: ۱- مال غنیمت،

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

۲-معدنیات اور دیگر ذخائر جو زمین سے حاصل ہوتے ہیں۔ان سب کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ کا ہے جسے حاکم وقت نائب کے طور پر عوام الناس کے مفادات پر خرچ کرتا ہے، جبکہ باقی چار حصے اس مال کے حاصل کرنے والے افراد کے لیے ہوتے ہیں۔

(ج) اصطلاحات کی تعریفات:

۱-سبب کی تعریف: وہ ہے جو حکم تک پہنچنے کا ذریعہ ہو، بغیر اس کے کہ حکم کا وجوب یا وجود منسوب ہو، اور اس میں علیت کے معنیٰ مفہوم نہ ہوں، مگر سبب اور حکم کے درمیان ایک ایسی علت ہو، جو سبب کی طرف مضاف نہ ہو۔اس کی مثال چور کی راہنمائی کرنا ہے کسی کے مال کی جانب تا کہ وہ اس کی چوری کرے۔

۲-علت: وہ ہے کہ جس کی طرف حکم کا وجوب مضاف ہو بلا واسطہ اور اس کی مثال جیسا کہ بیع ملک کے لیے، نکاح حلت کے لیے اور قتل قصاص کے لیے۔اس میں کمال تین امور سے پیدا ہوتا ہے یعنی وہ اسماً، معنًا اور حکماً علت ہو۔

۳-علامت: وہ ہے کہ جو حکم کے وجود کی پہچان کرا دے بغیر اس کے کہ اس سے حکم کا وجوب یا وجود متعلق ہو۔

شرط کی تعریف: ایک شیء کا دوسری شیء کے ساتھ اس طرح معلق ہونا کہ جب اوّل پائی جائے تو دوسری بھی پائے جائے۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة الرابعة: الفقه

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: کوئی سے تین سوالات حل کریں۔

سوال نمبر 1:- اَلنِّكَاحُ يَنْعَقِدُ بِالْاِيْجَابِ وَالْقَبُوْلِ بِلَفْظَيْنِ يُعَبَّرُ بِهِمَا عَنِ الْمَاضِيْ لِاَنَّ الصِّيْغَةَ وَاِنْ كَانَتْ لِلْاِخْبَارِ وَضْعًا فَقَدْ جُعِلَتْ لِلْاِنْشَاءِ شَرْعًا دَفْعًا لِلْحَاجَةِ وَيَنْعَقِدُ بِلَفْظَيْنِ يُعَبَّرُ بِاَحَدِهِمَا عَنِ الْمَاضِيْ وَبِالْآخَرِ عَنِ الْمُسْتَقْبَلِ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) عبارت میں مذکور مسئلہ کی تشریح اس انداز سے کریں کہ مطلب واضح ہو جائے؟ ۱۰

(ج) ایجاب اور قبول کی تعریف کریں؟ ۹

سوال نمبر 2:- وينعقد نكاح الحرة العاقلة البالغة برضائها وان لم يعقد عليها ولى بكرا كانت أو ثيبا ۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں "ولی، بکر اور ثیب" کا مفہوم بیان کریں؟ ۱۰+۵=۱۵

(ب) مذکورہ مسئلہ میں شیخین، امام محمد، امام شافعی اور امام مالک کا موقف مع الدلائل سپردِ قلم کریں؟ ۱۰

(ج) نکاح کی اجازت کے وقت باکرہ بالغہ ہنس پڑے یا خاموش ہو جائے تو نکاح کا کیا حکم ہے؟ ۸

سوال نمبر 3:- وطلاق البدعة أن يطلقها ثلاثا بكلمة واحدة أو ثلاثا فى طهر واحد فاذا فعل ذلك وقع الطلاق و كان عاصيا ۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں نیز طلاق احسن اور طلاق حسن کی تعریف تحریر کریں؟ ۵+۵+۵=۱۵

(ب) مذکورہ مسئلہ میں احناف اور امام شافعی کا موقف مع الدلائل سپردِ قلم کریں؟ ۱۰

(ج) حاملہ عورت کو جماع کے بعد طلاق دینا جائز ہے یا نہیں؟ دلیل سے واضح کریں؟ ۸

سوال نمبر 4:- واذا قال الرجل لامرأته أنت علي كظهر أمي فقد حرمت عليه لايحل له وطيها ولا مسها ولا تقبيلها حتى يكفر عن ظهاره ۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور مذکورہ مسئلہ پر قرآن سے دلیل دیں؟ ۱۰+۵=۱۵

(ب) اگر مرد بیوی کو "أنت علي كبطن أمي أو كفخذها أو كفرجها" جیسے الفاظ بولے تو وہ

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

مظاہر ہوگا یا نہیں؟ دلیل سے واضح کریں؟ ۱۰

(ج) اگر مرد بیوی کو "أنت علی مثل أمی" جیسے الفاظ بولے تو اس کا کیا حکم ہے؟ مفصلاً سپردِ قلم کریں؟ ۸

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2023ء

چوتھا پرچہ: فقہ

سوال نمبر 1:- اَلنِّکَاحُ یَنْعَقِدُ بِالْاِیْجَابِ وَالْقَبُوْلِ بِلَفْظَیْنِ یُعَبَّرُ بِهِمَا عَنِ الْمَاضِیْ لِاَنَّ الصِّیْغَةَ وَاِنْ کَانَتْ لِلْاِخْبَارِ وَضْعًا فَقَدْ جُعِلَتْ لِلْاِنْشَاءِ شَرْعًا دَفْعًا لِلْحَاجَةِ وَیَنْعَقِدُ بِلَفْظَیْنِ یُعَبَّرُ بِاَحَدِهِمَا عَنِ الْمَاضِیْ وَبِالْاٰخَرِ عَنِ الْمُسْتَقْبِلِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) عبارت میں مذکورہ مسئلہ کی تشریح اس انداز سے کریں کہ مطلب واضح ہو جائے۔

(ج) ایجاب اور قبول کی تعریف کریں؟

جوابات: (الف) اعراب: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ: نکاح منعقد ہو جاتا ہے ایجاب وقبول کے ذریعے دو ایسے لفظوں سے جنھیں صیغۂ ماضی سے بیان کیا جائے اگرچہ صیغۂ ماضی خبر دینے کے لیے وضع کیا گیا ہے لیکن دفع ضرورت کے پیش نظر اسے انشاء کے لیے شرعاً متعین کر لیا گیا۔ یہ ایسے دو الفاظ سے بھی منعقد ہو جاتا ہے جن میں سے ایک کو صیغۂ ماضی اور دوسرے کو صیغۂ مستقبل سے بیان کیا جائے۔

(ب) مذکورہ مسئلہ کی تشریح:

اگر مرد اور عورت شرعی گواہوں کی موجودگی میں صیغۂ ماضی کے ذریعے ایجاب وقبول کرتے ہیں تو ان کا نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ لان الصیغة الخ سے صیغۂ ماضی سے نکاح کے منعقد ہونے کی دلیل دی گئی ہے اور ساتھ ہی ساتھ ایک اشکال مقدر کا جواب بھی دیا گیا ہے۔ اشکال یہ ہے کہ انشاء کے قبیل سے نکاح کا تعلق ہے، کیونکہ اثبات مالم یکن ثابتاً انشاء کا نام ہے۔ اس لیے نکاح کو ایسی چیز ثابت کرتا ہے جو اس سے پہلے ثابت نہ تھی۔ لہٰذا جب نکاح میں انشاء کا معنیٰ پایا جاتا ہے تو نکاح کے انعقاد کے لیے کوئی ایسا لفظ متعین کیجیے جو معنی انشاء پر صراحتاً دلالت کرتا ہو حالانکہ یہاں آپ نے صیغۂ ماضی سے نکاح کو منعقد کیا ہے اور اسے انشاء کے لیے وضع نہیں کیا گیا، کیونکہ ماضی کا صیغہ تو خبر دینے کے لیے وضع کیا گیا ہے۔ پھر اس صیغہ سے انعقاد نکاح کیونکر درست ہوگا؟

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

اس کا جواب یہ ہے کہ شریعت میں انشاء کے معنی پر صراحتاً دلالت کرنے کے لیے کوئی صیغہ وضع نہیں کیا گیا۔ انشاء اور از قبیل انشاء احکام و مسائل لوگوں کی حاجت بن چکے ہیں۔ اس لیے دفع حاجت کے لیے ہم نے صیغۂ ماضی کو انشاء کے معنی کے لیے منتخب کر لیا۔

وينعقد...... عن المستقبل تک صاحب ہدایہ فرماتے ہیں: اگر ایک ماضی کا صیغہ استعمال کرے اور دوسرا مستقبل کا تو بھی نکاح منعقد ہو جائے گا۔

(ج) ایجاب کی تعریف: عاقدین کی جانب سے عقد کے حوالے سے پہلا صادر ہونے والا کلام ایجاب ہے۔

قبول کی تعریف: بعد از ایجاب دوسرے عاقد کی جانب سے صادر ہونے والا کلام قبول کہلاتا ہے۔

سوال نمبر 2:- وينعقد نكاح الحرة العاقلة البالغة برضائها وان لم يعقد عليها ولی بكرا كانت او ثيبا ۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں "ولی، بکر اور ثیب" کا مفہوم بیان کریں؟

(ب) مذکورہ مسئلہ میں شیخین، امام محمد، امام شافعی اور امام مالک کا موقف مع الدلائل سپردِ قلم کریں؟

(ج) نکاح کی اجازت کے وقت باکرہ بالغہ ہنس پڑے یا خاموش ہو جائے تو نکاح کا کیا حکم ہے؟

جواب: (الف) ترجمة العبارة: (اور ظاہر الروایہ میں شیخین کے ہاں) عاقلہ، بالغہ اور آزاد عورت کا نکاح اس کی رضامندی سے منعقد ہو جائے گا، اگرچہ ولی نے اس کا عقد نہ کیا ہو، خواہ وہ باکرہ ہو یا ثیبہ ہو۔

ولی کا مفہوم: وہ شخص کہ جس کا قول دوسرے پر نافذ ہو جائے دوسرا اس پر راضی ہو یا نہ ہو، ولی یعنی سرپرست کہلاتا ہے۔

بکر کا مفہوم: وہ عورت جس کا پردہ بکارت وطی بالنکاح کے باعث زائل نہ ہوا ہو اگر چہ مرض یا کثرت حیض وغیرہ کے باعث زائل ہو جائے وہ باکرہ ہی ہے۔

ثیبہ: وہ عورت جس کا پردہ بکارت وطی بالنکاح سے زائل ہو چکا ہو۔

(ب) مذکورہ مسئلہ سے متعلق اختلاف آئمہ:

اس مسئلہ میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱- حضرات شیخین رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ اس مسئلہ میں خاتون کا نکاح منعقد ہو جائے گا۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ جب عورت آزاد، عاقل اور بالغ ہے، وہ نکاح کی صورت میں اپنے حق میں تصرف کرتی ہے، تو اسے اس کا حق حاصل ہے اور اسی حق کے تصرف میں وہ نکاح کرتی ہے، تو بلاشبہ اس کا نکاح ہو جائے گا۔ جس طرح وہ عورت تصرف فی المال اور اختیار ازواج کا حق رکھتی ہے۔

۲- امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ ایسا نکاح منعقد تو ہو جائے گا، مگر وہ ولی کی اجازت پر موقوف

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

رہے گا، اگر ولی اجازت فراہم کرے گا تو منعقد ہو جائے گا ورنہ نہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ جب خاتون کو تصرف کا حق حاصل ہے، تو وہ اسی تصرف کو استعمال میں لاتے ہوئے نکاح کر لیتی ہے، تو اس کا نکاح منعقد ہو جائے گا، مگر اس کے ولی کی اجازت پر موقوف رہے گا۔

۳- امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ خواتین کی عبارت اور ان کے الفاظ سے نکاح منعقد نہیں ہوتا، ان کی دلیل یہ ہے کہ نکاح سے صرف نکاح مراد نہیں ہوتا بلکہ نکاح کے مقاصد مراد ہوتے ہیں مثلاً نان ونفقہ اور سکونت وغیرہ، خواتین چونکہ ناقص العقل اور ناقص الدین ہونے کے علاوہ بظاہر حریص اور جلد باز بھی ہوتی ہیں، اس لیے اگر ان کے الفاظ سے اور ان کی مرضی سے نکاح کو درست مان لیں، تو مقاصد نکاح میں خلل واقع ہوگا، لہٰذا خواتین از خود ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں کر سکتیں۔

(ج) نکاح کا حکم:

نکاح کی اجازت کے وقت باکرہ بالغہ ہنس پڑے یا خاموش ہو جائے، تو نکاح میں یہ اس کا اقرار سمجھا جائے گا اور یہ نکاح ولی کے ذریعے منعقد ہو جائے گا۔

سوال نمبر3:- وطلاق البدعة أن يطلقها ثلاثا بكلمة واحدة أو ثلاثا فی طهر واحد فاذا فعل ذلك وقع الطلاق وكان عاصيا۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں نیز طلاق احسن اور طلاق حسن کی تعریف تحریر کریں؟

(ب) مذکورہ مسئلہ میں احناف اور امام شافعی کا موقف مع الدلائل سپرد قلم کریں؟

(ج) حاملہ عورت کو جماع کے بعد طلاق دینا جائز ہے یا نہیں؟ دلیل سے واضح کریں؟

جواب: (الف) ترجمۃ العبارۃ: اور طلاق بدعت یہ ہے کہ شوہر ایک ہی کلمہ سے یا ایک ہی طہر میں بیوی کو تین طلاق دے دے، جب ایسا کرے گا تو تین طلاق واقع ہو جائے گی۔ البتہ شوہر گناہگار ہوگا۔

تعریفات اصطلاحات:

طلاق احسن: یہ وہ ہے کہ شوہر بیوی کا حیض بند ہونے کے بعد آنے والے طہر میں جماع کرنے سے پہلے اسے ایک طلاق رجعی دے۔ (صحابہ کرام میں طلاق دینے کا یہی طریقہ جاری تھا)

طلاق حسن: شوہر اپنی زوجہ کو تین متفرق طہر میں تین طلاق دے۔

(ب) مذکورہ مسئلہ میں آئمہ کا موقف:

مذکورہ مسئلہ میں آئمہ کا موقف یہ ہے:

امام شافعی کا موقف:

امام شافعی فرماتے ہیں: جس طرح طلاق احسن اور حسن مباح ہیں، اس طرح طلاق بدعی بھی مباح

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

ہے۔اس کے مرتکب و مستعمل پر کسی طرح کا کوئی گناہ نہیں ہوگا، کیونکہ یہ ایک شرعی تصرف ہے جس سے شرعی حکم کا ثبوت ہے اور امر مشروع کے متعلق ضابطہ یہ ہے کہ وہ امر ممنوع کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتی، کیونکہ مشروعیت ممانعت کے منافی ہے۔لہٰذا جب طلاق کی یہ قسم بھی مشروع ہے، تو اس کے مرتکب کو گناہ وغیرہ ملنے کا کوئی مطلب نہیں ہے۔

امام ابوحنیفہ کا مؤقف:

امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں: ایسا کرنا حرام اور سبب گناہ ہے لیکن اگر کسی نے ایسا کرلیا تو اس کا اثر ظاہر ہوگا اور اس کی بیوی اس پر حرام ہوجائے گی۔ان کی دلیل یہ ہے کہ طلاق میں اصل ممانعت ہے، اس لیے کہ اس میں اس نکاح کو ختم کرنا ہوتا ہے، جس سے دینی و دنیاوی مصلحتیں وابستہ ہیں۔(طلاق کی) اباحت حاجت کے پیش نظر ہے۔ایک ساتھ تین طلاقیں دینے کی چنداں ضرورت نہیں جبکہ دلیل حاجت کو دیکھتے ہوئے تین طہروں میں متفرق کر کے دینے کی ضرورت ثابت ہے۔

(ج) حاملہ عورت کو بعد از جماع طلاق دینے کا حکم:

صغیرہ اور آئسہ کی طرح حاملہ عورت کو بھی جماع کے بعد فوراً بلا فرق و فصل طلاق دینا درست ہے، اور اس میں کوئی قباحت یا کراہت نہیں ہے، کیونکہ حاملہ کے حق میں اولاً تو اشتباہ عدت کا کوئی مسئلہ نہیں ہے، اس لیے کہ وضع حمل اس کی عدت متعین ہے۔

دوسرے یہ کہ حمل کا زمانہ وطی سے رغبت اور دلچسپی کا زمانہ ہے کیونکہ یہ بات طے ہے کہ حمل ٹھہر جانے کے بعد اب وطی کرنے سے شوہر کی رغبت کم ہوگی، اس لیے کہ علوق کے بعد اس وطی بھی معلق نہیں ہوگی کہ حمل پر حمل ٹھہر جائے۔لہٰذا فرار عن مزن الولد والا مسئلہ یہاں ختم ہے، اس لیے حمل کے زمانہ میں بھی وطی سے رغبت برقرار رہے گی، نیز یہ بات بھی وطی کو مرغوب کردیتی ہے کہ حمل کی وجہ سے مذکورہ عورت شوہر کے بچے کی ماں بننے والی ہے، اور شوہر نے پہلے ہی جب بچے کی ذمہ داری قبول کرلی ہے، تو ظاہر ہے کہ وہ اس کے حصول اور معرض وجود میں آنے کا منتظر ہوگا، اور زمانہ حمل میں عورت سے ہم بستر ہوکر اس بچے کی نشوونما کا سامان فراہم کرے گا، نہ یہ کہ وطی سے متنفر ہوکر بچے کو لاغر اور کمزور دیکھنا چاہے گا۔

سوال نمبر 4:-واذا قال الرجل لامرأته أنت علي كظهر أمي فقد حرمت عليه لايحل له وطيها ولامسها ولاتقبيلها حتى يكفر عن ظهاره۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور مذکورہ مسئلہ پر قرآن سے دلیل دیں۔

(ب) اگر مرد بیوی کو "أنت علي كبطن أمي أو كفخذها أو كفرجها" جیسے الفاظ بولے تو وہ مظاہر ہوگا یا نہیں؟ دلیل سے واضح کریں؟

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ج) اگر مرد بیوی کو "أنت علی مثل أمی" جیسے الفاظ بولے تو اس کا کیا حکم ہے؟ مفصلاً سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمۃ العبارۃ: جب شوہر نے اپنی بیوی سے کہا: "انت علی کظھر امی" تو وہ اس پر حرام ہو گئی، اس شخص کے لیے اس عورت سے نہ وطی کرنا حلال ہے اور نہ ہی اسے چھونا اور نہ اس کا بوسہ لینا حلال ہے، یہاں تک کہ وہ شخص اپنے ظہار کا کفارہ دے دے۔

مذکورہ مسئلہ سے متعلق قرآنی دلیل:

وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُونَ بِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ اَنْ يَّتَمَاسَّا الخ۔

(ب) عبارت میں مذکورہ الفاظ بولنے والا مظاہر ہوگا یا نہیں:

عبارت میں مذکورہ الفاظ بولنے والا مظاہر ہوگا، کیونکہ حلال عورت کو محرمہ عورت کے ساتھ تشبیہ دینے ہی کا نام ظہار ہے۔

دلیل: ظہار کا تحقق اور اس کا وقوع صرف "انت علی کظھر امی" کے ساتھ خاص نہیں بلکہ محللہ عورت کو محرمہ عورت کے ہر اس عضو کے ساتھ تشبیہ دینے سے ظہار محقق ہو جائے گا، جس کی (محرمہ) طرف دیکھنا محرم کے لیے درست نہیں۔

(ج) عبارت میں مذکورہ مسئلہ کا حکم:

اگر شوہر اپنی بیوی سے کہے "انت علی مثل امی" تو پھر اس سے اس کی نیت دریافت کی جائے گی۔

۱- اگر کہے کہ میں نے تعظیماً کہا ہے، تو اب حکم شرعی یہ ہے کہ اس کی بات معتبر ہوگی، اس لیے کہ عرف عام اور کلام الناس میں اس طرح کے کلام سے اکرام مراد لیا جاتا ہے۔

۲- اگر شوہر کہے کہ میں نے اس جملہ سے ظہار کا ارادہ کیا ہے، تو ظہار کا تحقق ہو جائے گا۔

۳- اگر کہے کہ میں نے اس کلام سے طلاق کی نیت کی ہے، تو یہ نیت بھی درست ہے اور بیوی پر طلاق بائن واقع ہوگی۔

۴- اگر کہے کہ میں نے یونہی کہہ دیا تھا تو اس کلام سے میری کوئی خاص نیت نہیں تھی، تو شیخین کے نزدیک یہ کلام لغو ہوگا۔

۵- اگر شوہر نے اس کلام سے تحریم کا ارادہ کیا ہو، تو بھی یہ امام محمد کے نزدیک ظہار اور امام ابو یوسف کے نزدیک ایلاء ہوگا۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة الخامسة: الأدب و البلاغة

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: ہر حصہ سے دو دو سوال کا حل مطلوب ہے۔

پہلا حصہ......عربی ادب

سوال نمبر 1:- اَيُّهَا السَّادِرُ فِيْ غُلَوَائِهٖ، اَلسَّادِلُ ثَوْبَ خُيَلَائِهٖ الْجَامِحُ فِيْ جِهَالَاتِهٖ، اَلْجَانِحُ اِلٰى خُزَعْبَلَاتِهٖ اِلَامَ تَسْتَمِرُّ عَلٰى غَيِّكَ اَمَا الْحِمَامُ مِيْعَادُكَ فَمَا اِعْدَادُكَ، وَبِالْمَشِيْبِ اِنْذَارُكَ فَمَا اِعْذَارُكَ وَفِي اللَّحْدِ مَقِيْلُكَ فَمَا قِيْلُكَ وَاِلَى اللّٰهِ مَصِيْرُكَ فَمَنْ نَصِيْرُكَ۔

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟ (۱۰+۱۰=۲۰)

(ب) درج ذیل میں سے پانچ الفاظ کے معانی لکھیں؟ (۵)

صَحَائِفُ، اَلْوَانٌ، اَلْاَدْبَاءُ، سَمِيْذُ، شَقَاشِقُ، اهبة، جِرَابُ بَلَغَةٌ۔

سوال نمبر 2:- وَاَنْضَيْ اِلَيْهِ رِكَابَ الطَّلَبِ لِاُعْلَقَ مِنْهُ بِمَا يَكُوْنُ لِيْ زِيْنَةً بَيْنَ الْاَنَامِ وَمَزْنَةً عِنْدَ الْاَوَامِ وَكُنْتُ لِفَرْطِ اللَّهَجِ بِاَقْتِبَاسِهٖ وَالطَّمَعِ فِيْ تَقَمُّصِ لِبَاسِهٖ وَاُبَاحِثُ كُلَّ مِنْ جَلَّ قَلَّ وَاسْتَسْقِي الْوَبْلَ وَالطَّلَّ. وَاجْتَلِيْ زَمَانِيْ طَلْقَ الْوَجْهِ مُلْتَمِعَ الضِّيَا اَرَى قُرْبَهٗ قُرْبٰى وَمَغْنَاهُ غُنْيَةً۔

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟ (۱۰+۱۰=۲۰)

(ب) خط کشیدہ الفاظ میں سے کسی پانچ کے باب اور صیغے بتائیں؟ (۵)

سوال نمبر 3:- درج ذیل کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں نیز خط کشیدہ کی نحوی وضاحت کریں؟ (۵×۵=۲۵)

(۱) كـأنـمـا تبسـم عن لؤلؤ — مـنـضـد أو بـرد أو اقـاح

(۲) أكـرم بـه أصـفـر راقت صفرته — جـواب آفـاق تـرامـت سفرته

(۳) فأمطرت لؤلؤا من نرجس وسقت — وردا وعضت على العناب بالبرد

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(۴) وأقبلت يوم جد البين فى حلل سود تعض بنان النادم الحصر

(۵) ولفطته معاوز الافاق الى مفاوز الارفاق ونظمه فى سلك الرفاق

دوسرا حصہ......بلاغت

سوال نمبر 4:-فَالْفَصَاحَةُ فِى الْمُفْرَدِ خُلُوْصُهُ مِنْ تَنَافُرِ الْحُرُوْفِ وَالْغَرَابَةِ وَمُخَالَفَةِ الْقِيَاسِ اللُّغْوِىْ .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز تنافر حروف کی تعریف کر کے اس کی مثال لکھیں؟ (۵+۵+۵=۱۵)

(ب) فصاحت کو بلاغت پر اور فصاحت فی المفرد کو فصاحت فی الکلام اور فصاحت فی المتکلم پر مقدم کرنے کی وجہ قلمبند کریں؟ (۵+۵=۱۰)

سوال نمبر 5:- درج ذیل میں سے کسی پانچ کی تعریفات و امثلہ لکھیں؟ (۵×۵=۲۵)

تعقیدِ معنوی، ضعف تالیف، تنافر حروف، کلام انکاری، حقیقت عقلیہ، مجاز عقلی

سوال نمبر 6:-(الف) علم معانی کی تعریف لکھیں نیز بتائیں کہ وہ کون سے آٹھ ابواب میں منحصر ہے؟ (۵+۸=۱۳)

(ب) مقتضیٰ ظاہر کے خلاف کلام لانے کی تین وجوہ مع امثلہ لکھیں؟ (۴×۳=۱۲)

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2023ء

پانچواں پرچہ: الادب والبلاغة

پہلا حصہ: عربی ادب

سوال نمبر 1:-اَيُّهَا السَّادِرُ فِى غُلْوَائِهِ، اَلسَّادِلُ ثَوْبَ خُيَلَائِهِ الْجَامِحُ فِىْ جِهَالَاتِهِ، اَلْجَانِحُ اِلٰى خُزَعْبِلَاتِهِ اِلَامَ تَسْتَمِرُّ عَلٰى غَيِّكَ اَمَا الْحِمَامُ مِيْعَادُكَ فَمَا اِعْدَادُكَ، وَبِالْمَشِيْبِ اِنْذَارُكَ فَمَا اِعْذَارُكَ وَفِى اللَّحْدِ مَقِيْلُكَ فَمَا قِيْلُكَ وَاِلَى اللهِ مَصِيْرُكَ فَمَنْ نَصِيْرُكَ .

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ب) درج ذیل میں سے پانچ الفاظ کے معانی لکھیں؟

صحائف، الوان، الادباء، سميذ، شقاشق، اهبة، جراب، بلغة ۔

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمہ: ''اے اپنی سرکشی میں حد سے متجاوز کرنے والے، اپنے تکبر کے کپڑے کو لٹکانے والے! اے اپنی جہالت میں سرکشی کرنے والے۔ اے بیہودہ باتوں کی طرف مائل ہونے والے، تو اپنی گمراہی پر کب تک جما رہے گا۔ بہر حال موت تیرا وعدہ ہے، پس تیرے پاس کون سا توشہ ہے۔ کیا بڑھاپے سے تجھے خوف نہیں دلایا، پس تیرے پاس کیا عذر ہے؟ کیا قبر میں تجھے سونا نہیں پس تجھے اس میں کیا پس و پیش ہے۔ کیا تجھے خدا کی طرف لوٹنا نہیں؟ پس تیرا کون سا مددگار ہے؟''

(ب) الفاظ کے معانی:

۱- کتابیں، ۲- رنگ برنگے، ۳- وہ لوگ جو فصاحت و بلاغت میں ملکہ رکھتے ہوں، ۴- میدہ، ۵- جھاگ، ۶- آثار، ۷- توشہ دان، ۸- پہنچنا۔

سوال نمبر 2:- وَانْضَيْتُ اِلَيْهِ رِكَابَ الطَّلَبِ لِاَعْلَقَ مِنْهُ بِمَا يَكُوْنُ لِيْ زِيْنَةً بَيْنَ الْاَنَامِ وَمَزْنَةً عِنْدَ الْاَوَامِ وَكُنْتُ لِفَرْطِ اللَّهَجِ بِاقْتِبَاسِهٖ وَالطَّمْعِ فِيْ تَقَمُّصِ لِبَاسِهٖ وَاُبَاحِثُ كُلَّ مِنْ جَلَّ قَلَّ وَاسْتَسْقِي الْوَبْلَ وَالطَّلَّ ۔ وَاُجَلِّيْ زَمَانِيْ طَلْقَ الْوَجْهِ مَلْتَمِعَ الضِّيَا اَرٰى قُرْبَهٗ قُرْبٰى وَمَغْنَاهُ غُنْيَةً ۔

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) خط کشیدہ الفاظ میں سے کسی پانچ کے باب اور صیغے بتائیں؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمہ: ''اور لاغر کر دیا میں نے اپنی طلب کی سواری کو تا کہ مجھ میں وہ بات پیدا ہو جائے جس سے لوگوں میں میری عزت ہو اور پیاس کے وقت بارش کا کام دے، میں اس کے سیکھنے کے شوق اور اس کے لباس کے کرتا پہننے کی طمع میں ہر بڑے اور چھوٹے سے مباحثہ کرتا اور ہر بڑی چھوٹی بارش میں سیرابی چاہتا اور روشن پاتا تھا میں اپنے زمانہ کو کشادہ چہرے کی طرح۔ میں اس کے پاس رہنے کو قرابت اور اس کے گھر کو بے پرواہ کرنے والا تھا (اور اس کے دیدار کو سیرابی اور اس کی زندگی کو عام بارش خیال کرتا تھا)''

(ب) پانچ صیغوں کا بیان:

انضي: صیغہ واحد متکلم مضارع معروف ثلاثی مزید ناقص یائی از باب افعال۔

يكون: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف اجوف واوی از باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

كنت: صیغہ واحد متکلم فعل ماضی ماضی معروف اجوف واوی از باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

اباحث: صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معروف ثلاثی مزید از باب مَفَاعِلَةٌ۔

اجتلي: صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معروف ثلاثی مزید از باب افتعال۔

سوال نمبر 3:۔درج ذیل کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں نیز خط کشیدہ کی نحوی وضاحت کریں؟

(۱) كـــانـمـــا تبســم عن لؤلؤ ... منـــضـــد أو بـــرد أو اقـــاح

(۲) أكرم بـه أصـفـر راقت صفرتـه ... جـواب آفـاق تـرامت سـفـرتـه

(۳) فـأمطرت لؤلؤا من نرجس وسقت ... وردا وعـضـت عـلـى العناب بالبرد

(۴) وأقـبلـت يـوم جـد البين في حلل ... سـود تـعض بـنـان الـنـادم الحصر

(۵) ولـنـظـمـه معاوز الافاق الى مفاوز ... الارفـاق ونـظـمـه فـي سلك الرفاق

جواب: اشعار کا ترجمہ:

(۱) گویا کہ وہ محبوبہ ... موتیوں یا اولہ یا گل بابونہ سے ہنستی ہے۔

(۲) یہ اشرفی کیا اچھی ہے جس کی زردی بھی بھلی معلوم ہوتی ہے اور اطراف دنیا میں بڑے لمبے لمبے سفر طے کیے ہیں۔

(۳) پس اس معشوقہ نے نرگس (آنکھ) سے موتی (آنسو) برسا کر گلاب (رخسار) کو سیراب کیا اور اس نے اولوں سے عناب (سرانگشت) کو کاٹا۔

(۴) وہ محبوبہ خاموش پشیمان کی طرح دانتوں سے انگلیاں کاٹتی ہوئی آئی۔

(۵) اس کی تہیدستی نے ان کو دنیا کے جنگلوں کی طرف پھینک دیا اور درستی کی لڑی میں پرو دیا۔

نحوی وضاحت:

لؤلؤ: اسم ہے جو عن حرف جار کی وجہ سے مجرور ہے۔

صفرته: مراقت کا فاعل ہے۔

سفرته: فاعل کی بناء پر مرفوع ہے۔

لؤلؤا: مفعول بہ کی وجہ سے منصوب۔

يوم: مفعول فیہ کی وجہ سے منصوب۔

دوسرا حصہ: بلاغت

سوال نمبر 4:۔فَالْفَصَاحَةُ فِي الْمُفْرَدِ خُلُوْصُهُ مِنْ تَنَافُرِ الْحُرُوْفِ وَالْغَرَابَةِ وَمُخَالَفَةِ

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

اَلْقِيَاسِ اللُّغْوِیْ ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز تنافر حروف کی تعریف کر کے اس کی مثال لکھیں؟

(ب) فصاحت کو بلاغت پر اور فصاحت فی المفرد کو فصاحت فی الکلام اور فصاحت فی المتکلم پر مقدم کرنے کی وجہ قلمبند کریں؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمہ: فصاحت فی المفرد یہ ہے کہ مفرد کا تنافر حروف، غرابت اور قیاس لغوی کی مخالفت سے خالی ہونا۔

تنافر حروف کی تعریف: کلمہ میں ایسی صفت کا پایا جانا جو زبان پر ثقل کا باعث بنے اور تلفظ کو مشکل بنا دے جیسے مستشزرات۔

(ب) فصاحت کو بلاغت پر مقدم کرنے کی وجہ: ماتن نے فصاحت کو بلاغت پر مقدم اس لیے کیا، کیونکہ بلاغت کی معرفت فصاحت کی معرفت پر موقوف ہے کہ فصاحت بلاغت کی تعریف میں ملحوظ ہوتی ہے۔ پس فصاحت جب موقوف علیہ ہوئی تو موقوف علیہ مقدم ہوتا ہے۔

فصاحت فی المفرد کو مقدم کرنے کی وجہ: پھر فصاحت فی المفرد کو فصاحت فی الکلام اور فصاحت فی المتکلم پر مقدم اس لیے کیا کہ فصاحت فی الکلام اور متکلم بھی فصاحت فی المفرد پر موقوف ہے۔

سوال نمبر 5:- درج ذیل کی تعریفات و امثلہ لکھیں؟

تعقید معنوی، ضعف تالیف، تنافر حروف، کلام انکاری، حقیقت عقلیہ، مجاز عقلی

جواب: اصطلاحات کی تعریفیں:

تعقید معنوی: معنی لغوی سے معنی مقصودی کی طرف انتقال میں خلل کی وجہ سے کلام کا معنی مرادی پر ظاہر الدلالۃ نہ ہونا جیسے شاعر کا قول ہے:

ساطلب بعد الدار عنکم لتقربوا وتسکب عینای الدموع لتجمدا

ضعف تالیف: کلام کا مشہور نحوی قانون کے مخالف ہونا جیسے ضرب غلامہ زیدًا۔

تنافر حروف: کلمہ میں ایسے وصف کا ہونا جو زبان پر ثقل اور نطق کی تنگی کو واجب کرے جیسے مستشزرات۔

کلام انکاری: وہ کلام جس میں تاکید لانا واجب ہے اور تاکید لانا واجب تب ہے جب مخاطب حکم کا منکر ہو جیسے قیام زید کے منکر کو ان زیدًا قائم کہنا۔

حقیقۃ عقلیہ: فعل یا معنی فعل کا اسناد اس شیء کی طرف کرنا جس کے وہ ہیں متکلم کے نزدیک ظاہر حال میں جیسے مومن کا قول اَنْبَتَ اللّٰهُ الْبَقْلَ۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

مجازِ عقلی: فعل یا معنیٰ فعل کا اسناد ایسے ملابس کی طرف کرنا جو ماھولہ کا غیر ہو قرینہ کے ساتھ جیسے فھارہ صائم۔

سوال نمبر 6:-(الف) علم معانی کی تعریف لکھیں نیز بتائیں کہ وہ کون سے آٹھ ابواب میں منحصر ہے؟

(ب) مقتضیٰ ظاہر کے خلاف کلام لانے کی تین وجوہ مع امثلہ لکھیں؟

جواب: (الف) علم معانی کی تعریف: وہ علم جس کے ذریعے لفظ عربی کے ایسے احوال معلوم ہوں جو لفظ کو مقتضیٰ الحال کے مطابق کردے۔

آٹھ ابواب:

۱-اسنادِ خبری کے احوال، ۲-مسند الیہ کے احوال، ۳-مسند کے احوال، ۴-متعلقاتِ فعل کے احوال، ۵-قصر، ۶-انشاء، ۷-فصل و وصل، ۸-ایجاز و اطناب و مساوات۔

(ب) مقتضیٰ الظاہر کے خلاف کلام لانے کی تین وجوہ:

نمبر ۱-غیر سائل کو سائل کی طرح بنانا جب اس غیر سائل کی طرف کوئی ایسی شیء مقدم کی جائے جس سے کسی خبر کی طرف اشارہ ہو اور وہ غیر سائل اس خبر کا ایسے انتظار کرے۔ جیسا کہ سائل کرتا ہے جیسے "ولا تخاطبني في الذين ظلموا انهم مغرقون"

نمبر ۲-غیر منکر کو منکر کی طرح بنانا جب غیر منکر پر کوئی ایسی شیء ظاہر ہو جو انکار کی علامات میں سے ہو جیسے جاء شقيق عارضًا مرمحه ان بني عمك فيهم رماح

نمبر ۳-منکر کو غیر منکر کی طرح بنانا جب اس منکر کے پاس کوئی ایسے دلائل ہوں کہ اگر وہ ان میں غور و فکر کرے، تو اپنے انکار سے رجوع کرے جیسے "لاريب فيه"

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة السادسة: العقائد والمنطق

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: دونوں قسموں سے کوئی دو دو سوالات حل کریں۔

قسم اوّل ...... عقائد

سوال نمبر 1:- لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبور أنبياء هم مساجد .

(الف) حدیث مبارکہ کی تشریح کریں کہ جس سے اہل سنت پر وارد ہونے والا اعتراض ختم ہو جائے؟ ۱۰

(ب) "اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الامن ثلث" حدیث شریف اور اللہ تعالیٰ کا فرمان "أن ليس للانسان الا ماسعى" کی تشریح اس انداز سے کریں کہ دونوں میں تعارض ختم ہو جائے؟ ۱۰

(ج) دعا بعد الجنازہ کے متعلق ایک حدیث تحریر کریں؟ ۵

سوال نمبر 2:- (الف) استغاثہ کی تعریف اور غیر اللہ سے استغاثہ کی مشروعیت پر دو حدیثیں سپردِ قلم کریں؟ ۱۵

(ب) کیا اہل قبور سنتے ہیں؟ اگر سنتے ہیں تو آیت مبارکہ "وما أنت بمسمع من في القبور" کا کیا مطلب ہے؟ وضاحت کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 3:- (الف) اہل بیت کی محبت پر تین حدیثیں قلمبند کریں؟ ۱۵

(ب) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے "مختار" ہونے پر دو حدیثیں زینتِ قرطاس کریں؟ ۱۰

قسم ثانی ...... منطق

سوال نمبر 4:- والمراد بالمقدمة ههنا مايتوقف عليه الشروع فى العلم .

(الف) "مقدمة العلم" اور "مقدمة الكتاب" کی تعریف کریں اور بتائیں کہ عبارت میں مذکور تعریف کس مقدمہ کی ہے؟ ۱۰

(ب) شروع فی العلم، تعریف، موضوع اور غرض جاننے پر کس طرح موقوف ہے؟ تفصیل سے واضح

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

کریں؟۱۵

سوال نمبر 5:-وَاعْلَمْ اَنَّ الْمَشْهُوْرَ فِيْمَا بَيْنَ الْقَوْمِ اَنَّ الْعِلْمَ اَمَّا تَصَوُّرٌ اَوْ تَصْدِيْقٌ وَالْمُصَنِّفُ عَدَلَ عَنْهُ اِلَى التَّصَوُّرِ السَّاذِجِ وَالتَّصْدِيْقِ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟۱۰

(ب) عبارت میں مذکور علم کی تقسیم پر وارد ہونے والا اعتراض و جواب تحریر کریں؟۱۰

(ج) تصور برسمہ کسے کہتے ہیں؟۵

سوال نمبر 6:- (الف) قطبی کی روشنی میں جنس اور اس کی اقسام کی تعریفات مع مثال سپردِ قلم کریں؟۱۰

(ب) تصور بشرط شیء بشرط لا شیء اور لا بشرط شیء کی مثال کے ذریعے توضیح کریں؟۱۵

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2023ء

چھٹا پرچہ عقائد و منطق

قسم اوّل......عقائد

سوال نمبر 1:-لعن الله اليهود و النصارى اتخذوا قبور أنبياء هم مساجد

(الف) حدیث مبارکہ کی تشریح کریں کہ جس سے اہل سنت پر وارد ہونے والا اعتراض ختم ہو جائے؟

(ب) "اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الامن ثلث" حدیث شریف اور اللہ تعالیٰ کا فرمان "أن ليس للانسان الا ماسعى" کی تشریح اس انداز سے کریں کہ دونوں میں تعارض ختم ہو جائے؟

(ج) مابعد الجنازہ کے متعلق ایک حدیث تحریر کریں؟

جوابات: (الف) حدیث مبارکہ کی تشریح:

''اللہ لعنت فرمائے یہود و نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔'' علماء کرام کے نزدیک اس حدیث مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ بقصد تعظیم قبروں کو سجدہ کرنا اور ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا ہے جیسا کہ یہود و نصاریٰ اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ کرتے اور ان کی تعظیم کے لیے ان کو قبلہ مقرر کر کے ان کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ یہ قطعاً حرام ہے پس ان کی مشابہت اختیار کرنے، ان کی

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

طرح قبروں کو سجدہ کرنے اور ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کی ممانعت ہے۔ایسا فعل اگر کسی مسلمان سے سرزد ہو جائے، تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا، کیونکہ حدیث مبارکہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک مایوس ہو چکا ہے شیطان اس بات سے کہ نماز پڑھنے والے اس کی عبادت کریں؟ 15 ہاں ان کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکا تا رہے گا۔

(ب) مذکورہ احادیث میں تطبیق:

پہلی حدیث مبارکہ میں ہے ''کہ انسان کے مرنے کے بعد اس کے عمل منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین چیزوں کے۔'' یہ نہیں فرمایا گیا اس حدیث مبارکہ میں کہ اس کا نفع حاصل کرنا منقطع ہو جاتا ہے۔

رہا دوسرے کا عمل تو وہ عمل کرنے والے کی ملکیت ہے، اگر وہ کسی مسلمان کو بخش دے تو اس مسلمان کو اس کے اپنے عمل کا ثواب نہیں بلکہ عمل کرنے والے کے عمل کا ثواب ملے گا۔

آیت مبارکہ میں ہے ''کہ انسان کے لیے وہی کچھ ہے جس کی وہ کوشش کرے'' قرآن میں یہ نہیں فرمایا گیا کہ انسان کو دوسرے کے عمل کا فائدہ نہیں پہنچے گا۔اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان صرف اپنی کوشش کا مالک ہے رہا۔دوسرے کی کوشش کا سوال تو وہ اس کی ملکیت ہے چاہے تو دوسرے کو دے دے اور چاہے تو اپنے لیے باقی رکھ لے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ یہ حکم حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کی امتوں کے لیے تھا' کیونکہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ ایک صحابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا: یارسول اللہ! میری والدہ اچانک فوت ہوگئی ہیں، اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو انہیں فائدہ پہنچے گا؟ فرمایا: ہاں کیونکہ اگر مرنے کے بعد نفع منقطع ہو جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس صحابی کو منع فرما دیتے لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا۔

(ج) دعا بعد الجنازہ:

امام مسلم کی روایت کردہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکے' اسے چاہیے کہ اپنے بھائی کو نفع پہنچائے۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم نمازِ جنازہ سے فارغ ہو جاؤ، تو اپنے مردہ کے لیے بالخصوص دعا کیا کرو۔

سوال نمبر 2:- (الف) استغاثہ کی تعریف اور غیر اللہ سے استغاثہ کی مشروعیت پر دو حدیثیں سپردِ قلم کریں؟

(ب) کیا اہل قبور سنتے ہیں؟ اگر سنتے ہیں' تو آیت مبارکہ ''وما أنت بمسمع من فی القبور'' کا

H_M_Hashnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

کیا مطلب ہے؟ وضاحت کریں؟

جوابات: (الف) استغاثہ کی تعریف:

ہاں! اللہ تعالیٰ مخلوق سے سبب اور واسطہ ہونے کی حیثیت سے امداد طلب کرنا جائز ہے' کیونکہ امداد حقیقتاً تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس نے امداد کے اسباب اور واسطے بھی پیدا نہیں فرمائے، اس کی دلیل حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی امداد فرماتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی امداد میں مصروف رہے اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا۔ دوسری حدیث میں راستے کے حقوق بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''مصیبت زدہ کی امداد کرو اور گم کردہ راہ کی رہنمائی کرو۔'' اس حدیث کو امام ابوداؤد نے روایت کیا۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امداد کرنے کی نسبت بندے کی طرف فرمائی اور ایک دوسرے کی امداد کرنے کی تلقین فرمائی۔

امام بخاری ''کتاب الزکوٰۃ'' میں روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سورج قریب ہو جائے گا، یہاں تک کہ پسینہ آدھے کان تک پہنچ جائے گا، لوگ اس حالت میں حضرت آدم علیہ السلام، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر سید العالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب کریں گے۔ (الحدیث) تمام اہل محشر انبیاء کرام علیہم السلام سے مدد طلب کرنے کے جواز پر متفق ہوں گے یہ اتفاق اس بنا پر ہوگا کہ اللہ تعالیٰ انہیں الہام فرمائے گا یہ حدیث انبیاء کرام علیہم السلام سے دنیا اور آخرت میں توسل اور استعانت کے مستحب ہونے کی قوی دلیل ہے۔

امام طبرانی روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی راستے سے بھٹک جائے، یا امداد کا طلب گار ہو اور وہ ایسی زمین میں ہو جہاں کوئی غمگسار نہ ہو، تو کہے یا عباد اللہ اغیثونی اور ایک روایت میں ہے اعینونی اے اللہ کے بندو! میری امداد کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں جنہیں تم نہیں دیکھتے۔

اس حدیث کی صراحت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایسے بندوں سے مدد طلب کرنا اور انہیں ندا کرنا جائز ہے جو غائب ہوں۔

(ب) اہل قبور کا سننا اور مذکورہ آیت کا مطلب:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے بھائی کی قبر سے گزرے (اسے سلام کہے) وہ اس کے سلام کا جواب دیتا ہے اور اسے پہچانتا ہے اور جب ایسے شخص کی قبر کے پاس سے گزرے جو اسے نہیں پہچانتا اور اسے سلام کہے، تو وہ (اگرچہ نہ پہچانتا ہو) اسے سلام کا جواب دیتا ہے)۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

طرح قبروں کو سجدہ کرنے اور ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کی ممانعت ہے۔ ایسا فعل اگر کسی مسلمان سے سرزد ہو جائے، تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا، کیونکہ حدیث مبارکہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک مایوس ہو چکا ہے شیطان اس بات سے کہ نماز پڑھنے والے اس کی عبادت کریں؟ ہاں ان کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکا تا رہے گا۔

(ب) مذکورہ احادیث میں تطبیق:

پہلی حدیث مبارکہ میں ہے "کہ انسان کے مرنے کے بعد اس کے عمل منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین چیزوں کے۔" یہ نہیں فرمایا گیا اس حدیث مبارکہ میں کہ اس کا نفع حاصل کرنا منقطع ہو جاتا ہے۔
رہا دوسرے کا عمل تو وہ عمل کرنے والے کی ملکیت ہے، اگر وہ کسی مسلمان کو بخش دے تو اس مسلمان کو اس کے اپنے عمل کا ثواب نہیں بلکہ عمل کرنے والے کے عمل کا ثواب ملے گا۔
آیت مبارکہ میں ہے "کہ انسان کے لیے وہی کچھ ہے جس کی وہ کوشش کرے" قرآن میں یہ نہیں فرمایا گیا کہ انسان کو دوسرے کے عمل کا فائدہ نہیں پہنچے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان صرف اپنی کوشش کا مالک ہے رہا۔ دوسرے کی کوشش کا سوال تو وہ اس کی ملکیت ہے چاہے تو دوسرے کو دے دے اور چاہے تو اپنے لیے باقی رکھے۔
حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ یہ حکم حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کی امتوں کے لیے تھا' کیونکہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ ایک صحابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا: یارسول اللہ! میری والدہ اچانک فوت ہو گئی ہیں، اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو انہیں فائدہ پہنچے گا؟ فرمایا: ہاں کیونکہ اگر مرنے کے بعد نفع منقطع ہو جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس صحابی کو منع فرما دیتے لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا۔

(ج) دعا بعد الجنازہ:

امام مسلم کی روایت کردہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکے اسے چاہیے کہ اپنے بھائی کو نفع پہنچائے۔"
ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم نمازِ جنازہ سے فارغ ہو جاؤ، تو اپنے مردہ کے لیے بالخصوص دعا کیا کرو۔

سوال نمبر 2:۔ (الف) استغاثہ کی تعریف اور غیر اللہ سے استغاثہ کی مشروعیت پر دو حدیثیں سپردِ قلم کریں؟

(ب) کیا اہل قبور سنتے ہیں؟ اگر سنتے ہیں تو آیت مبارکہ "وما أنت بمسمع من في القبور" کا

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

کیا مطلب ہے؟ وضاحت کریں؟

جوابات: (الف) استغاثہ کی تعریف:

ہاں! اللہ تعالیٰ مخلوق سے سبب اور واسطہ ہونے کی حیثیت سے امداد طلب کرنا جائز ہے' کیونکہ امداد حقیقتاً تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس نے امداد کے اسباب اور واسطے بھی پیدا نہیں فرمائے، اس کی دلیل حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی امداد فرماتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی امداد میں مصروف رہے اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا۔ دوسری حدیث میں راستے کے حقوق بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''مصیبت زدہ کی امداد کرو اور گم کردہ راہ کی رہنمائی کرو۔'' اس حدیث کو امام ابوداؤد نے روایت کیا۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امداد کرنے کی نسبت بندے کی طرف فرمائی اور ایک دوسرے کی امداد کرنے کی تلقین فرمائی۔

امام بخاری ''کتاب الزکوٰۃ'' میں روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سورج قریب ہو جائے گا، یہاں تک کہ پسینہ آدھے کان تک پہنچ جائے گا، لوگ اس حالت میں حضرت آدم علیہ السلام، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام، پھر سید العالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب کریں گے۔ (الحدیث) تمام اہل محشر انبیاء کرام علیہم السلام سے مدد طلب کرنے کے جواز پر متفق ہوں گے یہ اتفاق اس بنا پر ہوگا کہ اللہ تعالیٰ انہیں الہام فرمائے گا، یہ حدیث انبیاء کرام علیہم السلام سے دنیا اور آخرت میں توسل اور استعانت کے مستحب ہونے کی قوی دلیل ہے۔

امام طبرانی روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی راستے سے بھٹک جائے، یا امداد کا طلب گار ہو اور وہ ایسی زمین میں ہو جہاں کوئی غمگسار نہ ہو تو کہے یا عباد اللہ اغیثونی اور ایک روایت میں ہے اعینونی اے اللہ کے بندو! میری امداد کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں جنہیں تم نہیں دیکھتے۔

اس حدیث کی صراحت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایسے بندوں سے مدد طلب کرنا اور انہیں ندا کرنا جائز ہے جو غائب ہوں۔

(ب) اہل قبور کا سننا اور مذکورہ آیت کا مطلب:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے بھائی کی قبر سے گزرے (اسے سلام کہے) وہ اس کے سلام کا جواب دیتا ہے اور اسے پہچانتا ہے اور جب ایسے شخص کی قبر کے پاس سے گزرے جو اسے نہیں پہچانتا اور اسے سلام کہے، تو وہ (اگرچہ نہ پہچانتا ہو) اسے سلام کا جواب دیتا ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

یہ حدیث مبارکہ اس بات کی دلیل ہے کہ مردہ سنتا ہے۔ رہی یہ بات مذکورہ آیت کی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے کافر جن کے دل مردہ ہو چکے ہوں بظاہر وہ زندہ ہوں، تم ان کو اس طرح نہیں سنا سکتے کہ وہ اس سنانے سے نفع حاصل کریں، جس طرح اہل قبور لیکن آپ نے یہ بھی خبر دی کہ بدر کے مقتولوں نے آپ کا کلام اور خطاب سنا۔ پس مذکورہ آیت سے مراد یہ ہے کہ اس میں مردہ دل کافروں کو مردہ کہا گیا ہے۔

سوال نمبر 3:- (الف) اہل بیت کی محبت پر تین حدیثیں قلمبند کریں؟

(ب) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے "مختار" ہونے پر دو حدیثیں زینتِ قرطاس کریں؟

جوابات: (الف) اہل بیت کی محبت:

(i) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی اسی وقت ہم پر ایمان لاسکتا ہے جب ہم سے محبت کرے گا اور ہمارے ساتھ اسی وقت محبت کرے گا، جب ہمارے اہل بیت سے محبت کرے گا۔

(ii) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ سے محبت رکھو، کیونکہ وہ بطور غذا نعمتیں عطا فرماتا ہے اور اللہ کی بناء پر مجھ سے محبت رکھو اور میری محبت کی بناء پر اہل بیت سے محبت رکھو۔

(iii) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی بندہ اسی وقت مومن ہوگا جب ہم اسے اس کی جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جائیں اور ہماری اولاد اس کی اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہو جائے۔

(ب) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے "مختار" ہونے پر احادیث:

i- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں جوامع الکلم کے ساتھ بھیجا گیا، ہمیں رعب کے ساتھ امداد دی گئی، ہم محو استراحت تھے کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں لاکر ہمارے ہاتھ میں دے دی گئیں۔ (صحیح مسلم)

ii- ہمیں زمین کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئیں۔ (متفق علیہ) (مشکوۃ شریف)

قسم ثانی...... منطق

سوال نمبر 4:- والمراد بالمقدمة ههنا مايتوقف عليه الشروع فى العلم ۔

(الف) "مقدمة العلم" اور "مقدمه الكتاب" کی تعریف کریں اور بتائیں کہ عبارت میں مذکور تعریف کس مقدمہ کی ہے؟

(ب) شروع فی العلم، تعریف، موضوع اور غرض جاننے پر کس طرح موقوف ہے؟ تفصیل سے واضح کریں؟

جواب: (الف) مقدمۃ العلم کی تعریف: وہ مقدمہ جس پر علم کے مسائل میں شروع ہونا موقوف ہ

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

جیسے حد، موضوع اور غرض کا بیان۔

مقدمۃ الکتاب کی تعریف: کلام کا وہ گروہ جو مقصود سے پہلے ہو، کیونکہ مقصود کا اس کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اور مقصود میں نفع مند ہوتا ہے۔

مذکورہ تعریف: مذکورہ تعریف مقدمۃ العلم کی ہے۔

(ب) شروع فی العلم کے تعریف، موضوع اور غرض پر موقوف ہونے کی وجہ:

کسی بھی علم میں شروع ہونا اس علم کی تعریف، موضوع اور غرض جاننے پر موقوف ہونے کی وجہ تصورِ علم پر تو یہ ہے کہ کسی علم کو شروع کرنے والا اگر اوّلاً اس علم کا تصور نہ کرے تو وہ مجہول مطلق کا طالب ہوگا اور مجہول کی طلب محال ہے، کیونکہ مجہول مطلق کی طرف نفس کا متوجہ ہونا ممتنع ہے۔ لہٰذا شروع فی العلم سے پہلے اس علم کا تصور حاصل نہ ہونا محال ہے۔ پس ضروری ہے شروع فی العلم سے پہلے اس علم کا تصور حاصل ہو۔

غرض وغایت پر شروع فی العلم کے موقوف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اگر شارع فی العلم کو علم میں شروع ہونے سے پہلے اس علم کی غرض وغایت معلوم نہ ہو، تو پھر شارع کی طلب کا عبث اور بے فائدہ ہونا لازم آئے گا اور طلب کا عبث ہونا محال ہے۔ پھر علم میں شروع ہونے سے پہلے اس علم کی غرض کا معلوم نہ ہونا بھی محال ہوگا۔ پس ضروری ہے کہ شروع فی العلم سے پہلے اس کی غرض وغایت بھی معلوم ہو۔

موضوع پر شروع فی العلم کے موقوف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اگر شارع فی العلم کو علم میں شروع ہونے سے پہلے اس علم کا موضوع معلوم نہ ہو، تو وہ علم دوسرے علوم سے کامل طور پر ممتاز نہ ہوگا۔ جب وہ علم ماعداہ علوم سے ممتاز نہ ہوگا وہ شارع اس علم میں علی وجہ البصیرۃ شروع نہ ہوگا۔ موضوع جاننا اس لیے ضروری ہے تاکہ شارع فی العلم اس علم میں علی وجہ البصیرۃ شروع ہو جائے اور اپنے مقصد کی طرف ہی نگاہ رکھے۔

سوال نمبر5:- وَاعْلَمْ اَنَّ الْمَشْهُوْرَ فِيْمَا بَيْنَ الْقَوْمِ اَنَّ الْعِلْمَ اَمَّا تَصَوُّرٌ اَوْ تَصْدِيْقٌ وَالْمُصَنِّفُ عَدَلَ عَنْهُ اِلَى التَّصَوُّرِ السَّاذِجِ وَالتَّصْدِيْقِ ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) عبارت میں مذکور علم کی تقسیم پر وارد ہونے والا اعتراض و جواب تحریر کریں؟

(ج) تصور بوسمہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

عبارت کا ترجمہ: اور تو جان لے کہ قوم کے درمیان علم کی مشہور تقسیم یہ ہے کہ ”علم یا تصور ہے یا تصدیق اور ماتن نے عدول کیا اس سے تصور ساذج اور تصدیق کی طرف۔“

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

یہ حدیث مبارکہ اس بات کی دلیل ہے کہ مردہ سنتا ہے۔ رہی یہ بات مذکورہ آیت کی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے کافر جن کے دل مردہ ہو چکے ہوں بظاہر وہ زندہ ہوں' تم ان کو اس طرح نہیں سنا سکتے کہ وہ اس سنانے سے نفع حاصل کریں، جس طرح اہل قبور لیکن آپ نے یہ بھی خبر دی کہ بدر کے مقتولوں نے آپ کا کلام اور خطاب سنا۔ پس مذکورہ آیت سے مراد یہ ہے کہ اس میں مردہ دل کافروں کو مردہ کہا گیا ہے۔

سوال نمبر3:۔(الف) اہل بیت کی محبت پر تین حدیثیں قلمبند کریں؟

(ب) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے "مختار" ہونے پر دو حدیثیں زینتِ قرطاس کریں؟

جوابات: (الف) اہل بیت کی محبت:

(i) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی اسی وقت ہم پر ایمان لا سکتا ہے جب ہم سے محبت کرے گا اور ہمارے ساتھ اسی وقت محبت کرے گا، جب ہمارے اہل بیت سے محبت کرے گا۔

(ii) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ سے محبت رکھو، کیونکہ وہ بطور غذا نعمتیں عطا فرماتا ہے اور اللہ کی بناء پر مجھ سے محبت رکھو اور میری محبت کی بناء پر اہل بیت سے محبت رکھو۔

(iii) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی بندہ اسی وقت مومن ہوگا جب ہم اسے اس کی جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جائیں اور ہماری اولاد اپنی اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہو جائے۔

(ب) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے "مختار" ہونے پر احادیث:

ا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمیں جوامع الکلم کے ساتھ بھیجا گیا، ہمیں رعب کے ساتھ امداد دی گئی، ہم محو استراحت تھے کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں لا کر ہمارے ہاتھ میں دے دی گئیں۔ (صحیح مسلم)

ii۔ ہمیں زمین کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئیں۔ (متفق علیہ)(مشکوٰۃ شریف)

قسم ثانی......منطق

سوال نمبر4:۔ والمراد بالمقدمة ههنا ما يتوقف عليه الشروع في العلم ۔

(الف) "مقدمة العلم" اور "مقدمة الكتاب" کی تعریف کریں اور بتائیں کہ عبارت میں مذکور تعریف کس مقدمہ کی ہے؟

(ب) شروع فی العلم، تعریف، موضوع اور غرض جاننے پر کس طرح موقوف ہے؟ تفصیل سے واضح کریں؟

جواب: **(الف) مقدمۃ العلم کی تعریف:** وہ مقدمہ جس پر علم کے مسائل میں شروع ہونا موقوف ہو

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

جیسے حد، موضوع اور غرض کا بیان۔

مقدمۃ الکتاب کی تعریف: کلام کا وہ گروہ جو مقصود سے پہلے ہو، کیونکہ مقصود کا اس کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اور مقصود میں نفع مند ہوتا ہے۔

مذکورہ تعریف: مذکورہ تعریف مقدمۃ العلم کی ہے۔

(ب) شروع فی العلم کے تعریف، موضوع اور غرض پر موقوف ہونے کی وجہ:

کسی بھی علم میں شروع ہونا اس علم کی تعریف، موضوع اور غرض جاننے پر موقوف ہونے کی وجہ تصورِ علم پر تو یہ ہے کہ کسی علم کو شروع کرنے والا اگر اوّلاً اس علم کا تصور نہ کرے، تو وہ مجہول مطلق کا طالب ہوگا اور مجہول کی طلب محال ہے، کیونکہ مجہول مطلق کی طرف نفس کا متوجہ ہونا ممتنع ہے۔ لہٰذا شروع فی العلم سے پہلے اس علم کا تصور حاصل نہ ہونا محال ہے۔ پس ضروری ہے شروع فی العلم سے پہلے اس علم کا تصور حاصل ہو۔

غرض وغایت پر شروع فی العلم کے موقوف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اگر شارع فی العلم کو علم میں شروع ہونے سے پہلے اس علم کی غرض وغایت معلوم نہ ہو، تو پھر شارع کی طلب کا عبث اور بے فائدہ ہونا لازم آئے گا اور طلب کا عبث ہونا محال ہے۔ پھر علم میں شروع ہونے سے پہلے اس علم کی غرض کا معلوم نہ ہونا بھی محال ہوگا۔ پس ضروری ہے کہ شروع فی العلم سے پہلے اس کی غرض وغایت بھی معلوم ہو۔

موضوع پر شروع فی العلم کے موقوف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اگر شارع فی العلم کو علم میں شروع ہونے سے پہلے اس علم کا موضوع معلوم نہ ہو، تو وہ علم دوسرے علوم سے کامل طور پر ممتاز نہ ہوگا۔ جب وہ علم ماعداہ علوم سے ممتاز نہ ہوگا وہ شارع اس علم میں علی وجہ البصیرۃ شروع نہ ہوگا۔ موضوع جاننا اس لیے ضروری ہے تاکہ شارع فی العلم اس علم میں علی وجہ البصیرۃ شروع ہو جائے اور اپنے مقصد کی طرف ہی نگاہ رکھے۔

سوال نمبر 5:- وَاعْلَمْ اَنَّ الْمَشْهُوْرَ فِيْمَا بَيْنَ الْقَوْمِ اَنَّ الْعِلْمَ اَمَّا تَصَوُّرٌ اَوْ تَصْدِيْقٌ وَالْمُصَنِّفُ عَدَلَ عَنْهُ اِلَى التَّصَوُّرِ السَّاذِجِ وَالتَّصْدِيْقِ ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) عبارت میں مذکور علم کی تقسیم پر وارد ہونے والا اعتراض و جواب تحریر کریں؟

(ج) تصور برسمہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب: اعراب پر لگا دیے گئے ہیں۔

عبارت کا ترجمہ: اور تو جان لے کہ قوم کے درمیان علم کی مشہور تقسیم یہ ہے کہ "علم یا تصور ہے یا تصدیق اور ماتن نے عدول کیا اس سے تصور ساذج اور تصدیق کی طرف۔"

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ب) عبارت میں مذکور اعتراض و جواب کی تقریر:

تقریر سوال: ماتن نے علم کی مشہور تقسیم سے اعراض کیوں کیا؟ مشہور تقسیم یوں تھی "العلم اما تصور او تصدیق ." جبکہ ماتن نے علم کی تقسیم اس طرح کی ہے "العلم اما تصور ساذج او تصدیق ."

تقریر جواب: ماتن نے علم کی مشہور تقسیم سے عدول اس لیے کیا کہ مشہور تقسیم پر دو اعتراض وارد ہوتے تھے، تو ان اعتراضوں سے بچنے کے لیے ماتن نے مشہور تقسیم سے اعراض کیا اور ایک نئی تقسیم ایجاد کی۔

(ج) تصور برسمہ: تصور برسمہ سے مراد خاص تعریف ہے جو شیء کے خاصہ پر مشتمل ہو۔

سوال نمبر 6:- (الف) قطبی کی روشنی میں جنس اور اس کی اقسام کی تعریفات مع مثال سپرد قلم کریں؟

(ب) تصور بشرط شیء بشرط لا شیء اور لا بشرط شیء کی مثال کے ذریعے توضیح کریں؟

(الف) جنس کی تعریف: جنس وہ کلی ہے جو مختلفۃ الحقائق کثیرین پر مَا ھُو کے جواب میں محمول ہو جیسے حیوان انسان کے لیے جنس ہے۔

جنس کی اقسام: جنس کی دو قسمیں ہیں: جنس قریب اور جنس بعید۔

جنس قریب کی تعریف: جنس قریب وہ جنس ہے کہ کسی ماہیت کو بعض مشارکات سے ملا کر مَا ھُو کے ذریعے سوال کریں تو جواب میں وہ جنس آئے اور جب دوسرے مشارکات کے ساتھ ملا کر مَا ھُو کے ذریعے سوال کریں تو پھر بھی جواب میں وہی جنس آئے مثلاً حیوان انسان کے لیے جنس ہے۔ اب انسان کو فرس سے ملا کر مَا ھُو کے ذریعے سوال کریں اور یوں کہیں الانسان والفرس ما ھما؟ تو جواب میں حیوان آئے گا۔ اگر اسی ماہیت یعنی انسان کو دوسرے کے ساتھ مَا ھُو کے ذریعے سوال کریں اور یوں کہیں الانسان الغنم ما ھما؟ تو جواب پھر بھی حیوان آیا پس معلوم ہوا کہ حیوان انسان کی جنس قریب ہے۔

جنس بعید کی تعریف: جنس بعید وہ جنس ہے کہ جب کسی ماہیت کو بعض مشارکات کے ساتھ ملا کر مَا ھُو کے ذریعے سوال کریں تو جواب وہ جنس آئے لیکن جب اس ماہیت کو دوسرے مشارکات سے ملا کر مَا ھُو کے ذریعے سوال کریں تو جواب میں وہی جنس نہ آئے بلکہ کوئی اور جنس آئے جیسے جسم نامی انسان کی جنس بعید ہے، کیونکہ انسان کو جب شجر کے ساتھ ملا کر سوال کریں اور یوں کہیں "الانسان والشجر ما ھما؟" تو جواب میں جسم نامی آئے گا۔ لیکن جب انسان کو شجر کے علاوہ کسی ماہیت مثلاً غنم، بقر اور فرس وغیرہ کے ساتھ ملا کر مَا ھُو کے ذریعے سوال کریں تو جواب حیوان آئے گا جسم نامی نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ جسم نامی انسان کے لیے جنس بعید ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ب) بشرط شیء، بشرط لا شیء اور لا بشرط شیء کی وضاحت:

کائنات میں موجودہ اشیاء کے تصور کرنے کی تین حیثیتیں ہیں:

۱- **بشرط شیء:** کسی شی ء کا اس طرح تصور کرنا کہ اس میں کسی قید کے ہونے کا اعتبار کیا جائے اسے تصدیق کہتے ہیں جیسے زید کاتب۔

۲- **بشرط لا شیء:** کسی چیز کا تصور اس طرح کیا جائے کہ اس میں کسی قید کے عدم اور نہ ہونے کا لحاظ کیا جائے، اسی کو تصور ساذج کہتے ہیں جو تصدیق کا قسیم اور مد مقابل ہے' اس کی مثال جیسے انسان کا تصور۔

۳- **لا بشرط شیء:** کسی چیز کا تصور اس طرح کیا جائے کہ اس میں کسی چیز کے ہونے یا نہ ہونے کا لحاظ نہ کیا جائے یہی تصور منطقی ہے جو علم کا مترادف اور مقسم کا درجہ رکھتا ہے۔ اسے حضور ذہنی جو کہ علم ہے، بھی کہتے ہیں۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ب) عبارت میں مذکور اعتراض و جواب کی تقریر:

تقریر سوال: ماتن نے علم کی مشہور تقسیم سے اعراض کیوں کیا؟ مشہور تقسیم یوں تھی "العلم اما تصور او تصدیق ." جبکہ ماتن نے علم کی تقسیم اس طرح کی ہے "العلم اما تصور ساذج او تصدیق ."

تقریر جواب: ماتن نے علم کی مشہور تقسیم سے عدول اس لیے کیا کہ مشہور تقسیم پر دو اعتراض وارد ہوتے تھے، تو ان اعتراضوں سے بچنے کے لیے ماتن نے مشہور تقسیم سے اعراض کیا اور ایک نئی تقسیم ایجاد کی۔

(ج) تصور برسمه: تصور برسمه سے مراد خاص تعریف ہے جو شیء کے خاصہ پر مشتمل ہو۔

سوال نمبر 6:- (الف) قطبی کی روشنی میں جنس اور اس کی اقسام کی تعریفات مع مثال سپردِ قلم کریں؟

(ب) تصور بشرط شیء بشرط لا شیء اور لا بشرط شیء کی مثال کے ذریعے توضیح کریں؟

(الف) جنس کی تعریف: جنس وہ کلی ہے جو مختلفۃ الحقائق کثیرین پر مَـا هُـو کے جواب میں محمول ہو جیسے حیوان انسان کے لیے جنس ہے۔

جنس کی اقسام: جنس کی دو قسمیں ہیں: جنس قریب اور جنس بعید۔

جنس قریب کی تعریف: جنس قریب وہ جنس ہے کہ ماہیت کو بعض مشارکات سے ملا کر مَـا هُـو کے ذریعے سوال کریں تو جواب میں وہ جنس آئے اور جب دوسرے مشارکات کے ساتھ ملا کر مَـا هُـو کے ذریعے سوال کریں تو پھر بھی جواب میں وہی جنس آئے مثلاً حیوان انسان کے لیے جنس ہے۔ اب انسان کو فرس سے ملا کر مَا هُو کے ذریعے سوال کریں اور یوں کہیں الانسان والفرس ما هما؟ تو جواب میں حیوان آئے گا۔ اگر اسی ماہیت یعنی انسان کو دوسرے کے ساتھ مَـا هُـو کے ذریعے سوال کریں اور یوں کہیں الانسان الغنم ما هما؟ تو جواب پھر بھی حیوان آیا پس معلوم ہوا کہ حیوان انسان کی جنس قریب ہے۔

جنس بعید کی تعریف: جنس بعید وہ جنس ہے کہ جب کسی ماہیت کو بعض مشارکات کے ساتھ ملا کر مَـا هُـو کے ذریعے سوال کریں تو جواب وہ جنس آئے لیکن جب اس ماہیت کو دوسرے مشارکات سے ملا کر مَـا هُـو کے ذریعے سوال کریں تو جواب میں وہی جنس نہ آئے بلکہ کوئی اور جنس آئے جیسے جسم نامی انسان کی جنس بعید ہے، کیونکہ انسان کو جب شجر کے ساتھ ملا کر سوال کریں اور یوں کہیں "الانسان والشجر ما هما؟" تو جواب میں جسم نامی آئے گا۔ لیکن جب انسان کو شجر کے علاوہ کسی ماہیت مثلاً غنم، بقر اور فرس وغیرہ کے ساتھ ملا کر مَـا هُـو کے ذریعے سوال کریں تو جواب حیوان آئے گا جسم نامی نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ جسم نامی انسان کے لیے جنس بعید ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ب) بشرط شیء، بشرط لا شیء اور لا بشرط شیء کی وضاحت:

کائنات میں موجودہ اشیاء کے تصور کرنے کی تین حیثیتیں ہیں:

۱- بشرط شیء: کسی شیء کا اس طرح تصور کرنا کہ اس میں کسی قید کے ہونے کا اعتبار کیا جائے اسے تصدیق کہتے ہیں جیسے زید کاتب۔

۲- بشرط لا شیء: کسی چیز کا تصور اس طرح کیا جائے کہ اس میں کسی قید کے عدم اور نہ ہونے کا لحاظ کیا جائے، اسی کو تصور ساذج کہتے ہیں جو تصدیق کا قسیم اور مد مقابل ہے' اس کی مثال جیسے انسان کا تصور۔

۳- لا بشرط شیء: کسی چیز کا تصور اس طرح کیا جائے کہ اس میں کسی چیز کے ہونے یا نہ ہونے کا لحاظ نہ کیا جائے یہی تصور منطقی ہے جو علم کا مترادف اور مقسم کا درجہ رکھتا ہے۔ اسے حضور ذہنی جو کہ علم ہے، بھی کہتے ہیں۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

مدارسِ عربیہ کے طلبا و طالبات کے لئے یکساں مفید

تلخیص

اُصُول الشّاشی

ابو اویس مفتی مُحمّد یُوسف القادری

عِلم التّجوید

زینتُ القراء حضرت مولانا قاری غلام رسول صاحب

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official